عراق کی جانب واپس ہوا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

عیسائیوں کی عین زربہ پر فوج کشی: ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ پر محاصرہ ڈالا چاروں طرف سے قلعہ شکنی منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امان دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اس وجہ سے کہ اہل شہر کا حال بے حد زبوں اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ تمام باشندگان شہر آج ہی اپنے اہل و عیال کے ساتھ شہر چھوڑ کر کے مسجد اقصیٰ چلے جائیں اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی کثرت اژدہام کے باعث ایک بڑا گروہ شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جان بحق تسلیم ہو گئے دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جس قدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کر دیا عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چون قلعے عیسائیوں نے اور فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق واپس ہوا اور اپنی فوج قیساریہ میں چھوڑ تا گیا۔

ابن الزیات کا انجام: چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اس وجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ اس کے ساتھ ہمدردی نہ کرے گا آتے جاتے اس سے معارض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی ان معرکوں میں مارا گیا اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود پڑا اور ڈوب گیا۔

عیسائیوں کا حلب پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد دمستق سرحدی بلاد کی جانب واپس ہوا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کر سکا اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے اسے شکست دے دی آل حمدان نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے ان تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محل سرائے خارج حلب میں تھیں قبضہ کر لیا بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کر لینے کے بعد محلسر اکو مسمار کرا دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلیٰ کوہ جوشن میں لے جا کر قائم کیا اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارت گری شروع ہو گئی لوگ اپنے مال و اسباب بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب متوجہ ہوئی۔

عیسائیوں کا ظلم و ستم: دمستق نے اس امر کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ان عیسائیوں نے بھی نرغہ کر دیا جو حلب میں محبوس تھے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تھا تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن لڑکیاں بھی تھیں جس قدر مال رومی لے جا سکتے تھے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی

اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زاد قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مر گیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اس وجہ سے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جن کی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا سواد اور مضافات حلب سے متعارض نہیں ہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچازاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے کو آئے گا شہر کے آباد کرنے کا حکم دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

سیف الدولہ کی عیسائیوں پر فوج کشی: سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا اس کی شہر پناہ درست کرائی اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مسلح کر کے بلاد روم میں فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کر کے واپس ہوا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ ستبہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گئے اس کے بعد قلعہ دلوکہ پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین قلعوں کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب وجوار میں تھے اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے اسی سنہ میں ابوفراس بن سعید بن حمدان گورنر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۲ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت: سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کا مال واسباب بظلم وستم چھیننے لگا روسا اور امراء پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگا جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا ان لوگوں کو مار بھگایا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل وغارت کرتا رہا بعد اس کے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آ پہنچا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور ہبۃ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا بات میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبۃ اللہ کی بغاوت: اسی سنہ میں سیف اللہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم میں جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجا نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اس وجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے سیف الدولہ بھی حلب کی جانب واپس ہوا درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اس کی موت کی خبر اڑا دی۔ اس کے بھائی کا بیٹا ہبۃ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں میں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حراں کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے

اس کے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا بہتہ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران آیا۔ بہتہ اللہ یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۳ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ درہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور جبر وصول کئے اہل حران نے اپنی قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلا وطن ہو کر میافارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور و جبر قابض ہو گیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے میافارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا نجا نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضات اور قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا خلاط اور شاذ کر دیر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی اس کے بعد معز الدولہ سے ناصر الدولہ نے مصالحت کر لی اور معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا پس سیف الدولہ نے نجا کی سرکوبی کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام بلاد پر جنہیں نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انہیں امان دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۴ھ میں نجا پر میافارقین میں اس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد ناصر الدولہ نے مقررہ خراج ادا کرنے کے لئے یمن میں اپنے بیٹے ابوثغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۴ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصر الدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا معز الدولہ نے پہنچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے اثناء میں ابوثغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آ پہنچا اور قتل و غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا اس کے اطراف و جوانب پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ معز الدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوثغلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسے فاش شکست دے دی اس سے معز الدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پزیر ہو کر اس کے آئندہ حالات کا انتظار کرنے لگا۔

---

۱ اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت: اس مرتبہ ناصر الدولہ موقع پا کر موصل آ گیا اور معز الدولہ کے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اسے قید کر لیا مال و اسباب اور ان آلات حرب پر جسے معز الدولہ موصل چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تمام چیزیں قلعہ کو اسی میں اٹھالا یا اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہنچی بے حد صدمہ ہوا چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں معز الدولہ اس کی مہم کو سر نہ کر سکا۔ مصالحت کا نامہ و پیام بھیجا ناصر الدولہ نے پیام صلح پا کے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل دیار ربیعہ اور اس کے تمام صوبجات کی سند حکومت بہ ادائے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ مصالحت کے بعد ان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے جو کہ معز الدولہ کے ہمراہیوں میں سے اس کے قبضہ میں ہیں۔ الغرض صلح نامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

عیسائیوں کا مصیصہ پر قبضہ: ۳۵۲ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے حملہ کیا مصیصہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی اس کے قصبات اور مضافات کو جلا کر خاک و سیاہ کر دیا شہر پناہ کی دیواریں بہت بڑا روزن بنا لیا۔ اہل شہر کمال جدوجہد سے اس کی مدافعت کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہو گئی تب دمستق نے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا اس کے اطراف و جوانب میں اس کا جور و ستم حد سے بڑھ گیا ہزارہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا گرانی بہت بڑھ گئی اشیاء خوردنی قریب قریب ناپید ہو گئیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جس کی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کی سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آ پہنچے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آ جانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ مجاہدین کے پہنچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہو گئے تھے۔ ان مجاہدین کا گروہ گرانی اور غلہ کی کمی کی وجہ سے متفرق اور منتشر ہو گیا۔

دمستق کا طرسوس کا محاصرہ: رومی عیسائی پندرہ یوم کے بعد پھر واپس ہوئے اور دمستق نے اہل مصیصہ، اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور انہیں جلاوطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزارہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا دمستق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ عیسائی ناکام ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوئے۔ اس کے بعد یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب حملہ کیا اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پزیر ہوا اور چاروں طرف سے فوجیں روانہ کیں۔

مصیصہ کا تاراج: اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ رومی بادشاہ نے صلح سے انکار کیا اور بنفس نفیس فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس پڑا اور اسے خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا وہاں کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلاوطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔

اہل طرسوس کا انخلاء: اس مہم سے فارغ ہو کر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جتنا مال و اسباب لے جا سکیں اپنے ساتھ اٹھا لے جائیں اور طرسوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں چنانچہ اہل طرسوس اس شرط کے مطابق طرسوس کو خیرباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرسوس کی جلاوطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی طرف متوجہ ہوا ہر طرح سے اسے مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں گرد و نواح سے رسد و غلہ فراہم کر کے طرسوس میں جمع کیا اور جب اس انتظام سے فراغت پائی قسطنطنیہ کی جانب واپس ہوا اس کے بعد دمستق بن شمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میافارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روک دیا۔

رشیق نعیمی: جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور ان کے مدبرین میں سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہنچا ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اسے بغاوت پر ابھار دیا اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں علیل ہے نقل و حرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آ سکے گا۔ مزید براں جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا اس سے اس کی امداد کی رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا اس وقت حلب میں عرقوبہ تھا۔

اہل انطاکیہ کی بغاوت: رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا اس نے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا قصد کیا ان لوگوں نے اسے شکست دے دی اس کے بعد سیف الدولہ میافارقین سے حلب آ پہنچا اور فوجیں تیار کر کے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا اور وزیر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن اہوازی کو چندے قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔

مروان قرمطی کی بغاوت: اس کے بعد حمص میں مروان قرمطی نے بغاوت کر دی یہ قرامطہ کے متبعین میں سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا، جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کر کے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک پتھر آ لگا مگر پھر بھی ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا اس کے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے ان لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا مروان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا مروان اس واقعہ کے بعد چند روز زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کے لشکر نے سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل و غارت کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ آمد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر فتحیاب نہ ہوا اہل آمد نے

قلعہ بندی کر لی تب عیسائیوں نے دار کی طرف جو کہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گئے باشندگان دار نصیبین چلے گئے ان دنوں سیف وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بے حد مغموم ہوا اسی وقت عرب کے نامی جنگ آوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانے کی غرض سے بلا بھیجا رومی عیسائی یہ خبر پا کر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ ان کی جگہ وہاں پر قیام پزیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطاکیہ پر جا پہنچے مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے اس کے گردونواح کو لوٹتے رہے اہل انطاکیہ نے ناکہ بندی کر لی مجبوراً ناکام ہو کر طرسوس کی جانب واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی وفات: ماہ صفر ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میار فاقین اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی اس کی جگہ تخت حکومت پر اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف متمکن ہوا۔

ناصر الدولہ کی اسیری: پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولی میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اس کے بیٹے ابوثعلب نے موصل میں قید کر دیا ابوثعلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بڑھاپے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی اس کی اولاد اور اس کے ارا کین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہنچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک کہ بختیار بن معز الدولہ داد و دہش کرنے لگے جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا فتح یاب ہونے آسان ہو جائے گا اور اگر میرا کہنا تم نہ سن سکو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بے حد زیر بار کروں گا اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابوثعلب کو موقع مل گیا اس نے ارا کین دولت اور خادموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابوثعلب کے بعض بھائیوں نے ابوثعلب کی مخالفت کی اس وجہ سے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اسے بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنے کی غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسے سند حکومت دے دی۔

ابوالمعالی شریف والیٔ حلب: سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابوفراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسے بنج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور عیسائیان روم کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زر فدیہ ادا کر کے اسے قید فرنگ سے نجات دلائی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسے ابوالمعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے صدونامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابوفراس کا قتل: پس ابوالمعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابوفراس کی جستجو اور گرفتاری

پر روانہ کیا چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدو پہنچا ابوفراس کے ہمراہیوں نے ابوفراس کے لئے امن کی درخواست کی ابوفراس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے انہیں امان دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابوفراس کو گرفتار کرا کے اسے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر ابوالمعالی کی خدمت میں بھیج دیا ابوفراس کا کاموں تھا۔

ابوثغلب اور حمدان کی جنگ و مصالحت: ناصر الدولہ بن حمدان کی بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابوثغلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابوثغلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا جب ناصر الدولہ نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابوثغلب مطلع ہو گیا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی منتقل کر دیا شدہ شدہ اس کی خبر حمدان تک گئی یہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا جب اسے اس کے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہوگی۔ ابوثغلب یہ پیام سن کر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر رقہ کی طرف چلا گیا ابوثغلب بھی اس کے تعاقب میں رقہ پہنچا کئی مہینے اس کا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد قید ہی کی حالت میں ناصر الدولہ ۳۵۸ھ میں راہگزار عالم آخرت ہوا موصل میں دفن کیا گیا۔

ابوالبرکات کی رحبہ پر فوج کشی: ابوثغلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو ہمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحائف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معز الدولہ نے ابوثغلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اس کے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام دے کر بھیجا اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب واپس ہوا ابوالبرکات نے اس کی رفاقت کر دی چند روز بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اس پر ابو ثغلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابوالبرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا۔ پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا حمدان موقع پا کر رحبہ پہنچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابوثغلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ ایسی چوٹ لگائی کہ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری لگا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔

ابوفراس کی معزولی: تب ابوثغلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی اپنے بھائی ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دن بعد اس وجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لے جا کر قید کیا اس واقعہ سے اس کے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا اور

وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر دھوکہ دینے کی غرض سے پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا پھر ابراہیم اور حسن (اس کے دونوں بھائیوں) نے امن کی درخواست کی ابوثعلب نے انہیں امن دے دیا اور ان کے خبث باطنی سے مطلع ہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان منجار سے عربان واپس آیا اس اثنا میں ابوثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا دونوں یہ خبر پا کر بھاگ گئے اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابوثعلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

ابوثعلب کا رحبہ پر قبضہ: حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا نجا نے اس کے تمام اسباب اور مال وزر پر قبضہ کر کے اور سب مال لے کر حران بھاگ گیا اس وقت حران میں سلامہ برقعیدی ابوثعلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا حمدان رحبہ کی طرف واپس ہوا اور ابوثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور کر کے رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ نجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابوثعلب موصل کی جانب واپس چلا آیا یہ تمام واقعات آخر ۳۹۰ھ میں وقوع پزیر ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا طرابلس اور حمص کا تاراج: ۲۸۵ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا کیونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو اسے ترکی بہ ترکی جواب دیتا یا اس کی مدافعت کرتا جی کھول کر اطراف طرابلس کو تاخت وتاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے رقہ کی طرف نکال دیا تھا۔ رومیوں کو موقع مل گیا۔ طرابلس میں لوٹ مار کر کے رقہ کی جانب بڑھے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اور اسے خاطر خواہ تاخت وتاراج کیا اس کے بعد اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہنچنے سے پہلے حمص خالی کر دیا تھا رومی عیسائیوں نے پہنچتے ہی اسے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بلاد ساحل کی طرف جھکے ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے کوئی ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔

عیسائیوں کا حلب اور انطاکیہ کا محاصرہ: تھوڑے ہی دن میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے۔ جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والیٔ روم نے لوٹ کر حلب اور انطاکیہ کے حصار کے قصد سے فوجیں فراہم کیں مگر یہ سن کر کہ وہ لوگ پورے طور سے مقابلہ پر آئیں گے اپنے ملک کو لوٹ گیا اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا ایک بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا۔ اس نے عیسائیوں کے طوفان بے تمیزی کی خوب روک تھام کی انہیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شب خون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا یہ فوج کفر توثا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہنچ گئی اور اس کے اطراف وجوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابوثعلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی کوئی قوت ہی نہ تھی۔

قرعوبہ کی خودسری: قرعوبہ سیف الدولہ کا وہی غلام ہے جس نے سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعوبہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسے حلب سے نکال کر خود سر حکمران بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا۔ اہل حران نے بھی اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ لیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی میافارقین میں آمد: ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابوفراس کی بیٹی تھی اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہیں قید کرنے کے لئے آ رہا ہے اس وجہ سے اس نے بھی چند دن تک میافارقین میں ابوالمعالی کو داخل نہ ہونے دیا جب تک اسے اپنا ذاتی اطمینان نہ ہو گیا اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل نہ ہو گئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ خوش تھی ان کو میافارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی رسد و غلہ کا انتظام کر دیا اور باقی ماندگان کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابوالمعالی کی حماۃ کو روانگی: اس کے بعد ابوالمعالی نے جنگ قرعوبہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کر لی تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنا لیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوثعلب کی روانگی میافارقین: ابوثعلب یہ سن کر کہ ابوالمعالی نے قرعوبہ حلب کی طرف بار بار جنگ کو چ کیا ہے فوجیں مسلح کر کے میافارقین کی جانب روانہ ہوا۔ سیف الدولہ کی بیوی نے ابوثعلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آ گئی بالآخر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابوثعلب کو بطور تاوان یا خرچۂ جنگ ادا کرے اس کے بعد لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوثعلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سن کر برہم ہو گئی۔ رات کے وقت اپنی فوج کو شب خون مارنے کا حکم دے دیا چنانچہ ابوثعلب کے لشکر گاہ سے بہت سا مال و اسباب لوٹ لے گئی ابوثعلب نے بمنت و خوشامد پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ درہم لے کر اس کے قیدیوں کو رہا دی پس ابوثعلب میافارقین سے واپس ہوا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: ۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوتا پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ ارتا انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقا سے سازش کر لی اور اس امر پر انہیں راضی کر لیا کہ انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ جلاوطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں چنانچہ اہل لوقا جلاوطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو کہ انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے دو مہینے کے بعد یعفور والیٔ روم کا بھائی چالیس ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملے شروع کر دیئے اہل لوقا نے حسب قرارداد سابق اپنی جانب سے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا۔ اہل انطاکیہ اس

امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل و غارت گری شروع کر دی بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کر دیا اس کے بعد سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا محاصرہ حلب: ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھے یہ خبر پا کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آ رہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا عیسائیوں نے پہنچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔ قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج جو دونوں فریقوں کے درمیان طے پایا تھا مصالحت کر لی اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ رومی عیسائی لشکر سے مضافات فرات میں رسد بہم پہنچانے میں روک ٹوک نہ کی جائے اس مصالحت میں حمص، کفر طاب، معرہ، افامیہ، شیرز اور جس قدر قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان تھے داخل تھے مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چند رؤسا کو دیا رومیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھا لیا۔ اسی اثناء میں برادر والیٔ روم نے ایک فوج عظیم ملاذکرد مضافات صوبہ آرمینیہ کی طرف روانہ کی تھی۔ چنانچہ اس فوج نے ملاذکرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ ان پیہم کامیابیوں سے ادھر عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے ادھر ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھر اٹھے۔

یعفور والیٔ قسطنطنیہ کا قتل: یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اس نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا طرسوس آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑا تھا اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی بیوی سے شادی کر لی مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امرائے اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور انہیں اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی چند روز بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ مقتول کی نسل سے تھے خصی کروانے کا قصد کیا تا کہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص بھی ان کے لڑکوں میں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہ جائے اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق دمستق اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسے ایک روز رات کے وقت بارحیات سے سبکدوش کر دیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا اور قسطنطنیہ چلا گیا۔ ترقی کرتے بادشاہ ہو گیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کی اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانماں ہوئے اور خاندان کے نسب سے بعید ہو اسے اس درجہ پر نہ پہنچنے دینا چاہئے اس مضمون کو مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابوثعلب کا حران پر قبضہ: نصف ۳۵۹ھ میں ابوثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا بالآخر

اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابوثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور تمام اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابوثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابوثعلب اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے شہر گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا سلامت برقعیدی کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ بنونمیر نے اطراف موصل میں غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب چلا۔

قرعویہ اور ابوالمعالی کی مصالحت: ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعویہ کی خودسری حکومت حلب اور ابومعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا اس کا بعد قرعویہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف واپس ہوا پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ تھوڑے دن بعد قرعویہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعویہ حلب میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ: ۳۵۹ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا لوٹ مارا کرتا ہوا نصیبین تک پہنچا جی کھول کر اسے پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا یہاں بھی وہی ظلم و ستم کا رویہ اختیار کیا ابوثعلب میں اس قدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دے کر ان کو اپنے حملوں سے بچا لیا باشندگان دیار بکار کا ایک گروہ فریاد و واویلا و امصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہنچا جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔

اہل بغداد کا احتجاج: اہل بغداد بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع اللہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا اہل بغداد کے چندرؤسا بختیار کے پاس پہنچے اس وقت وہ اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دی جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا ادھر ابوثعلب بن حمدان کو ارادۂ جہاد سے مطلع کر کے رسد و غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے جمع ہو گیا تھا اس وجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا جدال و قتال کی نوبت پہنچ گئی لوٹ مار اور غارت گری شروع ہو گئی۔

دمستق کی شکست و گرفتاری: دیار مضر اور جزیرہ میں قتل و غارت گری سے دمستق کے حوصلے بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہو گئی۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس اثناء میں اس کا بھائی ابوالقاسم ہبۃ اللہ بھی آ

پہنچا۔ دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگران کا لشکر گاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ سواروں کی فوج مطلق بیکار ہوگئی اور وہ لوگ جنگ پر تیار بھی نہ تھے خواہ مخواہ انہیں شکست اٹھانا پڑی دمستق کو گرفتار کرلیا گیا اسی زمانے سے دمشتق ابوثعلب کے پاس محبوس اور نظر بند رہا یہاں تک کہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بے حد کوشش کی گئی متعدد طبیب جمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ: ابوثعلب اور اس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخر الذکر بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابوثعلب کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آ گئے جس سے بختیار ان کی امداد نہ کر سکا ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثعلب کے پاس چلا آیا اس کے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہوگئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر ابن بقیہ نے اس وجہ سے کہ ابوثعلب نے تحریر میں اس کے آداب وخطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پا کر زور دے دیا اس لئے بختیار نے موصل کی جانب کوچ کر دیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہنچا۔

ابوثعلب کی روانگی بغداد: ابوثعلب یہ خبر پا کر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد وغلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کر دیا بختیار نے موصل پر قبضہ کر لیا اور ابوثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگرچہ اثناء راہ اور سواد بغداد میں کسی قسم کی غارت گری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکی جو ابوثعلب اور اس کے ہمراہیوں کے دلی مقاصد حاصل کرنے میں سد راہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہنچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہوگیا۔

ابوثعلب کی مراجعت موصل: باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رک رہا۔ ان لوگوں کے پہنچ جانے سے ابوثعلب بغداد میں داخل نہ ہو سکا معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور در پردہ سبکتگین کی بغاوت اور حکومت وسلطنت پر قابض ہو جانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسے پسند نہ کیا تب ابوثعلب بغداد سے موصل کی جانب واپس ہوا اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور سبکتگین کے صلاح ومشورہ سے ابوثعلب سے مصالحت کا نامہ وپیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ ابوثعلب بختیار کو خرچہ سفر وجنگ ادا کرے اور اپنے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات باستثناء ماروین واپس دے دیئے جائیں شرائط صلح طے ہونے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا چنانچہ بختیار نے تحریر صلح نامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور ابوثعلب موصل کی طرف روانہ ہوا ابن بقیہ نے لوگوں کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھ کر کوچ کر دیا چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے ابوثعلب کی آمد کی اطلاع سن کر ان لوگوں سے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے۔

ابوثعلب اور بختیار کی مصالحت: ابوثعلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی

درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسے منظور کرلیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابوثغلب نے پھر بدعہدی کی ہے اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل وعیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے یہ خبر سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی بے حد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو مع افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابوثغلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں سے معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابوثغلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہوگئی تب بختیار بغداد کی جانب واپس ہوا اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابو ثغلب کی درخواست پر جہیز دے کر رخصت کر دیا بختیار نے ان واقعات سے اپنی بیٹی کا عقد ابوثغلب سے کر دیا تھا۔

ابوالمعالی کا محاصرۂ حلب ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعویہ جو کہ ابوالمعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابوالمعالی پر غالب ہوگیا تھا اور ابوالمعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا تھا ابوالمعالی اپنی والدہ کے پاس میافارقین چلا گیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا ان دنوں رومیوں نے اس حمص کو امان دے دی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی قرعویہ نے حلب میں اپنے خادم بکجور کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اس نے اپنی قوت بڑھا کر چاہ کندہ را چاہ درپیش قرعویہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعویہ کے اراکین و مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہنچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کرلیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں حتیٰ کہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

حمدان بن ناصر الدولہ کی اسیری جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرلیا اور اس کے برادر عم زاد (معز الدولہ) بختیار کو شکست ہوئی اس وقت بختیار معدودے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا حمدان بن ناصر الدولہ برادر ابوثغلب عضد الدولہ کے ہمرکاب تھا۔ اس نے شام کی بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے مراسم اتحاد قائم ہونے کے باعث ابوثغلب سے معترض نہ ہونے کا عہد و پیمان کرلیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر موصل کی طرف قدم بڑھایا جس وقت تکریت کے قریب پہنچا ابوثغلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس مع اپنی فوج کے ساتھ تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار رہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابوثغلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا۔ ابوثغلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا ابوثغلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۰ھ میں فریقین کی طرف تکریت میں

معرکہ آرائی ہوئی عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دے دی۔ اثناء دار و گیر میں بختیار مارا گیا اور ابوثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا عضد الدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پزیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔

ابوثعلب کا تعاقب: پس موصل میں قیام کر کے ابوثعلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سردار روانہ کئے انہی سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں اسحاق وظاہر پسران معز الدولہ اور ان کی والدہ بھی تھی اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس کے ہمراہیوں میں سے ابوالوفا ظاہر بن اسماعیل اور ابو طاہر طغان اس کا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔ ابو ثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا جب اسے یہ خبر لگی کہ ابوالوفا میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو میافارقین کو خیر باد کہہ کر تدلیس کا راستہ لیا۔ اس کے بعد ابوالوفا وارد میافارقین ہوا۔ اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ابوالوفا نے میافارقین کو بحالہ چھوڑ کر ابوثعلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر اردن روم سے نکل کر حسینہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسینہ سے قلعہ کواسی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال واسباب اور ذخیرہ کو منتقل کر کے واپس ہوا۔ ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور عیسائی فرمانروا ورد: عضد الدولہ کو ابوثعلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اس وجہ سے فوجیں آراستہ کر کے ان قلعوں کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ہمراہیوں نے عضد الدولہ سے امان حاصل کر لی عضد الدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا ابوثعلب یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اس کے بادشاہ وردروی کے پاس چال گیا چونکہ وردروی اپنے شہنشاہ سے حکومت وسلطنت کی بابت لڑ رہا تھا اس وجہ سے ابوثعلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے بے اظہار اتحاد کیا ابوثعلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہوگی رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ عضد الدولہ کا لشکر اس نقل وحرکت کے زمانہ میں ابوثعلب کے تعاقب میں تھا اتفاق سے اس لشکر کی ابوثعلب سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے قلعہ زیاد میں جو کہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیام بھیجا ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت وریاست کی بابت لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت وکامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہوئی ابوثعلب اس کی مدد سے نا اُمید ہو کر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہنچ کر قیام پزیر ہو گیا۔ تا آنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفا کا میافارقین پر قبضہ: ابوالوفا نے ابوثعلب کے تعاقب سے واپس ہو کر میافارقین کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزارمرد اس کا والی تھا اس نے نہایت حزم واحتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے تین ماہ کامل ابوالوفا کی مدافعت کرتا رہا۔ اس کے بعد اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہو گیا ابوثعلب نے اس کی جگہ حدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا ابوالوفا نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفا کی جانب مائل ہو گئے ابوالوفا نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو ان سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے

سازش کر لی تھی ۔مونس کو اس کی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا گردن اطاعت جھکا دی اور امن کا خواستگار رہا ابوالوفا نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

عضد الدولہ کا دیار مضر پر قبضہ : زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابوالوفاء نے میافارقین کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اسے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوثعلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفا نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب واپس ہوا۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوالثعلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی۔ رحبہ کا قصد کیا اور عضد الدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضد الدولہ نے بہ شرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوثعلب نے اس سے انکار کیا تب عضد الدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ ابوثعلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں ابوالمعالی عضد الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لے کر حاضر ہوا۔ عضد الدولہ نے نقیب ابوحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا باقی ماندہ شہروں کو سعد الدولہ کو دے دیا۔ اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

عضد الدولہ کا رحبہ پر قبضہ : ان واقعات کے بعد عضد الدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے تمام قلعوں پر قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفا کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذی ۳۶۵ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سر کرنے کے لئے صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت قبول کی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالے کر دیا ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے ان کے شہروں کے درمیان برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوثعلب کا دمشق پر محاصرہ : ابوثعلب بن حمدان کو عضد الدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب واپس ہونے سے نا اُمیدی اس وقت اس نے شام کا راستہ لیا ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا اتابکی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افتکین کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور افتکین کے بعد قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام کے ابوثعلب کی آمد کی خبر خائف و ترساں ہو کر اسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوثعلب شہر سے باہر قیام پزیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار رہا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اپنے پاس بلایا ہے۔ ابوثعلب یہ سن کر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی سے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں اس کے بعد فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام کی جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آ پہنچا فضل عزیز علوی اور ابوثعلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا گیا۔ ابوثعلب نے اس کے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابوثعلب اور قسام سے دو دو

ہاتھ چل گیا تھی اس وجہ سے فضل نے ابوثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام اور فضل سے ان بن ہوگئی نظام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا۔

ابوثعلب بن حمدان کا قتل: اس کے بعد ابوثعلب نے بنوعقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۹۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال سے وخوف سے کہ مبادا ابوثعلب کی قوت بڑھ جائے متفق ہو کر ابوثعلب سے مقابلہ کیا بنوعقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جس میں کچھ اس کے باپ کے غلام تھے بدرجہ مجبوری ابوثعلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابوثعلب کی غیرت وجرأت نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ابوثعلب تن تنہا کھڑا ہو گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابوثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کئے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابوثعلب پابہ زنجیر عزیز علوی کے پاس بھیج دیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسے اپنا دایاں بازو نہ بنا لے جیسا کہ افشین کو بنا لیا تھا قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اتار کر مصر روانہ کر دیا۔ بنوعقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بہن بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفا والی موصل نے عضد الدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا یہ بغداد میں عضد الدولہ کی محفل سرائے کے ایک حجرہ میں قید کر دی گئی۔

ابن ستمشیق کا طرابلس کا محاصرہ: ارمانوس والیٔ روم بوقت وفات دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا ان میں سے ایک کا نام لیبل تھا دوسرے کا قسطنطین اپنے باپ کی وفات کے بعد دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثناء میں دمستق یعفور بلاد اسلامیہ کو تہ وبالا کر کے واپس آیا۔ رومیوں نے جمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسے مامور کیا ان دونوں کی ماں نے ابن ستمشیق کو یعفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے یعفور کے قتل کے بعد اس کی جگہ عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن ستمشیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لادون اور بھتیجے ودریس بن لادون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور عہد دمستق سے سرفراز ہو کر فوجیں آراستہ کر کے بلاد شام کی طرف چلا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور ورد کا اتحاد: موجود حکمران روم کی ماں کا ایک خصوصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن ستمشیق کو زہر کھلانے پر مامور کیا زہر کھلانے کے بعد ابن ستمشیق کو امر کا احساس ہوا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثناء راہ میں مر گیا۔ بطریقوں اور سپہ سالاروں میں سے ایک شخص ورد بن منیر نامی اس کے ہمراہ تھا اس کے مرنے پر ورد کو حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی ابوثعلب سے خط وکتابت کر کے رستم اتحاد قائم کی اور اسے اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد ومعاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں وردان کو شکست پر شکست دیتا گیا رومی حکمران کو بے حد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کر کے ودریس بن لادون کو قید کی تکلیف سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ ورد کے سر

---

[1] مرسہ علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف وبلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا مگر اس کے احکام کا پابند نہ تھا۔

کرنے کے لئے روانہ کیا اور وہ دریس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں بے حد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آ گئے بالآخر وردکو شکست ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا میافارقین کے قریب پہنچ کر قیام پزیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست لے کر روانہ کیا۔

وردکی گرفتاری و رہائی: انہی دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے عضد الدولہ کے پاس پیام بھیجا عضد الدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہو گیا اور وردا اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ ابوعلی تمیمی والیٔ دیار بکر نے وردکو اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے میافارقین کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ روز بعد پابہ زنجیر روانہ کر دیا مدتوں یہاں بھی قید رہا حتیٰ کہ ان کو بہاالدولہ بن عضد الدولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنی رہائی کے عوض رہا کر دے (۲) یہ کہ سات قلعے معہ جملہ مال واسباب ومضافات کے مسلمانوں کے حوالے کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ میں سے کسی طرح معرض نہ ہو۔ وردنے ان شرائط کو قبول کیا سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔

وردکا محاصرہ قسطنطنیہ: اثناءراہ میں ملیطہ پر قبضہ وتصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامانِ جنگ وجدل کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی وردیس بن الودن نے گھبرا کر اس شرط سے کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضے میں رہے۔ باقی پر وردقابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ وردنے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس وقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والیٔ قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام یسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے وردکی خودمختار حکومت تسلیم کر لی وردکا غصہ فرو ہو گیا اس کے بعد قسطنطین مر گیا۔ یسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا بہت دن تک اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس سال لڑتا رہا آخر کار ان پر اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو انکے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لے جا کر پڑاؤ کیا۔

بکجور کا امارت دمشق پر تقرر: ہم اوپر ابوالمعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بکجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بکجور نے اسے تعمیر وآباد بھی کیا تھا چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویران وبرباد ہو گیا تھا مزید برآں گرانی اور وبا پھیل گئی تھی بکجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی۔ حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا اور اہل دمشق کا مال واسباب حمص اٹھا لایا اس سے عزیز والیٔ مصر کی آنکھوں میں بکجور کی عزت بڑھ گئی خط وکتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہو گیا تو بکجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا اس کے بعد ۳۷۳ھ میں بکجور اور سعد الدولہ ابوالمعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہو گئی بکجور نے عزیز والیٔ مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائیں وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکین قسام کے بعد دمشق کا حکمران ہوا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ) نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ چار وناچار عزیز کو دمشق سے بلکین کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کی جگہ بکجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکین کو مصر میں طلب کر لیا۔

بکجور کی معزولی: ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور وارد دمشق ہوا۔ اس نے پہنچتے ہی دمشق میں فتنہ مچا دیا وزیر السلطنت ابن کلس کے آدمیوں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک فوج سپہ سالار منیر خادم کی افسری میں بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والیٔ طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کے لئے لکھا گیا۔ بکجور نے یہ خبر پا کر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان منیر کے ہاتھ رہا۔ بکجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کی شرط پر امن دیا بکجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

ابوالمعالی کے خلاف بکجور کی سازش: بکجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور رقہ کی سرحد پر جتنے شہر تھے ان پر قابض ہو گیا بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا باد کر دی کو جو کہ دیار بکر موصل پر غالب ہو رہا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابوالمعالی نے سعد الدولہ والیٔ حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمایئے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں گا کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بکجور نے رقہ میں قیام کر کے سعد الدولہ ابوالمعالی کے غلاموں میں سے خط و کتابت شروع اور ان کو ان کے آقائے نامدار سے بغاوت کرنے پر ابھارنے لگا ان لوگوں نے اس کی تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بکجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابوالمعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بکجور نے اس سے مطلع ہو کر عزیز والیٔ مصر سے امداد کی درخواست کی ادھر عزیز نے نزالی والیٔ طرابلس اس علاوہ اور گورنران شام کو بکجور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا ادھر خفیہ طور سے عیسیٰ بن فسطورس نصرانی (عزیز والیٔ مصر کے وزیر السلطنت) نے نزال وغیرہ سپہ سالاروں کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بکجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونا اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ فسطورس وزیر اور بکجور کے درمیان مدت دراز سے اختلاف چلا آ رہا تھا الغرض نزال اور بکجور رقہ سے روانہ ہوا ابوالمعالی کو اس کی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کر کے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولوء کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام بھی اس کی رکاب میں تھا لولو کبیر نے بکجور سے بغرض سازش خط و کتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کر کے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بکجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔

بکجور کا قتل: انہی دنوں ابوالمعالی نے والیٔ انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ چونکہ والیٔ انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بکجور کے ہمراہ تھے در پردہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بکجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تمہیں اس قدر جاگیریں اور انعام دوں گا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے اس دھوکہ سے عربوں نے جن کے وقت بکجور کو دھوکہ دینے کا وعدہ کر لیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہو گئے عربوں نے پلٹ کر بکجور کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے لشکر گاہ سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بکجور کو عربوں کی اس حرکت سے بے حد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہو کر ابوالمعالی کے خیال سے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولوء نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جس وقت بکجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولوء نے بڑھ کر وار کیا بکجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولوء کے

ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ بکچور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسے گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر بکچور کی گرفتاری اور قید کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکچور کو قتل کر کے رقہ کا راستہ لیا۔

ابوالمعالی کا رقہ پر قبضہ: رقہ میں اس وقت سلامہ رشیقی (بکچور کا غلام) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسن مغزلی اس کا وزیر السلطنت تھا۔ ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان لوگوں کو امن دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھول دیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کر لیا جس وقت بکچور کی اولاد اپنے مال واسباب کے ساتھ نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہو گئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا۔ عرض کی آپ اس مال وزر پر قبضہ کیوں نہیں کر لیتے۔ بکچور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اس مال وزر پر قبضہ کر لینے کی آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی ابوالمعالی کی باچھیں یہ سن کر کھل گئیں۔ فوراً تمام اسباب پر قبضہ کر لیا عزیز والی مصر نے اولاد بکچور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت برے طور سے اس کا جواب دیا وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

بادکردی: اکراد حمیدیہ اور ان کے روسا میں سے اطراف موصل میں بادنامی ایک شخص رہتا تھا بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اس کا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشک تھا بعضے کہتے ہیں باد اس کا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشک کنیت تھی اور ابو عبداللہ حسین اس کا بھائی تھا۔ یہ شخص نہایت رعب وداب کا آدمی تھا گردونواح کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ اور غارت گری سے جتنا مال ہاتھ لگتا تھا سب کا سب اپنے اعزا واقارب میں تقسیم کر دیتا تھا رفتہ رفتہ اس داد ودہش کی وجہ سے اس کی جمعیت بڑھ گئی شہر آرمینیہ کی جانب قدم بڑھایا۔ شہر ارجش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف واپس ہوا جب عضدالدولہ نے موصل کو فتح کیا وفود (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کر کے رفاقت ترک کر دی۔ عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہ ہوا۔

بادکردی کا موصل پر قبضہ: جب عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد اور میافارقین پر قبضہ حاصل کر کے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد کی ماتحتی میں باد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسیہ میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہنچا باد اس کے تعاقب میں تھا موصل کے عوام الناس ابوالقاسم کی بداخلاقی کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار کر نکال دیا باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا اس کی فوجی اور مالی قوت بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔

ابوالمعالی کی دیار بکر پر فوج کشی: صمصام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کو سر کرنے پر مامور کیا۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے

کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن میں تشہیر بغداد کی کی گئی۔ دیلم نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی طرف روانہ کی اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والیٔ حاجب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کر لو۔ ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہواخواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دن تک میافارقین کا محاصرہ کئے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر حلب واپس آئی۔

باد کردی اور حاجب ابوالقاسم کی مصالحت تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ حکمت عملی سے جب موقع پر ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کی پنڈلی یہ خیال کر کے سر ہے تلوار کا وار کیا باد اٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ باد اس جان فرما مصیبت سے بال بال بچ گیا۔ اس کے بعد باد نے سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبد بن عباد کو دیا جائے چنانچہ یہ اسی زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

ابونصر خواشادہ اور باد کردی کی جنگ مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہگزار ملک عدم ہو گیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے باد کے سر کرنے کو روانہ کیا باد بھی ان سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوجیں وقت پر نہ پہنچی اور لڑائی شروع ہو گئی ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنوعقیل اور بنونمیر کو جاگیریں اور انعامات دے کر باد کی مدافعت پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ ہوئی باد طور عیدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہو مگر صحرا پر قبضہ نہ کر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا بھائی مارا گیا اس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا حتی کہ شرف الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر سننے میں آئی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی عرب صحرا پر اور باد جبل پر قابض و متصرف رہا۔

موصل پر بنوحمدان کا قبضہ ابوطاہر ابراہیم اور عبداللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابوثعلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے جب شرف الدولہ نے وفات پائی تو خواشادہ اس وقت موصل میں تھا ان دونوں بھائی میں ابوطاہر اور ابوعبداللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ ان کی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خوشادہ والیٔ موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ کو موصل میں داخل نہ ہونے دیا جائے پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہنچ گئے موصل کے باہر مقام دیر اعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہنچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی

خوشی بنوحمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگے ان میں کثیر گروہ کھیت رہا باقی ماندگان نے موصل کو اس حرکت وحشیانہ سے روکا اور خواشادہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہو گیا تھوڑے ہی دن میں عرب ہر چہار طرف سے کھینچ کر بنوحمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

بادکردی کا قتل: ان واقعات کی اطلاع باد کو پہنچی۔ یہ اس وقت دیار بکر میں تھا باد فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد مثنونہ (بشنویہ) والیانِ قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آ کر جمع ہو گیا باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی استدعا منظور کر لی تب باد نے اپنی فوج کو مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہنچ کر شرقی جانب قیام پزیر ہوا ابوطاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدرداحمد بن مسیب امیر بنوعقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدرداحمد نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابوطاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کر لیا چنانچہ ابوعبداللہ نے اس شرط کے پخت و بز کرنے اور امداد حاصل کرنے کی غرض سے ابوالدرداحمد کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی ابوطاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا جب ابوعبداللہ اور ابوالدرداحمد باہم شرائط امداد طے ہو گئیں تو ابوالدرداپنی قوم کو مرتب کر کے ابوعبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور دجلہ کو عبور کر کے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابوطاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا باد بھی منہ کے بل ایسا گرا کہ اٹھ کر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ہمراہیوں کو اس کے پاس سے بزور حملہ منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنوحمدان کے پاس لے آیا بنوحمدان مظفر و منصور موصل کی جانب واپس آئے۔

یہ واقعہ ۴۸۰ھ کا ہے۔

ابوعلی اور پسران حمدان کی جنگ: باد کے مارے جانے کے بعد ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامن گیر ہوئی ابوعلی بن مروان کردی ہمشیرزادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہو کر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال و اسباب بھی تھا قلعہ کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابوعلی نے اس قلعہ میں پہنچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کر لیا اور تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قابض ہو گیا اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔ اس

اثناء میں ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان آ پہنچے ایک دوسرے سے گتھ گئے اتفاق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی اور اثناء جنگ میں ابوعبداللہ کو گرفتار کر لیا چند روز بعد ابوعبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔ ابوطاہر اس وقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دے کر ابوعبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہاں قید رکھا خلیفہ مصر نے اس کی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابوعلی نے اسے رہا کر دیا اور رہائی کے بعد ابوعبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسے حلب کی حکومت پر مامور کر دیا یہاں تک کہ اس نے حلب میں ہی بحالت حکومت وفات پائی۔

ابوطاہر کا قتل: باقی رہا ابوطاہر وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیّب امیر بنوعقیل مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدداء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد ابوالدرداء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو بارحیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کر میرے پاس روانہ فرمائیں تا کہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کرو بہاء الدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیج دیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کا تصرف کا اختیار نہ تھا ابوالدرداء سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد ابوالدرداء کی حکومت مستقل ہو گئی اور بہاء الدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہو گیا اور بنوحمدان کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ والبقاء اللہ۔

سعد الدولہ بن حمدان: جس وقت سعد الدولہ نے اپنے خادم کچو رکو شکست دی اور اسے جب کہ اس نے رقہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعد الدولہ واپس ہو کر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۲ھ میں راہگزار ملک عدم ہوا لولوء کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت وحکومت کا منتظم تھا۔ اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلا دیا اور شاہی افواج سے اس کی امارت وحکومت کی بیعت لی چاروں طرف سے فوجیں اس کی خدمت میں آ گئیں۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ابوالحسن مغربی تک پہنچی اس وقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کیا اور پہنچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔

منجوتکین اور عیسائیوں کی جھڑپیں: پس عزیز نے ایک عظیم فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا ابوالفضائل اور لولوء قلعہ نشین ہو گیا اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔

چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگریا) میں مصروف تھا اس وجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابوالفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا جسر جدید پہنچ کر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آ گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت وتاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا ابوالفضائل اور لولوء کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے جس قدر قلعہ سے مال واسباب اٹھا کر لے جا سکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

منجوتکین کا محاصرہ حلب: اس کے بعد منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا لولوء نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحۃً مصالحت کر لی اور محاصرہ اٹھا کر دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر نے اس مصالحت میں کوئی رائے نہ لی۔ عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آموز فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کے لئے گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا ابوالفضائل اور لولوء نے بادشاہ روم کے پاس پھر

خطوط روانہ کیے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطاکیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطاکیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دھوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کر کے کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابوالفضائل اور لولوء نے گرم جوشی سے استقبال کیا اس کی عنایت اور ہمدردی کے شکر گزار ہوئے۔ ابوالفضائل اور لولوء حلب واپس آئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص و شیرز کو بزور تیغ فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کیے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

امارت حلب سے بنو حمدان کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد ابونصر لولوء نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد اللہ کو معزول کر کے تمام شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موسوم کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اسے مرتضی الدولہ کا خطاب مرحمت کیا چند روز بعد لولوء کے برتاؤ میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھا فرق آ گیا۔

بنو کلاب بن ربیعہ: بنو کلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنو کلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا اسی اثناء میں لولوء نے ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہی لوگوں میں تھا ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل و عیال سے جا ملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔

لولوء اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں انجام یہ کہ صالح نے لولوء کو ۳۶۰ھ میں گرفتار کر لیا اس کا بھائی ہزار خرابی جان بچا کر حلب پہنچا اور اس کی ناکہ بندی کر لی اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کا زر فدیہ لے کر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے چند شرطوں سے لولوء کو رہا کیا لولو قید سے نجات پا کر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا۔ فتح بنو حلب پر لولوء کی طرف سے حاکم تھا کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر لگ گئی حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور لولوء سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا حاکم والی مصر نے صیداوصیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولوء کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطاکیہ چلا گیا اور انہی کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہو گئی صیدا آ گیا حاکم والی مصر نے اپنی جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اس زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ و استیلاء حاصل کیا یہاں پر اس کی قوم کی دولت و حکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے وراثتاً اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

باب: ۵۰

امارتِ موصل

دولتِ بنوعقیل

قبیلہ عامر بن صعصعہ: بنوعقیل، بنوکلاب، بنونمیر، بنوخفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنوطے (کہلان کے قبیلے سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنوحمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انہیں خراج دیا کرتے۔ موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جب کہ بنوحمدان کا آفتاب اقبال لب بام آ گیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابوطاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابوطاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا۔

بنوعقیل: یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیّب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن مہنہ امیر بنوعقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہو گیا تھا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویا کے پاس کہلا بھیجا جس نے عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل بھیج دیجئے تا کہ اس کی زیر اثر و نگرانی حکومت کروں گا، چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا مگر زمام حکومت اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابوالدرداء کے قبضہ اختیار میں تھا اس حالت سے دو برس گزر گئے۔

ابوالدرداء کی خودمختاری: ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں ابوجعفر حجاج بن ہرمز کی ماتحتی میں موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدرداء انہیں پسپا کر موصل پر خودمختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا اس کے بعد اپنی قوم اور عرب کو جو اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے مسلح کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخرکار فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدرداء کے ہاتھ رہا ۳۸۶ھ میں ابوالدرداء راہگزار ملک عدم ہوا۔

مقلد بن مسیّب: اس کی جگہ بنوعقیل کی امارت پر اس کا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیّب نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے اور بنوعقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وجہ سے کہ علی کی عمر اس سے زیادہ تھی اس کی ایک بھی پیش نہ گئی تب

مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت سے موصل کی جانب منعطف کی اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا چند روز بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کے ایک بڑے گروہ نے اس سے سازش کر لی اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گزارش کی کہ اگر موصل کی حکومت مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ اخراج ادا کروں گا اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو لوگ تیار ہو کر مقلد کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دن بعد موصل کے قریب پہنچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے سازش کر لی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس چلے آئے۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر امن کی درخواست کی مقلد نے اسے امن دے دیا۔ چنانچہ ابوجعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی نہ ہوئی مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کر لیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ: غربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت تھی اس سے اور بہاء الدولہ کے ساتھیوں میں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف و مشغول تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بن اسماعیل جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھے مقلد کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کی غرض سے نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیّب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ کے مابین معاہدہ: چنانچہ مقلد اور ابوجعفر میں بہ ایں شرط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت میں بطور نذرانہ یا خراج بھیجا کرے (۲) یہ کہ خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابوجعفر کا نام پڑھا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہ ہوگا (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کیا جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو (۵) یہ کہ موصل، کوفہ مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہوگئی لیکن ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے ان تمام شرائط کو بالائے طاق رکھ کر پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اراکین دولت، علماء فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھینچ کھینچ کر اس کے پاس چلے آئے اس سے اس کا رتبہ عالی بلند ہو گیا اسی اثناء میں ابوجعفر نے ابو علی بن اسماعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد ابوعلی جیل سے نکل کر مہذب کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیّب کی گرفتاری: مقلد بن مسیّب اور اس کے بھائی کے ہمراہیوں میں قیام موصل کے زمانہ میں اور عراق روانہ ہونے سے قبل کچھ کھٹ پٹ سی ہوگئی تھی مقلد واپس ہو کر موصل آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی

فکر کرنے لگا ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو جمع کر کے قصر وقوعا کے قصد کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت وفرماں برداری کی قسم لی اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہے تھا۔ مقلد نے پہنچ کر مشکیں باندھ لیں اور باطمینان تمام لے جا کر جیل میں ڈال دیا اس کے لڑکوں اور قرادش اور بدران کو اور نیز اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں اور انعامات اور صلے مرحمت کئے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی بن مسیّب کی رہائی: علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن مسیّب کے پاس چلی گئی اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے عربی نژاد اعزہ واقارب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سواروں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کی رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لیا بہتر ہے ابھی کوئی بات طے نہ ہوئے پائی تھی کہ اس کی بہن رحلہ بنت مسیّب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے کی غرض سے آ پہنچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال واسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دے دیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بے حد مسرت ہوئی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے حسن اور علی حلہ کی جانب واپس ہو گئے اور مقلد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا۔

علی بن مسیّب کی عہد شکنی: جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا مقلد کو حلہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اسے سمجھا بجھا کر باہم مصالحت کرا دی' مصالحت کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ کچھ روز بعد علی آئندہ کے خطرے کے خوف سے بھاگ گیا اس کے بعد دونوں میں اس امر میں باہم مصالحت ہو گئی کہ ان دونوں میں سے ایک شخص شہر میں رہے پھر ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنوخفاجہ کا گروہ اس کی رکاب میں تھا حسن یہ خبر پا کر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی۔

قوقا پر مقلد کا قبضہ: مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کی مہم سے فارغ ہو کر قوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع بنا لیا تھا جبرائیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد میں سے تھا' ان دونوں عیسائیوں سے قوقا کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والی بطیحہ نے بھی جبرائیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک آزمودہ کار سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی

---

۱ یہ واقعہ ۳۸۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ۹ صفحہ جلد ۵۲ مطبوعہ مصر۔

حکمرانوں کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروادی اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد محمد بن عنان پھر قرادش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے پھر شہر کی حکومت وریاست فخر الدولہ غالب کی طرف منتقل ہوگئی پھر جبرئیل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد و یمن سے موشک بن چکوبہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کر کے دھاوا کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثناء میں بدران بن مقلد آ پہنچا اور اس نے ان دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد بن مسیّب کا قتل: مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہو کر بھاگے مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک روز انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۰ھ میں مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کی تھیں جب یہ مارا گیا تو اس کا بیٹا قرادش موجود نہ تھا اس کا مال و اسباب انبار میں تھا اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اس وقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے اس میں نصف نصف ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ قرادش کا چچا حسن بن مسیّب بقصد قرادش قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قرادش کی حکمرانی پر متمکن کیا جائے۔

قرادش بن مقلد: چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قرادش کو یہ ترغیب حکومت بلا بھیجا جب قرادش اپنے باپ کے دارالحکومت آ گیا تو اس نے عبداللہ بن ابراہیم کے اقرار کے بموجب اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراء کو دے دیا اور ابو منصور بن قراء حسب اقرار اس کے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیّب ٹھہرا رہا اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیّب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قرادش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کے لئے گیا اور یہ بھی ظاہر کیا اس وقت تک ابو منصور بن قراء اس کے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجا میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قرادش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کی جائے اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو جس وقت یہ دونوں حریف روبرو جنگ پر تل جائیں اس وقت ابو منصور قراد کو گرفتار کر لیا جائے الغرض حسن اور قرادش نے باہم سازش کر کے اس طرح کی جنگ زرگری بنا ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آراء ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابو منصور بن قراء کو مطلع کر دیا ابو منصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قرادش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ قرادش واپس ہو کر ابو منصور بن قراء کے مکانوں میں گیا اور تمام مال و اسباب پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے یہ مال و اسباب چھین لیا۔

قرادش کی مدائن پر فوج کشی: ۳۹۲ھ میں قرادش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن پر محاصرہ ڈال دیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے سر کرنے کو

بھیجی۔ چنانچہ ابوجعفر کی فوج نے بنوعقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنوعقیل کو اس سے سخت پریشانی ہوئی بنواسد وغیرہ کو مجتمع کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابوجعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی اور علی کو شکست دی اس کا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک بڑا گروہ قید کر لیا گیا اس کے بعد ابوجعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عباسیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی اس واقعہ میں بھی اس نے انہیں شکست دی بہتوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا اس کے بعد بنومزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کے بے حد و بے شمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

قرادش اور ابوعلی کی جنگ ۳۹۷ھ میں قرادش نے کوفہ کا قصد کیا اس وقت کوفہ کی عنان حکومت ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضۂ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ کہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا قرادش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابوعلی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے آ پہنچا سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرادش کو شکست ہوئی ابوعلی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قرادش کے ہمراہیوں میں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر ۳۹۹ھ میں ابوعلی راہی ملک عدم ہوا حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جس وقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہنچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ہو گیا اس کے اور لوگ بھی اس کے شہر پر حکمرانی کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بن مرداس کلابی والیٔ حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابوالقاسم حسین کی گرفتاری: معتمد الدولہ قرادش بن مقلد نے ابوالقاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا ابوالقاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں میں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والیٔ و حکمران ہوا اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین یہیں پیدا اور یہیں نشو و نما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی۔ ابوالقاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا اور اسے والی مصر کے ساتھ بدعہدی کرنے اور ابوالفتوح حسن بن جعفر والیٔ مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابوالفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا ''امیر المومنین'' کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال و زر دے کر ابوالفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابوالفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابوالقاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس وجہ سے کہ ابوالقاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابوالقاسم اور اس کے حواریوں کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا تب ابوالقاسم نے قراموش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاور تھی قرا قوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا بعدہ ۴۱۱ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر لیا اور اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا ابوالقاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور موید الملک رجحی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

موید الملک رجحی کی معزولی: موید الملک رجحی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ

دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے عنبر خادم ملقب بہ ایثر مراسم اتحاد تھے عنبر کو موید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کرا دیا۔

تھوڑے دن بعد ترکوں اور عنبر خادم سے ان بن ہوگئی اس مخالفت میں وزیر السلطنت ابوالقاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا[1] اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابوالقاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت سندیہ میں قراقوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے ادانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگی تو انہوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور بمنت و خوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم ان کی معذرت پر بغداد کی طرف واپس ہوا اور ابوالقاسم مغربی قراقوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

ابوالقاسم حسین کا کوفہ سے اخراج: اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرداش کو ابوقاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

ابوالقاسم سلیمان بن فہر: اسی سنہ میں معتمد الدولہ قرداش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر گورنر موصل کو جو کہ اس کے اور اس کے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کر لیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب میں ابو اسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقلد بن مسیب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قرداش نے اسے خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے ان پر جرمانے کئے قرداش کو یہ خبر لگی تو اس نے اسے گرفتار کر کے اس کا تمام مال و اسباب کو ضبط کر لیا اور کثیر التعداد جرمانے کے بعد ابوالقاسم کو اس کی ادائیگی سے معذور و مجبور ہوا اس پر قرداش نے اسے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

قرداش کی شکست و اطاعت: ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قرداش کے لئے جمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوا دار الخلافت بغداد سے بھی فوجیں آ گئیں۔ سرمن رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قرداش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر قرداش کو شکست ہوئی سارا مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اثناء جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اس کے مقبوضات سے تکریت بزور تیغ فتح کر لیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قرداش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن شمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا ترکی لشکر نے تعاقب کیا، غربی فرات میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرداش اور سلطان کو شکست ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا قرداش نے تنگ ہو کر دار الخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

قرداش اور ابوالفتیان کی جنگ: پھر ۴۱۲ھ میں قرداش اور بنو اسد و خفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا خفاجہ نے قرداش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قرداش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا خفاجہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کر لی اور اسے اپنا ہمدرد اور مددگار بنا لیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو جمع کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہنچا کوفہ کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ کوفہ اس وقت قراداش کے قبضہ میں تھا قرداں پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال وقتال کوفہ چھوڑ کر انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ فتح مند گروہ نے قراداش کا تعاقب کیا قراداش نے انبار کو بھی خیر باد کہہ کر حلہ کا راستہ لیا۔ فتح مند گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ مگر چند روز بعد اسے چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ قراداش کو اس کی خبر لگ گئی پہنچ کر فوراً قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اسی سنہ میں عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی سبب یہ ہوا کہ اثیر عنبر خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک ظالم منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کر دی۔ عنبر خادم بخوف جان قراداش کے پاس چلا گیا۔ قراداش نے اس کے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کر لیا۔ مجد الدولہ بن قراداور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کو جمع کیا بدران بدر قراداش بھی ان لوگوں کے ساتھ آ کر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قراداش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قراداش کی کمک پر جمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی تیرہ ہزار کی جمعیت سے قراداش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ بدراں بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قراداش کے پاس چلا آیا اور وسط مصاف میں باہم مصالحت کر لی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قراداش اپنے بھائی بدران کے ساتھ شہر موصل کی جانب واپس ہوا۔

قراداش اور امیر خفاجہ: پھر قراداش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعتاً حملہ کر کے لوٹ لیا۔ دبیس یہ خبر پا کر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قراداش کو اس کی خبر لگی تو وہ غریب بن معن کے ساتھ منیع کی روک تھام کے لئے انبار[1] کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں قصر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ خفاجہ اور دبیس دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر اس کثرت فوج کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت وفرات کے دونوں کناروں سے دور کر دیا۔

بدران بن مقلد کا محاصرۂ نصیبین: اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصرین کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی لڑائی ہوئی پہلے تو بدران کو شکست ہوئی پھر لوٹ کر ان پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا۔ اس اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی قراداش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ ہوا۔

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

باب:۵۱

امارتِ موصل

دولت قرادش بن مقلد

سلطان محمود اور ارسلان بن سلجوق: تاتاریوں کا ایک گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درے میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ وفساد اس اطراف میں حد سے بڑھ گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والیٔ بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہند لے جا کر قید کر دیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہونچ کر فتنہ وفساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے انہیں خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کر قیام کیا والیٔ اصفہان سے معرکہ آرائی کی یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے اس کے بعد متفرق اور منتشر ہو گئے۔ ان تاتاریوں کا ایک گروہ خوارزم کے قریب کوہ بکجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربائیجان میں جا کر قیام کیا۔

تاتاریوں کی غارت گری: ان دنوں آذربائیجان کا والیٔ دہشوردان تھا۔ اس نے ان ترکوں کا بایں خیال کہ آئندہ فسادات سے محفوظ رہے ان کی عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی وہی لوٹ مار وہی غارت گری جاری رکھی۔ ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا' کوکتاش' منصور اور داما ۴۴۱ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور نہایت بے رحمی سے تاخت وتاراج کیا اکراد وہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انہی میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاؤ الدین بن کاکویہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ اہل شہر کو قتل وغارت گری اور وحشیانہ ظلم وستم کا نشانہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا۔ ان مقامات کے ساتھ تاخت وتاراج سے فارغ ہو کر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اس کے گرد ونواح پر غارت گری شروع کر دی۔ وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا اس کے بعد دینور پر ۴۴۳ھ میں حملہ آور ہوئے اس کے بعد دہشوردان والیٔ تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداد آتیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ

گئی۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ اطراف و جوانب میں بخوف جان منتشر ہو گئے۔

ترکوں کی سرکوبی و پسپائی: ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے جمع ہو کر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اکراد نے جمع ہو کر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

قرادش اور ترکوں کی جنگ: رے کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ جزیرہ ابن عمر میں قیام پزیر ہو کر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقروی' یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غرضیل کو دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ہمراہی چاروں طرف بلاد میں منتشر ہو گئے سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کے تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔ قرادش والیٔ موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی اکراد شبو یہ ہمراہیاں فتک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔ پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قرادش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اس کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔

قرادش کی شکست و فرار: جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قرادش نے ترکوں پر شب خون مارنے کی تیاری کی۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قرادش کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ جیسا کہ ان لوگوں نے شرط کی' مال و زر دے کر ٹالنے کی فکر کرنے لگا۔ ابھی قرادش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ قرادش کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ تمام دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہوئی۔ قرادش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال و اسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارت گری شروع کر دی۔ جواہرات' زیوارات اثاث البیت اور بے حد مال و زر ان کے ہاتھ لگا۔ قرادش بنفسہ جان بچا کر سند پہونچا۔ سلطان جلال الدولہ اور دبیس بن علی بن مزید امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں امداد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں قتل عام: ترکوں نے فتح یابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ بعض محلہ والوں نے حفاظت جان و مال کی غرض سے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کی آبروریزی نہ ہوئی اور وہ ان غارت گروں کے ظلم و ستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اس کے وصول کرنے میں مصروف۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا شہر میں جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ جب ان کے بھائیوں کو اطلاع ہوئی تو وہ لوگ جمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت تعداد

سے راستے بند ہو گئے بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

سلطان طغرل بک کی معذرت خواہی ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں۔ سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں۔ ان لوگوں نے اطراف طے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے ہماری فوجیں روانہ کی جائیں گی اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تم نے انہیں مال وزر دے کر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تمہیں لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جو ان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کریں۔

ترکوں کی سرکوبی اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قراتوش کی کمک کے لئے روانہ ہوا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ سن سے موصل کی جانب بڑھے ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصغلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے پس وہ لوگ آ گئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قراتوش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خونریز جنگ ہوتی رہی پہلے تو عربوں کو ترکوں نے ان کے مورچے سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عربوں نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہوئی عربوں نے ان کا تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتح مند گروہ نے مقتولوں کے سرداروں کے سروں کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ قراتوش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا۔ ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا قصد کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اسے بھی قتل وغارت گری کا بازار بنا کر آذربائیجان میں جا کر دم لیا اور قراتوش موصل کی جانب واپس ہوا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ ہم اوپر بدران کے محاصرۂ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قراتوش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قراتوش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ عقد کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھے سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر حق دیا۔ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قراتوش کے پاس چلے آئے اور اسے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی قراتوش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا۔ جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا قراتوش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی اس کے بعد خود بھی آ پہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی عرب اور اکراد جمع ہو کر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین گئے اور اس سے نصیبین کے دے دینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور قراتوش کو اس کی

بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

عمر بن بدران: ان واقعات کے بعد ۴۴۵ھ میں بدران راہگزار ملک عدم ہوا۔ اس کا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اس کو گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنونمیر کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ فوج مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ قراوش یہ خبر پا کر ان کی مدافعت کے لئے آیا اور اپنے ملک سے بے نیل ومرام نکال باہر کیا۔

قراوش اور غریب کی جنگ: بتکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنوعقیل میں سے تھا غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں عرب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہو کر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوا غریب سے تکریت کے گرد ونواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو شکست ہوئی قراوش اور رافع نے تعاقب کیا اس کے مال واسباب اور مکانات سے متعارض ہوا۔ اس کے بعد باہم نامہ وپیام ہو کر مصالحت ہو گئی۔

قراوش اور جلال الدولہ کے مابین کشیدگی: ۴۴۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی۔ خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا قراوش نے کچھ سماعت نہ کی اس بنا پر جلال الدولہ بنفس نفیس قراوش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قراوش کا محاصرہ کر لیا قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہو گئی انبار کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کر قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں قراوش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کے لئے روانہ ہوا جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی۔ عقیل نے کوشش کر کے قراوش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرادی چنانچہ دونوں حریفوں نے آئندہ مصالحت قائم رکھنے اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے۔

باب: ۵۲

ملوکِ قسطنطنیہ

مادر یسیل و قسطنطین: یسیل اور قسطنطین کی ماں روم کی سرداروں میں سے ایک بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں عبادت کے لئے گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دونوں بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تغور سے اپنا بیاہ کر لیا تغور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا چند روز بعد ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔

دمستق کا خاتمہ: دمستق کو پٹی پڑھا کر تغور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اس کی زوجیت میں رہی اس کے بعد دمستق نے بخوف جان اسے اس کے دونوں لڑکوں کے ساتھ ایک دیر بعید کی طرف جلاء وطن کر دیا تقریباً ایک برس جلاوطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر آمادہ کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا حتیٰ کہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ عید کا دن تھا رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے پلا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر سن کر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے یسیل کو تخت حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔

یسیل اور قسطنطین: جب یسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کے لئے ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہاں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے بلغار گیا اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتح مندی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاء وطن کر کے بلاد روم میں لا کر آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ "یہ بلغار جن کے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو ان میں سے اسلام لا چکے تھے یہ لوگ ان کی بہ نسبت بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کی مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں"۔ یسیل عادل اور

نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمران ہوا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت آرائے حکومت ہوئی۔

شاہ ارمانوس کا قتل: اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخال نامی صرافوں کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اپنی دولت وحکومت کا مدبر اور دایاں بازو بنا لیا۔ تھوڑے دن بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہو گئی۔ دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکر کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالت غفلت دونوں نے مل کر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔

میخائیل اور بطریق اعظم: اس کے بعد میخائیل کو بدخلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہو گیا اپنے برادرزادہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کا نام بھی میخائیل رکھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ماموں اور ان کی بہنوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا اس کے بعد بیوی نے بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا اور اسے مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تاکہ آئندہ اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے گی چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا اور بطریق کو چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال وزر دے کر اپنی جان بچائی اور در پردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

میخائیل کی معزولی: آخر الامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہو گیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہاں کہ شہر بدر کر دی گئی تھی۔ رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت وسلطنت کے لئے طلب کیا۔ ملکہ نے بادشاہی سے انکار کر دیا اور ترک دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسے حکومت سے معزول کر کے اس کی چھوٹی بہن بدرونہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام وحکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لڑائی شروع ہو گئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بدرونہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا۔

قسطنطین: رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم رکھے۔ دعوی داران سلطنت کو جمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کے نام قرعہ میں برآمد ہوا اس نے روم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۴۴ھ میں اس کے پاس خاطر سے سلطنت وحکومت سے دست کش ہو گئی۔ اس کے بعد میناس نامی ایک شخص نے

قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخرالامر میناس مارا گیا۔ اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اس کے ہمراہی اور ہوا خواہ منتشر ہو گئے۔

پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آ لگیں اہل قسطنطنیہ کی کشتی والوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی جل کر خاک وسیاہ ہو گئیں اور کشتی والوں کو مار ڈالا۔

باب: ۵۳

امارتِ موصل

دولت قریش بن بدران

ابوالحسن بن موشک کی گرفتاری: کُردوں کے چند قلعے موصل کے قرب وجوار میں تھے ان میں حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے مضافات کے ساتھ ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن ہوشک کے قبضۂ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی اس کا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت وریاست کے لئے لڑ پڑا چنانچہ قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کرلیا قراوش اور اس کا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف تھے ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہوکر موصل آئے۔ قراوش نے حمیدی اور ہذبانی نے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بذاتہٖ ان کی کمک پہ آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ جنگ کی نوبت نہ آئی قراوش اور نصیر الدولہ مصالحت ہوگئی تب قراوش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کرلیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی کہ ابوالحسن بن موشک والیٔ بربل رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالے کردیا جائے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو ابوالحسن بن عکشان اس کے خلاف مالی اور فوجی امداد دے۔

ابوالحسن کا فرار: چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے قراوش کی خدمت میں رہن کردیا۔ اس کے بعد ابوالحسن سے اس معاملہ میں خط وکتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسے منظور کرلیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل حاضر ہوا چنانچہ قراوش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کردیا اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثناء راہ میں ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی دھوکا دے کر اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کرلیا۔ اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا ان وجوہات کے باعث ابوالحسن بن عکشان وابوعلی اور قراوش کے درمیان بے حد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

قراوش اور ابوکامل: ان واقعات کے ختم ہونے پر معتمد الدولہ قراوش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے

درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کا بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابو کامل سے الجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اس کے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی (۱) قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اس کی کمک پر بھیجا اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اس کی مدد پر ہمہ کمر ہمت باندھی سب کے سب جمع ہو کر معلایا کی طرف بڑھے اور اسے تاخت وتاراج کر کے آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا اس کے بعد ماہ محرم ۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دے دیا قراوش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قراوش سے علیحدہ ہو اس کے بھائی کے پاس چلے گئے۔

قراوش کی نظر بندی و رہائی اسی اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی ابو کامل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قراوش حواس باختہ ہو گیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس کا بھائی ابو کامل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے بہ آرام تمام اس کی بیوی اور بچوں کے ساتھ موصل لے جا کر نظر بند کر دیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عرب پھر اس کی طرف مائل ہو چلے اور اس کے بھائی ابو کامل نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اس کے مطیع نہ ہو جائیں اور اسے دوبارہ ریاست وحکومت کی کرسی پر متمکن نہ کر دیں قراوش کی نظر بندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت وریاست کی عنان اس کے ہاتھ میں دی اور اطاعت وفرمانبرداری کی بیعت لے کر اس کے ملک کی طرف واپس کر دیا چنانچہ قراوش اپنے دار الحکومت اور حکمرانی کرنے کے لئے واپس آیا۔

ابو کامل اور بساسیری کی جنگ ان واقعات کے قبل ابو کامل اور بساسیری منتظم خلافت اسلامیہ سے ان بن ہو گئی تھی۔ دار الخلافت بغداد میں اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارت گری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ابو کامل کو اس کی خبر لگ گئی۔ بنو عقیل کی ہمدردی پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان میں لڑنے کے لئے آیا۔ ابو کامل اور بساسیری سے سخت اور خونریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہوا اتنے میں قراوش نظری بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت وسلطنت پر واپس آ گیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قراوش کی بد اخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا اس عامل نے پہونچ کر شہر کو قراوش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل انصاف سے حکومت کرنے لگا۔

قراوش کا فرار اور نظر بندی قراوش نے اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قراوش کو شاق گزر رہا تھا۔ اس قید وبند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکل کر بغداد روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً وکرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا

قراوش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قراوش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور جبر مجھے واپس لے جائیں گے۔ چار و ناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں چل کر دارالامارت میں قیام پزیر رہوں گا جب قراوش موصل میں ابوکامل کے پاس پہونچا تو ابوکامل نے اسے نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ آئندہ یہ لوگ اسے کسی قسم کا تصرف نہ کرنے دیں۔

قریش بن بدران: جب قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں لے لے جا کر نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۴ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نورالدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کی جانب واپس ہوئے اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گئے اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا اس کے بعد قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کے یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل محمد بن مسیب والی خطیرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں کامل کو شکست ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعاقب میں ہلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ جس قدر بلاد ان کے قبضہ میں ہیں وہ ان کے قبضہ میں رکھے جائیں گے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت قبول کی اور اس کے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات: اسی ۴۴۳ھ میں معتمد الدولہ ابومنیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پا کر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اٹھا لائی گئی اور موصل کے شہر جانب شہر نینوا میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ و پسپائی: ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچ کر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مامور تھا۔ قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اسے دوبارہ واپس لے لیا۔

سلطان طغرل بک اور الملک الرحیم: قریش بن بدران نے سلطان طغرل بک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبجات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سلطان طغرل بک تک پہونچی سلطان نے اسے امن دی چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اسکے صوبجات کی حکومت اسے واپس دی۔ بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کر دی تھی جبکہ اس نے واسط بغداد کے لئے اور سلطان طغرل

بک نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔

قریش بن بدران اور بساسیری کی جنگ: پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب سے اس وجہ سے خلیفہ قائم نے اس کے نکال دینے کو لکھ بھیجا جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد پہونچا اور سلطان طغرل بک کا دولت وحکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہو گیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اس کے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرا ہوئی قریش اور قطلمش کو اور ان کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کھیت رہے۔ اہل سنجار نے بھی غارت گری شروع کر دی۔ بساسیری فتح یاب جنگ کے ساتھ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل اطاعت وفرماں برداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اور اس کے ہمراہیوں کو خلعت روانہ کئے۔

سلطان طغرل بک کا موصل پر قبضہ: سلطان طغرل بک کے بغداد میں طول قیام سے کثرت فوج کے باعث رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤسا کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرل بک کو طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بے حد تکلیف پہونچ رہی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ سلطان اپنی فوج کے ساتھ بغداد سے کوچ کر دیں ورنہ نابد دولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دیں گے ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرل بک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ سلطان طغرل بک نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے بزور تیغ فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سا مال واسباب لے کر کوچ کیا کچھ عرصہ بعد نصر مر گیا اس کے بعد ابوالغنائم بن بحلیان حکمران ہوا۔ رئیس الرؤسا کے ساتھ اس کے برتاؤ اچھے رہے۔

قریش بن بدران کی اطاعت: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کر رہا تھا) اور ہزارسب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا انہی عربوں میں قریش دبیس اور اصحاب حران ورقہ (نمیر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اور ان سے جنگ آزما ہوئے۔ میدان ان کے ہاتھ رہا۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک واپس ہوا قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزارسب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اور اس کے توسط سے معافی کا خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کر دیں اور بساسیری کی نسبت یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہئے بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد مقول بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرل بک نے ان سب کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزارسب بن تنکیر کو روانہ کیا۔ دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ

پیدا ہوا حاضری سے رک رہے قریش نے اپنی طرف سے ابوالسد ادبہۃ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاء الدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا۔ سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو ان کی جگہ تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل، نصیبین، تکریت تو انا نہر سمیطر، ہیت، لمنبار باورویا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

سلطان طغرل بک کا سنجار پر قبضہ: اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی آ پہونچا ہزار سب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور انہیں شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرل بک نے اس واقعہ کی وجہ سے جو کہ گزشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ فتح کیا اور بڑی خونریزی کے بعد اس کے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا جنگ آزما کے علاوہ بہت سے اہل سنجار جن میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن و امان پر قائم ہوا سلطان سنجار، موصل اور اس طرف سے تمام صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

بساسیری اور قریش کا موصل پر قبضہ: ۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے طلبی کا ایک لکھ کر روانہ کیا اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم سلطان کی طرف واپس ہوا وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچ کر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہل قلعہ نے ابن ہوشک والیٔ اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہل قلعہ کو امان دی اہل قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا۔ سلطان طغرل بک کو اس کی خبر لگی اسی وقت فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر موصل کو چھوڑ دیا سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان طغرل بک اس کے پیچھے ہو لیا اور ہمدان پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

بساسیری و قریش کا بغداد پر قبضہ: اتنے میں بساسیری دار الخلافت بغداد آ پہونچا ہزار سب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد طلب کر لیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں اس وجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد پہونچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گئے۔ عمید العراق افواج شاہی کی افسری کے ساتھ بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الرؤسا وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والیٔ مصر کا خطبہ جامع بغداد میں

پڑھا اور ''حی علی خیر العمل'' کے الفاظ اذان میں بڑھائے رئیس الرؤسا نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا۔ پہلے تو حریف کو شکست ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کر کے حریم خلافت پر آ پہونچا اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ قائم کا حدیثہ میں قیام: خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر لی تھی خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دار الخلافت واپس بھیج دیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بے حد ملامت کیونکہ ان دونوں نے معاہدے کے خلاف کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الرؤسا کو بساسیری کے حوالے کر دیا اور خلیفہ وعمید العراق کو اپنی نگرانی وحفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے ابن عم مبارش بن بکلی کی ہمراہی میں حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا حتیٰ کہ سلطان طغرل بک نے اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب واپس ہوا بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافت بغداد میں واپس بھیج دو ان دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب سلطان طغرل بک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پا کر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ بنوشیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور اس کے گرد ونواح کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم کی مراجعت بغداد: سلطان طغرل بک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تا کہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بھتیجی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرنے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بر یہ آ کر مبارش نے اس سے انکار کیا اور مع خلیفہ کے عراق روانہ ہو گیا اور رے کی طرف راستہ اختیار کیا۔ بدر بن مہلہل کی طرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بے حد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بساسیری کا قتل: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے خارتکین طغرائی کو بساسیری اور عرب کا تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید برآں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اور ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور وہیں خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ دفعتہً شاہی فوج ان کے سروں پر پہونچ گئی کوفہ لوٹ لیا وہیں تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اس کے ہمراہی سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات: ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران راہگزار سے ملک عدم ہو گیا۔ نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابونصر محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہو کر در انصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اس کا بیٹا ابوالمکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے چنانچہ اراکین دولت نے ابوالمکارم مسلم بن قریش کو اپنا امیر بنایا

سلطان نے بھی ۴۵۵ھ میں جانب حریم حسن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کا بنوکلاب سے معرکہ: ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے آرمینیہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیرالسلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہو کر استقبال کے لئے آیا پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنوکلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ سلطان نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور نعشوں کو علویہ پھریروں کے ساتھ دارالخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کر کے پھرائے گئے۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ: ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والیٔ موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا اس سے قبل ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا۔ کچھ دن حلب کا محاصرہ کیا۔ پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ بزاعہ اور بیرہ پر قابض ہو گیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں آپ آیئے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا۔ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کر لئے بعض ترکمان یعنی والیٔ حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا چند روز بعد اتفاق سے ایک روز ابن حسین سے جب کہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہو گئی والیٔ قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اس سے اس شرط پر کہ شہر ان کے حوالہ کر دے گا رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سابق اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لئے روانہ کیا سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہر بن جاگیر میں عنایت کی۔ اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اس کو بنی شاب تمیرین سے چھین لیا اسی زمانے میں والیٔ الرہا نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

اہل حران کی بغاوت: ۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے واپسی سے قبل اہل مصر سے امداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اطاعت سے انکار کر دیا اور باغی ہو گئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس وجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا اثناء راہ ابن ملاحب والیٔ حمص سے مصالحت کی اور سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم و مسمار کر کے بزور تیغ شہر فتح کر لیا اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد: فخر الدولہ ابونصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنومقلد کے دربار

تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہوگئی بعض رؤسا نے بنو عقیل کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے اسے پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو شمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت سپرد کر دیا چند روز بعد فخر الدولہ نے اس کی رفاقت ترک کر دیا اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسے اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابوالفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔

وزیر السلطنت فخر الدولہ کی معزولی: جوں ہی فخر الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اس وقت طغرل بک عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا حتیٰ کہ خلیفہ قائم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو نظام الملک طوسی کی شکایت کی وجہ سے معزول کر دیا اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرا دی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

بنی جہیر کی رہائی: اس کے بعد ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ بنی جہیر رہائی پا کر بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ہمراہ بھیجی اور اسے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ کی دیار بکر پر فوج کشی: جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر امیر راتق کی افسری میں (جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اس واقعہ سے قبل ابن مروان نے یہ خبر پا کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو درآمد و برآمد کی رقم دیں گے۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر فوجیں مرتب کر کے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑا ہوا تھا فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہیں صلح کی جانب مائل ہوا اور ارادہ جنگ فسخ کر دیا۔ کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اس کی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہو کر عربوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ عرب کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ ان کے مال و اسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا۔ شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فخر الدولہ

نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے بغرض محاصرہ میافارقین کی طرف کوچ کیا۔ میافارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل تھا اس کا والی بہاالدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے غلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

شرف الدولہ مسلم بن قریش کی اطاعت: جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کرلیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو افواج ترکمان کا افسر بنا کر بطور کمک روانہ کیا۔ اثناء راہ میں جب کہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی۔ وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا۔ سب کے سب موصل پر آ اترے اور اس پر قبضہ کرلیا۔ سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کر رحبہ پہونچ گیا تھا۔ موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال واسباب بھی لٹ گیا تھا۔ بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط وکتابت شروع کی شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رحبہ سے روانہ ہو کر موید الملک کی خدمت میں پہونچا۔ موید الملک نے اسے دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیش کئے۔

ان گھوڑوں میں اس کا ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جان بر ہو گیا تھا۔ یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کر لی اور اسے اس کے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال وقائم رکھا شرف الدولہ موصل کی جانب واپس ہوا اور سلطان جس ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف ہو گیا۔

سلیمان بن قطلمش: ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بک کا عزیز وقریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے آبلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آ پہونچا۔ اس کی جگہ اُس کا بیٹا سلیمان تخت فرماں روائی پر متمکن ہوا۔

سلیمان نے ۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

قطلمش اور شرف الدولہ کی جنگ: فردوس نامی رومی والیٔ انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا جب سلیمان ابن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی

جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عتاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہی لوگ اس کے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انطاکیہ میں کفار کی جگہ مسلمانوں کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے۔ شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھرا اٹھا فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف و جوانب انطاکیہ میں قتل و غارت گری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آ گیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال و اسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال و اسباب انہیں واپس دے دیا۔

شرف الدولہ کا قتل: بعد ازیں شرف الدولہ نے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں سلیمان کے ساتھ انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ شرف الدولہ کا ایک امیر حق ساتھیوں سمیت سلیمان سے مل گیا۔ عرب کا گروہ بھاگ نکلا اور شرف الدولہ اپنے چار سو ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر کار ان لوگوں کے ساتھ ہی مارا گیا۔

شرف الدولہ کا کردار: شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام بلاد جو اس کے باپ کے مقبوضات میں تھے اور اس کے چچا کے مقبوضات بھی اس کے قبضہ میں تھے۔ ملک نہایت سرسبز و شاداب اور امن و امان کا مرکز تھا۔ وہ عادل، نیک سیرت اور امور سیاسی سے بے حد واقف تھا۔ شرف الدولہ کے قتل کے بعد بنو عقیل نے اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکال کر اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابن قطلمش کا محاصرہ انطاکیہ: مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان ابن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہونچ گیا اور اس پر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اس کے مضافات حران، سروج، رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان تمام شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا۔ مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم بن قریش: مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا حتیٰ کہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ اس کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ فخر الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آ

پہونچا۔ دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہو گیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہوئی علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر نکال لیا۔

ابراہیم اور ترکان خاتون: سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر قبضہ حاصل ہو گیا۔ ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہونچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہو گیا ہے اس کے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کر دی ابراہیم شہر میں داخل ہو گیا۔

ابراہیم کا قتل: تتش والئ شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہو گیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کے پاس آ کر شام میں اسی غرض کے لئے جمع ہوئے آقسنقر والئ حلب بھی اپنی فوج لئے آ پہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دو ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔

تتش کا موصل پر قبضہ: تتش نے یلغار کا حکم دے دیا آقسنقر اور ترکوں کی فوج اس کی رکاب میں تھی ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اثناء جنگ میں مارا گیا ترکوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بے آبروئی اور رسوائی کے خوف سے خودکشی کر لی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

علی بن مسلم کا امارت موصل پر تقرر: جس وقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اسی وقت اپنے بھتیجے علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اسی زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات میں علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر آذربائیجان کی جانب گیا اور اس پر بہ آسانی تمام قابض ہو گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہونچی۔ اپنے چچا کی روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے خروج کیا۔ دونوں چچا اور بھتیجا کا مقابلہ ہوا۔ تتش کو شکست ہوئی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان متمکن ہوا اور حلب کا حکمران اور مالک بن بیٹھا سلطان برکیاروق نے اسے لوقا کی رہائی کا حکم دیا۔ اس نے اسے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد جنگ آوروں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہوا اور اس نے سب کو مسلح کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔

بنی مسیّب کا زوال: اس کے بعد محمد بن مسلم قریش نے علی بن مسلم قریش کے مقابلے کے لئے امیر کربوقا سے امداد طلب کی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا تو ران بن وہیب اور ابوالہیجاء کردی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کربوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اسے ملنے کے لئے آیا کربوقا نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل نے قلعہ بندی کر لی لوٹ کر شہر کی

جانب آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر ڈوب کر مر گیا۔ تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا۔ علی بن مسلم والیٔ موصل نے امیر چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر چکرمش اس کی کمک کے لئے روانہ ہوا امیر کربوقا کو اس کی خبر لگ گئی ایک فوج اپنے بھائی تو تناش کی افسری میں اس کی روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ تو تناش نے امیر چکرمش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا۔ چند روز بعد امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور محاصرہ موصل پر اس کی کمک پر آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ اسی وقت سے بنی مسیّب کی حکومت و امارت سے صوبہ موصل سے منقطع ہو گئی اور سلجوقیہ میں سے ملوک عزّ اور ان کے امراء اس پر قابض ہو گئے۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

باب: ۵۷

دولت صالح بن مرداس

تاج الدولہ تتش

صالح بن مرداس: صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ سے تھا۔ اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت و امارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔

شہر رحبہ ابوعلی بن شمال خفاجی کے قبضہ میں تھا۔ عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رحبہ کو اُس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ایک مدت تک رحبہ اس کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا۔ تھوڑے دن بعد لولوٴ ماری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا۔ فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا اس کے بعد رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا چند روز بعد رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خود سر حکمران بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کے لئے بلا بھیجا۔

ابن مجلکان کا قتل: چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اس کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہوگئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا۔ ابن مجلکان نے اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو اہل عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا اور اس کے تھوڑے دنوں بعد اہل عانہ نے بدعہدی کی اور اس کا تمام مال و اسباب لے لیا۔ اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بے حد برہمی پیدا ہوگئی صالح کے ساتھ اہل عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا صالح نے اثناء راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مامور کر دیا تھا چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر ابن مجلکان کے تمام مال و اسباب اور ریاست پر قابض ہوگیا اور مصر میں حکمران علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم رکھا۔

حاکم علوی اور لولوٴ کے مابین کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولوٴ نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام

تھا۔ حلب میں اس کے بیٹے ابوالفضائل پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو ختم کر کے حاکم علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا چند روز بعد حاکم اور لولوٴ کے برتاؤ میں فرق آ گیا۔ صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ ہم اس مقام پر صالح اور لولوٴ کی لڑائیوں کا تذکرہ کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولوٴ کا ایک غلام فتح نامی تھا لولوٴ نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن کے بعد فتح کو لولوٴ سے منافرت پیدا ہوئی۔ چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولوٴ کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط پر کرلی کہ اسے صیدا، بیروت اور جس قدر مال و اسباب حلب میں ہے دے دیا جائے۔ بہ مجبوری لولوٴ انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔

عزیز الملک کی بغاوت: فتح یہ خبر پا کر لولوٴ کی بیوی اور اس کی ماں کو لے کر نکلا اور ان لوگوں کو منج میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالے کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ حتیٰ کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسے حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا۔ اس نے اسے مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ: چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کرلیا اور عرب نے جمع ہو کر شام کے شہروں کو یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مضر بن دغفل اور اس کی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اس کی قوم[1] ..... کو دمشق اور اس کا تمام صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض ہو گیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسے ابی شعبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صالح مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کرلیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دیا اور قلعہ پر قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ۴۲۳ھ کا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

صالح بن مرداس کا قتل: اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجیں مرتب کر کے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دریدی اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا طبریہ میں اردن کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور سخت

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

خونریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اثناء جنگ میں مارا گیا اس کا لڑکا ابوکامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہونچا۔ یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اس وقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حلب پر حملہ و شکست: (۴۲۱ھ میں) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچ کر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اسے پہلے سے رومی بادشاہ سے نفرت تھی کسی بات پر الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی۔ کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑ دیا کہ ابن دوقس کا بدعہدی کا ارادہ ہے اور اس نے مسلمانوں سے سازش کر لی ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقش کو گرفتار کر لیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی عرب اور اہل سواد رمن نے تعاقب کیا شاہی بار برداری کے چار سو اونٹ اسباب کے ساتھ پکڑ لے گئے بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ کر دفعتہ حملہ کر دیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا۔ عرب نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اوف فتحیابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔

وزیری کا حلب پر قبضہ: ۴۲۹ھ میں وزیری نے عساکر مصریہ کی افسری کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ نصر کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا۔

وزیری کی وفات: وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ فوج میں بھی معقول اضافہ ہو گیا ترکوں کی اس فوج میں کثرت ہو گئی۔ جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے وزیر جرجائی سے چغلی کر دی کہ وزیر علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے پس وزیر جرجائی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا وزیری ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اپنے اسباب و سامان کو بار کر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل حماۃ نے شہر میں داخل ہونے دیا والی کفرطاب سے خط و کتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ والی کفرطاب اسے لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا اور وزیر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کو چل بسا۔

معز الدولہ شبل بن صالح: وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا عرب کی طمع کا ہاتھ

---

۱ عبارت مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

بڑھ گیا۔ معز الدولہ ثمال بن صالح جس وقت سے کہ اس کا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہر ہوا تھا یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہل مصر سے امداد طلب کی چونکہ والیٔ دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیری کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسین بن مفرج والی فلسطین کی جنگ میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد ثمال سے امن کی درخواست کی ثمال نے ان لوگوں کو امن دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ سے قلعہ پر ثمال کا قبضہ قائم رہا یہاں تک کہ عساکر مصریہ نے ابو عبید اللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی سرکردگی میں حلب پر حملہ کیا اور اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے زیادہ تھی۔ ثمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ اس کے بعد دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفیق خادم کی افسری میں حملہ کیا۔ ثمال نے لڑ کر ان کو پسپا کیا اور اس کے سردار خادم رفیق کو گرفتار کر لیا چنانچہ حالت اسیری میں رفیق کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ ثمال کی امارت حلب سے دست برداری: گزشتہ شکست سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی فرق نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے ثمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر ثمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی لڑائیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابو علی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا آخر ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ ثمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کو سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر قابض ہو گیا۔

اہل حلب کی بغاوت: ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمران رہا اس کے بعد اسے خبر لگی کہ اہل حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہل حلب میں بے حد جوش پیدا ہوا سب کے سب جمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گزر جانے پر حلب آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابو محمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابو محمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا۔

ابن ملہم کی گرفتاری و رہائی: ابن ملہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا ناصر الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ بن حمدان کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں قید ہو

گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا اور ابن حمدان و ابن ملہم کو رہا کر دیا۔ یہ لوگ رہائی کے بعد مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معز الدولہ ثمال کا حلب پر قبضہ: جس وقت محمود نے ابن ملہم کو شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں معز الدولہ ثمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ ثمال مصر میں اس زمانہ سے تھا جب کہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا خلیفہ مستنصر نے اوقت معز الدولہ ثمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجا کو قبضہ حلب سے نکال لینے کی اجازت دی۔ چنانچہ معز الدولہ ثمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر و قیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود بذات شریک جنگ ہوا۔ ثمال نے حلب سے محاصرہ اٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بر یہ کا راستہ اختیار کیا منیع بھی حران کی جانب واپس ہوا۔ ثمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ کامیابی کے بعد روی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر و منصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

معز الدولہ ثمال کی وفات: قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دن بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں ثمال رہگزار ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانے سے رحبہ میں تھا جبکہ ثمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ: جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ بھی انہی کا دور دورہ ہو رہا تھا اس وقت ان میں ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی کچھ روز بعد عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے آگاہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے معدوم و نابود کر دیا چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہل شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا۔ باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے محمود بن نصر کے پاس حران میں جا کر دم لیا اور اسے قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پر آ پہونچا اور محاصرہ کر لیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے۔ رومیوں کے قلعوں کی طرف سرکرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

محمود کی اطاعت: ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا اہل طرابلس نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد محاصرۂ دیار بکر، امد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن

میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا اس اثناء میں خلیفہ قائم کی سفارت دعوت عباسیہ کے بارے میں وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت قبول کی اور علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور سفیر خلیفہ از ہر ابوالفرا ابن طراد زینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی۔ ایک روز شب کے وقت اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخر ۴۶۰ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلائی تھی ان ترکوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جب شبیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہونچا۔ ترک اس سے ملنے کے لئے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثناء جنگ میں ایک تیر آ لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر: نصر کے مرنے پر اس کا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کی حکومت و امارت کی اس کے باپ نے وصیت کی تھی مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا جب یہ حکمران ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

دولت بنی صالح کا خاتمہ: ۴۷۲ھ میں تتش نے قبضہ دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اہل حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہل حلب کی بعض حرکات کی وجہ سے آئندہ خطرات کا خیال کر کے واپس ہو گیا اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کے لئے اپنے شکارگاہ میں گیا حلب کے گرد و نواح کے کسی قلعہ کا ترکمان کا یہ خبر پا کر شکارگاہ میں پہونچ گیا اور اسے گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اسے نظر بند کئے ہوئے حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب کی سپردگی کی شرط سے اس کے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ سابق بن محمود اور اس کے بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا۔ چند روز بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی کہ حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان نے اس کے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

ابن قطلمش اور تتش: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلطان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے جب سلیمان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب

حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ سلیمان بن قطلمش بھی آپہونچا دونوں میں مڈبھیڑ ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۴۷۹ھ کا ہے۔

تتش کا حلب پر قبضہ: تتش نے سلیمان کو قتل کر کے اس کا سر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کر دیا بعد میں ابن حسین کی بے وفائی کی وجہ سے اس نے حلب کا محاصرہ کر لیا انجام کار تتش حلب پر قابض ہوگیا۔ امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔

سلطان ملک شاہ کی حلب کو روانگی: ابن حسین کا اس واقعہ سے قبل سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جبکہ اسے تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا۔ ایک عرضداشت قبضہ حلب کے لئے روانہ کی تھی۔ اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۴۷۹ھ[1] میں حلب کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسے ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اس کے بعد الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہوگیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک دن رات کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ جس قدر بنی قشیر وہاں ملے سب کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک بوڑھا نابینا حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ کر قلعے میں چلے جاتے تھے اس قلعہ کو سر کرنے کر بنج پر جا پہونچا اور اسے بھی اپنے مقبوضات میں داخل ہو کر حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی تھی اور نہ اسے بزور تیغ و محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دیتی تھی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور دمشق کی جانب واپس ہوا سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ لیا۔ باقی رہے اہل قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے دونوں طرف سے تیری باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا۔ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے لڑکوں کے قبضہ میں رہا۔

امارت حلب پر قسنقر کا تقرر: یہاں تک کہ سلطان نور الدین محمود زنگی شہید نے اس قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی اثناء میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والی شیرز نے اطاعت و فرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ سلطان اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر جد الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں جا کر مقیم ہوا اور نہایت فکر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا۔ واللہ مالک الامور لا رب غیرہ۔

---

[1] یہ تاریخ غلط ہے دراصل یہ ۴۷۷ھ کا واقعہ ہے ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر ج ۱۰ ص ۶۰ مطبوعہ مصر۔ (مترجم)

باب: ۵۵

امارت حلہ

دولتِ بنومزید

سردار ابوالحسن علی بن مزید: یہ بنومزید قبیلہ بنواسد سے تھے۔ یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہی لوگوں کا نعمانیہ تھا انہی کے اعزہ اور خاندان سے بنودبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انہی کی وجہ سے معروف و مشہور ہے رہتے تھے۔ بنومزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنائم تھا۔ ابوالغنائم ابتداً بنودبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان کے[1] پاس سے بھاگ آیا۔ کوئی شخص اسے نہ پا سکا ابوالحسن کے پاس پہونچا اور تمام واقعات اسے بتائے ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش نے براہ دریا دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابوالحسن شکست کھا کر بھاگا ابوالغنائم اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔

ابوالحسین کی بنودبیس پر فوج کشی: جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنائم کا بدلہ لینے کے لئے بنودبیس پر چڑھائی کی۔ بنودبیس نے بھی یہ خبر پا کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، بنہان اور طراد بنودبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حادانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا۔ بنودبیس کو شکست ہوئی حسان اور بنہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید ان کے مال و اسباب اور تمام مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ بنودبیس کے بقیہ لوگ بھاگ کر جزیرہ پہنچے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دیبسہ کی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر دیا۔ ابوالحسن نے فتح یابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا چند روز بعد مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شب خون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی شکست کھا کر شہر نیل میں جا کر دم لیا اور پناہ گزیں ہوا مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوالحسن علی کی وفات: ۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کر کے رہگزار ملک عدم ہوا۔

---

[1] ابوالغنائم کے بھاگ آنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بنودبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹۔ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ مصر۔

دبیس بن ابوالحسن علی: اس کی جگہ اس کا بیٹا نور الدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے باپ نے اپنی حیات میں اس کے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسے خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولی عہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران ہو گیا تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ بنوعقیل کے پاس گیا اور انہی لوگوں میں قیام اختیار کیا اسی وجہ سے دبیس اور قراوش سرداران بنوعقیل کے درمیان بیسویں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں دبیس نے ان کے خلاف بنوخفاجہ کو ملا لیا اور انبار کو اس کے قبضہ سے ۴۱۷ھ میں نکال لیا اس کے بعد خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اس وقت اس کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے کوفہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دبیس اور قراوش میں باہم اتفاق ہو گیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہو گئے مگر خفاجہ بنوعقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دبیسیہ پر منصور بن حسین کا قبضہ: جزیرہ دبیسیہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو کی شاخوں میں سے تھا۔ طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسیہ سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد طرنو مر گیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کر دوں۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سفر شروع کیا منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی تیاری شروع کر دی بعض امراء ترک یعنی ابوصالح کر کبر نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی ابوصالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابوکالیجار کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے ابوصالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے علی بن طراد سے معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا۔ علی بن طراد کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسے جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مامور کیا تھا۔ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ جزیرہ دبیسیہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال واستحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

دبیس اور جلال الدولہ کی جھڑپیں: مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بنوعقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نور الدولہ دبیس سے عداوت تھی اس وجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

دبیس کو اس کی خبر لگ گئی ابوکالیجار کو عراق بلا بھیجا۔ ابوکالیجار وارد واسط ہوا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط ہی میں تھا۔ ابوکالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا بہت سا مال واسباب ضائع ہو گیا ایک بڑی جماعت ڈوب کر ہلاک ہو گئی۔ ابوکالیجار نے قراوش والی موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کیل پہونچے اثیر عنبر کا ایک مقام پر انتقال ہو گیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابوالشوک والی بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ بارش شروع ہو گئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔

جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کر کے اہواز کی طرف غارت گری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اس وقت اہواز پر ابوکالیجار کا قبضہ تھا۔ ابوکالیجار نے یہ سن کر اہواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچانے کی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت وقتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ ابوکالیجار کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح کر کے جلال الدولہ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارت گری کے خیال اور خوف سے اپنے مال واسباب کی محافظت پر چھوڑتا گیا جلال الدولہ اور ابوکالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے[1] بعد ابوکالیجار کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے بیشتر تھا مامور کیا۔

جلال الدولہ اور دبیس کے مابین مصالحت: اس شکست کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابوکالیجار کی رفاقت ترک کر کے اپنے شہر آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہو کر اطراف جامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ان میں ابوعبیداللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید شعیب سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو جمع کیا اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی۔ اس معرکہ میں دبیس کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو مقلد نے گرفتار کر لیا اور اس کے مال واسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لے جا کر قید کر دیا دبیس بحال پریشان شکست اٹھا کر سندیہ جا کر پناہ گزیں ہوا مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا چند روز بعد جلال الدولہ سے صفائی ہو گئی سند گورنری دینے کی شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی۔ جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہو گئی۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اس وقت اس کی رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا۔ ان سب نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت وتاراج کیا اور اس کے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اس وقت تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابوالشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا اور سارے کام اصلاح پزیر ہو گئے۔

ابوقوام ثابت بن علی: ابوقوام ثابت بن علی مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا ۴۲۴ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابوقوام ثابت بھی اس کے ہمراہ تھا چنانچہ نیل اور تمام مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور چلتا پھرتا نظر آیا۔

---

[1] یہ لڑائی ۴۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

معرکہ جرجرایا: حتیٰ کہ بساسیری بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو جمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اس کا ہم آہنگ ہو گیا۔ ان سب نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کے لئے کوچ کیا مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سینکڑوں آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے صلح کا نام و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے مقبوضات واپس دے دیئے جائیں اور ان مقبوضات میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں باہم مصالحت ہو گئی عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد بساسیری ثابت کی امداد کی امداد کو نعمانیہ میں وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پا کر واپس ہو گیا۔

لشکر واسط اور دبیس کی جنگ: الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر میں تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اس سے لشکر واسط میں ناراضگی پیدا ہوئی سب کے سب جمع ہو کر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر میں مرحمت فرمایا آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرما دیں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے خبر پا کر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت لشکر واسط کمین گاہ سے گزر کر آگے بڑھا دبیس کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور سختی سے انہیں جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزارہا مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے اس شکست کے بعد لشکر واسط کی جانب واپس ہوا۔ لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

دبیس اور خفاجہ کا معرکہ: ۴۴۱ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا۔ جامعین دبیس کے مقبوضات میں سے تھا۔ بنو خفاجہ نے اس اطراف میں فتنہ مچا دیا غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذات اس کی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُر زور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کی حدود سے نکال باہر کیا۔ بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز بعد پھر واپس ہو کر ہنگامہ و فساد برپا کر دیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا خفان میں پہونچ کر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کر دیا خفان پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کرا کر زمین دوز کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے۔ بغداد پہونچ کر ان لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے جری کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل جری نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا۔ ان لوگوں نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن دیا۔

تاریخ ابن خلدون

حصّہ ششم

غزنوی اور غوری سلاطین

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی اور ہندوستان میں پہلی سلطنت کے بانی شہاب الدین
غوری کی فتوحات کے مستند حالات

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدُالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

◉ ترتیب وتبویب: شبّیر حُسین قریشی ایم۔اے ◉ ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی

کتاب العبر و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوك التتر یعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

اردو ترجمہ کے جملہ حقوق قانونی اشاعت و طباعت دائمی

تصحیح و ترتیب و تبویب

چوہدری طارق اقبال گاھندری

مالک نفیس اکیڈیمی۔ اُردو بازار کراچی محفوظ ہیں

نام کتاب: ——— تاریخ ابن خلدون
مصنف: ——— رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ——— نفیس اکیڈیمی اُردو بازار کراچی
طبع: ——— جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ——— آفسٹ

نفیس اکیڈیمی
اُردو بازار کراچی

فہرست

غزنوی اور غوری سلاطین

عنوان	صفحہ
باب:۱	۵۴۷
امارت بنی مزید	
دبیس بن علی بن مزید	
حرب دبیس مع الغز	
معرکہ سنجار	
سلطان طغرل بک اور دبیس میں مصالحت	
بساسیری کا بغداد پر قبضہ	۵۴۸
بساسیری کا بغداد سے فرار	
سلطان طغرل بک کی مراجعت بغداد	
دبیس کی وفات	
ابوکامل منصور	۵۴۹
سیف الدولہ صدقہ	
صدقہ اور سلطان برکیاروق	
اصفہان کا محاصرہ	
سیف الدولہ صدقہ کی مراجعت حلہ	
صدقہ کا واسط پر قبضہ	۵۵۰
صدقہ کا ہیت پر قبضہ	
صدقہ کا بصرہ پر قبضہ	
امارت بصرہ پر التونتاش کا تقرر	۵۵۱
ابوغشام بن ابومنیعہ	
ابوغشام کا قتل	

عنوان	صفحہ
ترکمان خاتون کا تکریت پر قبضہ	۵۵۲
کیقباد بن ہزاردست	
صدقہ کا تکریت پر قبضہ	
مہذب الدولہ کی معزولی ورہائی	
مہذب الدولہ اور حماد	۵۵۳
حماد کی پسپائی	
مہذب الدولہ اور حماد کے مابین مصالحت	
سیف الدولہ صدقہ کا عروج	۵۵۴
سلطان محمد اور صدقہ میں کشیدگی	
صدقہ کی بغاوت	
صدقہ کا اظہار اطاعت وانحراف	
فضل بن ربیعہ	۵۵۵
امیر محمد بن بوتا	
صدقہ کا خاتمہ	۵۵۶
صدقہ کا کردار	
دبیس بن صدقہ	
خلیفہ مستظہر باللہ کی گرفتاری	
امیر ابوالحسن کی گرفتاری	۵۵۷
ملک مسعود اور برسقی	
خلیفہ مسترشد کے سفیر	
سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت	
دبیس بن صدقہ	۵۵۸

عنوان	صفحہ
معرکہ استرآباد	
جیوش بک کی اطاعت	۵۵۹
حلہ کی تاراجی	
منصور کی فوج کشی	
مہلہل کی شکست وگرفتاری	
مظفر کی دبیس سے علیحدگی	
دبیس کی انتقامی کارروائی	۵۶۰
سلطان محمود اور دبیس	
دبیس کی شکست	
بصرہ کا تاراج	
ملک طغرل اور دبیس	۵۶۱
خلیفہ مسترشد اور دبیس	
دبیس کی ریشہ دوانی	۵۶۲
سلطان سنجر اور سلطان محمود	
دبیس کا فرار	
دبیس کی گرفتاری	۵۶۳
سلطان محمود کی وفات	
سلطان سنجر	
دبیس اور زنگی کی فوج کشی وپسپائی	
طغرل کی وفات	۵۶۴
اعرج کا معرکہ	
خلیفہ مسترشد کی گرفتاری ومصالحت	
خلیفہ مسترشد کا قتل	۵۶۵
دبیس کا خاتمہ	
صدقہ بن دبیس کی اطاعت	
خلیفہ راشد کی معزولی	
صدقہ بن دبیس کا خاتمہ	

عنوان	صفحہ
محمد بن دبیس	۵۶۶
علی بن دبیس	
علی بن دبیس اور مہلہل کی جنگ	
علی بن دبیس کی معزولی	
علی بن دبیس کی گرفتاری ورہائی	
امارت بنی مزید کا خاتمہ	۵۶۷
مسعود بلاک	
سلطان ملک شاہ کی معزولی	
خلیفہ مقتفی کی وفات	۵۶۸
باب: ۲	۵۶۹
امارت مصر ودولت ابن طولون	
فتح مصر	
عبداللہ بن ابی سرح کی گورنری	
عمرو بن العاص کی مراجعت مدینہ	
عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی	۵۷۰
قیس بن سعد کی معزولی	
محمد بن ابی بکر کا تقرر	
محمد بن ابی بکر کا خاتمہ	
ولایت مصر پر گورنروں کا تقرر ومعزولی	۵۷۱
عہد عباسی میں مصر کے گورنر	۵۷۲
احمد بن طولون	۵۷۳
خلیفہ مستعین اور احمد بن طولون	
احمد بن طولون کی نیابت مصر پر تقرری	
ابن طولون اور احمد بن مدبر	
موسیٰ بن طولون کی اسیری	
خلیفہ موفق اور احمد بن طولون	۵۷۵

عنوان	صفحہ
یارجوج کی وفات	۵۷۷
مفوض کی ولی عہدی	
موفق اور ابن طولون میں کشیدگی	
موسیٰ بن بغا کی فوج کشی و مراجعت	
محمد بن ہارون تغلبی کا خاتمہ	۵۷۸
ابن طولون کی سرحد کی گورنری	
علی بن انا جور	
ابن طولون کی شام کو روانگی	
سیما طویل کی سرکشی و قتل	۵۷۹
طرسوس پر قبضہ	
موسیٰ بن اتامش کی فوج کشی و گرفتاری	
عباس بن احمد بن طولون کی بغاوت	۵۸۰
عباس کی روانگی برقہ	
عباس بن احمد اور ابراہیم بن اغلب	
عباس بن احمد کی گرفتاری	۵۸۱
ابوعبدالرحمٰن عمری	
ابراہیم بن محمد علوی کا خروج	
ابراہیم علوی کی گرفتاری	۵۸۲
ابوعبدالرحمٰن عمری کا قتل	
برقہ کا محاصرہ	
لولوء کی بغاوت	
لولوء کا انجام	۵۸۳
معتمد اور ابن طولون	
معتمد کی روانگی و مراجعت	
موفق اور ابن طولون میں ناچاقی	۵۸۴
اہل طرسوس کی بغاوت	
ابن طولون کی وفات	

عنوان	صفحہ
ابن طولون کا کردار	
باب: ۳۰	۵۸۶
خمارویہ بن احمد بن طولون	
ابوالعباس بن احمد کا انجام	
اسحاق بن کنداجق کا رقہ و دمشق پر قبضہ	
خمارویہ اور ابن موفق	
ابن موفق کی فوج کشی	
ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ	۵۸۷
ابن موفق کا فرار	
خمارویہ کا اسیران جنگ سے حسن سلوک	
ابن ابی الساج اور اسحاق میں ناچاقی	
ابن ابی الساج کا جزیرہ و موصل پر قبضہ	۵۸۸
ابن ابی الساج کی عہد شکنی	
ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ	
ابن ابی الساج کی شکست و فرار	۵۸۹
اہل طرسوس کی اطاعت	
اسکندریہ کا محاصرہ	
موسیٰ بن موسیٰ بن طولون	
موسیٰ موسیٰ کی گرفتاری و رہائی	۵۹۰
بنت خمارویہ سے معتضد باللہ کا نکاح	
خمارویہ کا قتل	
جیش بن خمارویہ کا قتل	۵۹۱
ہارون بن خمارویہ اور خلیفہ معتضد	
طغج بن خیف کی دمشق پر گورنری	
قرامطہ کا دمشق پر حملہ	۵۹۲
قرامطیوں کی سرکوبی	

عنوان	صفحہ
محمد بن سلیمان	۵۹۳
محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی	
بنی طولون کا زوال	
امارت مصر پر عیسیٰ نوشری کا تقرر	۵۹۴
عیسیٰ نوشتری کی حکومتِ مصر اور خلیجی کی بغاوت	
ابراہیم خلیجی کی سرکشی	
ابراہیم خلیجی کی گرفتاری	
عیسیٰ نوشتری کی وفات	
ابو منصور تکین کا امارت مصر پر تقرر	
ذکا اعور بحیثیت گورنر مصر	۵۹۵
ابوالقاسم بن مہدی کی مصر پر فوج کشی	
تکین خزری کی وفات	۵۹۶
احمد کیلغ کی گورنری و معزولی	
محمد بن رابق	
ابن رابق کا شام پر قبضہ	
ابن رابق کی مراجعت بغداد	۵۹۷
ابوعبداللہ حسن	
اخشید کی طلبی	
اخشید کی مراجعت مصر	۵۹۸
ابوالقاسم انوجور	
ابوالقاسم انوجور کا خاتمہ	
کافور کی گورنری	
احمد بن اخشید	۵۹۹
جوہر صقلی کا اسکندریہ پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
باب: ۴۰	۶۰۰
امارت دیار بکر بنی مروان کرد باد کردی	
ابوعلی بن مروان کرد	
ابوعلی بن مروان کا قتل	۶۰۱
ابو منصور بن مروان	
ابو منصور بن مروان کا قتل	
شردہ کا قلعہ میافارقین پر قبضہ	
ابونصر بن مروان نصیر الدولہ	۶۰۲
نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ	
نصیر الدولہ کا ابرہا پر قبضہ	
عطیر کا قتل	
محاصرہ نصیبین	۶۰۳
دیار بکر میں ترکوں کی آمد	
سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترک	
وثاب نمیری اور ابن مروان	۶۰۴
نصیر الدولہ اور بشر موشک	
سلیمان بن نصیر الدولہ کا قتل	
طغرل بک کی روانگی دیار بکر	۶۰۵
وفات نصیر الدولہ	
ابن جہیر	
منصور بن نصر بن نصیر الدولہ	۶۰۶
ابونصر بن محمد بن محمد جہیر	
ابن جہیر کا آمد پر قبضہ	
محاصرہ میافارقین	۶۰۷
دولت بنو مروان کا خاتمہ	

عنوان	صفحہ
باب:۵	۶۰۸
امارت سجستان بنوصفار	
صالح بن نصر کتامی	
یعقوب بن لیث صفار	
یعقوب بن صفار اور علی بن حسن	
یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ	۶۰۹
حرث بن سیما کا قتل	
یعقوب صفار کا بلخ پر قبضہ	۶۱۰
یعقوب کی مراجعت سجستان	
محاصرہ نیشاپور	
خلیفہ معتمد اور یعقوب صفار	
یعقوب صفار کا خراسان پر قبضہ	۶۱۱
عبداللہ سنجری کا قتل	
محمد بن واصل	
موسیٰ بن بغا کا استعفا	
یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ	۶۱۲
خلیفہ معتمد کا اظہار ناراضگی	
یعقوب صفار کا واسط پر قبضہ	
یعقوب صفار اور موفق کی جنگ	۶۱۳
یعقوب صفار کا فرار	
یعقوب صفار محمد بن واصل کا فارس پر قبضہ	
موفق کی روانگی واسط	
احمد بن عبداللہ خجستانی	
یعقوب صفار اور ابراہیم	۶۱۴
عمرو بن لیث کی گورنری ہرات	
احمد بن خجستانی کی بغاوت	
حسن بن زید کی خراسان پر فوج کشی	
یعقوب صفار کا اہواز پر قبضہ	
یعقوب صفار کی وفات	۶۱۵
عمرو بن لیث اور خجستانی	
خجستانی کا قتل	
رافع بن ہرثمہ کا محاصرہ نیشاپور	۶۱۶
رافع اور ابوطلحہ کی جنگ	
عمر بن لیث اور محمد بن طاہر کی جنگ	
موفق کا فارس پر قبضہ	۶۱۷
عمرو بن لیث کی روانگی کرمان	
عمرو بن لیث کا امارت خراسان پر تقرر	
عمرو بن لیث اور رافع کی جنگ	۶۱۹
عمرو بن لیث اور اسماعیل بن احمد کی جنگ	
عمرو بن لیث کی گرفتاری	
اسماعیل بن احمد بحیثیت گورنر خراسان	
طاہر بن محمد	
طاہر بحیثیت گورنر فارس	
لیث بن علی کی گرفتاری	
سیکری کا فرار	۶۲۰
سیکری کا فارس پر قبضہ	
سیکری کی شکست وگرفتاری	
احمد سامانی کی رے پر فوج کشی	۶۲۱
احمد سامانی کا سجستان پر قبضہ	
سیکری اور لیث کی اسیری	
اہل سجستان کی بغاوت واطاعت	
خلف بن احمد کا سجستان پر قبضہ	۶۲۲
ابوالحسن بن سمجور اور خلف	
عمرو بن خلف کا کرمان پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
عمرو بن خلف اور ابو جعفر کی جنگ	۶۲۳
محاصرہ بردشیر	
طاہر بن خلف کا کرمان پر قبضہ	
طاہر بن خلف کا قتل	
محمد بن سبکتگین اور خلف بن احمد	۶۲۴
قلعہ طارق کا محاصرہ	
خلف کی شکست واطاعت	
دولت بنو صفار کا زوال	۶۲۵
باب:۶	۶۲۶
امارت ماوراء النہر بنو سامان	
اسد بن سامان	
ماوراء النہر پر نصر بن احمد سامانی کی گورنری	
نصر بن احمد اور اسماعیل میں کشیدگی اور مصالحت	۶۲۷
نصر واسماعیل میں مصالحت	
اسماعیل بحیثیت گورنر ماوراء النہر	
اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث	
عمرو بن لیث کی اسیری	
اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث	۶۲۸
محمد بن زید کا خاتمہ	
اسماعیل کا رے پر قبضہ	
اسماعیل کا رے پر قبضہ	
محمد بن ہارون کی گرفتاری	
امیر اسماعیل سامانی کی وفات	۶۲۹
امیر اسماعیل سامانی کا کردار	
ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی	
فارس کبیر	

عنوان	صفحہ
سجستان پر ابونصر احمد کا قبضہ	۶۳۰
امیر ابونصر احمد کا قتل	
ابوالحسن نصر بن احمد	
امراء کی بغاوت	۶۳۱
اہل سجستان کی بغاوت	
اسحاق بن احمد کی بغاوت	
اطروش کا ظہور	۶۳۲
ابوعباس عبداللہ	
محمد بن ابراہیم صعلوک	
اطروش کا طبرستان پر قبضہ	
منصور بن اسحاق کی بغاوت	۶۳۳
حسین بن علی کی سرکشی وگرفتاری	
محمد بن جنید	
احمد بن سہیل کی بغاوت	۶۳۴
احمد بن سہیل اور امیر اسماعیل	
احمد بن اسماعیل کا انجام	
لیلیٰ بن نعمان دیلمی	
لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ	۶۳۵
معرکہ طوس	
لیلیٰ دیلمی کا قتل	
قرتکین اور فارس	
سیجور اور ابن اطروش کی جنگ	
سرخاب کی روانگی استرآباد	۶۳۶
ماکان بن کالی	
الیاس بن اسحاق کا خروج	
الیاس کی شکست وپسپائی	

عنوان	صفحہ
سالو کی سرکشی و قتل	۶۳۷
سعید نصر سامانی کا رے پر قبضہ	
سعید نصر کی وفات	
معرکہ ساریہ	
اسفار بن شرویہ	
اطروش کا جرجان اور طبرستان پر قبضہ	۶۳۸
ماکان کی طبرستان پر فوج کشی	
ابوجعفر علوی کی گرفتاری	
اسفار کی سرکشی و اطاعت	
اسفار کا خاتمہ	
مرداویج اور ماکان کی جنگ	
امیر سعید نصر اور ابوزکریا یحییٰ	۶۳۹
ابوزکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت	
ابوبکر خباز کا انجام	
ابوبکر زکریا یحییٰ اور قراتکین	
محمد بن مظفر کی فتوحات	۶۴۰
یحییٰ اور منصور کی اطاعت	
جعفر بن ابوجعفر کی اطاعت	
ابن مظفر کی گورنری	
مرداویج کی سرکشی و اطاعت	
محمد بن الیاس	۶۴۱
محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ	
قتل مرداویج کا فرمان	
ماکان کی بغاوت	۶۴۲
ابوعلی بن ابوبکر محمد	
جرجان کی فتح	
ابوعلی کی رے پر فوج کشی	
ابوعلی کا رے پر قبضہ	۶۴۳

عنوان	صفحہ
دشمگیر کی اطاعت	
ابوعلی کا بلاد جبل پر قبضہ	
ساریہ کی مہم	
حسن بن قیرزان کی بغاوت	
رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی	۶۴۴
امیر سعید نصر کی وفات	
باب: ۷	۶۴۵
امیر نوح امیر سعید نصر	
ابوالفضل محمد بن احمد	
ابوالفضل بن حمویہ	
عبداللہ بن اشکام کی سرکشی و اطاعت	
ابوعلی اور رکن الدولہ کی جنگ	۶۴۶
ابوعلی کا رے پر قبضہ	
ابوعلی کی معزولی	
امیر نوح اور ابوعلی کی کشیدگی	
ابراہیم بن احمد	۶۴۷
سپہ سالار محمد بن احمد کا قتل	
ابوعلی کا مرو پر قبضہ	۶۴۸
ابوعلی کی شکست	
ابوعلی کی اطاعت	
رکن الدولہ بن بویہ کی حکمت عملی	۶۴۹
محمد بن عبدالرزاق کی بغاوت	
محمد بن عبدالرزاق کی اطاعت	
رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ	۶۵۰
منصور بن قراتکین کی جرجان پر فوج کشی	
سبکتگین کا ہمدان پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
ابوعلی کا امارت خراسان پر تقرر	
قلعہ طبرک کا محاصرہ	۶۵۱
ابوعلی کی معزولی	
امیر نوح کی وفات	
عبدالملک بن امیر نوح	
محمد بن ماکان اور ابن عمید کی جنگ	۶۵۲
محمد بن ماکان کی گرفتاری	
رکن الدولہ اور بکر بن مالک کے مابین مصالحت	
ابوالحرث منصور بن نوح	
منصور کی خراسان پر فوج کشی	
دشمگیر کی وفات	
ابوعلی بن الیاس	۶۵۳
الیسع کا سیرجان پر قبضہ	
سلیمان بن ابوعلی	
سلیمان بن ابوعلی اور کورکین کی جنگ	۶۵۴
منصور اور بنو بویہ میں مصالحت	
نوح بن منصور کی امارت	
طاہر بن خلف	
قلعہ ارک کا محاصرہ	
ابن سیجور کی معزولی	۶۵۵
ابوالعباس تاش کی گورنری	
ابوالعباس کا محاصرہ جرجان	
ابوالحسن عتبی کا قتل	۶۵۶
ابوالعباس کی خراسان پر فوج کشی	
ابوالعباس کی معزولی	
ابوالعباس کی بغاوت	
ابوالعباس کی شکست وفرار	۶۵۷
اہل جرجان کی بغاوت	
ابوعلی بن ابوالحسن	
ابوعلی محمد بن عیسیٰ کی وزارت	
ابوعلی محمد اور فائق کی جنگ	۶۵۸
ابوعلی بحیثیت گورنر خراسان	
فائق بن ابوالحسن سیجور	
طاہر بن فضل کی شکست وخاتمہ	
بقراخاں ترک کا سنجار پر قبضہ	
بقراخاں کی فتوحات	۶۵۹
سبکتگین کی گورنری	
امیر نوح کا نیشاپور پر قبضہ	
ابوعلی اور محمود بن سبکتگین کی جنگ	۶۶۰
معرکہ طوس	
ابوعلی اور خوارزم شاہ	
ابوعلی کی گرفتاری وخاتمہ	
امیر نوح سامانی کی وفات	۶۶۱
ابوالحرث منصور کی امارت	
ابوالقاسم اور بکتوزون	
محمود کا نیشاپور پر قبضہ	۶۶۲
عبدالملک بن امیر نوح کی امارت	
معرکہ مرو	۶۶۳
بکتوزون کا تعاقب	
محمود کا خراسان پر قبضہ	
دولت سامانی کا زوال	
امیر عبدالملک بن نوح کا خاتمہ	
ابراہیم سامانی کی آخری کوشش	

عنوان	صفحہ
ابوابراہیم اسماعیل بن نوح	۶۶۴
ابوابراہیم اور منصور بن سبکتگین کی جنگ	
ابوابراہیم اور ایلک خاں کی جھڑپیں	
ابوابراہیم کا خاتمہ	۶۶۵
باب:۸	۶۶۶
امارت غزنہ بنو سبکتگین	
اخبار دولت بنو سبکتگین ملوک	
غزنی خراسان ماوراء النہر اور بلاد ہندوستان کی	
فتوحات	
سبکتگین	
امیر نوح اور سبکتگین	
فتح بست	۶۶۷
والی قصدار کی سرکشی واطاعت	
ہندوستان پر جہاد	
راجہ جے پال اور سبکتگین کی جنگ	
راجہ جے پال کی عہد شکنی	
امارت خراسان پر سبکتگین کا تقرر	۶۶۸
ناصر الدولہ کا خطاب	
معرکہ نیشاپور	
سبکتگین اور ابوعلی	۶۶۹
ابوالقاسم کی بغاوت	
سبکتگین وایلک خاں	
سبکتگین اور ایلک خاں میں مصالحت	
سبکتگین کی مراجعت بلخ	
سبکتگین اور فخر الدولہ	۶۷۰
سبکتگین کی وفات	

عنوان	صفحہ
باب:۹	۶۷۱
سلطان محمود	
اسماعیل بن سبکتگین	
محمود اور اسماعیل	
محمود اور اسماعیل کی جنگ	
ابوالحرث منصور اور فائق	۶۷۲
محمود کا خراسان پر قبضہ	
محمود اور بکتوزون	۶۷۳
امین الملکت یمین الدولہ کا خطاب	
خلف بن احمد کی سرکشی واطاعت	
امیر سبکتگین کی وفات	
خلف کی سرکشی واطاعت	
سلطان محمود اور راجہ جے پال کی جنگ	۶۷۴
راجہ جے پال کی خودکشی	
قلعہ بھٹنڈہ پر حملہ	۶۷۵
طاہر بن خلف کا قتل	
سلطان محمود کا قلعہ طاق کا محاصرہ	
خلف بن احمد کی اطاعت	
خلف بن احمد کا کردار	
بجستان پر سلطان محمود کا قبضہ	۶۷۶
سلطان محمود اور راجہ بجے راؤ	
راجہ بجے راؤ کا خاتمہ	
فتح ملتان	۶۷۷
قلعہ گوالیار پر فوج کشی	
سلطان محمود اور ایلک خاں	
سلطان محمود کا مخطوبہ سے عقد	
سیاوش تکین کا بلخ پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
سیاوش کا خراسان پر قبضہ	۶۷۸
سیاوش کی شکست وفرار	۶۷۹
سیاوش تکین کی گرفتاری	
سلطان محمود اور ایلک خاں کی جنگ	
ایلک خاں کی شکست	۶۸۰
سلطان محمود اور نورسہ شاہ	
فتح بھیم نگر	
مالِ غنیمت	۶۸۱
سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ	
جنگ ناردین	
ریاست غور پر سلطان محمود کا قبضہ	
سلطان محمود کی قصران پر فوج کشی	۶۸۲
ابونصر محمد بن اسماعیل	
سلطان محمود کا غرستان پر قبضہ	
طغان خاں اور سلطان محمود کی مصالحت	
فتح ناردین	۶۸۳
تھانیسر پر حملہ	
سلطان محمود اور ابوالعباس مامون بن محمد	۶۸۴
ابوالعباس کا قتل	
تکین بخار کا قتل	
کشمیر پر فوج کشی	۶۸۵
راجہ ہردو کا قبول اسلام	
فتح متھرہ	
قنوج کی مہم	۶۸۶
قلعہ براہمہ کی فتح	
راجہ چندرائے کا فرار	
مالِ غنیمت	

عنوان	صفحہ
جامع مسجد کی تعمیر	۶۸۷
راجہ نندا والی کالنجر	
راجہ جے پال کا خاتمہ	
شہر ناری پر قبضہ	
سلطان محمود اور راجہ نندا کی جنگ	۶۸۸
سومنات کا مندر	
سومنات کے متعلق ہنود کا عقیدہ	
راجہ اجمیر کا فرار	
پٹن گجرات پر قبضہ	۶۸۹
فتح سومنات	۶۹۰
سلطان محمود اور راجہ پرم دیو	
والی منصورہ کی سرکوبی	
امیر نوح اور قابوس	۶۹۱
سلطان محمود اور قابوس	
سلطان محمود کا رے پر قبضہ	
مجدالدولہ کی نظر بندی	
قلعہ قزدین پر قبضہ	۶۹۲
منوچہر بن قابوس	
ابومنوچہر	
اصفہان کا الحاق	
اہل رے کی سرکشی وبغاوت	
بخارا پر قبضہ	
ایلک خاں کی بخارا پر فوج کشی وپسپائی	
سلطان محمود کا بخارا پر قبضہ	۶۹۳
سلطان محمود اور تاتار	
تاتاریوں کی غارت گری	
دہشود ان کی حکمت عملی	۶۹۴

عنوان	صفحہ
تاتاریوں کی سرکوبی	
ترکمانوں کی غارت گری	
آذربائیجان کا تاراج	۶۹۵
طغرل بک اور تکین کی جھڑپیں	
فتح نرسی	
سلطان محمود کی وفات	
سلطان محمود کی سیرت و کردار	
محمود کا نسب	۶۹۶
شاہ نامہ اور محمود	۷۰۱
وزرائے محمود	۷۰۵
باب:۱۰	۷۰۶
سلطان مسعود	
سلطان مسعود کی حکومت	
سلطان محمد کی گرفتاری	
ابوالقاسم احمد بن حسن	۷۰۷
علاء الدولہ بن کاکویہ	
مجد الدولہ کی رے پر فوج کشی	
علاء الدولہ کی اصفہان پر فوج کشی و فرار	
فتح مکران	۷۰۸
کرمان پر قبضہ	
علاء الدولہ اور علی بن عمران	
ابومنصور کی شکست و گرفتاری	
احمد نیال تکین کی بغاوت	۷۰۹
علاء الدولہ کی بغاوت	
احمد نیال تکین کی عہد شکنی	
احمد نیال تکین کا انجام	

عنوان	صفحہ
دارا ابن منوچہر کی سرکشی و اطاعت	۷۱۰
علاء الدولہ اور ابوسہل کی جنگ	
طغرل بک	
جعفر بیگ داؤد اور طغرل بک	۷۱۱
سلطان مسعود کی روانگی خراسان	
ترکمانوں کی سرکوبی	۷۱۲
سلطان مسعود اور طغرل بک	
ارسلان	۷۱۳
سلطان مسعود کی ارسلان پر فوج کشی	
سلطان مسعود کی مصالحت کی پیش کش	
سلطان مسعود کی ہزیمت	۷۱۴
محاصرۂ بلخ	
شہزادہ مودود کی روانگی	
سلطان مسعود کی معزولی	۷۱۵
باب:۱۱	۷۱۶
سلطان محمد	
معزول سلطان مسعود کا قتل	
سلطان مسعود کا کردار	
سلطان محمد کا قتل	۷۱۷
سلطان مودود اور محمود	
خان ترک کی اطاعت	
التونتاش اور علی تکین کی جنگ	
التونتاش کی وفات	۷۱۸
طغرل کا خوارزم پر قبضہ	
شاہ ملک کا فرار و گرفتاری	
جنگ سلطان مودود و طغرل بک	۷۱۹

عنوان	صفحہ
ہندوؤں کی پیش قدمی و ہزیمت	
راجہ باس رائے کی اطاعت	
سلطان مودود کی وفات	
سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود	۷۲۰
سلطان عبدالرشید اور طغرل	
سلطان عبدالرشید کا قتل	۷۲۱
فرخ زاد بن سلطان مسعود	
غیاث الدین کی فوج کشی و پسپائی	
شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ	۷۲۲
دولت بنو سبکتگین کا خاتمہ	
باب:۱۲	۷۲۷
امارت کاشغر و ترکستان ترک حکمران	
سبق قراخاں	
بقراخاں	
ایلک خاں سلیمان	
ایلک خان بخارا میں	۷۲۸
ایلک خاں و سلطان محمود	
طغان خان	
ارسلان خان	۷۲۹
قراخاں اور ارسلان خان کا خاتمہ	۷۳۰
ابراہیم بن بقراخان کا قتل	۷۳۱
طقفاج خاں	
سمرقند کا محاصرہ	
الپتگین کا بلخ پر قبضہ	
سلطان ملک شاہ کا ترمذ پر قبضہ	۷۳۲
فتح سمرقند	

عنوان	صفحہ
احمد خان بن جعفر خاں کا قتل	
طغاں خان بن قراخان	
سلطان احمد اور عمر خاں	
قدر خاں	
قدر خاں کی گرفتاری و قتل	۷۳۳
امیر تیمور	
محمد خاں کی بغاوت	۷۳۴
سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ	
سبق قراخاں کا قبول اسلام کا واقعہ	۷۳۵
قدر خان کا خروج	
ارسلان کی گرفتاری	
حسین تکین	
شاہ چین کو خان	
محمود خان بن ارسلان اور تاتار	۷۳۶
سلطان سنجر اور کو خان	
دولت خانیہ کا خاتمہ	
کو خاں کا کردار	۷۳۷
بقراخاں اور قارغلیہ	
باب:۱۳	۷۳۸
سلاطین غور	
بنی حسین	
محمد بن حسین کا قتل	
غزنی پر فوج کشی	
علاء الدین کا ہرات و بلخ پر قبضہ	۷۳۹
غزنی پر قبضہ	
علاء الدین اور شہاب الدین میں مناقشہ	

عنوان	صفحہ
علاء الدین اور شہاب الدین میں مصالحت	
ابوالفتح غیاث الدین	۷۴۰
شہاب الدین کا غزنی پر قبضہ	
شہاب الدین کی لاہور پر فوج کشی	
لاہور پر قبضہ	
ہرات پر قبضہ	۷۴۱
شہاب الدین اور رانی راجہ	
فتح اجہ (سندھ)	
ترائین کی پہلی جنگ	۷۴۲
شہاب الدین اور پتھورا (پرتھوی راج) میں	
جنگ	
فتح دہلی	۷۴۳
قتل محمد بن علاء الدین	
خوارزم شاہ بن انس بن محمد	۷۴۵
غیاث الدین اور سلطان شاہ	
سلطان شاہ کا سفیر	
سلطان شاہ کی شکست	۷۴۶
غیاث الدین اور علاء الدین تکین	
تسخیر بلادِ اجمیر	
شہاب الدین کی امراء سے برہمی	۷۴۶
راجپوتوں کی شکست	
فتح اجمیر	۷۴۷
فتح بنارس	
قلعہ گوالیار کی تسخیر	۷۴۸
بلخ پر فوج کشی	
ترکوں کی پیش قدمی	

عنوان	صفحہ
علاء الدین اور ترکمانوں میں کشیدگی	۷۴۹
علاء الدین ثانی	
مرو الرود پر قبضہ	
نیشاپور کا تاراج	۷۵۰
اسماعیلیوں کی بربادی	
فتح ٹہروالا (پنجاب)	۷۵۱
علاء الدین کا دوبارہ خراسان پر قبضہ	
سرخس پر فوج کشی	
حسن بن مرغنی کی گرفتاری	۷۵۲
ہرات کا محاصرہ	
شہاب الدین کی مراجعت	
غیاث الدین کی وفات	۷۵۳
منصور ترکی کا قتل	
شہاب الدین کی مراجعت غزنی	
شہاب الدین خطا	۷۵۴
محمد بن تکش	
شہاب الدین کی خوارزم پر فوج کشی	۷۵۵
شہاب الدین اور ترکمان خطا	
حسین بن حرمیل کی گرفتاری	
تاج الدین کا غزنی پر حملہ	
کھوکھروں کی بغاوت	۷۵۶
کھوکھروں کی سرکوبی	
تراہیہ قبیلہ	۷۵۷
تراہیوں کی بغاوت	
شہاب الدین کی وفات	
خواجہ مویدالدین	۷۵۸

عنوان	صفحہ
شہاب الدین کی تجہیز و تکفین	
شہاب الدین کا کردار	
تاج الدین یلدوز	۷۵۹
بہاء الدین سام	
بہاء الدین سام کا انتقال	
علاء الدین بن بہاء الدین	۷۶۰
علاء الدین اور یلدوز	
یلدوز کا غزنی پر قبضہ	
غیاث الدین محمد	۷۶۱
غیاث الدین اور حسن بن حرمیل	
خوارزم شاہ اور ابن حرمیل	۷۶۲
خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ	
محاصرہ بلخ	
فتح بلخ	
عمر بن حسین غوری کی گرفتاری	۷۶۳
علاء الدین اور وزیر یلدون کی جنگ	
علاء الدین کا غزنی پر قبضہ	
علاء الدین کی شکست و امان طلبی	۷۶۴
عباس کی بغاوت و اطاعت	
خوارزم شاہ کا ترمذ پر قبضہ	
فتح طالقان	
والی جستان کی اطاعت	۷۶۵
دز (یلدوز) کی سرکشی	
دز (یلدوز) کی یکتاباد پر فوج کشی	
ایدکین کی مراجعت کابل	۷۶۶
غیاث الدین اور خوارزم شاہ میں مصالحت	
ایبک کی کارگزاری	

عنوان	صفحہ
حسن بن حرمیل کی گرفتاری	
ابن حرمیل کا خاتمہ	۷۶۷
خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ	
قتل غیاث الدین محمود	
خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ	
دز (یلدوز) کا لاہور پر قبضہ	۷۶۸
تاج الدین یلدوز کا خاتمہ	
باب: ۱۴	۷۶۹
دولت دیلم	
دیلمیوں کا سلسلہ انساب	
طبرستان کی تسخیر	
شہریار بن سروین کی سرکشی	۷۷۰
مازیار کی بغاوت	
قارن بن شہریار کی اطاعت	
مازیار کی گرفتاری و قتل	۷۷۱
محمد بن اوس	
طبرستان پر حسن بن زید کا قبضہ	
حسن اطروش	
اطروش کا طبرستان پر اقتدار	۷۷۲
دیلمی سپہ سالار	
سرداران دیلم	
بنو سامان اور دیلم	
لیلیٰ بن نعمان	۷۷۳
سرخاب بن دہشودان	
ماکان بن کالی	۷۷۴
اسفار بن شہرویہ	

عنوان	صفحہ
اسفار اور ماکان کی جنگ	
اسفار کا رے پر قبضہ	۷۷۵
حسن راعی کا خاتمہ	
قلعہ موت	
اسفار اور ابن سامان کی مصالحت	
اسفار اور مرداویج	
اسفار کا خاتمہ	
مرداویج کی فتوحات	۷۷۶
طبرستان پر قبضہ	
فتح جرجان	
ہمدان اور بلادِ جبل کی تسخیر	
یشکری کا قتل	۷۷۷
اصفہان پر قبضہ	
دشمکیر اور مرداویج	
مطرب بن محمد کا قتل	
مرداویج اور سعید نصر میں مصالحت	
باب:۱۵	۷۷۸
دولت بنی بویہ	
بنی بویہ کی ابتداء	
ابوشجاع بویہ بن خنافس	
بنی بویہ اور ماکان	۷۷۹
بنی بویہ اور مرداویج	
عمادالدولہ ابوالحسن علی	
عمادالدولہ کا اصفہان پر قبضہ	۷۸۰
عمادالدولہ اور مرداویج	
عمادالدولہ کا نوبندجان پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
عمادالدولہ اور یاقوت کی جنگ	۷۸۱
یاقوت کی شکست	
سواد کا تاراج	
دشمکیر کا اصفہان پر قبضہ	
ماکان کا رے پر قبضہ	۷۸۲
قتل مرداویج وحکومت دشمکیر	
ترکوں کی مرداویج سے برہمی	
شب میلاد	
مرداویج کا قتل	
ترک اُمراء	۷۸۳
دشمکیر بن زیار کی امارت	
ابوعلی بن الیاس	
ابن رائق اور ترک	۷۸۴
باب:۱۶	۷۸۵
رکن الدولہ حسن بن بویہ	
معزالدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ	
معزالدولہ اور علی بن کلونہ کی جنگ	
ماکان کا جرجان پر تصرف	۷۸۶
بنی بویہ دیلمی کی فتوحات	
ابوبکر بن محمد بن رائق	
معزالدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ	۷۸۷
ابن بریدی کا سوس پر قبضہ	
رکن الدولہ کی سوس کی جانب پیش قدمی	
رکن الدولہ اور دشمکیر کی جنگ	۷۸۸
ابن بریدی اور امیر الامراء تیکم	
تیکم کا قتل	

عنوان	صفحہ
ابن بریدی اور دیلم	۷۸۹
ابن بریدی اور ابن رائق	
سیف الدولہ اور ابن بریدی کی جنگ	
سیف الدول کی مراجعت موصل	
توزون کی معزولی	
ابن شیرزاد	۷۹۰
نیال کوشہ اور فتح یشکری کی عہد شکنی	
معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ	
خلیفہ مستکفی کی گرفتاری	
نام نہاد خلافت	۷۹۱
طوائف الملوکی	
ابن حمدان کی بغداد پر فوج کشی	
ابن حمدان اور معز الدولہ میں مصالحت	۷۹۲
معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ	
فتح موصل	
رکن الدولہ کا رے پر قبضہ	۷۹۳
رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ	
عمران بن شاہین	۷۹۴
عماد الدولہ کی وفات	
عضد الدولہ کی حکومت	
معز الدولہ	
مہلبی کی وزارت	۷۹۵
منصور بن قراتکین	
منصور اور سبکتگین کی جنگ	
اصفہان پر رکن الدولہ کا قبضہ	
امیر نوح اور منصور میں مصالحت	۷۹۶

عنوان	صفحہ
ابو علی بن محتاج کی معزولی	
خراسان میں بنی بویہ	
رکن الدولہ اور ابو سعید میں مصالحت	۷۹۷
روز بہان کا خروج	
روز بہان اور معز الدولہ کی جنگ	
روز بہان کا خاتمہ	۷۹۸
ملکا کی بغاوت	
معز الدولہ کی موصل پر فوج کشی	
معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں مصالحت	
بختیار کی ولی عہدی	
رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ	۷۹۹
بغداد میں شیعہ سنی فساد	
وفات وزیر مہلبی	
معز الدولہ اور ناصر الدولہ	
معز الدولہ اور قرامطہ	۸۰۰
قرامطیوں کے بصرہ پر حملے	
معز الدولہ کا عمان پر قبضہ	۸۰۱
وفات معز الدولہ	
باب: ۱۷	۸۰۲
عز الدولہ بختیار بن معز الدولہ	
ابو الفضل عباس بن حسن کی وزارت۔	
رے پر فوج کشی	
دشمکیر کی موت	۸۰۳
ابو علی بن الیاس	
عضد الدولہ اور البیع کی جنگ	
عضد الدولہ کا کرمان پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
البسیع کا انتقال	
حسنویہ بن حسن کردی اور سلار کی جنگ	۸۰۴
وزیر ابن عمید کی بغاوت	
اہل کرمان کی بغاوت	
عضد الدولہ کی کرمان پر فوج کشی	۸۰۵
باغیوں کی سرکوبی	
وزیر ابوالفضل کا ظلم وستم	
ابوالفضل عباس کی معزولی	
محمد بن بقیہ کی وزارت	
عز الدولہ اور سبکتگین	۸۰۶
ابوتغلب بن ناصر الدولہ	
عز الدولہ کا موصل پر قبضہ	
ابوتغلب اور عز الدولہ میں مصالحت	۸۰۷
ابوتغلب کی عہد شکنی واطاعت	
ترکوں اور دیلمیوں میں فساد	
سبکتگین کے خلاف سازش	۸۰۸
ترکوں کی بغاوت	
عز الدولہ کی امداد طلبی	
محاصرہ واسط	۸۰۹
عضد الدولہ اور ترکوں کی جنگ	
خلیفہ طائع کی مراجعت بغداد	
عضد الدولہ کی حکمت عملی	
عضد الدولہ کی گرفتاری	۸۱۰
خلیفہ طائع اور عضد الدولہ	
عضد الدولہ اور ابن بقیہ کی جنگ	
رکن الدولہ اور عضد الدولہ	۸۱۱
عضد الدولہ کی رہائی	

عنوان	صفحہ
وزیر ابوالفتح	۸۱۲
معرکہ صحار	
جنگ دما	
طاہر اور موتمر کی جنگ	
کرمان کے باغیوں کی سرکوبی	۸۱۳
عضد الدولہ کی ولی عہدی	
رکن الدولہ کی وفات	
رکن الدولہ کی سیرت وکردار	۸۱۴
باب: ۱۸	۸۱۵
عضد الدولہ بن رکن الدولہ	
عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ	
ابن شاہین کی اطاعت	
عضد الدولہ کی بصرہ پر فوج کشی	
قبائل مضر وربیعہ میں مصالحت	
وزیر السلطنت ابن عمیر کا ادبار	۸۱۶
وزیر ابن بقیہ کا انجام	
عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ	
عضد الدولہ کی عہد شکنی	
عضد الدولہ کا قتل	۸۱۷
عضد الدولہ اور ابوتغلب	
بلاد موصل اور عضد الدولہ کا قبضہ	۸۱۸
عز الدولہ اور بنی شیبان	
تقفور کا قتل	
ابن شمسیق	
ورد بن نیر کی گرفتاری	۸۱۹
حسنویہ بن حسین کردی	
عضد الدولہ اور پسران حسنویہ	

عنوان	صفحہ
عضد الدولہ اور معز الدولہ	
عضد الدولہ کا رے اور ہمدان پر قبضہ	۸۲۰
بدر بن حسنویہ	
معرکہ استر آباد	
جرجان کا محاصرہ	۸۲۱
عضد الدولہ کا بلاد ہکاریہ پر قبضہ	
عضد الدولہ کی وفات	
عضد الدولہ کی سیرت و کردار	
باب: ۱۹	۸۲۲
فخر الدولہ بن رکن الدولہ	
صمصام الدولہ بن عضد الدولہ و شرف الدولہ بن عضد الدولہ	
شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ	
شرف الدولہ کا بصرہ پر حملہ	
موید الدولہ کی وفات	۸۲۳
فخر الدولہ کی حکومت	
ابو العباس تاش کی بغاوت	
محمد بن غانم کی بغاوت	
باد کردی اور دیلم	۸۲۵
باد کردی	
باد کردی کی فتوحات	
باد کردی اور زیاد بن شہرا کی جنگ	
میافارقین کا محاصرہ	
باد کردی کی موصل پر فوج کشی	۸۲۶
صمصام الدولہ کا عمان پر قبضہ	
قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ	۸۲۷
قرامطیوں کی شکست و پسپائی	

عنوان	صفحہ
شرف الدولہ اور ابو الحسن	
ابو الحسین کا خاتمہ	۸۲۸
اہواز اور بصرہ پر شرف الدولہ کا قبضہ	
صمصام الدولہ کی گرفتاری	
ترک اور دیلمیوں میں فساد اور مصالحت	۸۲۹
صمصام الدولہ کا انجام	
جنگ قرسین	۸۳۰
قراتکین کا قتل	
شکر خام کی گرفتاری و رہائی	
شرف الدولہ کی وفات	۸۳۱
بہاء الدولہ بن عضد الدولہ	
صمصام الدولہ اور ابو علی بن شرف الدولہ	
فخر الدولہ کا اہواز پر قبضہ	
فخر الدولہ کی مراجعت	۸۳۲
بہاء الدولہ کا بصرہ اور ارجان پر قبضہ	
بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کی مصالحت	
بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد	۸۳۳
ابن معلم ابو الحسن	۸۳۴
ابن معلم کا قتل	
پسران بختیار کا خروج اور قتل	
ابو العلاء اور صمصام الدولہ کی جنگ	۸۳۵
وزیر ابو نصر سابور	
صمصام الدولہ کا اہواز پر قبضہ	۸۳۶
بصرہ پر قبضہ	
شکر استان دیلمی	۸۳۷
وزیر ابن عباد کی وفات	
ابو العباس احمد بحیثیت وزیر السلطنت	

عنوان	صفحہ
باب: ۲۰	۸۳۸
مجد الدولہ ابو طالب بن فخر الدولہ	
بہاء الدولہ ابو نصر بن عضد الدولہ و سلطان الدولہ	
ابو شجاع بن بہاء الدولہ	
علاء بن حسن کا انتقال	
ابو علی بن اسماعیل	
بہاء الدولہ اور ابو علی بن استاد ہرمز کی جنگ	۸۳۹
قتل صمصام الدولہ	
بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ	
ابو نصر بن بختیار کا قتل	۸۴۰
وزیر ابو علی بن اسماعیل کا قتل	
طاہر بن خلف اور ابو موسیٰ کی جنگ	۸۴۱
بنو عقیل کا محاصرہ مدائن	
بنو عقیل اور بنو رسد کی پامالی	
ابو جعفر اور ابو علی میں جنگ	
بہاء الدولہ اور ابو جعفر	۸۴۲
مجد الدولہ کی گرفتاری	
مادر مجد الدولہ اور بدر میں ناچاقی	۸۴۳
علاء الدولہ ابو حفص	
بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد	
بدر بن حسنویہ کی امداد طلبی	
ابو الحسن بن مزید اور سلطان بہاء الدولہ کی وفات	۸۴۴
سلطان الدولہ ابو شجاع	
شمس الدولہ اور مجد الدولہ	
فخر الملک ابو طالب کا قتل	
ابن سہلان کی وزارت	

عنوان	صفحہ
سلطان الدولہ اور ابن سہلان	۸۴۵
سلطان الدولہ اور رجحی میں مصالحت	۸۴۶
ابو الفوارس کی بغاوت	
سلطان الدولہ اور ابو الفوارس میں مصالحت	
مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ	
مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت	
ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ	۸۴۷
تاج الملک قوہی کی تباہی	
وزیر ابو القاسم	
وزیر ابو القاسم کی معزولی	۸۴۸
باب: ۲۱	۸۴۹
ابو کالیجار بن سلطان و جلال الدولہ بن بہاء الدولہ بن علاء الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ	
ابو کالیجار اور ابو الفوارس کی جنگ	
ابو کالیجار اور ابو الفوارس میں مصالحت	۸۵۰
ابو کالیجار کا بلادِ فارس پر قبضہ	
شرف الدولہ کی وفات	
جلال الدولہ	
جلال الدولہ کا بغداد پر قبضہ	
ابن کاکویہ اور اکراد	۸۵۱
ابن کاکویہ اور دلکین	
منیع بن حسان خفاجہ	۸۵۲
منیع بن حسان کی اطاعت	
جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش	
ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
ابوکالیجار کا کرمان پر قبضہ	۸۵۳
بنی دبیس کی اطاعت	
ابوکالیجار کا واسط پر قبضہ	
ابوکالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ	۸۵۴
سلطان محمود کا رے پر قبضہ	
اہل اصفہان کی سرکشی وسرکوبی	
تاتار	۸۵۵
تاتاریوں کی اصفہان اور رے میں غارت گری	
تاتاریوں کی آذربائیجان میں لوٹ مار	
ابوکالیجار اور تاتاریوں میں مصالحت	۸۵۶
تاتاریوں کا رے پر قبضہ	
ہمدان پر قبضہ	
تاتار اور ابوکالیجار	
مسعود بن سبکتگین کا اصفہان پر قبضہ	۸۵۷
ہمدان اور رے پر قبضہ	
وزیر ابوعلی کا قتل	
قائم بامر اللہ کی خلافت	۸۵۸
بغداد میں شورش	
بارسطغان اور بلدرک کی شکایت	
وزیر عبدالملک کی معزولی	۸۵۹
ترکوں کی بغاوت واطاعت	
ابوالقاسم والی بصرہ اور ملک عزیز	
جلال الدولہ کا اخراج اور واپسی	۸۶۰
وزارت میں ردوبدل	
جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش	
بارسط خاں دیلمی	۸۶۱
جلال الدولہ اور بارسط خان کی جنگ	
معرکہ خیزرانیہ	
جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب	۸۶۳
جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں مصالحت	
ابوکالیجار کا بصرہ پر قبضہ	
ابوالجیش اور علی بن مطال	۸۶۳
مہذب کا خاتمہ	
علی بن مطال کا قتل	
جلال الدولہ کی وفات	۸۶۴
ابوکالیجار کی حکومت	
ملک العزیز کا انجام	
ابوکالیجار کی بغداد میں آمد	
علاء الدولہ کا ہمدان پر قبضہ	۸۶۵
شہریوش کا خاتمہ	
ابوسہیل حمدان کا اصفہان پر قبضہ	
علاء الدولہ کا محاصرہ اصفہان	۸۶۶
علاء الدولہ ابوجعفر ابن کاکویہ کی وفات	
ابومنصور اور ابوحرب کی جھڑپیں	
ابومنصور اور ابوحرب کی مصالحت	
ابن نیال اور ابن علاء الدولہ	۸۶۷
طغرل بک کا رے پر قبضہ	
طغرل بک کی فتوحات	
اصفہان پر قبضہ	۸۶۸
طغربل بک اور کالیجار میں مصالحت	
باب: ۲۲	۸۷۰
آل بنی بویہ کا آخری دور	
ابومنصور فلاستون کا شیراز پر قبضہ	۸۷۱
ابونصر الملک الرحیم	

عنوان	صفحہ
ملک العزیز کی بصرہ پر فوج کشی	
ابو منصور فلاستون کی گرفتاری	
ابو منصور اور فلاستون اور ملک الرحیم کی جنگ	۸۷۱
ملک الرحیم کی فارس کی جانب پیشقدمی	
مطارد بن منصور کی غارت گری	
قنطرہ ارایق پر قبضہ	
ملک الرحیم اور ہزارسب کی جنگ	
ملک الرحیم اور ابو منصور کی جنگ	۸۷۲
ملک الرحیم کی شکست	
ابو سعید کا نساء اور شیراز پر قبضہ	
بساسیری اور بنو عقیل کی جنگ	۸۷۳
بساسیری کا انبار پر قبضہ	
عمان پر خوارج کا قبضہ	
بغداد میں بلوہ	
خلیفہ قائم بامر اللہ اور نور الدین دبیس	۸۷۴
ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ	
ملک الرحیم کا شط عمان اور تستر پر قبضہ	
فلاستون کا شیراز پر قبضہ	۸۷۵
بساسیری اور اکراد وعرب	
بساسیری اور خفاجہ کی جنگ	
اسیران خفاجہ کا انجام	۸۷۶
ترکوں کا فتنہ	
بغداد میں ہنگامہ	
اکراد وعربوں کی غارت گری	
دسکرہ اور قلعہ برودان کا تاراج	۸۷۷
اہل اہواز کی تباہی	

عنوان	صفحہ
خلیفہ قائم اور بساسیری میں کشیدگی	
انبار کا تاراج	
بساسیری	۸۷۸
بساسیری اور رئیس الرؤسا میں کشیدگی	
ترکوں کا بساسیری پر حملہ	
طغرل بک کے خلاف ترکوں کی مخالفت	
طغرل بک کی بغداد میں آمد	۸۷۹
بغداد میں تاتاریوں کا قتل	
بغداد میں تاتاریوں کی غارت گری	
ملک الرحیم کی گرفتاری	
دولت بنو بویہ کا خاتمہ	۸۸۰
طغرل بک کا بغداد پر قبضہ	
ترکان بغداد کا انجام	
باب: ۲۳	۸۸۱
امارت جرجان اور طبرستان	
دولت بنو دشمکیر	
بنو دشمکیر	
دشمکیر اور ماکان	
دشمکیر کا رے پر تسلط	
دشمکیر کا طبرستان پر قبضہ	۸۸۲
حسن بن قیران کا جرجان پر قبضہ	
رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی	
دشمکیر کا جرجان پر قبضہ	
رکن الدولہ اور طبرستان اور جرجان پر قبضہ	۸۸۳
دشمکیر کی وفات	۸۸۴
بھستون بن دشمکیر	
قابوس بن دشمکیر کی حکومت	

عنوان	صفحہ
فخر الدولہ اور مویدالدولہ کی جنگ	
فخر الدولہ کا جرجان پر قبضہ	۸۸۵
طبرستان پر قبضہ	
اصبہبذ کا جبل شہریار پر قبضہ	
قابوس کا جرجان پر تسلط	۸۸۶
قابوس اور مرزبان	
قابوس کی معزولی	
قابوس کا قتل	
منوچہر بن قابوس	۸۸۷
منوچہر کی وفات نوشیروان کی حکومت	
بنو قابوس کا خاتمہ	
باب: ۲۴	۸۸۸
امارت آذربائیجان	
دولت مسافر دیلمی	
رستم بن ابراہیم کردی	
رستم اور یشکری کی جنگ	
محاصرہ داردبیل	
رستم کی شکست	
یشکری کا قتل	۸۸۹
شکرستان بن یشکری	
محمد بن مسافر دیلمی	
رستم بن ابراہیم کردی اور صعلوک بن محمد	
مرزبان بن محمد کا آذربائیجان پر قبضہ	
وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں کشیدگی	۸۹۰
وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں مصالحت	
روسیوں کا مراغہ پر قبضہ	
روسیوں مراغہ میں قتل عام	۸۹۱
روسیوں اور مرزبان کی جنگ	
روسیوں کی پامالی اور فرار	
مرزبان کی رے کی جانب پیشقدمی	۸۹۲
مرزبان کی ہزیمت و گرفتاری	
محمد بن عبدالرزاق	
رستم کردی اور علی بن نہشلی کی جنگ	۸۹۳
رستم کردی اور معزالدولہ	
رستم کردی کی گرفتاری	
مرزبان کی وفات	۸۹۴
حسنان بن مرزبان	
حسنان اور ابوعبدالتمیمی	
مستخیز باللہ کا قتل	
حسنان اور ناصر کی گرفتاری	۸۹۵
حسنان اور ناصر کا قتل	
ابراہیم بن مرزبان کا اردبیل پر قبضہ	
ابراہیم اور رکن الدولہ	
ابراہیم اور آذربائیجان کا اردبیل پر قبضہ	
ابراہیم اور رکن الدولہ	
ابراہیم کا آذربائیجان پر تسلط	
تاتاریوں کی مراغہ میں غارت گری	۸۹۷
تاتاریوں کی سرکوبی	
طغرل بک کا آذربائیجان پر قبضہ	
فضلون کردی	
باب: ۲۵	۸۸۹
ملوک بطیحہ	
بنوشاہین	
عمران اور ابوجعفر	

عنوان	صفحہ
عمران اور مہلہی کی جنگ	
معز الدولہ اور عمران میں مصالحت	۹۰۰
عمران کی عہد شکنی	
عمران اور عز الدولہ بختیار	
عمران بن شاہین کی وفات	۹۰۱
حسن بن عمران	
حسن بن عمران کی اطاعت	
قتل حسن بن عمران	
ابوالفرج کا قتل	
ابوالمعالی کی معزولی	۹۰۲
مظفر بن علی	
مہذب الدولہ کی حکومت	
ابوالعباس ابن واصل	
ابن واصل اور مہذب الدولہ	۹۰۳
ابن واصل کا بطیحہ پر قبضہ	
ابن واصل اور عمید الجیوش کی جنگ	
مہذب الدولہ کا بطیحہ پر تسلط	
بطیحہ کی طرف مہذب الدولہ کی واپسی	
ابن واصل کی اہواز پر فوج کشی	۹۰۴
ابن واصل کا قتل	
ابوعبداللہ محمد اور ابوالحسن احمد	
مہذب الدولہ کی وفات	
ابومحمد حسین بن بکر سرائی	
ابونصر بن مروان کا بطیحہ پر قبضہ	۹۰۵
اہل بطیحہ کی بغاوت	
اہل بطیحہ کی سرکوبی	
ابوکالیجار کا بطیحہ پر قبضہ	

عنوان	صفحہ
بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت	۹۰۶
مہذب الدولہ اور صدقہ کی جنگ	
نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ	
منصور بن صدقہ کا انجام	۹۰۷
بنومعروف کی بطیحہ سے جلاوطنی	
باب: ۲۶	۹۰۸
امارت دینور وصامغان	
دولت بنوحسنویہ	
حسنویہ بن حسین کردی	
حسنویہ کا کردار	
ہمدان کی جنگ	۹۰۹
ابوالنجم بدر بن حسنویہ کی حکومت	
پسران حسنویہ کا انجام	
جنگ بدر بن حسنویہ وعساکر مشرف الدولہ	
قراتکین اور بدر بن حسنویہ	۹۱۰
ناصر الدولہ کا لقب	
بدر بن حسنویہ وابوجعفر کا محاصرہ بغداد	
بدر بن حسنویہ کی اطاعت	
ہلال بن بدر	۹۱۱
ہلال کا شہر روز پر قبضہ	
بدر بن حسنویہ کی گرفتاری	
ابوالفتح بن عنان کی قرمسین پر فوج کشی	
ہلال اور فخر الملک کی جنگ	۹۱۳
ہلال کی گرفتاری واطاعت	
طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ	
بدر بن حسنویہ کا قتل	

عنوان	صفحہ
طاہر بن ہلال کی گرفتاری	۹۱۳
ہلال بن بدر کا خاتمہ	
ابوالشوک اور طاہر بن ہلال کی جنگ	
طاہر بن ہلال کا خاتمہ	
ابوالشوک اور علاء الدولہ بن کاکویہ	۹۱۴
تاتاریوں کی بلاد رے پر یلغار	
ابوالشوک کی فتوحات	
ابوالفتح بن ابوالشوک	
ابوالفتح بن ابوالشوک کی شکست وگرفتاری	
ابوالشوک کی شہر رے پر فوج کشی	۹۱۵
ابوالشوک اور علاء الدولہ میں مصالحت	
ابوالشوک اور مہلہل میں مصالحت	
ابراہیم نیال کا شادنجان پر قبضہ	
ابراہیم نیال کا جورقان پر قبضہ	۹۱۶
ابوالشوک اور مہلہل میں اتحاد	

عنوان	صفحہ
ابوالشوک کی وفات	
مہلہل کا قرمسین پر قبضہ	
سعدی بن الشوک	
سعید بن الشوک اور بدر بن مہلہل کی جنگ	۹۱۷
سعدی بن الشوک کی گرفتاری	
سعدی بن الشوک کی رہائی	
سعدی بن ابوالشوک اور تاتاریوں کی جنگ	
نیال کا قلعہ سیروان پر قبضہ	۹۱۸
فتح شہر روز	
علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ	
مہلہل کی بغداد کو روانگی	
سلطان طغرل بک اور مہلہل سعدی	۹۱۹
بن الشوک اور ابودلف کی جنگ	
مہلہل کی گرفتاری	
بدر بن مہلہل کی شہر روز کی جانب پیش قدمی	
دیلمیوں کا زوال	۹۲۰

ہند کے بُت کدوں میں پہلا بت شکن

از: محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کے زیر نظر چھٹے حصے میں غزنوی اور غوری سلاطین کے دو مختلف دور اس لئے یکجا کئے گئے ہیں کہ دونوں کی سرگرمیوں کا محور مشترک ہے۔ وہی برصغیر ہندوستان جس کی تسخیر کا عزم لے کر سکندر جیسا کشور کشا یونان سے آندھی کی طرح اٹھا۔ لیکن جہلم کی بھری ہوئی لہروں کے تیور دیکھ کر ناکام واپس چلا گیا۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی، وہ یہ کہ ہندوکش کی برف سے اٹی ہوئی چوٹیوں کشمیری گل پوش وادیوں، دریائے سندھ کے طاس، گنگا جمنا کے دوآبے، راجپوتانے سے کالنجر، قنوج اور کاٹھیاواڑ تک پھیلے ہوئے مندروں میں براجمان بت صدیوں سے بت شکن کی راہ دیکھ رہے تھے۔

رحم دل، منصف مزاج، خدا پرست امیر سبکتگین نے اپنے فخر زمانہ بیٹے محمود کو قلعے کے اندر نہیں بلکہ جنگ ہی کے میدان میں شہسواری، شمشیر زنی، نیزہ بازی، تیر اندازی اور بت شکنی کی عملی تعلیم دی تھی۔ ابھی وہ مشکل سے پندرہ سولہ ہی برس کا تھا کہ اسے فیصلہ کن جنگ کے میدان میں شاہی لشکر کے بائیں بازو کی کمان سونپی گئی اور اس کے سامنے شمالی ہند کے گھاگ بت پرست راجہ انند پال کی سپاہ کا حد نگاہ تک پھیلا ہوا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ اسی نوخیز سپاہی کی بے جگری اور بے خوفی تھی۔ جس نے دشمن کو صلح کی درخواست کرنے پر مجبور کیا تھا۔

لیکن امیر سبکتگین کے بے وقت انتقال کی خبر سنتے ہی انند پال نے یہ سوچ کر معاہدے کی دھجیاں اڑا دیں کہ غزنی کا یہ کمسن، ناتجربہ کار نوجوان سلطان جنگ کے شعلوں سے زندگی کا دامن بچانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن وہ لاہور ہی میں بیٹھا ہوا اپنے ٹڈی دل کو کیل کانٹے سے لیس بھی نہ کر پایا تھا کہ غزنی کے صابر و قار شہسوار اپنے پُرعزم و اعتماد سردار کی قیادت میں ایک رات کے برف کے بے آواز گالوں کی طرح راوی کے کنارے اُترے اور اگلے روز اپنی طوفانی یلغار میں انند پال کے بے ترتیب ٹڈی دل کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندتے ہوئے لاہور پر قابض ہو گئے۔ اب برصغیر کے دروازے اس کے سامنے چوپٹ کھلے پڑے تھے اور گھوڑے کی زین پر خاموش بیٹھا ہوا فاتح مشرقی اور جنوبی افقوں کے پار نہ جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

اس نے زین پر بیٹھے بیٹھے آریہ ورت کے مستقبل کی منزلیں متعین کیں اور پھر برسہا برس انہیں باقاعدگی سے روشن اور ہموار کرتا رہا۔ ملتان سے بھٹنڈہ، دلی سے بندرابن، کالنجر سے قنوج اور گوالیار سے گجرات کاٹھیاواڑ تک ایک ایک بت کدے کی حفاظت کے لئے بت پرستوں کی صفیں قدم قدم پر ہمالیہ کی طرح ابھریں اور وہ انہیں روئی کی طرح دھنکتا سومنات کے مندر تک بے روک ٹوک بڑھتا چلا گیا اس زمانہ میں سومنات آریہ ورت کا سب سے بڑا شکتی مان دیوتا مانا جاتا تھا اس کے پاؤں دھونے کے لئے ہر روز سونے کے جڑاؤ گھاگروں میں گنگا سے پانی آتا تھا۔ دیوہیکل ہیرے اور جواہر جڑے تھے۔ کمرے کی چھت سے سونے کی بیسوں من وزنی زنجیر لٹکی تھی اور اس کے سرے سے کئی سنہری اور روپہلی گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ دعا

مانگنے سے پہلے زنجیر کھینچ کر گھنٹیاں بجائی جاتیں تاکہ سومنات غفلت کی نیند سے جاگ اٹھے اور پجاریوں کی دعائیں قبول ہو جائیں۔

جب پروہت کو اطلاع ملی کہ سلطانی لشکر مندر کی فصیل کے پار صف آرا ہے تو وہ قہقہے لگاتا چھت پر چڑھ دوڑا' اسے یقین تھا کہ سومنات کی طرف بری نظر سے دیکھنے والوں پر بجلیاں ٹوٹ پڑیں گی' لیکن سلطان محمود گرزتا نے سومنات کے سر پر آ کڑکا اور کسی طرح سے کوئی بجلی نہ ٹوٹی۔ اب پروہت زمین بوس ہو کر سلطان کے قدموں سے لپٹ گیا۔ ''اگر سلطان ذیشان ہمارے سومنات سے صرف نظر کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اس کے عوض بت کے ہموزن ہیرے موتی پیش کیے جائیں گے''۔ سلطان بت اور بت پرست کو دیکھ کر مسکرایا ''اور میں بت شکن ہوں بت فروش نہیں'' کہتے ہیں ایسی کاری ضرب لگائی کہ سومنات پاش پاش ہو گیا۔ مورخ حیران ہیں کہ مسلسل سولہ سالہ کامیاب یلغاروں کے باوجود سلطان محمود نے بھارت کو غزنوی سلطنت میں باقاعدہ شامل کیوں نہ کیا؟ صرف اس لئے کہ یہ برصغیر کے نامور فاتح سلطان شہاب الدین غوری کا تھا۔ وہی شہاب الدین غوری جس نے تراوڑی کے میدان میں دلی اجمیر کے چوہان مہاراجہ رائے پتھورا پرتھوی راج سے شکست کھانے کے بعد عہد کیا تھا ''جب تک بدلہ نہ لے لوں زین کسے گھوڑے پر سوار ہوں گا اور نہ بستر پر چین سے سوؤں گا'' اور اس نے اگلے ہی سال اسی میدان میں رائے پتھورا کو عبرت ناک شکست دے کر اپنی قسم پوری کی۔

چوہان کے بعد آریہ ورت کی قیادت چتوڑ کے مانے ہوئے راجپوت رانا سانگا کے حصے میں آئی۔ اس سپاہی کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے اکسٹھ نشان تھے اور برصغیر کے ایک سو ایک چھوٹے بڑے راجاؤں نے اس کے جھنڈے تلے صف آرا ہو کر اشوک اعظم کے دیس کو مسلمانوں سے محفوظ رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ ہندوستان کی یہ فیصلہ کن جنگ بھی تراوڑی ہی کے میدان میں لڑی گئی۔ یہاں تاریخ کا سب سے بڑا رن پڑا اور اتنا خون بہا کہ اپنی آن پر مرمٹنے والوں کی لاشیں مچھلیوں کی طرح تیرنے لگیں اور بالآخر بت پرستوں کو شکست اور توحید پرستوں کو فتح نصیب ہوئی۔ ایسی شاندار فتح کہ آنے والی کئی صدیوں تک برصغیر ہندوستان اسلامی پرچم کے پرسکون سائے تلے سمٹا پڑا رہا۔

اور آج صدیوں بعد اسی بھارت کے بت کدے محمد بن قاسم' سلطان محمود اور شہاب الدین غوری کے جانشینوں کو ایک بار پھر للکار رہے ہیں ؎

تازہ خواہی داشتن داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

علامہ ابن خلدون کی تاریخی بصیرت کسی تعارف کی محتاج ہے نہ ان کی شخصیت' ان کا قلم اور فاتح سومنات کی شمشیر خارا شگاف جس محاذ پر شانہ بشانہ پیش قدمی کریں تو بزم اور رزم کے امتزاج سے جاگ اٹھنے والا جادو پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔

باب : ۱

امارت بنی مزید

دبیس بن علی بن مزید

جس وقت بنو بویہ کا زمانہ ختم ہو گیا اور (تاتاریوں) نے انہیں مغلوب و مقہور کر دیا اور حکومت و سلطنت کی عنان طغرل بک بادشاہ سلجوقیہ نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی اس وقت سلطان موصوف دار الخلافہ بغداد آیا اور خلافت مآب پر غالب ہو کر منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الملک الرحیم آخری ملوک بنی بویہ کو گرفتار[1] کر لیا۔ جیسا کہ یہ واقعات بالتفصیل بنو بویہ کے حالات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

معرکہ سنجار: بساسیری نے الملک الرحیم کے واسطے سے بغداد کی جانب سے روانہ ہونے سے قبل سلطان طغرل بک سے جنگ کے ارادہ سے علیحدہ ہو کر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمش جو طغرل بک کا چچازاد بھائی بلاد روم کے بادشاہوں کا مورث اعلیٰ اور قلیج ارسلان کی اولاد سے تھا۔ اس ارادے میں (تاتاریوں) کے خلاف اس کا ہم خیال تھا۔ مہتمم الدولہ ابوالفتح عمر اس کے ہمرکاب تھا۔ قریش بن بدران والی موصل وغیرہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ چنانچہ دبیس اور بساسیری نے تاتار سے سنجار میں معرکہ آرائی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دی۔ قریش زخمی ہو کر میدان جنگ سے دبیس کی خدمت میں آیا۔ دبیس نے اسے تسلی دی اور اس کے ہمراہ موصل کی طرف چلا گیا موصل میں سب نے متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی رائے قائم کی۔ دبیس، قریش اور بساسیری نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بریہ کی جانب خروج کیا۔ بنی تمیر اصحاب حران اور رقہ کا ایک جم غفیر ان لوگوں کی رکاب میں تھا۔ سلطانی لشکر نے ہزاردست کی افسری میں جو کہ امراء سلجوقیہ میں سے ایک نامور شخص تھا ان لوگوں کا تعاقب کیا اور چار منزلیں طے کر کے ان کے لشکروں پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ سلطانی لشکر بہت سا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوا۔

سلطان طغرل بک اور دبیس کی مصالحت: خاتمہ جنگ کے بعد دبیس اور قریش نے ہزاردست کے پاس کہلا بھیجا کہ ''اب ہم لوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں اور زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے۔ سلطان طغرل بک ہم لوگوں کے حال پر رحم

---

[1] یہ واقعات ۴۴۷ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۴، ۲۵۵، جلد ۹۔

روانہ کیا۔ ان لوگوں نے رملہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس سے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ نظام حکومت درہم برہم ہو گیا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی۔ صدقہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ کمشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا انتظام اور امن وامان قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ خلافت مآب نے کمشتکین قیصری کو ماہ ربیع الآخر ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کی جانب روانہ کر دیا۔ سیف الدولہ صدقہ چلا گیا اور دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا جانے لگا۔

صدقہ کا واسط پر قبضہ: کمشتکین قیصری بغداد سے نکل کر واسط پہنچا اور سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ صدقہ کو اس کی خبر ہوگئی فوراً واسط کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی کمشتکین کو واسط سے نکال دیا۔ اس عرصہ میں ابوالغازی بھی واسط پہنچ گیا۔ دونوں نے جمع ہو کر کمشتکین کا تعاقب کیا۔ کمشتکین گھبرا گیا۔ امن کی درخواست کی۔ صدقہ نے اسے امن دی اور عزت واحترام سے پیش آیا اور واسط میں دوبارہ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسکے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابوالغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک نے اس کے بیٹے کو واسط کی حکومت پر مامور کر کے مراجعت کی۔ ابوالغازی دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا مگر منصور کو الغازی کے ہمراہ روانہ کیا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا۔ مگر منصور کو ابوالغازی کے ہمراہ دارالخلافت بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے بھیج دیا' دیر کس بات کی تھی خلافت مآب راضی ہو گئے۔

صدقہ کا ہیت پر قبضہ: ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیت پر بھی قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق نے ہیت بہاء الدولہ ثروان بن وہب بن وہیب کو بطور جاگیر مرحمت کیا تھا۔ بنوعقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہوگئی۔ بقیہ بنوعقیل بھی صدقہ کی جانب مائل ہو گئے۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ حج کرنے چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد حج کر کے واپس ہوا صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دبیس کو والیٔ ہیت کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہر ہمارے حوالے کر دو۔ ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رافع بن منیعۃ بن مالک بن مقلد نے جو اس وقت والیٔ ہیت تھا اس سے انکار کیا۔ صدقہ مہم واسط سے فارغ ہو ہی چکا تھا ہیت کی طرف کوچ کر دیا۔ منصور بن کثیرا اپنے چچا ثروان کی طرف سے فوجیں لے کر لڑنے کے لئے نکلا۔ دونوں میں معرکہ کارزار گرم ہوگیا۔ دوران جنگ میں شہر ہیت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ صدقہ شہر میں داخل ہوگیا۔ منصور نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کی اور شہر صدقہ کے حوالے کر دیا۔ صدقہ نے منصور اور اس کے ہمراہیوں کو خلعت اور انعام سے سرفراز کیا اور اپنے چچازاد بھائی ثابت بن کامل کو حکومت واسط پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلہ کی جانب واپس ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد اور سلطان برکیاروق میں باہم مصالحت ہوگئی۔ ماہ شوال ۴۹۷ھ میں صدقہ نے واسط کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ان ترکوں کو جو وہاں مقیم تھے نکال دیا۔ مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جب کہ سال پورے ہونے کو تین مہینے باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دے دیا اور حلہ چلا گیا۔

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان بن سلجوقیہ کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ چونکہ سلطان

برکیاروق اور محمد میں مخالفت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس وجہ سے اسماعیل کو اپنی قوت بڑھانے اور حکومت میں استحکام پیدا کرنے کا خاصا موقع مل گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ صدقہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور موافقت کا اظہار بھی کرتا رہا۔ جب مستقل طور سے عنان حکومت پر سلطان محمد کا قبضہ ہو گیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبجات کی بحالی کی درخواست پیش کی۔ چنانچہ سلطان محمد نے اسے اس کے صوبجات پر قائم رکھا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے اپنے ایک نائب بصرہ شاہی جاگیرات پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اسماعیل نے مخالفت کی۔ سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ اس اثناء میں منکمرس نے علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے مہم بصرہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ صدقہ نے اسماعیل کے پاس پیام بھیجا کہ بصرہ کی پولیس افسری مہذب الدولہ بن ابی الخیر کے حوالے کر دو۔ اسماعیل نے اس بات پر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ تب صدقہ نے فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے ان قلعوں کی قلعہ بندی کر لی جنہیں اس نے اطراف بصرہ میں تعمیر کرایا تھا۔ باقی رؤسا شہر عباسیہ، علویہ، قاضی مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔ صدقہ نے پہنچ کر بصرہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ اسماعیل نے قلعہ سے نکل کر جنگ چھیڑ دی۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ صدقہ کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے شہر کی دوسری جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی۔ اتفاق یہ کہ اسی طرف سے شہر فتح ہوا۔ اسماعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لئے ہوئے آ پہنچا اور اس قلعہ کو سر کر لیا جو کہ اسماعیل کا مطار امیں تھا۔

ان واقعات کے بعد اسماعیل نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی۔ صدقہ نے اسے امن دیا۔ صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت فرمائی اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے اور سولہ روز کے قیام کے بعد تیسری جمادی الآخر ۴۹۴ھ میں حلہ واپس ہوا اور اسماعیل نے فارس کا راستہ لیا۔ رام ہرمز پہنچ کر مرض الموت میں گرفتار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔

امارت بصرہ پر التونتاش کا تقرر صدقہ نے بصرہ پر اپنے داداد بیس کے ایک مملوک کو جس کا نام التونتاش تھا مامور کیا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قبائل ربیعہ اور منتفق نے جمع ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بہ زور تیغ بحالت غفلت داخل ہو گئے۔ التونتاش کو گرفتار کر لیا گیا۔ کئی مہینے بصرہ میں ٹھہرے لوٹ مار کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ میں پہنچی جب کہ ربیعہ اور منتفق شہر کو تاخت و تاراج کر کے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکال کر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک افسر پولیس مقرر کیا۔ بدنظمی رفع ہو گئی۔ امن و امن پھر قائم ہو گیا۔

ابوغشام بن منیعہ تکریت بنومعن کے مقبوضات سے تھا۔ بنومعن بنوعقیل کے قبیلہ سے تھے آخری ۴۳۲ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ میں رہا۔ جب رافع نے وفات پائی تو اس کا بھتیجا ابومنیعہ بن ثعلب بن حماد حکمران ہوا۔ اس وقت خزانہ میں اسباب اور اجناس کے علاوہ پانچ لاکھ دینار موجود تھے ۴۳۵ھ میں یہ بھی رہ گزر آخرت ہوا۔ اس کا بیٹا ابو غشام کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا اس کے بعد اس کا بھائی عیسیٰ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابوغشام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوغشام کا قتل: جب سلطان طغرل بک نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑھایا تو عیسیٰ نے کسی قدر خراج اور نذرانہ پیش کر کے اطاعت قبول کر لی اور مصالحت کر لی۔ سلطان طغرل بک نے دوسری جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد ہی عیسیٰ نے وفات پائی۔ اس کی بیوی نے اس خیال و خطرہ سے کہ مبادا اس کا بھائی ابوغشام جیل سے نکل کر شہر پر قابض نہ ہو جائے ابوغشام کو بحالت قید قتل کرا دیا اور قلعہ پر ابوالغنائم ابن مجیلان کو اپنی طرف سے مامور کیا۔ ابوالغنائم نے سلطان طغرل بک کے امرائے حکومت کے حوالے کر دیا۔ تب عیسیٰ کی بیوی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ابوغشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے عوض اسے مار ڈالا۔ مسلم بن قریش نے اس کا سارا مال و اسباب لے لیا۔

ترکمان خاتون کا تکریت پر قبضہ: سلطان طغرل بک نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابوالعباس رازی کو متعین کیا۔ چھ ماہ بعد یہ بھی مر گیا۔ تب مہرباط تکریت کا حکمران ہوا۔ مہرباط کا نام ابوجعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سرسد کا رہنے والا تھا۔ اکیس سال اس نے حکومت کی اس کے مرنے پر اس کا بیٹا دو سال تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اس سے تکریت چھین لیا اور گوہر آئین شحنہ کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے تکریت پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسنقر کی شہادت کے بعد امیر مکشکین الجاندار تکریت کا مالک ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابونصر مضارع کے نام سے معروف تھا مقرر کیا۔

کیقباد بن ہزار دست: کچھ عرصہ بعد گوہر آئین تکریت پر قابض ہو گیا اس سے مجد الملک البا سلانی نے تکریت پر قبضہ لے لیا اور کیقباد بن ہزار دست دیلمی کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔ بارہ برس اس نے حکومت کی۔ کیقباد نہایت ظالم اور سفاک تھا۔ اس نے اہل شہر کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کئے اور بداخلاقی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۹۶ھ میں سقمان بن ارتق اس طرف سے غارت گری کے لئے آ پہنچا۔ کیقباد رات کے وقت لوٹ مار کرتا تھا اور سقمان دن کو تھوڑے ہی دن میں سارا شہر اور اس قرب و جوار کے علاقے ویران ہو گئے۔ جب سلطان برکیاروق کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمران ہوا تو اس نے اس شہر کو امیر اقسنقر برسقی شحنہ کو بغداد جاگیر میں مرحمت فرمایا۔

صدقہ کا تکریت پر قبضہ: چنانچہ امیر اقسنقر سامان سفر و جنگ درست کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ سات ماہ سے زائد محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ کیقباد تنگ آ گیا صدقہ بن مزید کو پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ صدقہ یہ پیام پا کر اسی سنہ کے ماہ صفر میں تکریت کی طرف روانہ ہوا اور کیقباد سے تکریت پر قبضہ لے لیا۔ امیر اقسنقر یہ رنگ دیکھ کر تکریت سے کوچ کر گیا اور اس پر قابض نہ ہو سکا۔ کیقباد کو قلعہ سے اترے ہوئے آٹھ روز گزرے تھے کہ سفر آخرت پیش آ گیا۔ عمر کے ساٹھ مرحلے طے کئے تھے۔ صدقہ نے درام بن ابی قریش بن درام کو بطور اپنے نائب کے تکریت پر مامور کیا۔ کیقباد فرقہ باطنیہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ کیقباد مر گیا ورنہ اس کی جانب سے بھی لوگوں کو کیقباد کی موافقت کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی۔

مہذب الدولہ کی معزولی و رہائی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا۔ صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو واسط کا سالانہ مالیہ ادا کرنے کی شرط پر عامل مقرر کیا۔ مہذب الدولہ

نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور اعزہ کو واسط کے انتظام کی غرض سے اس کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا۔ ان لوگوں نے اللے تللے سے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سال تمام ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقررہ سالانہ خراج کا مطالبہ کیا اور جب وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہوا تو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اسے جیل سے نکال کر بطیحہ کی جانب بھیج دیا جہاں کہ اس کا مسکن اور وطن تھا۔ واسط کا انتظام حماد کے سپرد کیا گیا۔

مہذب الدولہ اور حماد: مصطبع اسماعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی تھے ابوالخیر کے بیٹے تھے ان دونوں کی قوم کی سرداری ریاست انہی دونوں کو حاصل تھی۔ مصطبع کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین ہوا اور مختص کی وفات پر مہذب الدولہ سردار بنایا گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم والیٔ بطیحہ سے حکومت کی بابت لڑائی شروع کی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر گوہر آئین کے پاس بھیج دیا۔ گوہر آئین نے ابراہیم کو اصفہان کی جانب جلاوطن کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ گوہر آئین نے بھی اسے بطیحہ کی امارت دے دی۔ تمام ملک میں اسی کے احکام جاری ہونے لگے اور تمام قبائل اس کے مطیع ہو گئے۔

حماد کی پسپائی: حماد اس وقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصلحتاً اس سے نرمی سے پیش آتا تھا مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت وحکومت ذرا بھی نہ بھاتی تھی۔ حسد وبغض روز بروز بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ گوہر آئین کا انتقال ہو گیا اس وقت حماد کو موقع مل گیا فوراً مہذب الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور جو کچھ اس کے دل میں ایک مدت سے چھپا ہوا تھا اسے ظاہر کر دیا۔ مہذب الدولہ نے ہر چند اس کی اصلاح کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب اس کے بیٹے قیس نے فوجیں فراہم کر کے حماد پر حملہ کر دیا۔ حماد بھاگ کر صدقہ کے پاس جا پہنچا۔ صدقہ نے اس کی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کر کے بطیحہ واپس جانے کی رائے دی۔

مہذب الدولہ اور حماد کے مابین مصالحت: جونہی حماد قریب بطیحہ پہنچا اور اس کی خبر مہذب الدولہ تک پہنچی مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دریا وخشکی میں پھیلا دیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ حماد اور اس کے سپہ سالاروں نے لڑائی چھیڑنے سے قبل اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جنگ شروع ہونے پر حماد اور اس کے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھا کر بھاگی۔ مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ حماد کے دلاوروں نے کمین گاہ سے نکل کر پس پشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کر دیا۔ مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے۔ فتحیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا۔ صدقہ سے دوبارہ امداد طلب کی۔ چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمید حمیری) کو حماد کی کمک پر بھیجا ان لوگوں نے باتفاق وشوریٰ جنگی کشتیاں فراہم کیں اور بحری جنگ کرنے پر تل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر دریا دلی سے کام لیا' صدقہ کے سردار سپہ سالار لشکر کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سا مال وزر دے کر ملا لیا۔ اس سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کی خدمت میں بھیجو وہ

راضی ہو جائے گا اور چچا بھتیجا میں مصالحت کرادے گا مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے سمجھا بجھا کر چچا اور بھتیجے میں مصالحت کرادی۔ یہ واقعہ آخر پانچویں صدی ہجری کا ہے۔

سیف الدولہ صدقہ کا عروج سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملک شاہ کا بے حد ہوا خواہ اس کے بھائی برکیاروق کا پکا دشمن تھا۔ جب برکیاروق کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمران بن گیا۔ اس وقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانبازیوں کی قدر افزائی شروع کی۔ بہت سی جاگیرات عنایت کیں جن میں شہر واسط بھی تھا اور بصرہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس درجہ قابو یافتہ ہو گیا کہ جس شخص پر خلافت مآب یا سلطان محمد ناخوش و ناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوتا تھا۔ غرض صدقہ جو چاہتا تھا کر گزرتا۔ سلطان محمد دم نہ مارتا تھا۔

سلطان محمد اور صدقہ میں کشیدگی : ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کیخسرو والیٔ سادہ پر سلطان محمد ناراض ہو گیا۔ سرخاب نے صدقہ کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف انکار کر دیا۔ عمید ابو جعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع مل گیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا رہا اور اس کی طرف سے بدظن کرتا رہا۔ جی کھول کر سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کی طرف سے برہم کر دیا اور روانگی عراق پر آمادہ کر لیا۔ قریب عراق پہنچ کر سلطان محمد نے کہلا بھیجا کہ سرخاب کو مابدولت واقبال کے پاس بھیج دو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھو۔ صدقہ نے اپنے اراکین دولت سے اس بابت مشورہ کیا۔ اس کے بیٹے دبیس نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کی خدمت میں بھیج دو اور بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کرو تا کہ سلطان کی برہمی جاتی رہے۔ سلطان کی مخالفت اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ سعید بن حمید سپہ سالار لشکر نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔

صدقہ کی بغاوت: صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور حسب دستور قدیم انکاری جواب دیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صدقہ نے فوجیں فراہم کرنا شروع کیں اور داد و دہش سے کام لینے لگا۔ نہایت قلیل عرصہ میں ایک بڑی فوج تیار ہو گئی۔ جائزہ لیا تو بیس ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ تھے۔ خلیفہ مستظہر نے دار الخلافت بغداد سے علی بن طراز زینبی نقیب النقباء کے زبانی صدقہ کو کہلا بھیجا کہ تم سلطان محمد سے مخالفت نہ کرو نتیجہ اچھا نہ ہو گا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم خود سلطان سے جا کر ملو اور اسے راضی کرو میں درمیان میں ہوں وہ راضی ہو جائے گا۔ صدقہ نے عذرت کیا چونکہ مجھ سے اور سلطان سے ناچاقی ہو گئی ہے اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس نہیں جا سکتا۔ اس کے بعد خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابو سعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو۔ میرے اور تمہارے جو تعلقات ہیں وہ اسی طرح بدستور قائم ہیں میں چاہتا ہوں کہ عیسائیان فرانس پر جہاد کروں اور تم میری رکاب میں ہو۔ صدقہ نے اس سے انکار کیا۔ سلطان محمد ماہ ربیع الآخر ۵۰۱ھ میں بہ مجبوری بغداد سے واپس آیا۔ اس کا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اس کے ساتھ تھا۔ برسقی شحنہ بغداد یہ خبر پا کر امراء کی ایک جماعت لئے ہوئے استقبال کے لئے آیا اور صرصر پہنچ کر سب نے قیام کیا۔

صدقہ کا اظہار اطاعت و انحراف: سلطان صرف دو ہزار سواروں سے بغرض اصلاح گیا ہوا تھا جب اسے صدقہ کی

ضد اور بے جا ہٹ کا احساس ہوا تو اس نے امرائے اصفہان کے نام فراہمی لشکر اور تیاری جنگ کے لئے فرامین روانہ کئے اور بلا بھیجا اس کے بعد صدقہ نے خلافت مآب کی خدمت میں ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ایک عریضہ روانہ کیا جس میں سلطان محمد کی اطاعت اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا اقرار کیا تھا مگر پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ جس وقت موکب سلطان بغداد سے کوچ کرے گا تو میں مال و اسباب اور فوج سے مدد کروں گا۔ مگر اس وقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک میں پڑا ہوا ہے میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جادلی سقادہ والی موصل اور ایلغازی بن ارتق والی ماردین نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیام بھیجا ہے سلطان محمد اس جواب سے مطلع ہو کر صدقہ کی اطاعت سے ناامید ہو گیا اطراف و جوانب بلاد اسلامیہ سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قراوش بن شرف الدولہ کردمادی بن خراسانی ترکمانی اور ابو عمران فضل بن ربیعہ بن خادم بن جراح طائی وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے بغداد میں وارد ہوئے۔

فضل بن ربیعہ: فضل بن ربیعہ کے آباء و اجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حکمران تھے۔ انہیں میں سے حسان بن مفرج تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اور کبھی مصریوں کی کمک پر آتا تھا۔ کفرتکین اتابک نے اس کا یہ حال دیکھ کر دمشق سے نکال دیا۔ صدقہ کے پاس پہنچا صدقہ نے اسے عزت و احترام سے ٹھہرایا سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے۔ جب واقعات بالا پیش آئے تو وہ در پردہ صدقہ کا مخالف ہو گیا اور اس کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ صدقہ کے مقدمۃ الجیش سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان محمد نے اسے اور نیز اس کے ہمراہیوں کو خلعت دیئے اور صدقہ کے مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب سلطان موکب نے جنگ صدقہ کے لئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار کی طرف روانہ ہوا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہ آخری عہد و پیمان تھا۔

امیر محمد بن بوقا: جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں سلطان محمد نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسط کی جانب روانہ کیا امیر محمد نے پہنچتے ہی واسط پر قبضہ کر لیا۔ صدقہ کے گورنر اور اعمال کو واسط سے نکال دیا اور اپنے رکاب کی سوار فوج کو شہر قوسان پر شب خون مارنے کے لئے بھیجا۔ یہ شہر بھی صدقہ کے مقبوضات میں سے تھا اس فوج نے جی کھول کر شہر قوسان کو تاخت و تاراج کیا۔ ایک مدت تک امیر محمد واسط میں قیام پزیر رہا۔ یہاں تک کہ صدقہ نے اپنے چچازاد بھائی ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسط کی طرف روانہ کیا امیر محمد نے یہ خبر پا کر واسط کو چھوڑ دیا۔ ثابت نے داخل ہو کر واسط پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج نے کنارہ دجلہ پر قیام کیا۔ ان دونوں کے درمیان حد فاصل دریائے دجلہ تھا۔ ایک روز ثابت نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے نکالا شاہی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں ثابت کو شکست دے دی اور بزور تیغ شہر میں گھس گیا لوٹ مار شروع کر دی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارت گری سے روکا اور امان کی منادی کرا دی اواخر جمادی الاول میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے مقبوضات سے تاخت و تاراج کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے اس ارادے سے صدقہ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا اور شہر واسط کو بطور جاگیر قسیم الدولہ برسقی کو عنایت کیا اس کے بعد سلطان محمد نے آخری رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے کوچ فرمایا صدقہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ عبادہ اور اخفاجہ نے صدقہ کو دھوکا

دیا اور عین معرکہ کے وقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ رہے۔

صدقہ کا خاتمہ صدقہ نے اپنی پُر زور آواز سے ان لوگوں کو للکارا "آل خزیمہ' آل ناشرہ' آل عوف یہ جنگ کا وقت ہے' تم لوگ عرب نژاد ہو اٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو" مگر ان لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ تب صدقہ گردوں کی طرف متوجہ ہوا' چونکہ ان لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں کے دل بڑھانے کی غرض سے انعام وصلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو چاروں طرف سے گھیر کر تیر بازی شروع کر دی اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئی۔ صدقہ لڑتا جاتا تھا اور بآواز بلند کہتا جاتا تھا "انا ملک العرب انا صدقہ" (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاقاً ایک تیر آ کر لگا مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔ ایک ترکی غلام برغش نامی نے لپک کر صدقہ کی کمر پکڑ لی اور زمین کی طرف کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ صدقہ نے کہا اے برغش! ذرا نرمی اختیار کر۔ برغش نے اس کا جواب نہ دیا قتل کر کے سر اتار لیا اور سلطان محمد کی خدمت میں لا کر رکھ دیا۔ سلطان محمد نے دار الخلافہ بغداد بھیج دیا اور لاش کے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

صدقہ کا کردار: صدقہ کا قتل اس کی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عراق میں حلہ آباد کیا تھا۔ یہ نہایت ہی عظیم الشان' عالی قدر اور بارعب بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔

دبیس بن صدقہ: خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلہ میں داخل نہیں ہوا۔ بغداد کی طرف واپس ہوا اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد آئی۔ سلطان محمد نے اپنے امراء و ارا کین دولت کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو اس کے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ صدقہ کے قتل کی معذرت کی' دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا اور کسی قسم کی مخالفت نہ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اس کے سایہ عاطفت میں قیام پزیر ہوا۔ سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں مرحمت کیں' دبیس برابر اسی کے پاس مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اس کا بیٹا سلطان محمود ۵۱۱ھ میں تخت آرائے حکومت ہوا۔ دبیس نے سلطان محمود سے حلہ جا کر قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔ سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دے دی۔ دبیس رخصت ہو کر حلہ آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں عرب اور اکراد کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا' جس سے اس کے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات: جب کہ ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا (امیر ابوحسن مستظہر باللہ) اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے براہ دریا مدائن چلا گیا اور وہاں سے حلہ جا کر دبیس کے پاس قیام پزیر ہوا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی تو اس نے دبیس سے ابوالحسن کو طلب کیا۔ دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ امیر ابوالحسن نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے میں اسے کسی امر پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن ترادزینی نے جو خلیفہ مسترشد کی جانب سے سفیر ہو کر گیا ہوا تھا امیر ابوالحسن کو سمجھایا بجھایا' امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا اور ابوالحسن کو جن چیزوں کی ضرورت تھی دبیس ان کے بہم پہنچانے کا ذمہ دار ہوا۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری: اس اثناء میں برسقی بغداد سے فوجیں مرتب کر کے دبیس سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن (برادر خلیفہ مسترشد) نے بڑھ کر واسط پر ماہ صفر ۵۱۳ھ میں قبضہ کر لیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہاری امان اور ذمہ داری سے نکل آیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس سے قبل کہ وہ قوت حاصل کرے اور مجھ سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے اس کی روک تھام کرو۔ چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کے گرفتار کرنے کے لئے واسط کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا۔ دبیس نے اسے خلیفہ مسترشد کی خدمت میں بغداد بھیج دیا۔

ملک مسعود اور برسقی ملک مسعود برادر سلطان محمد ان دنوں موصل میں تھا اس کا اتابک جیوش اس کے ساتھ تھا' ان دونوں نے سلطان محمود بن سلطان محمد کی غیر موجودگی کے باعث عراق کا قصد کیا۔ اس مہم میں اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار والی سنجار اربل' قسیم الدولہ زنگی بن اقسنقر (جد الملک العادل سلطان نور الدین زنگی) کروبادی بن خراسان ترکمانی صاحب بوازیج' ابوالہیجاء والی اربل اور والی سنجار اس کی رکاب میں تھے جس وقت یہ لوگ دار الخلافت بغداد کے قریب پہنچے برسقی کو خطرہ پیدا ہوا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری امداد کے لئے آئے ہیں تم سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے برسقی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا البتہ جیوش بک کی طرف سے مشکوک و مشتبہ تھا باہم مصالحت ہو گئی ملک مسعود بغداد میں داخل ہوا اور دار المملکت میں قیام اختیار کیا۔ اتنے میں منکبرس فوجیں لئے ہوئے آ پہنچا۔ برسقی نے اس سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے خروج کیا۔ منکبرس بغداد سے رخ پھیر کر نعمانیہ کی طرف جھک پڑا۔ دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جا ملا۔ اس سے قبل دبیس نے ملک مسعود اور اس کے وزیر کی خدمت میں بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تا کہ اس کی جانب سے اس کا دل میلا نہ ہونے پائے۔ منکبرس اور دبیس سے میل جول ہو گیا اور دبیس کے دل کو پوری قوت حاصل ہو گئی۔ ملک مسعود اور برسقی اور جیوش بک مدائن کی جانب منکبرس اور دبیس کے زیر کرنے کے لئے بڑھے۔ لیکن اس وجہ سے ان دونوں کی فوجیں جمعیت زیادہ تھی میدان جنگ میں نہ جا سکے اور مدائن سے ناکام ہو کر لوٹے پھر صرصر کو عبور کیا دونوں نے ان اطراف و جوانب کو اپنی غارت گری سے بے حد نقصان پہنچایا۔

خلیفہ مسترشد کے سفیر خلیفہ مسترشد نے ان واقعات سے مطلع ہو کر دونوں فریق کے پاس سفیر روانہ کئے' خونریزی سے روکا مصالحت کرنے کی ہدایت کی سب نے بسر و چشم منظور کر لیا پھر ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور برادر دبیس اور حسن بن اوزبک پروردہ منکبرس کی ماتحتی میں بغداد کی جانب اپنی فوج روانہ کی ہیں۔ برسقی نے نہایت تیزی سے بغداد کی جانب کوچ کیا اپنے بیٹے اعز الدین مسعود کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑ آیا اور عماد الدین زندگی بن اقسنقر کو اس کی رفاقت پر مامور کیا سفر و قیام کرتا ہوا دیالی پہنچا اور منکبرس اور دبیس کی فوج کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ اس کے دو دن بعد یہ خبر پہنچی کہ حسب الحکم و اشارہ خلافت مآب دونوں فریقوں میں مصالحت ہو گئی ہے۔ اس سے اس کی خوشی جاتی رہی' غرقابی گھاٹ سے دریا عبور کر کے بغداد پہنچا۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت: اس کے بعد ہی منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک فوجیں لئے

ہوئے آ پہنچے اور بغداد کے شرقی جانب مقیم ہوئے۔ برسقی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے واپس ہوا اور بغداد کے دوسری طرف خیمہ زن ہوا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت اور دبیس اور منکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برسقی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس و دبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور ملک مسعود کی زیادتی جاگیر کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کی معرفت خط روانہ کیا جس میں تحریر تھا کہ سلطان نے تم لوگوں کو آذربائیجان جاگیر میں مرحمت فرمایا تھا مگر یہ خبر سن کر تم لوگوں نے بغداد کی طرف کوچ کیا ہے اس حکم کو نافذ نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس اپنی فوجیں موصل کی جانب روانہ فرمائی ہیں' اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ پڑ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور باہم مصالحت کرانے کا ذمہ دار بن گیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت کرادی برسقی کے ہمراہی برسقی سے علیحدہ ہو گئے اس کا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کے دل کی دل ہی میں رہ گئی عراق پر قابض نہ ہو سکا اور نہ اسے حکومت پر خود مختاری حاصل ہو سکی۔ عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا' منکبرس بغداد کا شحنہ بنایا گیا' باقی رہا دبیس وہ حلہ کی جانب لوٹ گیا۔

دبیس بن صدقہ دبیس بن صدقہ اور جیوش بک میں جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا۔ مدتوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا دبیس برابر یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود سلطنت و حکومت کے حاصل کرنے پر آمادہ ہو تو میں اس کا معین و مددگار رہوں گا۔ غرض یہ تھی کہ ملک مسعود سلطان محمود باہم لڑ جائیں تو میرا حکومت پر اثر قائم ہو جائے گا جس طرح میرے باپ بر کیاروق و محمد پسران ملک شاہ کی مخالفت کی وجہ سے حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل تھا' قسیم الدولہ برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس چلا گیا۔ ملک مسعود نے اسے مراغہ اور حلہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چونکہ دبیس اور قسیم الدولہ میں ایک مدت سے عداوت و مخالفت چلی آ رہی تھی۔ دبیس نے موقع پا کر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برسقی کے خلاف ابھار دیا اور قید کر لینے کی رائے دی' اتفاق سے برسقی کو اس کی اطلاع ہو گئی ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا آیا' سلطان محمود نے اس کی بے حد عزت کی' اس کے بعد استاد اسماعیل حسین بن علی اصفہان طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں آ گیا اس کا بیٹا ابوالموید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سیکرٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ جب اس کا باپ استاد ابو اسماعیل حسین بن علی اصفہان آ گیا تو ملک مسعود نے ابوعلی بن عمار وائلی طرابلس کو معزول کر کے عہدۂ وزارت پر اسے مامور کیا۔ اس نے اس خدمت کو کمال خوبی سے انجام دیا۔ جس کی تحریک دبیس نے کی تھی۔

معرکہ استر آباد اس کے بعد ملک مسعود اور اس کے ارکین حکومت محمود کی مخالفت پر آمادہ اور تیار ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے سلطان محمود کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کو دھمکی دی اور مخالفت و سرکشی کی صورت میں اپنی طاقت و قوت کی دھمکی دی' ملک مسعود کے ہواخواہوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی سلطنت و حکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے لگی جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں متفرق ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کو تیار ہو کر نہایت تیزی سے کوچ کر دیا۔ پندرہویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو استر آباد میں سلطان محمود کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی قسیم الدولہ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ صبح سے دوپہر تک نہایت سخت لڑائی جاری رہی برسقی نے اس معرکہ

میں بہت بڑا حصہ لیا اس کے بعد ملک مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے امراء گرفتار کر لئے گئے اس کا وزیر السلطنت ابو اسماعیل طغرائی گرفتار ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا سلطان نے اسکی گردن زدنی کا حکم دیا' ایک برس اس نے وزارت کی' کتابت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتا تھا' شاعری میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔ صنعت کیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

جیوش بک کی اطاعت: ملک مسعود شکست کے بعد موصل کی طرف روانہ ہوا۔ برسقی' سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اسے واپس لانے کے لئے نکلا۔ چنانچہ درمیان راہ اسے ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لایا۔ سلطان محمود نے اس کا قصور معاف کر دیا اور انتہائی عنایت اور مہربانی سے پیش آیا۔ اس وقت جیوش بک موصل پہنچ گیا تھا جب اسے ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر پہنچی تو اس نے بھی سلطان کی خدمت میں جب کہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اسے بھی امن دیا اور اس کے ساتھ بھی عزت و احترام سے پیش آیا۔

حلہ کی تاراجی: باقی رہا دبیس' وہ اس وقت عراق میں تھا ملک مسعود کی شکست سے مطلع ہو کر نئے رنگ دکھانے شروع کئے' اپنے اہل و عیال کو بطیحہ بھیج دیا اور خود مال و اسباب کے ساتھ حلہ پہنچا اور اسے تاخت و تاراج کرتا ہوا ایلغاری بن ارتق کے پاس ماردین جا کر پناہ لی سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی دبیس کے خیال سے ایک ہزار کشتیاں لئے ہوئے حلہ پہنچا دیکھا کہ حلہ ویران و برباد ہو گیا ہے ایک رات قیام کر کے واپس ہوا۔

منصور کی فوج کشی: اس کے بعد دبیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صغد سے ایک بڑی فوج کے ساتھ عراق کی جانب روانہ کیا۔ منصور حلہ اور کوفہ ہوتا ہوا بصرہ پہنچا اور برتقش زکوی کو مصالحت کی غرض سے سلطان کی خدمت میں بھیج دیا مگر کسی وجہ سے مصالحت نہ ہو سکی بلکہ منصور برادر دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں جو بمقابلہ کرخ تھا قید کر دیا۔ پھر دبیس نے اپنے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو ان کے مقبوضات واسط کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ترکان واسط نے روک ٹوک کی۔

مہلہل کی شکست و گرفتاری: دبیس نے ایک فوج مہلہل بن ابی العسکر کی ماتحتی میں ترکان واسط کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور مظفر بن ابی الخیر کو اس کی کمک کی ہدایت کی اہل واسط اس سے مطلع ہو کر قسیم الدولہ برسقی سے امداد کے خواستگار ہوئے' برسقی نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کیا ابھی مظفر نہیں آنے پایا تھا کہ مہلہل اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور دوران جنگ میں اپنے ہمراہیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد مظفر بطیحہ سے غارتگری کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا مہلہل کی شکست کا حال سن کر فوراً لوٹ گیا۔

مظفر کی دبیس سے علیحدگی: اتفاق سے اس معرکہ میں دبیس کا لکھا ہوا خط واسط کے ہاتھ پڑ گیا۔ دبیس نے اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے اور اس سے سالانہ خراج کا مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسط نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیج دیا۔ مظفر اس خط کو دیکھ کر حیران و ششدر رہ گیا بے حد برہمی پیدا ہوئی' اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر

واسط کے ساتھ ہو گیا۔

دبیس کی انتقامی کارروائی: اس واقعہ کے بعد دبیس تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروادی ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی اپنے بال نوچ ڈالے سیاہ کپڑے پہنے شہروں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ نہر ملک میں مسترشد کا کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا' وہاں کے رہنے والے جلاوطن ہو کر بغداد پہنچے۔ لشکر واسط یہ خبر پا کر نعمانیہ کی طرف بڑھا اور لشکر دبیس پر جو کہ وہاں خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اسے مار پیٹ کر نکال باہر کیا اور خود قابض ہو گیا۔

سلطان محمود اور دبیس: دبیس نے گزشتہ جنگ میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ چند روز بعد جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں تو دبیس نے عفیف کو رہا کر دیا اور اسے ایک خط دے کر خلافت مآب کے پاس بھیج دیا' اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تھا ناراضی ظاہر کی تھی اور خلافت مآب کو اس امر پر دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس خط کے دیکھنے سے بے حد برہمی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے دبیس سے جنگ کرنے کی غرض سے برسقی کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اسے آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۵۱۷ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کے لئے بڑھیں۔ چاروں طرف سے فوجیں آنے لگیں۔ سلیمان بن مہارش بنو عقیل کی ایک بڑی جماعت لئے ہوئے حدیثہ سے آ پہنچا۔ قریش بن مسلم والی موصل بھی اپنی رکاب کی فوج لئے ہوئے آ پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے بغداد میں منادی کرا دی کہ جیسے شاہی لشکر کے ساتھ باغیان دولت عباسیہ سے لڑنا ہو شاہی لشکر میں آ جائے۔ اہل بغداد یہ سنتے ہی ٹوٹ پڑے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو حسب ضرورت روپیہ اسباب اور آلات حرب عنایت فرمائے۔ دبیس ان واقعات سے مطلع ہو کر گھبرا گیا۔ خلیفہ مسترشد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا امن کا خواستگار ہوا۔ خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور نہ فرمائی اور آخر ماہ ذی الحجہ ۵۱۷ھ میں بغداد سے کوچ کیا۔ وزیر السلطنت نظام الدین احمد نظام الملک نقیب الطالبین نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسماعیل وغیرہم عمائدین خلافت مآب کی رکاب میں تھے' برسقی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور اس کے لشکر کے ساتھ حدیثہ میں قیام پزیر ہوا۔

دبیس کی شکست: اس کے بعد خلافت مآب کے موکب ہمایوں نے جنگ کے لئے موصل کی جانب کوچ کیا۔ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دبیس نے بھی اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا۔ پیادوں کو سواروں کے لشکر کے آگے رکھا۔ اس نے لشکریوں سے کامیابی کی صورت میں بغداد کو تاخت و تاراج کرنے اور عورتوں کو لونڈی بنانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ دونوں حریف گھ گئے۔ دبیس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ دبیس کی عورتیں باندیاں بنالی گئیں۔ فتح یابی کے بعد خلیفہ مسترشد نے یوم عاشورہ ۵۱۸ھ کو میدان جنگ سے دار الخلافت بغداد کی طرف کوچ کیا۔

بصرہ کا تاراج: دبیس نے شکست کے بعد فرات کو عبور کیا۔ غزیہ پہنچ کر عرب نجد سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے انکار جواب دیا تب منتفق کی طرف چلا گیا اور منتفق سے بصرہ پر قبضہ کرنے کا حلف لیا چنانچہ وہ لوگ اس کے ہمراہ بصرہ آئے

اور اسے لوٹ لیا اس کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ مسترشد نے برسقی کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اسے دبیس کے تعاقب نہ کرنے پر تنبیہ کی اور یہ بھی لکھا کہ تیری ہی وجہ سے دبیس کو بصرہ کے ویران کرنے کا موقع ملا۔ برسقی نے فوراً جنگ کی تیاری کر دی سامان سفر و جنگ درست کر کے بصرہ کا راستہ لیا۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا قلعہ جعر میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ عیسائیوں سے مل کر ان کو حلب پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور ان کے لشکر کے ساتھ ۵۱۸ھ میں حلب کے محاصرہ پر آ گیا۔ اہل حلب نے معقول طور سے ان کی مدافعت کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ مجبور ہو کر ناکام لوٹ گئے دبیس ان سے علیحدہ ہو کر طغرل بن سلطان محمد کی خدمت میں چلا گیا اور اسے عراق کے قبضہ پر ابھارا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

ملک طغرل اور دبیس: جس وقت دبیس شام سے ملک طغرل کی خدمت میں بمقام آذربائیجان حاضر ہوا۔ ملک طغرل نے بہ احترام اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے خاص الخاص امراء اور سلسلۂ وزراء میں داخل کر لیا' دبیس نے اسے عراق پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور اس پر قبضہ کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ ملک طغرل نے اس خیال سے کوچ کیا۔ دبیس اس کے ہمراہ تھا' کوچ و قیام کرتا ہوا ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ دقوقا پہنچا' مجاہد ابن بہروز والی سکریت نے خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر دی خلافت مآب نے ملک طغرل اور دبیس کی مدافعت کی اور سر کوبی پر کمر باندھی' فوجیں فراہم کیں۔ پیادوں کے علاوہ ستر ہزار سواروں کی جمعیت سے ماہ صفر ۵۱۹ھ میں دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش کا برتقش زکوی افسر اعلیٰ تھا۔ شاہی لشکر رفتہ رفتہ خالص پہنچا ملک طغرل کو خلیفہ مسترشد کی تیاری اور روانگی کی خبر ہوئی تو اس نے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ جلولا پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ اس کے ہمراہی غارت گری کی غرض سے چاروں طرف پھیل گئے وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے ملک طغرل کی طرف بڑھا دسکرہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی آ پہنچا۔ دبیس اور ملک طغرل نے ہارونیہ کی جانب کوچ کیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی جانب کوچ کیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی طرف نہروان کا پل عبور کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ دبیس نے ان مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی جہاں پانی کم تھا اور ملک طغرل دارالخلافت بغداد پر قبضہ اور اسے تاخت و تاراج کرنے کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ الغرض دبیس نے تامرا سے کوچ کیا اور طغرل اس وجہ سے کہ وہ مبتلائے تپ ہو گیا تھا قیام پزیر ہو گیا پھر مینہ اور سیلاب کی وہ کثرت ہو گئی کہ دونوں مجبور ہو کر بیٹھ رہے۔ ٹھنڈک بھوک اور تکان سفر نے دبیس کو بدحواس کر دیا۔ اس کی خوش قسمتی سے خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا جس میں پہننے کے کپڑے اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان کو لوٹ لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ آفتاب میں بیٹھا ہوش بجا ہوئے لیٹ کر سونے لگا۔

خلیفہ مسترشد اور دبیس: خلافت مآب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا حکم صادر کیا اتفاق سے موکب ہمایوں دبیس کے لشکر کی طرف سے گزرا خلافت مآب دبیس کے سر پر پہنچ گئے اور وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ خلافت مآب نے اسے بیدار کیا۔ دبیس نے آنکھیں کھولیں تو خلافت مآب کو اپنے سرہانے رونق افروز پایا حسب عادت زمین بوس ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہو گیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے سفارش کی' دبیس سوار ہو کر برتقش زکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا جس وقت تک شاہی لشکر نے پل عبور کیا دبیس کو موقع مل گیا ملک طغرل کے پاس واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چچا

سنجر کی طرف روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہنچتے ہی غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کا تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔

دبیس کی ریشہ دوانیاں: ملک طغرل نے قبضۂ عراق سے نا اُمید ہو کر دبیس کے ساتھ سلطان سنجر کی طرف کوچ کیا یہ اس وقت خراسان کا حکمران تھا اور بنو ملک شاہ کا ایک با اثر شخص تصور کیا جاتا تھا۔ ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور برتقش شحنہ بغداد کی الٹی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دونوں اس کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ دبیس بے نچلا نہ بیٹھا گیا سلطان سنجر کو عراق پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا موقع پا کر مسترشد اور سلطان کی جانب سے اسے بدظن کرتا جاتا تھا۔ بالآخر یہ سلطان سنجر کے ذہن نشین کر دیا کہ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمر بستہ اور تیار ہیں۔ کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت و مردانگی جوش میں آ گئی ۵۲۲ھ میں عراق کی طرف کوچ کیا۔ رے پہنچا دبیس کے خیالات کی تصدیق کرنے کی غرض سے سلطان محمود کو ہمدان سے بلا بھیجا۔

سلطان سنجر اور سلطان محمود: سلطان محمود سلطان سنجر کا پیام پاتے ہی حاضر ہو گیا جس سے دبیس کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہو گئی۔ سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا شاہی فوج نے سلطان محمود کی سلامی دی سلطان سنجر نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا عزت و احترام سے پیش آیا ۵۲۲ھ کے آخری دور تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا اس کے بعد سلطان سنجر پھر لوٹ کر خراسان آیا اور دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اسے اس کے شہر بعزت و احترام واپس کر دینا چنانچہ سلطان محمود نے دبیس کے ساتھ ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ محرم ۵۲۳ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا خلافت مآب سے اس کی معافی کی سفارش کی خلافت مآب راضی ہو گئے مگر حکومت دینے سے انکار کیا۔ دبیس نے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کئے خلافت مآب نے قبول نہ فرمایا۔ سلطان محمود نے نصف سنہ مذکور میں بغداد سے ہمدان کو کوچ کیا۔

دبیس کا فرار: سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کے وقت اس کا انتقال ہو گیا' دبیس کو چال بازی کا موقع مل گیا اس کے بعد سلطان بیمار ہو گیا۔ دبیس نے اس کے چھوٹے لڑکے کو لے کر عراق کا راستہ لیا خلیفہ مسترشد نے اس کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں' بہروز شحنہ بغداد اس وقت حلہ میں تھا دبیس کی روانگی کا سن کر حلہ چھوڑ کر بھاگا دبیس نے ماہ رمضان ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمدیلی کو بلایا۔ یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لا کر تم دونوں حاضر کرو اس کی اطاعت و فرماں برداری کے تم ضامن تھے چنانچہ احمدیلی دبیس کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا اور سلطان عراق کی طرف آیا' دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دو لاکھ دینار نقد اور تین سو راس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلیں زریں تھے جب سلطان بغداد میں داخل ہو گیا تو دبیس نے بصرہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کو لوٹ لیا' جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بریہ میں چلا گیا۔

دبیس کی گرفتاری: دبیس نے جس وقت بصرہ کو چھوڑا تھا اسی زمانے میں اسی کے بلانے کے لئے ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ والیٔ سرخد ایک خصی تھا اسی سنہ میں اس نے وفات پائی ایک عورت بوقت وفات چھوڑ گیا تھا اس کے مرنے پر یہ عورت قلعہ پر قابض ہوگئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت و جنگ نہ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے نہایت دلیر اور جنگ آور ہے اس کے رعب و داب سے سارا عراق بید کی طرح تھراتا ہے اس بنا پر اس عورت نے دبیس کی طلبی کا خط لکھا تا کہ اس سے اپنا عقد کرے قلعہ اور مال و زر پر اسے قابض کر دے۔ دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا۔ فوراً عراق سے شام کی جانب کوچ کر دیا۔ ہر چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا۔

تاج الملوک والیٔ دمشق کو جاسوسوں نے اس کی خبر کر دی' والیٔ دمشق نے اسے گرفتار کر لیا عماد الدین زنگی نے جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا تاج الملوک کو پیام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیج دو گے تو میں اس کے عوض میں تمہارے بیٹے اور ان کے امراء کو قید سے رہا کر دوں گا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلا عذر اس حکم کی تعمیل کی دبیس پابہ زنجیر زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ دبیس کو اپنے قتل کا یقین کامل ہو گیا۔ مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کے خلاف توقع وہ برتاؤ کئے جو اکابر ملوک کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ زنگی نے اسے رہا کر دیا بہت سا مال و اسباب سواریاں چوپائے اور آلات حرب مرحمت کئے۔ کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع ہوگئی تھی سدید الدین بن انبار کو تاج الملوک کے پاس دبیس کی طلبی کے لئے بھیجا۔ سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا' اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ والیٔ دمشق نے اسے زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس وجہ سے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

سلطان محمود کی وفات: ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا ملک داد اس کی جگہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس کے چچا مسعود اور سلجوقی حکومت و ریاست حاصل کرنے کے لئے اس سے معرکہ آراء ہوئے آخر کار سلطان مسعود کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا' ان دونوں (مسعود و سلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر: سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا نامور ممبر تھا مملوک سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسے سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار گزرا' طغرل کو لئے ہوئے عراق کی طرف کوچ کیا رفتہ رفتہ ہمدان پہنچا۔ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے شحنہ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو چونکہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا بطور جاگیر حصہ دیا' سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا خلیفہ مسترشد سے میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی۔

دبیس اور زنگی کی فوج کشی و پسپائی: چنانچہ خلافت مآب نے بغداد سے خروج کیا مگر یہ سن کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں بغداد کی جانب واپس ہوا' عباسیہ میں زنگی سے مڈبھیڑ ہوگئی' زنگی شکست کھا کر بھاگا اس کے لشکر کا ایک بڑا حصہ کام آ گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں مظفر و منصور داخل ہوا۔ باقی رہا دبیس وہ حلہ میں جا کر پناہ گزین

ہوا۔ بلاد حلہ اور اس کے گرد و نواح کے شہروں پر اقبال خادم خلیفہ کا تصرف جاری تھا خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ دبیس بلاد حلہ کی طرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیجا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ انتہائی دقت اور بے حد بے سروسامانی سے اس کی جان بچی' واسط پہنچا یہاں پر اس کا بقیۃ السیف لشکر بھی آ گیا ابن ابی الخیر والی بطیحہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے ۵۲۷ھ میں واسط پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اقبال خادم اور برقش شحنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد دبیس کو شکست ہوئی' میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ شکست کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا اور اسی کی خدمت میں قیام پزیر ہوا۔

طغرل کی وفات: اس زمانہ میں دبیس برابر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناچاقی ہوئی اور اس کا بھائی طغرل راہگزار ملک آخرت ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے' سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں پر ایک جماعت نے جو اس کے نامور امراء اور بااثر اراکین دولت میں سے تھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان میں دبیس بن صدقہ بھی تھا اور خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواہاں ہوئے خلافت مآب نے دبیس کی بدعہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہ کی۔

اعرج کا معرکہ: ان لوگوں نے خوزستان کا راستہ روک کیا اور برسق بن برسق سے پہنچ کر سازش کر لی' اس کے بعد خلافت مآب کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امراء کو جو دبیس کے ہمراہ اور ہمسفر تھے امان نامہ لکھ کر بھیجا جس وقت خلافت مآب نے دبیس کی وجہ سے امراء کو امان دیئے بغیر واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دبیس کو گرفتار کر لینے اور خلافت مآب کی خدمت انجام دینے کی رائے قائم کر لی تھی دبیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہو گیا بھاگ کر سلطان محمود کی خدمت میں پھر آ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ فرمایا تھا اکثر گورنروں نے بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری سفارش بھیجی۔ داؤد بن سلطان مسعود نے آذربائیجان سے پیام بھیجا کہ اگر خلافت مآب دینور کی طرف سے قصد فرمائیں تو یہ خانہ زاد بھی موکب ہمایوں کی رکاب میں ہو کر شریک جنگ ہونے کی عزت حاصل کرے۔ خلیفہ مسترشد نے انکاری جواب دیا اور جنگ کے خیال سے کوچ و قیام کرتا ہوا مقام اعرج تک پہنچ گیا۔ اسی مقام پر حریف سے مڈبھیڑ ہوئی۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری و مصالحت: اتفاق سے شاہی افواج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئیں خلیفہ مسترشد گرفتار کر لیا گیا وزیر السلطنت شریف الدین علی بن طراد قاضی القضاۃ ابن انباری اور سرداران وارا کین حکومت کی ایک جماعت قید کر لی گئی۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا سلطان نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور روانگی سے قبل امیر بکایا کو شحنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا۔ خلافت مآب کی اس شکست سے بغداد میں واویلا اور مصیبتاہ کا شور برپا ہو گیا اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند آدمیوں کو اس کی حفاظت و نگرانی پر متعین کیا مصالحت کا پیام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آئندہ فوجیں فراہم نہ کرے (۳) جنگ کے ارادہ سے اپنے

دار الخلافہ سے باہر قدم نہ نکالے۔ خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

خلیفہ مسترشد کا قتل: اسی اثناء میں سلطان سنجر کا ایلچی آ پہنچا' سلطان مسعود اس سے ملنے کے لئے سوار ہوا خلافت مآب کے محافظین خیمہ میں متفرق ہو گئے' باطنیہ کا ایک گروہ آخری ماہ القعدہ ۵۲۹ھ میں خلافت مآب کے خیمہ میں گھس گیا اور خلافت مآب اور اس کے ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دبیس کا خاتمہ: خلیفہ مسترشد کے قتل کئے جانے کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کی سازش سے گروہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے' سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا فوراً دبیس کے قتل کا حکم دیا ایک غلام دبیس کے دروازۂ خیمہ پر کھڑا ہو گیا۔ دبیس جس وقت خیمہ سے سر نیچا کئے ہوئے برآمد ہوا غلام نے تلوار کے ایک وار سے اس کا سر اڑا دیا' دبیس کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے مارا۔

صدقہ بن دبیس کی اطاعت: اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ تک پہنچی' یہ اس وقت حلہ میں تھا' اس کی باپ کی فوجیں اور غلام اس کے پاس آ کر جمع ہوئے' امیر قطلغ تکین امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا آیا' سلطان مسعود کو اطلاع ہوئی تو اس نے شحنہ بک آبہ کو صدقہ کی روک تھام پر مقرر کیا۔ فوراً حلہ کو صدقہ کے قبضہ سے نکالنے کی ہدایت کی اور تاکید کی یہاں تک کہ سلطان محمود نے اسے کا قصور معاف کر دیا اور باہم صفائی ہو گئی' صدقہ نے وہیں قیام اختیار کیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی: خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کے اشارے سے اس کا بیٹا راشد تخت خلافت پر متمکن ہوا' کچھ عرصہ بعد سلطان مسعود اور خلیفہ راشد میں مخالفت پیدا ہو گئی' اس کشیدگی اور مخالفت کا باعث عماد الدین زنگی والی موصل تھا اس نے اسے اس فتنہ پر آمادہ کیا تھا۔ خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا۔ سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مکتفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی تھی۔ راشد نے موصل چھوڑ دیا جو امراء و اراکین داؤد کی رکاب میں تھے وہ اس کی رفاقت ترک کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں چلے آئے۔ سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا اور اپنی افواج کو ان کے شہروں کی جانب واپسی کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا' خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت و امارت حاصل کرنے کی غرض سے آذربائیجان پہنچا والی فارس و خوزستان اور دیگر امراء کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار کیا۔

صدقہ بن دبیس کا خاتمہ: سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان کے سر پر پہنچ گیا۔ گھسان کی لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی دوران جنگ میں امیر منکبرس نے والی فارس کو گرفتار کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر ڈالا۔ والی خوزستان اور عبدالرحمٰن طغابرک والی غلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر لوٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت سلطان مسعود کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی' امراء کا ایک گروہ جو اس کی رکاب میں تھا گرفتار کر لیا گیا' ان میں صدقہ بن دبیس اور عنبری ابی العسکر تھا ان لوگوں کو بھی فتح مند گروہ نے قتل کر ڈالا اس کے بعد داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔

محمد بن دبیس: سلطان مسعود نے اس شکست کے بعد اپنی حالت پھر درست کر لی اور جس قدر اس مہم میں نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہوگئی۔ حلہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا۔ مہلہل بن ابی العسکر برادر نمیر کو معین و مددگار کے طور پر اس کے ساتھ بھیجا اس طرح محمد کے قدم حلہ کی حکومت پر مستقل طور پر جم گئے' باقی رہے وہ واقعات جو راشد اور سلجوقیہ کے درمیان واقع ہوئے ہم انہیں آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

علی بن دبیس: ۵۴۰ھ میں بوزابہ والیٔ فارس وخوزستان نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سلطان محمد بن سلطان محمود کے ہاتھ پر بیعت حکومت کی عباس والیٔ رے نے بھی ان لوگوں سے مل گیا۔ ان لوگوں نے بہت سی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا اور بغداد میں اپنی جگہ امیر مہلہل ابن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑ تا گیا جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا قصد کیا تھا اس وقت مہلہل نے مختلف مصلحتوں کے باعث علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کر دینے کی رائے دی' اتفاق یہ کہ اس کی خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر بنوار سد میں پہنچا اور انہیں جمع کر کے حلہ کی طرف آیا۔

علی بن دبیس اور مہلہل کی جنگ: محمد فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی آخر کار علی نے محمد کو شکست دے کر حلہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وجہ سے کہ اس کے اور اس کے باپ کے ہوا خواہ' خانہ زاد اور خاندان والے اور فوجیں اس کے پاس آ کر جمع ہوگئی تھیں اس کی قوت بڑھ گئی مہلہل اس لشکر کے ساتھ اس کی رکاب میں بغداد میں مقیم تھا علی کی روک تھام کے لئے حلہ کی طرف روانہ ہوا۔ فریقین نے صف آرائی کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد مہلہل کو شکست ہوئی شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا' شحنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اس کے ساتھ تھے اس سے خطرہ پیدا ہوا' خلیفہ نے شہر پناہ کی فصیلوں پر پہرہ مقرر کر دیا اور علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو خلافت مآب کو تمہاری فتح یابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ علی نے اطاعت و فرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے بارگاہ خلافت میں عریضہ روانہ کیا۔ لڑائی ختم ہوئی امن وامان قائم ہوگیا۔

علی بن دبیس کی معزولی: چونکہ علی بن دبیس رعایا کے ساتھ حد درجہ ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اس وجہ سے رعایا نے ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود سے اس کی شکایت کی۔ سلطان مسعود نے ان کی شکایت پر علی بن دبیس کو معزول کر کے سالار کرد کو حلہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چنانچہ سالار کرد نے ہمدان سے حلہ کی جانب کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں فراہم کر کے حلہ کی طرف بڑھا۔ علی بن دبیس حلہ چھوڑ کر تفشکنجر کے پاس چلا گیا اور سالار کرد نے اپنے ہمراہیوں اور خدام کے ساتھ حلہ میں قیام اختیار کیا۔ بغدادی لشکر واپس ہوگیا۔ تفشکنجر اس وقت اپنی جاگیر مقام طف میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی۔ تفشکنجر اس کی مدد پر کمربستہ ہو کر اس کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ ہوا طرنطائی والیٔ واسط بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ ان لوگوں نے حلہ کو سالار کرد سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا۔ علی اس پر دوبارہ قابض ہوگیا اور سالار کرد آخری ۵۴۲ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

علی بن دبیس کی گرفتاری و رہائی: ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امراء نے مخالفت و بغاوت کا علم بلند کیا

ان میں تفشکنجر' طرنطائی اور علی بن دبیس بھی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر ملک شاہ بن سلطان محمود کی سلطنت وحکومت کی بیعت کر لی اور اس کی رکاب میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکاری جواب دیا اور فوجیں فراہم کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی فرمان بھیجا چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کی ملاقات کے لئے رے گیا ہوا تھا۔ اس طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ تفشکنجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی آپس میں جوتیاں چلنے لگیں۔ تفشکنجر نے نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا۔ باقی رہا طرنطائی وہ بھاگ کر نعمانیہ پہنچا۔ اتنے میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ تفشکنجر نے نہروان سے کوچ کر دیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی بن دبیس سلطان مسعود کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا اور قصور معاف کرنے کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

امارت بنی مزید کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد علی بن دبیس والیٔ حلہ بیمار ہو گیا۔ اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے ہر چند علاج کیا مگر صحت یاب نہ ہو سکا' علالت کے تھوڑے ہی دن بعد راہ گزار ملک عدم ہوا۔ اس کے بعد سلطان مسعود آخری تاجدار سلجوقیہ نے سفر آخرت اختیار کیا اس کے بھتیجے ملک شاہ بن محمود کے ہاتھ پر ارا کین دولت نے سلطان مسعود کے ولی عہد ہونے کی وجہ سے حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔ خلیفہ مقتفی نے سلطان مسعود کر مرتے ہی سلجوقیہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

مسعود بلاک: سلطان ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کرد کو حلہ روانہ کیا اس نے حلہ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلاک شحنہ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود کی وفات کے وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق و ہمدردی کا اظہار کیا تھا کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مسعود بلاک نے سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبوا دیا اور خود حلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ خلیفہ مقتفی نے یہ خبر پا کر اپنے دار السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں مسعود بلاک بھی اپنا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر پھر حلہ کی طرف لوٹا' اہل حلہ نے اسے حلہ میں داخل نہ ہونے دیا تب بلاک نے تکریت کا راستہ لیا اور وزیر سلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور کوفہ اور واسط کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا لشکر کوفہ پر آ اترا' خلیفہ مقتفی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کی طرف بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھایا' غرض یکے بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر ذی قعدہ ۵۴۷ھ میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہوئی۔

سلطان ملک شاہ کی معزولی: اس کے بعد امراء وارا کین دولت سلجوقیہ نے ملک شاہ کو ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت حکومت پر متمکن کیا خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلیفہ مقتفی نے منظور نہ کیا۔ اس بناء پر محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں ہلچل پڑ گئی۔ خلیفہ مکتفی نے نہایت حزم واحتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسط کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کر لینے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً

واپس ہوا۔

خلیفہ مقتفی کی وفات ۵۵۵ھ میں خلیفہ مقتفی کو سفر آخرت درپیش آیا۔ اس کا بیٹا مستنجد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح امور سلطنت کے نظم ونسق سے واقف تھا۔ اس نے بغداد میں سلجوقیہ کا خطبہ بند کر دیا۔

خلیفہ مستنجد اور بنو اسد چونکہ بنو اسد نے محاصرہ بغداد میں مہلہل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا اس وجہ سے مستنجد کو بنو اسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی تخت خلافت پر متمکن ہو کر بردن بن قماج کو بنو اسد کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہاڑوں اور دروں میں منتشر تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا' بردن نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا تب خلیفہ مستنجد نے ابن معروف سردار منتفق کو بصرہ سے بنو اسد پر حملہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج فراہم کر کے بنو اسد پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کر لیا کہ وہ پانی تک کو محتاج ہو گئے۔ خلیفہ مقتفی نے بردون کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اس پر اس وجہ سے کہ اس نے بنو اسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی' شیعیت اور بنو اسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

بنو اسد کی جلاوطنی بردن اور ابن معروف نے متفقہ کوشش سے بنو اسد کی لڑائی میں کام لیا اور ان کے پانی لانے کے راستے بند کر دیے اور نہایت بے رحمی سے اسے پامال کرنے کو بڑھے' چار ہزار بنو اسد مارے گئے باقی ماندہ کے لئے حلہ سے جلاوطن ہو کر نکل جانے کی منادی کرا دی۔ چنانچہ وہ لوگ حلہ سے جلاوطن ہو کر اطراف بلاد میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک متنفس بھی عراق میں نہ رہا۔ ان کے پہاڑی درے اور ان کے مقبوضات پر ابن معروف اور منتفق قابض ہو گئے۔ بنو مزید کی دولت وحکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ

باب : ۲

امارت مصر دولت ابن طولون

فتح مصر: ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرہ میں عمرو بن ابی العاص کے ہاتھ سے مصر فتح ہونے کا واقعہ ۲۰ھ زمانہ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو کہ انہی کے حکم سے وقوع میں آیا تھا بیان کر آئے ہیں فتح و کامیابی کے بعد موصوف الصدر نے عمرو بن العاصؓ کو اس شہر کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو بن العاص کی فتوحات کا سیلاب مصر کے علاوہ ممالیک مغرب میں طرابلس اور دادن وغدامس تک پہنچ گیا تھا جیسا کہ یہ واقعات اپنے مقام پر بیان کئے جا چکے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح کی گورنری: پورے عہد خلافت عمرؓ میں اس صوبہ کی عنان حکومت عمرو بن العاص کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد عثمان بن عفان نے صعید کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کر کے ایک جدا صوبہ قرار دیا' عمرو بن العاص کو یہ ناگوار گزرا' گورنری مصر سے مستعفی ہو گئے۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے صوبہ مصر کی گورنری صعید سے ملحق کر کے اس صوبہ کی عنان حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دے دی۔ اس کے عہد حکومت میں غزوہ صواری ہوا۔ رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑہ مصر کی طرف روانہ کیا۔ یہ بیڑا ساحل سکندریہ پر لنگر انداز ہوا۔ اطراف و جوانب کے دیہات والوں نے بدعہدی کی اور بغاوت پر کمر باندھی۔ اہل اسکندریہ نے دربار خلافت عثمانؓ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امداد و کمک پر عمر بن العاص مامور کئے جائیں۔

عمرو بن العاص کی مراجعت مدینہ: عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو اہل سکندریہ کی کمک پر روانہ کیا۔ عمرو بن العاص نے عرب کے جنگ آوروں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقوقش بھی قبطی فوج کی معیت میں رومیوں کے ساتھ تھا۔ رومیوں نے ان دیہات والوں سے مل کر جنہوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر اللہ جل شانہ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب کی رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ کی جانب بھاگیں۔ عمروؓ بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھول کر پامال کیا اور قرب و جوار کے دیہات والوں کا جو کچھ مال و اسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کر کے مدینہ منورہ کی جانب واپس ہوئے اور عبداللہ بن ابی سرح اس کی گورنری پر بدستور قائم رہے۔ انہوں نے افریقہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد توبہ پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانہ دراز تک باقی رہا۔ یہ واقعات ۳۱ھ کے ہیں ان واقعات کے بعد معاویہؓ بن خدیج کی مامور وقوع میں آئی انہوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقہ کے سر کئے اور ملک افریقہ کو خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا یہاں تک کہ فتح

افریقہ کی ان کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی۔

عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی: پھر عثمانؓ کے آخر دورِ خلافت میں جب فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے۔ معاویہ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروہ کے ساتھ بطورِ وفد دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے۔ مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اس کے عمال سے شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ عثمانؓ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول کیا اتنے میں اس خط کا واقع پیش آ گیا جو مروان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے عثمانؓ کا ان کے گھر میں محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پا کر مصر سے عثمان کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ جونہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ نے یہ سن کر اثناءِ راہ سے واپس ہو گئے۔ محمد نے مصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ تب عبداللہ نے عسقلان کا راستہ اختیار کیا اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا یہاں تک کہ عثمانؓ بلوایانِ مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ جا کر قیام کیا اور فتنہ وفساد کے خوف سے مدتوں یہیں ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ علیؓ بن ابی طالب کی بیعت کی نہ معاویہؓ کی۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو قتل کر ڈالا اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روایتیں مختلف ہیں۔

قیس بن سعد کی معزولی: اس کے بعد علیؓ نے مصر کی حکومت پر قیس بن سعد بن عبادہ کو متعین فرمایا یہ علی کے پکے دوست اور ان کے دشمنوں کے جانی دشمن تھے۔ معاویہؓ نے ان کے ملانے کی بہت کوشش کی۔ انہوں نے نہایت برے طور سے اس سے انکار کر دیا مگر معاویہؓ نے اس کے برعکس ان کی حمایت کو مشہور کر دیا۔ اس بنا پر علیؓ نے حکومت مصر سے قیس کو معزول کر کے اشتر نخعی کو مامور کیا۔ اشتر نخعی کا نام مالک تھا۔ حرث بن یغوث بن سلمۃ بن ربیعہ بن حرث بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن النخع کے بیٹے تھے۔

محمد بن ابی بکر کا تقرر: اشتر نخعی نے مصر کا سفر کیا' قریب مصر قلزم میں پہنچ کر ۳۷ھ میں مر گئے تب علیؓ نے اشتر کی جگہ محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ ان کے گود کے پالے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا' یہ اس وقت فلسطین میں تھے اور شہادت عثمان کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی' چند روز کے نامہ و پیام کے بعد معاویہؓ نے عمرو بن العاص کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ چنانچہ علیؓ سے جنگ کرنے کے لئے معاویہؓ کے ساتھ ہو گئے۔ معاویہؓ نے انہیں مصر کی گورنری عنایت کی صفین اور محاکمہ کے واقعہ کے بعد عمرو بن العاص نے مصر کی طرف کوچ کیا اور معاویہ دعوے دارِ خلافت ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر کا خاتمہ: محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل آ گیا۔ معاویہ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کے ساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا۔ عمرو بن العاص نے ہواخواہان عثمانؓ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے علم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سوار فوجوں کو مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس مہم کے مقدمۃ الجیش پر معاویہؓ بن خدیج تھے۔ دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور ان کے ہمراہی ان سے جدا ہو گئے۔ دوران جنگ میں مارے گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں یہ واقعہ مشہور ہے۔

ولایت مصر پر گورنروں کا تقرر و معزولی: عمرو بن العاص نے فتح مندی کے ساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کر کے سفر آخرت اختیار کیا ان کی جگہ ان کا بیٹا حکمران ہوا۔ معاویہؓ نے چند روز بعد انہیں معزول[1] کر کے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو متعین کیا۔ ۴۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا۔ پھر ۴۷ھ میں یہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ معاویہ بن خدیج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ ۵۰ھ کے بعد ان سے افریقہ کی حکومت لے لی گئی اور عقبہ بن نافع مامور کیا گیا۔ پھر مصر اور افریقہ کی عنان حکومت مسلمہ[2] بن مخلد انصاری کے ہاتھ میں دی گئی۔ مسلمہ نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابوالمہاجر کو متعین کیا۔ اس نے نہایت بدنما طریقہ سے عقبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ مشہور ہے ان واقعات کے ختم ہونے پر معاویہؓ نے وفات پائی۔ یزید بن معاویہ تخت حکومت پر متمکن ہوا' نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ[3] میں عبداللہ بن زبیر کی امارت و خلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت و خلافت کی دعوت منتشر ہوگئی۔ انہوں نے مصر کی حکومت پر عبداللہ بن حجدم قرشی کو مقرر کیا۔

یہ عبدالرحمٰن عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد بن اسد بن حجدم فہری کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد مروان کی حکومت و امارت کی بیعت لی گئی۔ عبدالرحمٰن بن زبیرؓ کے امور حکومت میں خلل پیدا ہو گیا۔ مروان نے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ عبدالرحمٰن بن حجدم (عبداللہ بن زبیرؓ کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمرو بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر متعین کیا پھر مروان نے اسے مصیب بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ ضر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز[4] بن مروان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ مر گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مامور ہوا۔ ۸۹ھ میں ولید نے اسے معزول کیا اس کی جگہ مرۃ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیسیٰ متعین ہوا۔ ۹۵ھ میں یہ بھی راہگوار ملک عدم ہوا۔

ولید نے اس کی جگہ عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں متعین کیا' ولید نے اسے موت کے وقت حکومت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے اسامۃ بن زید تنوخی مامور کیا گیا تھا۔ الغرض عمرو بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں معزول کر کے ایوب بن حنبل بن اکرم بن ابرہ بن صباح اصبحی کو سند حکومت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن صفوان مامور ہوا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے اسے معزول کیا اور[5]..

ابن رفاء کو اس کی جگہ حکومت مصر کی سند دی۔ اس تقرری کے پندرہ روز بعد یہ مر گیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن

---

[1] اس معزولی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبداللہ امیر معاویہ کے حامی نہ تھے اور اس جنگ و فساد سے گریز کرتے تھے اور حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے وقت کسی کی بیعت نہیں کی۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور تین راتوں میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ یہ اپنے والد سے قبل اسلام لائے۔

[2] مسلمہؓ حضورؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں پولیس افسر تھے۔ حضرت عمرؓ انہی کے ذریعہ گورنروں کو غلطی کے باعث طلب فرماتے تھے یہ بھی حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے وقت فتنہ و فساد سے الگ رہے۔

[3] عبداللہ بن زبیرؓ حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی زبیرؓ کے صاحبزادے ہیں ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے یہی لڑکے پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام اسماء ہیں جو حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ صحابہ میں ان کی شجاعت اور عبادت مشہور تھی۔

[4] عمر بن عبدالعزیز اسی کے لڑکے ہیں۔

[5] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔

رفاعہ کو اپنا جانشین بنایا گیا۔ ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا۔ سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر ہوا۔ جب مروان بن محمد حکمران ہوا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفیٰ دے دیا۔ تب اس کی جگہ حسان بن عتامہ کو اپنے نائب کے طور پر حکومت مصر پر متعین کیا۔

جب حسان وارد مصر ہوا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھا لیا۔ اس کی جگہ ابوحفص بن ولید اس کی حکومت کے سولہویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا دو ماہ تک حفص مصر کی گورنری پر رہا۔ اس کے بعد مروان نے حوثرہ بن سہیل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم ۱۲۸ھ میں متعین کیا۔ رجب ۱۳۱ھ میں حوثرہ کی حکومت سے واپس کر کے مغیرہ بن عبداللہ بن مسعود فراری کو سند حکومت مصر عنایت کی۔ ماہ جمادی الآخر ۱۳۶ھ میں اس نے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مروان نے منبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا۔ اس وقت دستور تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مروان بن محمد وارد مصر ہوا اور یہیں اس کا زمانہ حیات پورا ہوا۔

عہد عباسی میں مصر کے گورنر مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو ۱۳۲ھ میں مصر کی حکومت عطا کی ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کی گورنری میں رہا اپنی جانب سے لوگوں کو مامور کرتا تھا۔ سب سے پہلے محصن بن فانی کندی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے نیابت کی پھر ابوعون عبدالملک بن یزید (مناۃ کا مولیٰ) آٹھ ماہ حکمران رہا۔ محرم ۱۳۴ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ والئی بنایا گیا اور اپنی حکومت کے ایک برس بعد محرم ۱۳۵ھ میں معزول کیا گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ گورنری مصر پر بھیجا گیا۔ ماہ ربیع الاول ۱۳۶ھ میں واپس کیا گیا اور اس کے چچازاد بھائی ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اپنی حکومت کے تیسرے مہینے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران ہوا۔

رشید نے ماہ رمضان ۱۶۱ھ میں عبداللہ بن میسّب بن زہیر ضبی کو مامور کیا۔ ایک برس بعد اسے معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی' اس کی حکومت کے تیسرے مہینے آخری ۱۷۸ھ میں اسے افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن میسّب کو اپنا نائب مقرر کیا اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۹ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ دوبارہ حکومت مصر پر بھیجا گیا۔ اس نے اپنے بیٹے کو اپنی نیابت پر متعین کیا۔

پھر ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کر لیا گیا اور عبیداللہ بن مہدی بھیجا گیا۔ پھر رمضان ۱۸۱ھ میں واپس کیا گیا اور اسماعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف ۱۸۲ھ میں یہ حکومت مصر سے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کی حکومت کے دسویں مہینے پھر حکومت مصر واپس بھیجا گیا پھر میسّب بن فضل جو کہ اسیوردوالوں سے تھا والی مصر ہوا۔ ساڑھے چار برس اس نے حکومت کی اس کے بعد معزول کیا گیا۔ اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی۔ دو برس دو ماہ تک حکمران رہا' اس کے بعد عبداللہ بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زینب کو حکومت مصر عطا ہوئی اور آخری ماہ شعبان ۱۹۰ھ میں اپنی گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر لئے گئے۔

حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت دی گئی وہ شوال ۱۹۴ھ میں وارد مصر ہوا اور اپنی حکومت کے ایک برس تین ماہ

بعد ۱۹۵ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان طائی اسی سنہ میں مامور ہوا۔ لشکریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک برس بعد ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا تب خلیفہ مامون نے مصر کی گورنری پر ابونصر عیاد بن حیان بلخی (یہ کند کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ برس بعد ماہ صفر ۱۹۸ھ میں اسے معزول کر کے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو سند گورنری عطا کی۔ یہ مکہ سے نصف ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد مصر ہوا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے لوٹا لیا گیا خلافت مآب نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت مصر کی سند عطا کی۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا' امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا۔ یوم النحر ۱۲۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس کے بعد بنی مطلب بن عبداللہ اور سدی و حکم بن یوسف مولیٰ بن ضبہ کے درمیان جو اہل بلخ قوم زط سے تھا لڑائیاں ہوئیں۔

چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بالاتفاق اہل جند ماہ رمضان ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا اس کی حکومت کے چھٹے مہینے لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اسے معزول کر کے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ عجلی کو ماہ ربیع الاول ۲۱۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولیٰ) کو اپنا نائب بنایا۔ دس سال اس کی حکمرانی کی' اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا سند حکومت عطا کی' اس نے عیسیٰ جلودی کو اس کے بعد عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر ۲۱۴ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ مار ڈالا گیا۔ تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمران بنایا گیا۔

اس کے بعد عیسیٰ جلودی کو دوبارہ سند خلافت عطا ہوئی۔ اس کے بعد ابواسحاق معتصم وارد فسطاط ہوا اور شام کی جانب لوٹا اس وقت اس نے عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم ۲۱۵ھ میں بطور اپنے نائب کے مامور کیا ایک برس اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسیٰ بن منصور بن موسیٰ خراسانی رافعی مولیٰ بن نصر بن معاویہ مامور کیا گیا۔ پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا۔ عیسیٰ بن منصور پر بے حد ناراض ہوا اور پانی کا مقیاس اور ایک دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابومالک کندار بن عبداللہ بن نصر صغدی کو مامور کر کے عراق کی جانب واپس ہوا۔ ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی' اس کا بیٹا مظفر اس کی جگہ حکمران ہوا۔

پھر جب معتصم نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو اس نے مصر کی عنان حکومت ماہ رجب ۲۸۱ھ میں اپنے مولا شناس کو جس کی کنیت ابوجعفر تھی سپرد کی اس نے اپنی جانب سے موسیٰ بن ابی العباس ثابت کو جو کہ بنو حنیفہ اہل شناس سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مامور کیا گیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشناس کی نیابت میں ساڑھے چار برس تک مصر کی حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد مالک ابن کید بن عبداللہ صغدی اس کی نیابت پر متعین کیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر ۲۲۴ھ میں وارد مصر ہوا۔ دو برس بعد یہ بھی معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی ولایت مصر پر بھیجا گیا۔ عیسیٰ ابن منصور جسے معتصم نے عہد خلافت مامون میں مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جس پر مامون بوقت ورود مصر ناراض ہوا تھا دوبارہ نیابت مصر پر روانہ کیا گیا۔ چنانچہ عیسیٰ ماہ محرم ۲۲۹ھ میں مصر میں وارد ہوا۔ اس کے بعد ۲۳۰ھ میں اشناس نے سفر آخرت

اختیار کیا اور وفات کے وقت مصر کی حکومت پر ایتاخ مولیٰ معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کیا گیا۔

اشناس کی جگہ ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔ خلیفہ واثق نے اس کی تقرری کو بحال رکھا اور اس نے عیسیٰ بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ایتاخ کی جگہ مصر پر مامور کیا۔ چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن نصر جبلی کو مصر کی نیابت عطا کی یہ نصف میں وارد ہوا۔ ایک برس مصر پر یہ حکومت کر کے مر گیا تب اس کا بیٹا حکمران ہوا۔ اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا اس کے بعد ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں معتصم کی وفات کے بعد معزول کیا گیا۔

خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے مستنصر کو مصر کی عنان حکومت عطا کی' اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ بن معاذ ختلی کو مامور کیا۔ اسی سنہ کے ماہ ذی القعدہ میں وارد مصر ہوا۔ اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کی طرف شہر بدر کیا تھا پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں حکومت مصر سے واپس بلایا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچازاد بھائی تھا مامور کیا۔ چنانچہ ماہ ذی القعدہ ۲۳۶ھ میں یہ وارد مصر ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد واپس بلا لیا گیا تب اہل ہرات میں سے ابو حاتم عبید بن اسحاق بن عیسیٰ بن عیسہ کو ماہ صفر ۲۳۸ھ میں حکومت مصر پر روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد عہد حکومت میں رومیوں نے دمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شب خون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابو خالد یزید بن عبداللہ بن دینا کو متعین کیا' اس کے زمانہ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلاموں کے رکھنے کی ممانعت کی گئی۔

اس کے بعد مستنصر نے ماہ شوال ۲۴۷ھ میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس نے خالد بن یزید کو حکومت مصر پر بدستور بحال رکھا پھر اس کی حکومت کے دسویں سال ۲۵۳ھ میں معتز نے اسے حکومت مصر سے معزول کر دیا۔ اس کی جگہ مزاحم بن خاقان بن عزطوج ترکی ۲۵۳ھ میں حکومت مصر پر مامور ہوا اس نے اپنی جانب سے ازجور بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا۔ پانچ ماہ اس نے حکومت کی ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں بقصد حج مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پر مامور ہوا۔ اس کی حکومت کو ایک حد تک استحکام حاصل ہوا اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک مدت تک یہاں حکومت رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

احمد بن طولون ابن سعید نے بحوالہ کتاب بن الدایہ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغز سے تھا۔ تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اس سے سالانہ خراج میں جو کہ دارالخلافت بغداد روانہ کیا کرتا تھا خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ ۲۲۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہوا۔ ۲۴۰ھ میں طولون نے آخرت کا سفر کیا۔ اس کے رفقاء اور دوستوں نے اس کے بیٹے احمد کی محل سرائے شاہی میں کفالت اور تربیت کی حتیٰ کہ اس کی لیاقت اور خوبی انتظام کا شہرہ ہو چلا۔ اولیاء حکومت اسے عزت و احترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب و داب کی شہرت پیدا ہو گئی۔ اس کی دین داری' امانت' رازداری' نیک چلنی اور احتیاط کا ہر چہار طرف چرچا پھیل گیا۔ یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا۔ ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لائق نہ جانتا تھا۔ جہاد کا اسے بے حد شوق تھا۔ اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبداللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کی غرض سے ٹھہرنے کی اجازت دے دے اور وہیں ان دونوں کو تنخواہ بھی دی جائے چنانچہ یہ طرسوس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل

حق و اہل علم کے عادات امر بالمعروف و نہی عن منکر اور اقامت حق اس کی آنکھوں میں کھب گئی۔ ان لوگوں نے اس سے مراسم پیدا کئے علم حدیث کے حاصل کرنے پر کمر باندھی' اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اب اس وقت اس کا دل و دماغ علوم دین سے اور سیاست سے بھرا ہوا تھا اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہو کر معتز کی خلافت کی بیعت کی تو انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ مستعین کو معزول کر کے واسط کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔

خلیفہ مستعین اور احمد بن طولون: اس وقت تک ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت و نگرانی پر مامور کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ مستعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ ہر طرح کی آسائش بہم پہنچاتا رہا۔ احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اس کی ملازمت اختیار کی۔ یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا جب ترکوں نے مستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو احمد بن طولون کو یہ کام سپرد کیا گیا۔ احمد نے کسی قدر زر معاوضہ لے کر اس کام سے عذر کر دیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مامور کیا اس نے مستعین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں اس کے بعد قتل کر ڈالا' احمد بن طولون نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدر و منزلت حکومت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی۔ انتہا کلام ابن سعید۔

ابن عبدالظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ الرشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرطانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام الخ ترکی تھا۔ طولون اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا جب الخ ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اس کی پرورش و پرداخت کی۔ یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچا۔ اس وقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا۔ قابلیت ذاتی اللہ تعالیٰ نے دے ہی رکھی تھی۔ رفتہ رفتہ معتمدین دولت میں شمار کیا جانے لگا۔ مصر کی گورنری پر مامور کیا گیا اور وہیں اپنی دولت و حکومت کی بنیاد ڈالی اور قیام پزیر ہوا۔ صدرالدین بن عبدالظاہر لکھتا ہے کہ اس روایت کو اس کے سوا کسی مؤرخ نے نقل نہیں کیا۔ انتہیٰ۔

ابن طولون کی نیابت مصر پر تقرری: الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر ڈالا۔ معتز کو تخت خلافت پر متمکن کیا اور ترکوں کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا اس وقت ان ترکوں کا سرغنہ باک باک تھا خلیفہ معتز نے اسے مصر کی سند حکومت عطا کی اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اتفاق وقت سے احمد بن طولون کی کارگزاریاں اور کارکردگی اس کی آنکھوں میں کھب گئی تھیں چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر روانہ کیا' احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق' احمد بن طولون کے ہمرکاب تھے' ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں داخل مصر ہوا' ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولیٰ قابچہ مامور تھا۔ ابن مدبر نے ابتدا ہی اس سے بڑے مراسم پیدا کئے۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے مگر چند روز بعد مخالف ہو گیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سما گئی ہے عنقریب علم بغاوت بلند کیا چاہتا ہے محکمہ ڈاک کے افسر ان اعلیٰ نے بھی اسی قسم کی تحریر بھیجی اس کے اگلے دن یہ مر گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز قتل کر ڈالا گیا۔

ابن طولون اور احمد بن مدبر: مہدی تخت آرائے خلافت ہوا' باک باک ترکی مارا گیا۔ اس کی جگہ یارجوج مامور

کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت اس کے سپرد ہوئی چونکہ یارجوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحاد تھے بلکہ یوں کہیے کہ دونوں میں دانت کاٹی روٹی تھی اس وجہ سے یارجوج نے احمد بن طولون کو نیابت مصر پر قائم رکھا اس کے علاوہ اسکندریہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کر دیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن مدبر کو دوبارہ اسی عہدہ سے سرفراز کیا۔ احمد بن مدبر نے اس کے بعد احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور نہ اس سے مقابلہ اور مخالفت کرنے پر تیار ہوا۔ پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسیٰ بن شیبانی کو گرفتار کر لینے کے لئے لکھ بھیجا کہ جو فلسطین اور اردن کی حکومت پر تھا عیسیٰ ابن شیبانی کو دمشق پر غلبہ ہو ہی چکا تھا مصر کی خود سر حکومت کرنے کی خواہش دامن گیر ہوئی۔ خراج کا دینا بند کر دیا' طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کی تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا اور احمد بن طولون کو اس کے صوبہ کی بھی سند حکومت عطا کی۔ احمد بن طولون نے اپنے عجز کا اظہار کیا تب ۲۵۷ھ میں اناجور نامی ترکی سردار دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

موسیٰ بن طولون کی اسیری اس کے بعد احمد بن طولون نے اسکندریہ کی طرف خروج کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے رنجیدہ رہتا تھا اس کے ذہن میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ احمد اس کے حق کو پورے طور پر ادا نہیں کر رہا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جو کچھ دل میں ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی جاتی ہے۔ باتوں باتوں میں ایک روز اس کا اظہار ہو گیا۔ احمد بن طولون نے اسے گرفتار کر لیا' اپنے کاتب (سیکرٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس کے راز کو اس کے بھائی سے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا۔ چند روز کے بعد اس کے بھائی نے بقصد حج سفر اختیار کیا۔ اسی مقام سے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی فوجی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا' اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ بھیجی اور اس کی جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ شام پر قابض نہ ہو جائے۔

خلیفہ موفق اور احمد بن طولون خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو لکھ بھیجا کہ تم بغرض انتظام امور سلطنت و سیاست عراق سے چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر جاؤ۔

احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی بات ہے حکمت عملی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو یارجوج اور وزیر السلطنت کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کئے۔ یارجوج دولت و حکومت پر قابض ہو ہی رہا تھا خلافت مآب سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرا دیا اور اس کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہنچا دیا' اس سے احمد بن طولون کا رعب و داب بڑھ گیا' احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہوا اپنے بھائی ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ نرمی اور مہربانی سے اسے مصر کی جانب لوٹا دو۔ اس اثناء میں شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق' فلسطین اور اردن کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہوا' چنانچہ ابن طولون نے ان بلاد کے انتظام میں مصروف و مشغول ہونے کے لئے مصر کا راستہ لیا۔ احمد بن مدبر اس کے ساتھ تھا۔ احمد بن طولون سے راضی ہو گیا۔ یہ واقعات ۲۵۸ھ کے ہیں۔

یارجوج کی وفات: ابن طولون اس زمانے سے دربار خلافت میں برابر خراج روانہ کرتا رہا۔ پھر تھوڑے دن بعد ابن طولون نے دربار خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ان بلاد کا خراج جو اضافہ کیا گیا معاف کر دیا جائے اس پر معتمد نے اپنے خادم "نفیس" کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جاتے ہیں اور جس قدر اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جزدعی قاضی واسط بطور گواہ کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں یارجوج ۲۵۹ھ میں مر گیا یہ والی مصر تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا۔ ابن طولون اس کی طرف سے مصر کی حکومت کرتا تھا۔ یارجوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔

مفوض کی ولی عہدی: جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کر کے اطراف بصرہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور شاہی افواج کو شکست دی اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلا بھیجا۔ خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی جانب جلا وطن کر دیا تھا معتمد نے اسے مکہ سے طلب کر کے اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو مرحمت فرمایا اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے اور موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت پر اور موسیٰ بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو عہدۂ کتابت پر متعین کیا۔ ان دونوں کی ولی عہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں بطور امانت رکھا گیا۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی: ادھر موفق نے سامان جنگ درست کر کے جنگ زنج کی غرض سے خروج کیا ادھر ممالک شرقیہ کے نظم ونسق میں خلل پیدا ہو گیا۔ گورنران صوبہ جات نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ موفق کو اس سے شکایت پیدا ہوئی احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبجات کا خراج خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا ساختہ پرداختہ تھا۔ موفق نے تحریر (خلیفہ متوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سالانہ خراج طلب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن طولون کو تحریر کے ہمراہیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہوا

اس بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دی اور بعض کو چشم نمائی کی غرض سے قید کر دیا۔ مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں تحریر کے ساتھ موفق کی خدمت میں بھیج دیں موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے تحریر کے ہمراہیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گزری۔ موسیٰ بن بغا کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کو حکومت مصر سے معزول کر کے اناجور والی شام کے مقبوضات سے ملحق کر دو۔

موسیٰ بن بغا کی فوج کشی اور مراجعت: چنانچہ موسیٰ بن بغا نے اناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کے لئے تحریر کیا اناجور نے اپنی کمزوری کی معذرت کی تب موسیٰ بن بغا فوجیں لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا تا کہ مصر کو احمد بن طولون کے قبضہ سے نکال کر اناجور کے سپرد کر دے۔ رفتہ رفتہ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی دیار مصریہ کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا۔ اپنے لشکریوں کو بے حد مال وزر عنایت کی۔ موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقہ میں ٹھہرا رہا۔ رسد کی کمی وقلت مال وزر کی وجہ سے میدان جنگ میں نہ آیا لشکر تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے۔ موسیٰ بن بغا کے پاس تو کچھ تھا نہیں لشکریوں نے بغاوت کر دی،

اس کا کاتب موسیٰ بن عبیداللہ بن وہب روپوش ہو گیا اس کا وزیر عبیداللہ بن سلیمان بھاگ گیا۔ موسیٰ بن بغا کو مجبوراً لوٹنا پڑا۔

محمد بن ہارون تغلبی کا خاتمہ: اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو کی خراج پر تہدید آمیز خط تحریر کیا اور معزول کرنے کی دھمکی دی' احمد بن طولون نے اس بات کا نہایت بڑے طور سے جواب دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ یہاں کے خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپ کو' موفق اس تحریر سے بے حد متاثر ہوا۔ خلیفہ نے معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے ابن طولون پر اس کی کم توجہی کے باعث بھروسہ نہیں ہے لہٰذا آپ کسی اور شخص کو سرحد کی حفاظت پر مامور کیجئے' خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون تغلبی گورنر موصل کو روانہ کیا۔ محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالفت نے کنارہ دجلہ پر پہنچا دیا۔ مساور خارجی کے ہمراہیوں نے مار ڈالا۔

ابن طولون کی سرحد کی گورنری: کل اسلامی سرحدوں میں سے انطاکیہ' طرسوس' مصیصہ اور ملطیہ زیادہ متہم بالشان تھے انطاکیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا۔ طرسوس پر سیما طویل' یہی سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا اتفاق سے ایک دفعہ سیما طویل کا انطاکیہ کی طرف سے گزر ہوا' ارمنی نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ سیما طویل نے اہل شہر سے سازش کر کے ارمنی کو قتل کرا دیا۔ موفق کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اونغ طرخان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ سیما طویل کو سازش اور ارمنی کے جرم میں گرفتار کر لینا۔ چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا اور بے جا طور سے تصرف کرنے لگا۔ سرحدی محافظین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

طرسوس کے قلعوں سے قلعہ لولوہ دشمنانِ اسلام کے وسط میں واقع تھا۔ اہل طرسوس کو اس کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑا تھا۔ اہل طرسوس نے پانچ ہزار دینار قلعہ لولوہ کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اُسے خرچ کر ڈالا محافظین پریشان و متفرق ہو گئے۔ موفق نے اس واقع سے مطلع ہو کر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت سپرد کر دی اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے سرحد پر بھیج دو چنانچہ احمد بن طولون نے اپنی جانب سے طغجی بن بکر وان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بادشاہِ روم نے مصالحت کی درخواست کی۔ طغجی نے ابن طولون سے اس کی اجازت طلب کی۔ ابن طولون نے کہلا بھیجا ''حاشاء اللہ'' ایسا فعل ہرگز نہ کرنا ان لوگوں کو صلح پر اس امر نے آمادہ کیا ہے کہ تم لوگ ان کے قلعوں اور ممالک مقبوضہ کو تاخت و تاراج کیا کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملے گی' ہمارا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اسلامی سرحدوں کی کامل طور سے حفاظت کریں اور غازیان اسلام کو مال وزر سے مستغنی کرتے رہیں۔

علی بن انا جور: ہم اوپر ۲۵۷ھ میں دمشق پر انا جور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو اس کے اور احمد بن طولون کے درمیان پیش آئے تھے' پھر ماہ شعبان ۲۶۴ھ میں انا جور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی حکمران ہوا۔ احمد بن بغا اور عبیداللہ بن یحییٰ بن وہب انتظام و سیاست میں ہاتھ بٹانے لگے۔

ابن طولون کی شام کو روانگی: ابن طولون نے ان واقعات سے مطلع ہو کر سرحدوں کا معائنہ کرنے کے لئے شام کی جانب کوچ کیا' اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنی نیابت پر چھوڑتا گیا اور احمد بن محمد واسطی کو اس کی نگرانی اور امداد کی غرض سے اس کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ مصر سے نکل کر منیۃ الاصبح میں لشکر مرتب کیا اور علی بن انا جور کو لکھ بھیجا کہ سرحدی علاقے کا

معائنہ کرنے کے لئے آ رہا ہوں رسد وغیرہ کا انتظام معقول طور سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون سفر و قیام کرتا ہوا رملہ پہنچا ان دنوں رملہ میں محمد بن ابی رافع اناجور کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا تھا اس کا مدبر و منصرم دولت احمد بن[1] یہیں اس زمانہ سے مقیم تھا جب سے کہ خلیفہ مہدی نے اسے شہر بدر کیا تھا' یہ لوگ بعزت و احترام پیش آئے۔ پھر احمد بن طولون نے رملہ سے دمشق کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن دوغیاش کو اس کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے حمص میں قیام پزیر ہوا۔ حمص میں اناجور کا ایک بہت بڑا سپہ سالار رہتا تھا وہاں کی رعایا نے اس سپہ سالار کے ظلم و ستم کی شکایت کی' اس پر احمد بن طولون نے اسے معزول کر کے ضیاتر کی کو متعین کیا۔

سیما طویل کی سرکشی و قتل: اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر انطاکیہ پہنچا۔ سیما طویل نے مخالفت کا اعلان کیا۔ اگرچہ اس سے پیشتر احمد بن طولون نے اس کو ایک یادداشت بھیجی تھی جس میں بالتصریح تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرو گے تو میں تمہیں تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا مگر سیما طویل نے اس سے انکار کیا اس بنا پر احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی چھیڑ دی چونکہ اہل انطاکیہ سیما طویل کی حرکات اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بعضوں نے احمد بن طولون سے سازش کر لی اور اسے ایک پوشیدہ راز سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون اسی راہ سے اپنی فوج کے ساتھ آغاز ۲۶۵ھ میں داخل انطاکیہ ہوا۔ سیما طویل کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے امراء اور کاتب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

طرسوس پر قبضہ: اس کے بعد طرسوس کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قیام پزیر ہو گیا۔ سامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہوا' رومی شہر پر جہاد کی تیاری کرنے لگا اس اثناء میں یہ خبر ہوئی کہ اس کا بیٹا عباس جسے یہ مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کر آیا تھا باغی و منحرف ہو گیا ہے۔ مجبوراً قصد جہاد ملتوی کر کے مصر کی جانب واپس ہوا۔ ایک لشکر رقہ کی طرف روانہ کیا۔ دوسرے لشکر کو حران کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حران پر محمد بن اتامش کا قبضہ تھا۔ احمد بن طولون کی فوج نے محمد اتامش کو حران سے لڑ کر اور شکست دے کر نکال دیا۔

موسیٰ بن اتامش کی فوج کشی و گرفتاری: اس کی خبر اس کے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی۔ یہ شخص نہایت شجاع اور نبرد آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کر کے حران کی جانب کوچ کیا۔ حران میں اس وقت احمد بن طولون کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اس کا سپہ سالار احمد بن جیعونہ نامی ایک شخص تھا۔ اسے موسیٰ بن اتامش کے آنے کی خبر سے بے حد تشویش ہوئی۔ ابوالاغر عربی کو اس کا احساس ہو گیا۔ اس سے مخاطب ہو کر بولا "آپ کچھ تردد نہ کریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی لا کر حاضر کرتا ہوں"۔ ابوالاغر نے یہ کہہ کر بیس سوار منتخب کئے جو اعلیٰ درجہ کے دلیر اور فنون جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکل کر موسیٰ بن اتامش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا ان میں سے بعض کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور باقی ماندگان کو لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کی طرف گیا گھوڑوں کو جو خیمے کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے کھول دیا ایک قریب کے خیمے کی رسی کاٹ دی شور و غل مچا۔ ابوالاغر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگا موسیٰ اور اس کے مصاحبین اور ہمراہی سوار ہو کر تعاقب

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

میں نکلے جس وقت یہ لوگ کمین گاہ سے آگے بڑھے ابوالاغر کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا۔ موسیٰ کے ہمراہی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے موسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اسے پابہ زنجیر اپنے سپہ سالار احمد بن جیعونہ کے پاس لایا' احمد بن جیعونہ نے اسے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا احمد بن طولون نے اسے جیل خانہ میں ڈال دیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کی جانب واپس ہوا۔

عباس بن احمد بن طولون کی بغاوت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو جو کہ اس کی دولت وحکومت کا منتظم اور دایاں بازو تھا اس کی امداد واعانت کی غرض سے اس کے پاس چھوڑ گیا تھا' عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اس نے ادب اور نحو کی تعلیم پائی تھی۔ باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں سے بعض کے وظائف اور انہیں اعلیٰ مناصب پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان لوگوں میں نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا ان کو حق تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام وسیاست میں خلل واقع ہوگا اس فعل سے روکا ان لوگوں نے یہ خبر پا کر عباس کو واسطی کی طرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اس کی شکایت احمد بن طولون کے پاس لکھ بھیجی احمد بن طولون نے واسطی کو لکھ بھیجا کہ جب تک میں مصر نہ پہنچ لوں اس وقت تک تم ان لوگوں سے اور عباس سے نرمی اور مدارات سے پیش آؤ کسی قسم کا بگاڑ نہ پیدا ہونے دو۔ احمد بن رجاء جو کہ احمد بن واسطی کا کاتب تھا عباس سے ساز باز رکھتا تھا۔ جو خطوط احمد بن طولون کے پاس آتے یا واسطی اس کے پاس بھیجتا تھا ان سب کی نقول اور ان کے مضامین سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا۔

عباس کی روانگی برقہ چنانچہ اس نے ابن طولون کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جس میں اس نے مدارات اور ملاطفت کرنے کو لکھا تھا عباس کو اس سے خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ کچھ مال وزر اور آلات حرب جو وہاں پر موجود تھے ان کو لاد پھاند کر اور تاجروں سے جس قدر وصول کر سکا وصول کر کے برقہ کا راستہ لیا۔ اس وقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کروڑ دینار موجود تھے اور دو کروڑ تاجروں سے وصول کئے تھے اس کے بعد ابن طولون مصر کے قریب پہنچا ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کے سمجھانے اور واپس لانے کے لئے بھیجا جس میں قاضی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ' سابونی قاضی اور زیادمری اور مولیٰ اشہب تھے' ان لوگوں نے عباس کو بے حد سمجھایا۔ انجام کار سے ڈرایا۔ عباس کا دل نرم ہو گیا مگر ان لوگوں نے جو اس کے ہوا خواہ بنے ہوئے تھے عباس کو اس سے باز رکھا اور ابن طولون کے رعب وجلال سے ڈرایا۔ عباس نے بکار سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا میرے لئے کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے' بکار نے جواب دیا اور میں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے' عباس کو اس سے کامل تشفی نہ ہوئی اس نے اپنا راستہ لیا اور یہ لوگ اس کے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آئے۔

عباس بن احمد اور ابراہیم بن اغلب عباس کے ہمراہیوں نے یہ چرچا کر دیا کہ تم ایسے وقت میں جب کہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسا شخص افریقہ پر حکومت کر رہا ہے بآسانی تمام قبضہ کر سکتے ہو عباس اس دل خوش کن خیال سے مسرور ہو کر افریقہ کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے مجھے افریقہ کی گورنری مرحمت

فرمائی ہے اور میں تمہیں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر کرتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر لبدہ تک پہنچا۔ ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے کے لئے آیا۔ عباس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر پر تاخت وتاراج کا ہاتھ بڑھایا اور اہل شہر کو پامال اور ان کی عورتوں کے دامانِ عزت وعفت کو اپنی بوالہوسی سے چاک کیا۔ اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار اباضیا سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پیشتر اپنی اطاعت نہ قبول کرنے پر دھمکی دی تھی۔ ابراہیم بن احمد کو اس کی خبر لگ گئی اپنے خادم بلاغ کی ماتحتی میں بڑی فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو لکھ بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب عباس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بلاغ کا انتظار کئے بغیر لڑائی چھیڑ دی' اس اثناء میں الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزما لئے ہوئے آ پہنچا۔ اس کے بعد ہی بلاغ خادم بھی آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی' عباس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے۔ عباس اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ جانبر ہوا۔

عباس بن احمد کی گرفتاری: ایمن اسود نے قید سے رہا کر مصر کا راستہ لیا اور عباس شکست کھا کر برقہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید کی مصیبت سے رہائی حاصل ہو گئی تھی' عباس نے اپنی واپسی کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔ احمد واسطی موقع پا کر جیل سے بھاگ گیا۔ فسطاط پہنچا' اس وقت احمد بن طولون برقہ کے ارادے سے اسکندریہ چلا گیا تھا۔ احمد واسطی نے اسے خود جنگ عباس پر جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طبار چی ایک جرار فوج لے کر عباس سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۶۷ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد بن واسطی کے کاتب (محمود بن رجاء) کو اس جرم میں کہ اس کے بیٹے عباس کو اس کے خطوط کے مضامین سے مطلع کر دیا کرتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد احمد بن طولون اپنے بیٹے کو ہاتھ سے مارتا جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے کے بعد پھر قید کر دیا۔

ابو عبدالرحمٰن عمری: ابو عبدالرحمٰن عمری یعنی عبدالحمید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ملک مصر مقام اقصائے صعید میں مقیم تھا بجاۃ آئے دن ان صوبجات میں لوٹ مار کرتے تھے' ایک مرتبہ یوم عید میں ان لوگوں نے چھاپہ مارا اور انتہائی بے رحمی سے تاخت وتاراج کیا۔ عمری کو بجاۃ کی اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی ثواب کی غرض سے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ رہا۔ جس وقت وہ لوگ اس کے راستہ سے ہو کر گزرے عمری نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا سب کے سب اسی مقام پر ڈھیر ہو گئے۔ عمری نے ان کے بلاد کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کیا۔ اس واقعہ سے عمری کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی' ۲۶۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

ابراہیم بن محمد علوی کا خروج: علوی کا نام ابراہیم تھا۔ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا لوگ اسے صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے ۲۵۷ھ میں مقام صعید میں ظاہر ہوا اور اپنے شہر استا پر قبضہ کر کے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اطراف وجوانب میں غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی علوی نے اسے شکست دے کر اس کے سردار کو گرفتار کر لیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ

کی۔ اس معرکہ میں علوی کو شکست ہوئی الواحات میں جا کر دم لیا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں صعید کی جانب واپس آیا پھر سعید سے اشمونین کی طرف گیا اور وہاں سے فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔

ابراہیم علوی کی گرفتاری عمری اور علوی سے بہت سخت جنگ ہوئی بالآخر علوی شکست کھا کر اسوان کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ علوی شکست کھا کر عیذاب پہنچا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ میں جا کر دم لیا والیٔ مکہ نے اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دے دی۔ علوی رہائی پانے کے بعد مدینہ منورہ چلا آیا اور یہیں چند روز بعد مر گیا۔

ابوعبدالرحمٰن عمری کا قتل ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اس سے کہا ''میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا اس وقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلم کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض ثواب کی غرض سے بقصد جہاد خروج کیا ہے۔ تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ نہ کرو''۔ سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا لڑائی چھڑ گئی۔ احمد بن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسے مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا ''تم نے اس کے معاملہ میں مجھ سے مشورہ کیوں نہ کیا۔ دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر فتحیاب کیا اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس سر اتار لائے۔ احمد بن طولون نے عمری کے قصاص میں دونوں غلاموں کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

برقہ کا محاصرہ ۲۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کر دی اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اپنے غلام لولوء کی سرکردگی میں اہل برقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ نہ چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی سے کام لینا' چنانچہ فوج نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چندے محاصرہ کئے ہوئے نرمی سے اہل شہر کو بلاتا رہا۔ اہل شہر کو اس سے محاصرین کی کمزوری کا خیال پیدا ہوا۔ ایک روز بحالت غفلت شہر کا دروازہ کھول کر احمد بن طولون کے لشکر پر آ پڑے اور کسی قدر کامیاب ہو کر واپس گئے۔ سردار لشکر نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ محاصرین نے حصار میں شدت اختیار کیا ہر چہار طرف سے منجنیقیں نصب کر دیں' اہل شہر نے امن کی درخواست کی۔ فتح مند گروہ نے انہیں امن دیا اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوئے' اہل شہر کے سرداروں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور مصر کی جانب واپس ہوا۔ احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعہ عباس کے باپ سے مخالفت کرنے سے پیشتر کا ہے۔

لولو کی بغاوت احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد غلام لولو نامی کو حلب' حمص قنسرین اور جزیرہ میں دیار مضر کی عنان حکومت عطا کی تھی اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ لولو ہر کام کو اپنے آقائے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ چند روز

بعد احمد بن طولون کے لولو کے سیکرٹری ابن سلیمان سے ناراض ہوا۔ ابن سلیمان نے بہ اقتضائے مصلحت وقت لولو کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا اور احمد بن طولون کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لولو نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائے۔ ہم آپ کو دیار پر قبضہ دلا دیں گے اس پیام کے ساتھ چند شرائط پیش کئے۔ موفق نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

لولوء کا انجام: لولو نے سامان جنگ وسفر درست کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا اس وقت قرقیسا میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولو سے اور ابن صفوان سے معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر لولوء کو کامیابی ہوئی۔ قرقیسا کو ابن صفوان سے چھین کر احمد بن مالک بن طوق کے حوالے کیا اور موفق کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا موفق کے پاس پہنچ گیا جہاں پر کہ وہ والیٔ زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولوء سے مالی اور فوجی مدد لی اور جنگ موصل کے خاتمہ کے بعد حکومت پر مامور کیا۔ اس کے بعد ۲۷۳ھ میں اسے گرفتار کر کے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا جس کے باعث وہ فقر و فاقہ میں مبتلا ہو گیا اور آخری عہد حکومت ہارون بن خمارویہ میں واپس ہو کر مصر آیا اور اسی محتاجی اور فقیری کی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔

معتمد اور ابن طولون: ابن طولون در پردہ معتمد سے ساز باز رکھتا تھا۔ دونوں میں باہم سلسلۂ خط و کتابت جاری تھا۔ اکثر معتمد اپنے بھائی موفق کی شکایت کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے موفق کو ابن طولون کی طرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور دل سے چاہتا تھا کہ ابن طولون حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے جن دنوں لولوء اور ابن طولون میں مخالفت پیدا ہوئی اسی زمانے میں ابن طولون نے معتمد سے سلسلہ خط و کتابت شروع کیا اور موفق کے غیظ و غضب سے ڈرا کر مصر بلا بھیجا اس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس تحریک پر اپنی تمام فوجوں کے ساتھ مصر کا قصد کیا مگر اس کے ہمراہیوں اور مشیروں نے جو رے کے رہنے والے تھے معتمد کی رائے کی مخالفت کی اور بالاتفاق سب نے ابن طولون سے علیحدگی کی رائے دی۔ کیونکہ ابن طولون اکثر امور موفق ہی کی رائے سے انجام دیا کرتا تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر ہوئی کہ موفق عنقریب والیٔ زنج کو گرفتار کیا چاہتا ہے۔ ابن طولون نے یہ سن کر اپنے لشکر کا ایک حصہ بانتظار معتمد رقہ بھیج دیا۔

معتمد کی روانگی و مراجعت: معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو غنیمت شمار کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۲۶۸ھ میں اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ کوچ کیا جس وقت مقام کیل میں وارد ہوا۔ اسحاق بن کنداجق گورنر موصل نے معتمد کو ان سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کی رکاب میں تھے حسب تحریر و تاکید ساعد بن مخذر (موفق کے وزیر) گرفتار کر لیا مال و اسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دھوکے سے عمل میں آئی تھی والیٔ موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب کا مطیع و فرمانبردار ہوں چنانچہ اس امر کے اظہار کی غرض سے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے روبرو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ بیٹھ کر ان لوگوں کو اس امر پر ملامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بے حد ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھ کر ابن طولون کے پاس جا رہے ہو اور اس کے مطیع و دست ہونا چاہتے ہو۔ سپہ سالاروں نے اس کی تردید شروع کی۔ بحث و مباحثہ ہونے لگا۔ دو پہر تک باہم گفتگو ہوتی رہی بالآخر والیٔ موصل نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم علیحدہ گفتگو کریں۔ امیر المؤمنین کی خدمت میں اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا

سوءادبی ہے چنانچہ والیٔ موصل سپہ سالاروں کو اٹھا اپنے خیمہ میں آیا اور سب کو گرفتار کر کے پھر لوٹ کر معتمد کے پاس آیا اور اسے دارالخلافت چھوڑنے اور بھائی سے مخالفت کرنے پر برا بھلا کہنے لگا کہ ایسے وقت میں جب کہ بھائی تمہارے دشمنوں سے مصروف جدال وقتال ہے اس سے علیحدگی کر جانا نہایت نامناسب ہے۔ معتمد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ والیٔ موصل نے سب کو گرفتار کر کے سرمن رائے لے جا کر قید کر دیا۔

موفق اور ابن طولون میں ناچاقی: اس واقعہ کی خبر ابن طولون تک پہنچی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کر کے عنوان سرنامہ سے اس کا نام بھی نکال دیا۔ اس کے بعد موفق نے دارالعوام میں ملاقات کی اور ابن طولون پر برسر منبر لعنت بھیجنے کا حکم دیا اور حکومت مصر سے معزولی کا بھی حکم صادر فرمایا[1] ..... اور اسے باب الشابینۃ سے افریقیہ کی طرف بھیج دیا۔ لعنت گشتی کا فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج میں ابن طولون پر لعنت کی جائے چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ ابن طولون کے ہمراہیوں اور ہواخواہوں اور گورنر مکہ سے لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر جعفر باعروی کی ماتحتی میں وارد مکہ ہوا گھمسان کی لڑائی ہوئی' ابن طولون کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور ان کا مال واسباب چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعنت کرنے کا فرمان سب کے سامنے پڑھا گیا۔

اہل طرسوس کی بغاوت: احمد بن طولون کی طرف سے سرحدی بلاد کی حکومت پر طلخشی بن بلذوان مامور تھا اس کا نام خلف تھا۔ طرسوس اس کا دارالحکومت تھا مازیار خادم فتح بن خاقان اس کے ساتھ طرسوس میں رہا کرتا تھا کسی امر پر طلخشی کو اس پر شبہ ہو گیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اہل طرسوس کو یہ امر ناگوار گزرا سب نے متفق ہو کر ہنگامہ کر دیا اور مازیار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ طلخشی پریشان ہو کر بھاگ نکلا۔ اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ ابن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے مصر سے کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا اذنہ پہنچا اور مازیار کو بلانے کی غرض سے نامہ روانہ کیا۔ مازیار نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ابن طولون نے مصلحتاً حمص کی جانب کوچ کیا۔ پھر وہاں سے دمشق کی طرف آیا چند ے قیام کر کے پھر طرسوس کی جانب لوٹا اور حجت پوری کرنے کے خیال سے نامہ صلح روانہ کر کے گرمی کے زمانہ میں اس کا محاصرہ کر لیا[2] ..... اہل طرسوس نے ابن طولون کے لشکر گاہ پر شب خون مارا بہت سے آدمی کام آئے باقی ماندہ انتہائی چپقلش میں گرفتار کر لئے ابن طولون مجبور ہو کر اذنہ کی طرف ہٹ آیا۔ اہل طرسوس نے تعاقب کر کے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طولون کی وفات: ابن طولون موسم سرما کی وجہ سے اذنہ میں قیام پزیر رہا۔ موسم سرما گزر جانے کے بعد مصیصہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر بیمار ہو گیا بحالت علالت انطاکیہ چلا گیا درد اور مرض کی شدت بڑھی۔ شاہی معالجوں نے کثرت غذا کی ممانعت کر دی ابن طولون نے چھپا کر رکھا لیا۔ بکثرت دست آنے لگے مرض پھر عود کر آیا۔ اصل علالت ہیضہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

تھا۔ بھینس کے دودھ کے استعمال کی کثرت سے پیدا ہوا تھا ضعف حد سے بڑھ گیا سوار ہونے کی طاقت نہ رہی' لشکریوں نے ہوادار پر سوار کرا کے کوچ کیا فرماء پہنچا ساحل قسطاط سے سوار ہو کر اپنے مکان میں وارد ہوا' اطبائے شاہی نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی خیال نہ کیا اسہال کی پھر کثرت ہوئی اس کی وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ گئی دماغی افعال میں تشویش پیدا ہو گئی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کو پٹوایا لوگوں کے سامنے انہیں ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کا مال و اسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا سعید بن نوفل کو اس قدر کوڑوں سے پٹوایا کہ وہ مر گیا۔ اس کے بعد ابن طولون نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے اس خوف سے کہ مبادا اس کا بیٹا ابوالعباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا نہ کرے اپنے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو جو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی اس سے لوگوں کی شورش جو اس کے خلل دماغ کی وجہ سے پیدا ہو گئی تھی فرو ہو گئی۔ اس کے بعد جاں بحق تسلیم کر کے راہ گزار ملک عدم ہوا۔ یہ واقعہ ۲۷۰ھ کا ہے۔

ابن طولون کا کردار: چھبیس سال اس نے حکمرانی کی نہایت مستقل مزاج' عالی حوصلہ اور دلیر تھا۔ مصر میں جامع مسجد تعمیر کروائی جس میں اکیس ہزار دینار صرف ہوئے' یافا کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کیطرف مائل تھا ایک کروڑ دینار موالی (آزاد غلام) چار ہزار غلام' ایک سو گھوڑے اور دو سو تیس جانور سواری کے متروکہ چھوڑے۔ اس کے زمانہ میں مصر کا خراج ان تحائف کے ساتھ جو شاہی امراء دربار کے لئے جاتا تھا چار کروڑ تین لاکھ دینار تھا۔ بیمارستان (شفاخانہ) اور اوقاف پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جسے ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی ہزار دینار صرف کئے تھے۔ اس کے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب و مسمار ہو گیا تھا۔ صالح نجم الدین ایوب نے مرمت کرائی۔ پھر دوبارہ ویران و منہدم ہوا اور ٹیلوں کے علاوہ اس کے اس کے کچھ آثار باقی نہ رہے۔ ایک ہزار دینار ماہوار صدقہ و خیرات کیا کرتا تھا۔ پانچ سو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا۔ اس کے علاوہ باورچی خانہ اور دیگر مصارف متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

باب: ۳

خمارویہ بن احمد بن طولون

ابوالعباس بن احمد کا انجام: احمد بن طولون کے مرنے کے بعد ارا کین دولت نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو جیل سے نکال کر رہا کیا اس امر میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے۔ واسطی نے رسم تعزیت ادا کی' حاضرین زار زار رو رہے تھے' اس کے بعد واسطی نے ابوالعباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو' ابوالعباس نے اس سے انکار کیا طبارجی اور موالی میں سے سعد الایلیس نے اٹھ کر ابوالعباس کو گرفتار کر کے قصر شاہی کے ایک کمرہ میں قید کر دیا۔ اگلے دن مردہ نکالا گیا۔ اس کے بعد احمد بن طولون کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ اس کے بیٹے ابوالجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے قصر شاہی میں واپس آیا اور کاروبار سلطنت میں مصروف ہوا۔

اسحاق بن کنداجق کا رقہ و دمشق پر قبضہ: جس وقت احمد بن طولون نے وفات پائی تھی۔ اس وقت اسحاق بن کنداجق جزیرہ اور موصل کی گورنری پر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ کی حکومت کر رہا تھا۔ اس نے رحبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دے دی اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقہ' تغور اور عواصم کی جانب قدم بڑھایا اور ان کو امن و عاص سے چھین لیا جو کہ ابن طولون کی طرف مامور تھا۔ اس کے بعد حمص' حلب اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر دمشق کو بھی دبا لیا۔ خمارویہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک فوج ملک شام کی طرف روانہ کی اس فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا وہ گورنر جس نے بدعہدی کی تھی بھاگ گیا۔ قبضۂ دمشق کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیرز پر دھاوا کیا۔

ابن موفق کی فوج کشی: اسحاق اور ابن ابی الساج اس انتظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آ جائے تو لڑائی چھیڑ دی جائے۔ مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلے پر پڑے رہے یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ خمارویہ کے فوجی شیرز کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جا بسے' اتنے میں عراقی لشکر ابوالعباس احمد بن موفق کی ماتحتی میں جو آئندہ تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا آ پہنچا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جس وقت کہ وہ شیرز کے مکان میں پناہ گزین تھے شب خون مارا اور نہایت بے رحمی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی۔ معتضد نے تعاقب کیا شکست خوردہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیرباد کہہ کر بھاگ نکلے۔ معتضد نے ماہ شعبان

۱۷۲ھ میں اس پر بھی قبضہ کرلیا۔

ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ: خمارویہ کے لشکر نے اس شکست کے بعد رملہ میں جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ مقیم رہا۔ خمارویہ کو اطلاعی خط لکھا' معتضد یہ خبر پا کر کہ شکست خوردہ گروہ نے رملہ میں جا کر پناہ لی ہے فوجیں آراستہ کر کے دمشق سے رملہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر سننے میں آئی کہ خمارویہ ایک بڑا لشکر لئے ہوئے رملہ آ گیا ہے معتضد نے واپسی کا قصد کیا مگر اس وجہ سے کہ اس وقت معتضد کی رکاب میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اور امراء بھی تھے جنہوں نے خمارویہ کی رفاقت ترک کر دی تھی اور معتضد کی خدمت میں چلے آئے تھے اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا۔ اسحاق اور ابن ابی الساج بھی معتضد کی بدمعاملگی کی وجہ سے اس سے متنفر ہو رہے تھے ایک چشمہ پر جس پر کلواجین واقع ہے' قریب رملہ دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی خمارویہ اور معتضد نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کیں۔ میمنہ اور میسرہ سے مرتب کر کے میدان جنگ کا راستہ لیا۔ خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پیشتر سعید الایسیر نامی ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ فریقین کے میمنہ و میسرہ مصروف جدال و قتال ہوئے۔ چنانچہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی لڑائی نہ دیکھی تھی شکست کھا کر بھاگا اور مصر جا کر دم لیا۔

ابن موفق کا فرار: معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتح مندی کے جوش میں اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سعید الایسیر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ معتضد یہ خیال کر کے کہ خمارویہ نے پلٹ کر حملہ کیا ہے بھاگ کھڑا ہوا ذرا بھی کسی طرف توجہ نہ کی' دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مجبور ہو کر طرسوس کی طرف چلا گیا اس وقت دونوں فوجیں بلا کسی امیر کے دست بدست شمشیر بازی کر رہی تھیں۔ سعید الایسیر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اسے نہ پایا تو اس کے بھائی ابوالعشائر کو امیر لشکر بنایا۔ عراقی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا۔ ایک گروہ مارا گیا بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ فتح مند گروہ میں انعامات اور صلے تقسیم ہوئے۔ نامۂ بشارت فتح مصر کی طرف روانہ کیا گیا۔

خمارویہ کا اسیران جنگ سے حسن سلوک: خمارویہ کو اس خبر سے مسرت بھی ہوئی اور شکست سے شرمندگی بھی بے حد ہوئی۔ اس نعمت کے شکرانہ میں صدقہ دیا۔ قیدیان جنگ کے ساتھ وہ سلوک کیے کہ اس کی نظیر اس وقت تک نہیں ہو سکتی جس وقت قیدیان جنگ پیش کیے گئے نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا ''یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں تم لوگ ان کی مہمانداری کرو''۔ پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا ''تم لوگوں میں سے جس کا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے حسب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کی جائے گی اور جو شخص جانا چاہے اسے ہم سامان سفر اور زاد راہ دے کر رخصت کرنے کو تیار ہیں''۔ چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا ان لوگوں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنہوں نے واپسی کا ارادہ کیا نہایت احترام سے زاد راہ دے کر رخصت کیا۔ اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب و داب کا ڈنکا بج گیا۔ اس کے لشکر نے تمام ملک شام کو بید کی طرح تھرا دیا عراقی لشکر کو بات کی بات میں ملک شام سے باہر نکال دیا۔ اسی سنہ میں مازیار والیٔ سرحدی بلاد اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ اس کے بعد دوبارہ ۲۷۳ھ میں جہاد کرنے کو گیا تھا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق میں ناچاقی: ابن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی عنان حکومت تھی اور موصل و جزیرہ

کی گورنری پر اسحاق مامور تھا۔ پہلے تو یہ دونوں باہم متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین و مددگار تھا' کچھ دنوں بعد دونوں لڑ بیٹھے' ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے صوبجات میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو بہت سا مال زر کے ساتھ بطور ابن خمارویہ کے دربار میں بھیج دیا چنانچہ خمارویہ فوجیں آراستہ کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سن پہنچا ابن ابی الساج نے فرات کو عبور کر کے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پُر زور حملوں سے اسحاق بن کنداجق کو شکست دی اس عرصہ میں خمارویہ بھی آ پہنچا اور فرات کو عبور کر کے رافقیہ کی جانب قدم بڑھایا اسحاق نے شکست اٹھا کر ماردین میں پناہ لی' ابن ابی الساج نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔

ابن ابی الساج کا جزیرہ موصل پر قبضہ: ایک روز موقع پا کر اسحاق ماردین سے موصل کی طرف روانہ ہوا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور مقام برقعید سے لڑ کر ماردین کی طرف پھر لوٹا لایا۔ ان واقعات سے ابن ابی الساج کی قوت بڑھ گئی۔ جزیرہ اور موصل پر قبضہ کر لیا اور اپنے تمام مقبوضہ ممالک میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطبہ میں خمارویہ کے بعد اپنے نام کے داخل کئے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فوج کے چند دستے اپنے غلام فتح کی ماتحتی میں اطراف موصل میں خراج وصول کرنے کے لئے بھیجے۔ مقام شرات میں یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر اپنا کام کر لیا مگر اس کے بعد یعقوبیہ کو اس کے فریب کی اطلاع ہوگئی۔ سب کے سب متفق ہو کر حملہ آور ہوئے اور شکست دے کر اس کے ہمراہیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل و قید کیا۔ فتح چند افراد کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ابن ابی الساج کی عہد شکنی: ۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بدعہدی کی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداجق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اس کی مصاحبت اختیار کر لی تھی اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ خمارویہ یہ خبر پا کر ابن ابی الساج کی سرکوبی کے لئے مصر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام شبیۃ العقاب میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پیشتر ابن ابی الساج بہت سا مال و اسباب رکھ کر گیا تھا۔ خمارویہ نے فتح یابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پیشتر حمص پہنچ گیا اور اسے حمص میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس کے تمام مال و زر اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ ابن ابی الساج ناکام ہو کر حلب کی طرف چلا گیا۔ پھر حلب سے رقہ جا کر مقیم ہوا اور خمارویہ برابر اس کے تعاقب میں تھا۔ ابن ابی الساج نے جب رقہ میں پناہ نہ پائی تو وہاں سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہو کر فرات عبور کر کے شہر موصل پر ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے داخل ہوگیا۔ ابن ابی الساج کو اس کی خبر لگ گئی۔ موصل سے اعراض کر کے حدیثہ کی طرف چلا گیا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ: خمارویہ نے اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آزما لشکر کو اسحاق کے ساتھ ابی ابن الساج کی گرفتاری پر روانہ کیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر دجلہ عبور کر کے تکریت میں جا کر قیام کیا۔ اسحاق کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کی جمعیت سے تھا۔ دونوں فریقوں نے دریا کے کنارے ایک دوسرے پر تیر باری کی اور اس کے بعد اسحاق نے پل بنوانے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں ابن ابی الساج نے یہ سن کر رات کو وقت

تکریت سے نکل کر موصل کا راستہ لیا اور قریب موصل پہنچ کر مقام ویراعلیٰ میں قیام کیا۔ اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی تعاقب کی غرض سے کوچ کیا ابن ابی الساج ہر چہ تنگ آید بجنگ آید سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا اور قلیل جماعت کے باوجود اسحاق کو شکست فاش دے دی' اسحاق شکست اٹھا کر رقہ کی طرف بھاگا۔ ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کی خدمت میں ایک اطلاعی عرضداشت بھیج کر دریائے فرات کو ملک شام کی طرف عبور کر کے اور خمارویہ کے صوبجات کو تاخت وتاراج کرنے کی اجازت طلب کی موفق نے اس امر میں کچھ روز توقف کرنے اور امدادی فوج کا انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

ابن ابی الساج کی شکست وفرار: اسحاق شکست کھا کر خمارویہ کی خدمت میں آ گیا۔ خمارویہ نے اسے تسلی دی اور دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے ابن ابی الساج کی جنگ پر اسحاق کو روانہ کیا۔ چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پہنچ کر قیام کیا اور ابن ابی الساج اس کے مقابلہ پر حدود رقہ میں پڑاؤ کیے ہوئے تھا۔ ایک روز موقع پا کر اسحاق کی فوج کے ایک دستہ نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طلیعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ جب ابن ابی الساج نے اس امر کا احساس کر لیا کہ ہر شخص دریا عبور کر سکتا ہے تو اس نے براہ رقہ بغداد کا راستہ لیا اور ۲۹۶ھ میں موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر قیام پزیر ہوا۔ یہاں تک کہ موفق نے اس کو آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ باقی رہا اسحاق بن کنداج اس نے ابن الساج کے بعد دیار ربیعہ اور دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کی جامع مسجد میں پڑھا جانے لگا۔

اہل طرسوس کی اطاعت: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۲۷۰ھ میں مازیار خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مازیار خادم قلعہ نشین ہو کر مخالفت وسرکشی پر تل گیا۔ اتنے میں احمد بن طولون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی جوں ہی اسے انتظام سے فراغت ملی ۲۷۷ھ میں تیس ہزار دینار' پانچ سو تھان ریشمی کپڑے اور پانچ سو مطرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کیے۔ مازیار اس نقد وجنس کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی اور سرحدی بلاد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

اسکندریہ کا محاصرہ: اس کے بعد ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صافیہ کے ساتھ جنگ پر گیا۔ اسکندریہ کا محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ میں ایک پتھر منجنیق کا اس کی پسلی پر آ کر لگا۔ زخمی ہو کر طرسوس واپس آیا اور وہاں پہنچ کر جاں بحق تسلیم کی' اس کے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حکمران ہوا۔ ابن عجیف نے اطلاعی عرضداشت خمارویہ کی خدمت میں روانہ کی' خمارویہ نے اسے حکومت طرسوس پر بحال رکھا کچھ عرصہ بعد اسے معزول کر کے اس کی جگہ محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طولون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مامور کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طولون: موسیٰ بن موسیٰ بن طولون کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت احمد بن طولون برادر موسیٰ بن طولون نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اس وقت موسیٰ نے قرابت اور رشتہ داری کے باعث ہاتھ پاؤں پھیلائے۔ احمد بن طولون نے اسے پسند نہ کیا موسیٰ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اس کے دل میں حسد ورشک کی آگ بھڑکنے لگی۔ کسی جلسہ میں ایسے کلمات سے احمد بن طولون کو یاد کیا کہ جسے احمد برداشت نہ کر سکا۔ احمد نے اس جرم میں اسے کوڑے سے پٹوایا اور طرسوس کی طرف شہر بدر کر دیا۔ آخر کہاں تک! اس کا بھائی تھا شہر بدر کرنے کے بعد ضروری خرچ کے لئے روپے روانہ کئے موسیٰ نے

لینے سے انکار کیا اور طرسوس چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ کچھ روز بعد طرسوس پھر واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا زمانہ آ گیا۔ چنانچہ اپنے بیٹے محمد کو چھوڑ کر مر گیا۔ خمارویہ نے اسے سند حکومت عطا کی۔

محمد بن موسیٰ کی گرفتاری و رہائی: راغب نامی ایک خادم موفق کے مرنے پر جہاد کی غرض سے طرسوس کے راستہ سے روانہ ہوا۔ جس وقت ملک شام میں داخل ہوا۔ آلات واسباب اور باربرداریاں طرسوس روانہ کر کے ملنے کی غرض سے خمارویہ کے پاس گیا خمارویہ نے اس کی بے حد عزت کی اور محبت وشفقت سے ٹھہرایا۔ راغب کا دل بھی اس سے مانوس ہو گیا زیادہ دنوں تک مقیم رہا۔ طرسوس میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر دیا ہے اس سے لوگوں کو اشتعال اور رنج پیدا ہوا سب نے متفق ہو کر اپنے سردار محمد موسیٰ کو بلوا کر گرفتار کر لیا اور راغب کے عوض قید کر دیا۔ خمارویہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تب خمارویہ نے راغب کو اہل طرسوس کا شبہ رفع کرنے کے لئے طرسوس روانہ کیا جوں ہی راغب طرسوس کے قریب پہنچا۔ اہل طرسوس نے اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو رہا کر دیا۔ محمد بن موسیٰ نے قید سے رہا ہو کر اہل طرسوس کو برا بھلا کہہ کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف کی ماتحتی میں طرسوس کی حکومت پر دوبارہ مامور ہوا۔ ان واقعات کے بعد ۲۸۱ھ میں لشکر صائفہ کے ساتھ طغج بن جف فرغانی ایک بڑا لشکر برابر دن کا لئے ہوئے طرسوس وارد ہوا اور مکودیہ کو بزور تیغ فتح کیا۔

بنت خمارویہ سے معتضد باللہ کا نکاح: ابوالعباس معتضد باللہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر خمارویہ کی بیٹی قطر الندا سے شادی کا پیغام بھیجا۔ قطر الندا اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے فائق تھی خوبصورتی اور آداب میں اپنی نظیر آپ تھی۔ نکاح کا پیغام خلیفہ معتضد کا معتمد علیہ حسین بن عبداللہ معروف بہ ابن حصاص لے کر آیا تھا چنانچہ خمارویہ نے اپنی بیٹی کا عقد بوکالت ابن حصاص خلیفہ معتضد سے کر دیا بہت سے تحائف اور ہدایہ جن کی تعریف نہیں ہو سکتی دارالخلافت رخصت کیا ۲۷۹ھ میں قطر الندا محل سرائے خلافت میں داخل ہوئی۔ خلیفہ معتضد نے اس سے زفاف کیا اور اس کے حسن و جمال و آداب سے متمتع ہوا۔ اس رشتہ داری اور تعلق سے خمارویہ کے رعب وداب کا سکہ مصر وشام اور جزیرہ میں چلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خمارویہ کا قتل: ۲۸۲ھ میں خمارویہ دمشق چلا گیا تھا اور ایک مدت سے قیام پزیر تھا اس کے بعض خاندان والوں نے شکایت کی کہ محل سرائے شاہی کی لونڈیوں کو شاہی غلام اپنی ہوائے نفسانی کا شکار بناتے ہیں۔ خمارویہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی بعض بعض لونڈیوں سے استفسار کیا اور اپنے نائب مصر کو خاص خاص لونڈیوں پر نظر رکھنے کے لئے لکھ بھیجا جب خمارویہ کا یہ خط نائب مصر کو ملا تو نائب مصر نے ایک دو لونڈیوں کو گرفتار کر کے پٹوایا اس سے شاہی محل سرا کے غلاموں کے کان کھڑے ہو گئے اور بخوف جان بید کی طرح تھرا اٹھے۔ اس اثناء میں خمارویہ ملک شام سے واپس آیا اور اپنے محل میں شب باش ہوا۔ شب کے وقت کسی غلام نے اسے ذبح کر ڈالا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۲۸۲ھ کا ہے جن غلاموں نے اس فعل ناروا کا ارتکاب کیا تھا وہ سب کے بھاگ گئے۔

جیش بن خمارویہ: اس واقعہ کی صبح کو سپہ سالاران لشکر نے جمع ہو کر خمارویہ کے بیٹے جیش بن خمارویہ کو حکومت وریاست کی کرسی پر متمکن کیا۔ جیش نے ان لوگوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور قاتلین خمارویہ کو تلاش کروا کر گرفتار کرایا اور ان

میں سے تقریباً بیس غلاموں کو سزائے موت دی۔ جس وقت جیش تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا اس وقت یہ ایک کمسن بھولا بھالا لڑکا تھا خواہشات نفسانی کے گرداب میں پڑ گیا۔ نوعمر چھوکرے اور کمینے اس کی مصاحبت میں رہنے لگے۔ مدبرین دولت اور امراء سلطنت قریب نہ پھٹکنے پاتے تھے طرہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دھمکائے بھی جانے لگے۔ سب نے ایک جلسہ کر کے جیش کو معزول کرنے کے مشورہ کیا طغج بن جیف جیش کے باپ کا آزاد غلام تھا اور سرداران دولت میں ایک نامور شخص تھا۔ دمشق کی گورنری پر بھی مامور تھا۔ سب سے پہلے اسی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور جیش کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود مختار بن بیٹھا۔ باقی ماندگان سپہ سالاران لشکر سے کچھ لوگ بغداد چلے گئے جن میں اسحاق بن کنداج' خاقان مفلحی اور مدبر بن جیف برادر طغج وغیرہم تھے۔

جیش بن خمارویہ کا قتل: خلیفہ معتضد نے ان لوگوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ دس پانچ اور سپہ سالار جو مصر میں باقی رہ گئے تھے وہ جیش کی مخالفت پر تل گئے۔ اسی اثناء میں جیش نے انہی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا۔ پھر کیا تھا بغاوت کا پل ٹوٹ گیا۔ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور جمع ہو کر جیش پر ٹوٹ پڑے اسے مار ڈالا' اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ مصر کو تاخت وتاراج کیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی جب اس سے فارغ ہوئے تو جیش کے بھائی ہارون کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ یہ واقعہ جیش کی حکومت کے نویں مہینے کا ہے۔

ہارون بن خمارویہ اور خلیفہ معتضد: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ راغب (موفق کا موالی) جہاد کے لئے طرسوس کی طرف گیا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا تھا پھر ابن عجیف کے بعد طرسوس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب ہارون بن خمارویہ ۲۸۳ھ میں حکمران ہوا تو راغب نے ہارون کا نام خطبہ سے نکال ڈالا۔ بدر موالی خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ چنانچہ طرسوس اور بلاد سرحدی بوطولون کے دائرہ حکومت سے نکل گئے اس کے بعد ہارون بن خمارویہ نے خلیفہ معتضد کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار پر مصر وشام کی سند حکومت مجھے عطا کی جائے قنسرین اور عواصم کو میں خدام خلافت کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سرحدی بلاد خلیفہ معتضد کی جاگیرات میں تھے۔ خلیفہ معتضد نے یہ درخواست نامنظور کی اور آمد سے کوچ کر دیا۔ آمد پر خلیفہ نے محمد بن احمد بن شیخ سے قبضہ حاصل کیا تھا اور اپنے بیٹے مکتفی کو بطور نائب مقرر کر گیا تھا۔ ۲۸۶ھ میں آمد سے روانہ ہو کر قنسرین پہنچا اور اسے سرحدی بلاد کو ہارون کے عمال سے چھین کر معہ جزیرہ کے اپنے بیٹے کے رقبہ حکومت میں شامل کر دیا۔

طغج بن جیف کی دمشق پر گورنری: جب ہارون اپنے بھائی جیش کے بعد حکومت کرسی پر متمکن ہوا اراکین سلطنت نے چالبازی کے طور پر باہمی امور سلطنت سیاہ وسفید کا اختیار ابو جعفر بن ایام کو دیا۔ یہ شخص زمانہ احمد اور خمارویہ میں نامور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں میں سے تھا چنانچہ اس نے حتی الامکان اصلاح کی ان لشکریوں کے سرکرنے کو جنہوں نے طغج بن جیف کے ساتھ دمشق میں ہنگامہ برپا کیا تھا بدر حمامی اور حسین نے اپنی خوش تدبیری سے قبضہ کر لیا اور اپنے عمال مقرر کر کے واپس آئے مصر میں اس وقت تک ایک عجیب ہل چل پڑی ہوئی تھی سپہ سالاروں کی طوائف الملوکی کا زور وشور تھا کسی کو کوئی نہ سنتا تھا۔ نہ کسی کی کوئی اطاعت کرتا تھا یہاں تک کہ آئندہ واقعات پیش آئے۔

قرامطہ کا دمشق پر حملہ: قرامطہ کا ابتدائی حال اور جو سلطنت وحکومت انہیں عراق وشام میں حاصل ہوگئی تھی آپ اوپر اسے بالتفصیل پڑھ چکے ہیں اور اس سے بھی آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ ذکرویہ بن مہدا ویہ سفیر قرامطہ سواد کوفہ سے شکست کھا کر بنو قلیص بن کلب بن دیرہ کے پاس سماوہ چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور شیخ کا لقب دیا یحییٰ نام رکھا اور ابوالقاسم کنیت رکھی اور یہ خیال عام قائم کیا کہ محمد بن عبداللہ بن مکتوم بن اسماعیل امام بھی ہے اس بنا پر اسے مدثر کے نام سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قائم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے اہل میں سے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا اس نے حمص سے حماۃ اور معرۃ النعمان کی جانب کوچ کیا۔ پھر بعلبک کی طرف گیا۔ پھر وہاں سے سلیعہ کی جانب روانہ ہوا راہ میں جس قدر دیہات قصبات اور شہر ملے سب کو تاخت وتاراج کیا۔ لڑکے اور عورتوں کو یہاں تک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا۔ طغج بن جیف اور اس کی فوج اور اس کا آقا ہارون ان لوگوں کی مدافعت سے عاجز ہو گیا اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے ہوئے خلیفہ مکتفی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

قرامطیوں کی سرکوبی: چنانچہ خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ میں ملک شام کی طرف قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا موصل ہو کر گزرا۔ بنو حمدان میں سے ابوالاعروس ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے قریب حلب پڑاؤ کیا۔ قرامطی صاحب شامہ شاہی افواج پر حملہ آور ہوا۔ ایک بہت بڑی جماعت کام آئی۔ ابوالاغر اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ پناہ گزین ہوا۔ قرمطی نے محاصرہ کر لیا لیکن اہل حلب نے ابوالاغر کی لڑائی سے تنگ آ کر محاصرہ اٹھا لیا خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے جانبر ہو کر رقہ پہنچا اور محمد بن سلیمان کاتب کو شاہی فوجوں کے ساتھ قرمطی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا بنو حمدان میں سے حسین اور بنو شیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ہمرکاب تھے ماہ محرم ۲۹۱ھ میں قرامطہ اور شاہی افواج سے مقام حماۃ میں مڈبھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سردار صاحب شامہ گرفتار کر لیا گیا' ایک دستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ موثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ ہی قید ہوئے تھے۔ خلافت مآب نے مظفر ومنصور دارالخلافت کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ محمد بن سلیمان بھی حاضر ہو کر باریاب ہوا۔ خلافت مآب نے حکم دیا کہ قیدیان قرامطہ پہلے کوڑے سے پٹوائے جائیں۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اس کے بعد ان کی گردنیں ماردی جائیں الغرض اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدی بیماری کا علاج کیا گیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ بحرین میں ظاہر ہوا۔

محمد بن سلیمان: اس سے قبل کہ بنو طولون کی حکومت ختم ہونے کے حالات تحریر کئے جائیں ہم محمد بن سلیمان کے حالات بیان کرنا چاہتے ہیں جس نے بنو طولون کی حکومت کا شیرازہ منتشر کرنے کے بیڑا اٹھایا تھا۔ محمد بن سلیمان رقہ دیار کا رہنے والا تھا احمد بن طولون نے اسے تعلیم وتربیت دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا کچھ عرصہ بعد جب اسے انتظام وسیاست میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہو گیا تو احمد بن طولون سے رنجیدہ ہو کر دارالخلافت بغداد چلا گیا۔ ارا کین سلطنت سے میل جول پیدا کیا وہ لوگ بعزت واحترام پیش آئے۔ خلفائے بغداد اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا اور محکمہ جنگ کا سیکرٹری مقرر کیا اسی زمانے سے محمد بن سلیمان برابر ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا یہاں تک کہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر متمکن ہوا اور سرزمین شام میں بنو طولون کی حکومت میں کمزوری پیدا ہو چلی اور اس کے گردونواح میں قرامطہ آئے دن قتل و غارت گری کرنے لگے اور ہارون ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اہل شام فریادی بن کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سلیمان اور قرامطہ: خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف رفع کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ محمد بن سلیمان کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک با اثر اور نامی شخص تھا چنانچہ شاہی لشکر مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر آ گیا بالآخر اسے قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی' قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سارا لشکر پامال کیا گیا۔ مسلمانانِ شام نے انکی مضرت اور ایذ رسانی سے نجات پائی' سردار قرامطہ صاحب شامہ کو اس کے سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا مقام رقہ میں خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بغداد پہنچ کر ان سب کو سزائے موت دی جس سے مسلمانانِ شام اور خلافت مآب کو قرامطہ کی متعدی اور رسمی بیماری سے نجات مل گئی۔

محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی: خلیفہ مکتفی نے بغداد پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب پھر واپس جانے کا حکم دیا۔ شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا۔ حسب ضرورت مال و زر اور آلات حرب مرحمت فرمائے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلافت مآب سے رخصت ہو کر دمیانہ کو جو بازار کا غلام تھا جنگی جہازوں کے ایک بیڑے کے ساتھ یہ ہدایت کر کے سواحل مصر کی جانب روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہنچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اس کا تعلق ختم کر دینا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اہل مصر تنگی و مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کی کمان لئے ہوئے شام کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا اور مصر کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت قریب مصر پہنچا۔ سپہ سالاران مصر کو بلانے کی غرض سے نامہ و پیام بھیجا بدر حمامی جو کہ مصری سپہ سالاروں کا نامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آیا اور امن کا طالب ہوا۔ اس سے اہل مصر کی شان و شوکت کو کافی نقصان پہنچا' اس کے دیکھا دیکھی اور سپہ سالاران مصر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے آئے ہارون اس فوج کے ساتھ جو باقی رہ گئی تھی مقابلہ پر آیا۔ سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے زمانہ جنگ میں ایک روز اس کے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کے لئے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا۔ اتفاقاً کسی مغربی کا ایک تیر آ لگا جس سے اس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی۔ ہارون کے مرنے پر اس کے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی[1] بلا حساب و کتابت لشکریوں کو انعامات دیئے اور حکم دیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اسے لوٹ لو' چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مال حاصل کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی مگر اس پر قادر نہ ہوا' اس سے اس کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا۔ ساری تدبیریں رائیگاں گئیں اپنے اراکین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کی بابت مشورہ کیا سب نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کرنے کی رائے دی۔

بنوطولون کا زوال: شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیام بھیجا محمد نے اسے امن دیا۔ شیبان نے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے سپہ سالاران لشکر نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنوطولون کو جو تعداد ستر نفر تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' نامہ بشارت فتح خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ بنوطولون کو شام و مصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی' اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے ان مکانات و تعمیرات کو جلانے اور گرانے کا حکم صادر فرمایا جنہیں بنوطولون نے

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اپنے زمانۂ حکومت میں مصر کے شرقی جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک مربع میل میں تھے۔ یہ سب جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

امارت مصر پر عیسیٰ نوشزی کا تقرر: جس وقت محمد بن سلیمان نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا ارادہ کیا اور خلیفہ مکتفی نے اسے حکومت مصر سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن محمد بن نوشزی کو مصر کی گورنری پر متعین فرمایا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۳ھ میں وارد بغداد ہوا۔

ابراہیم خلیجی کی سرکشی: اس کے بعد اطراف مصر میں ابراہیم خلیجی نے سر اٹھایا۔ ابراہیم خلیجی بنوطولون کے سپہ سالاروں میں سے تھا' محمد بن سلیمان سے علیحدہ ہو کر خودسری اختیار کر لی۔ عیسیٰ نوشزی نے اطلاعی یادداشت خلیفہ مکتفی کی خدمت میں روانہ کی۔ اس اثناء میں خلیجی کی جمعیت بڑھ گئی ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ نوشزی بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزین ہوا۔ خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا خلیفہ مکتفی نے شاہی افواج فاتک (جو کہ اس کے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدر حمامی کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ اس فوج کے ہراول پر احمد بن کیغلغ سپہ سالاروں کی ایک جماعت ساتھ مامور ہوا تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ میں خلیجی سے عریش میں مڈبھیڑ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر پھر لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر لڑی۔ دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جس میں خلیجی کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ شاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔

ابراہیم خلیجی کی گرفتاری: خلیجی بہزار خرابی جان بچا کر فسطاط کو پہنچا اور روپوش ہو گیا۔ سپہ سالاران شاہی افواج میں گھس پڑے اور خلیجی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے پیشتر ابن کیغلغ کی شکست سے مطلع ہو کر مصر کے ارادے سے روانہ ہو چکا تھا مگر جب اسے خبر ملی کہ فاتک کو فتح نصیب ہوئی اور خلیجی گرفتار کر لیا گیا تو بغداد کی جانب واپس ہوا اور فاتک نے خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ پابہ زنجیر کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دو۔ چنانچہ فاتک نے خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

عیسیٰ نوشزی کی وفات: ان واقعات کے ختم ہونے پر عیسیٰ نوشزی نصف ۲۹۳ھ میں مصر پھر واپس آیا اور مصر کی گورنری پر آخر وقت تک رہا اور ماہ شعبان ۲۹۷ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کر کے راہگزار عالم آخرت ہوا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا۔

ابو منصور تکین کا امارت مصر پر تقرر: خلیفہ مقتدر نے اس سے مطلع ہو کر ابو منصور تکین خزری کو حکومت مصر پر متعین کیا۔ آخری شوال ۲۹۷ھ میں ابو منصور وارد مصر ہوا اور گورنری کرنے لگا یہاں تک کہ مغرب میں حکومت علویہ کو استحکام حاصل ہو گیا اور عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو افواج کا افسر بنا کر ۳۰۱ھ میں مصر روانہ کیا چنانچہ آخری ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں اس نے برقیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا۔ سکندریہ اور فیوم کو بھی لیا۔ ان واقعات کی خبر دارالخلافہ بغداد میں پہنچی' مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی' اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی۔ یہ وہی شخص ہے جو مقتدر کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ جب اسے حکومت مصر عطا ہوئی تو اس کی جانب سے

مونس خادم اس کا نائب مقرر کیا گیا۔ اس سے اور مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں۔ اس نے ان کو شکست دی اور بزور تیغ مغرب کی جانب الٹے پاؤں لوٹا دیا۔ پھر ۳۰۲ھ میں عبیداللہ مہدی نے فوجیں آراستہ کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اس کا سپہ سالار خامسہ کتامی تھا۔ جنگی کشتیوں کے کئی بیڑے لئے ہوئے اسکندریہ پہنچا اور وہاں سے مصر کی جانب بڑھا اور مونس خادم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور سینہ سپر ہو کر لڑا اور انہیں شکست دی' اس کے بعد پھر لشکر بغداد اور مغربی فوج میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جس میں سات ہزار مغربی کام آئے بقیہ ناکام ہو کر مغرب کی طرف واپس ہو گئے۔ عبیداللہ مہدی نے اس شکست کے جرم میں اپنے سپہ سالار خامسہ کتامی کو قتل کر ڈالا اور مونس خادم بغداد واپس آیا۔

ذکا اعور بحیثیت گورنر مصر: آخر ۳۰۲ھ تک تکین خزری حکومت مصر پر بطور نائب کے مامور رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ ابوالحسن ذکاء اعور کو متعین کیا۔ نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وارد مصر ہوا۔ چنانچہ اس وقت سے مصر پر برابر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۰۷ھ میں اپنی حکومت کے چوتھے برس انتقال کر گیا۔

ابوالقاسم بن مہدی کی مصر پر فوج کشی: کچھ عرصہ بعد خلیفہ مقتدر نے ذکاء اعور کو حکومت مصر سے واپس کر کے اس کی جگہ ابوالمنصور تکین خزری کو دوبارہ حکومت مصر پر مامور کیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۷ھ میں یہ مصر پہنچا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کی ماتحتی میں مصر کی جانب فوجیں روانہ کی تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۰۷ھ میں ابوالقاسم اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مصر کی طرف بڑھا سرزمین صعید سے جزیرہ اور اشمونین پر قابض ہو گیا' ان کے علاوہ اور مقامات کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب و جوار میں تھے اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے عرض داشت روانہ کی خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مونس خادم کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ابوالقاسم کی روک تھام کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقیہ سے جنگی کشتیوں کا بیڑا ابوالقاسم کی کمک پر سواحل اسکندریہ میں آ کر لنگر زن ہوا یہ بیڑا اسی کشتیوں پر مشتمل تھا۔ سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی۔ مونس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑے کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑے میں پچیس کشتیاں تھیں' یہ بیڑے روغن نفط اور متعدد قسم کے آلات حرب سے بھرا ہوا تھا ابوالیمن کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی مرسی رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی افریقیہ کے بیڑے کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے۔

ابوالقاسم اور مونس خادم کی جھڑپیں: معرکہ کارزار سے سلیمان خادم گرفتار کر لیا گیا۔ بحالت قید مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بغداد کی جیل سے افریقیہ بھاگ گیا۔ ابوالقاسم اور مونس خادم میں مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں۔ فتح مندی کا سہرا مونس کے سر رہا۔ دوران جنگ ابوالقاسم کے لشکر میں وبا اور گرانی پھوٹ نکلی جس سے اس کے لشکر کا اکثر حصہ فنا ہو گیا۔ اس کے بعد گھوڑوں میں وبا پھیل گئی۔ مجبوراً ابوالقاسم نے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ مصری لشکر نے تعاقب کیا جب ملک مصر سے مغربی لشکر دور نکل گیا تب مصری لشکر واپس ہوا۔ ابوالقاسم نصف سنہ مذکور میں قیروان پہنچا اور مونس خادم دارالخلافت بغداد واپس آیا اور تکین وارد مصر ہوا' جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

تکین اسی زمانہ سے برابر گورنری مصر پر رہا یہاں تک کہ ماہ ربیع ۳۰۹ھ میں مصر واپس کیا گیا۔

تکین خزری کی وفات: خلیفہ مقتدر نے احمد بن کیغلغ کو بلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الآخرہ میں یہ مصر پہنچا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس کر لیا گیا تکین سہ بارہ حکومت مصر پر مامور ہوا۔ یوم عاشورہ ۳۱۳ھ میں مصر پہنچا' نو سال تک حکمرانی کی۔ یہاں تک کہ پندرہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کی ولی عہدی کی تجدید کی اور بلاد مغرب مصر اور شام کی سند حکومت عطا فرمائی اور مونس کو اس کی جانب سے بطور نائب مقرر کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکین خزری نے مصر میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران ہوا۔ خلیفہ قاہر نے اسے خلعت روانہ کیا لشکریوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مگر بہ تائید الٰہی یہ ان پر فتح یاب ہوا۔ انتہیٰ۔

احمد کیلغ کی گورنری و معزولی: خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں سند حکومت عطا کی اس کے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا۔ یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اسے واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ ماہ رجب ۳۲۲ھ میں یہ مصر پہنچا اس کے بعد آخر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں معزول کر دیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اسے حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے القاب میں ''اخشید'' کا لفظ بڑھانے کی اجازت دی' ایک مدت تک حکومت مصر پر نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا اس کے بعد ملک شام کو اس کی حکومت سے نکال لیا گیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

محمد بن رائق: محمد بن رائق امیر الامراء ہے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے غلام تحکم نے بغداد میں مخالفت کی اور اس کی جگہ ۳۲۶ھ میں متمکن ہو گیا۔ ابن رائق اپنا مکان چھوڑ کر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہو گیا' تحکم نے بغداد اور اس کے مکانات اور املاک پر قبضہ کر لیا' اتنے میں خلیفہ تکریت سے واپس آ گیا خلیفہ اور تحکم سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا باہم مصالحت ہو گئی سب کے سب بغداد واپس آئے' ابن رائق نے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کی معرفت صلح کا پیام بھیجا جسے فریق مخالف نے منظور کر لیا' خلیفہ راضی نے طریق فرات (دیار مفرد یعنی حران الرہا) اور جو بلاد ان کے قرب و جوار میں تھے اور قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عطا کی۔

ابن رائق کا شام پر قبضہ: ابن رائق ان بلاد کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کا لالچ پیدا ہوا تو جیش آراستہ کر کے شہر حمص کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ مولیٰ اخشید ملقب بہ تدبر تھا۔ ابن رائق نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور مصر کے خیال سے رملہ کی طرف بڑھا اخشید کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے مصر سے نکلا۔ عریش میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اخشید نے جنگ شروع ہونے سے پیشتر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا لڑتے لڑتے شکست کھا کر بھاگا' ابن رائق کے ہمراہیوں نے اخشید کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے خیموں میں بہ اطمینان تمام جا اترے' اس کے بعد اخشید کا لشکر کمین گاہ سے نکل کر دفعۃً حملہ آور ہوا نہایت بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے' ابن رائق چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہو کر دمشق

کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغج کو اس کے تعاقب کرنے پر مامور کیا۔ ابن رائق نے دمشق سے نکل کر ابو نصر سے معرکہ آرائی کی اور اپنے پُرزور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو شکست فاش دی ابونصر اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ ابن رائق نے اس کی نعش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رائق کے ساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم ابونصر کے عوض میں جاتا ہے۔ اخشید نے اسے خلعت دیا اور اس کے باپ ابن رائق کے پاس واپس کر دیا اور اس قدر کشت وخون کے بعد دونوں فریقوں میں اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ شام پر ابن رائق کا قبضہ رہے اور مصر اخشید کے مقبوضات میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار درہم سالانہ رملہ کے عوض میں اخشید ابن رائق کو دیا جائے۔

ابن رائق کی مراجعت بغداد: اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اخشید سے نکل گیا اور ابن رائق کے عمال اس پر قابض ہو گئے یہاں تک کہ تحکم اور بریدی مارے گئے اور ابن رائق ملک شام سے بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مکتفی نے اسے ملک شام سے طلب کیا تھا اور آ جانے پر امیر الامراء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حکومت شام پر اپنی جانب سے ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل کو نائب کے طور پر مقرر کیا اور جب ابن رائق دار الخلافت بغداد پہنچا تو کورتکین جو کہ دولت وخلافت پر قابض ہو رہا تھا بگڑ گیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن رائق نے اس پر فتح حاصل کی اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دیلمیوں کا گروہ برسر مقابلہ پر آیا ابن رائق نے انہیں بھی نیچا دکھایا' پھر بریدی نے واسط سے ۳۳۰ھ میں علم بغاوت بلند کیا خلیفہ متقی اور ابن رائق کو شکست ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ خلافت مآب کے ساتھ موصل واپس آئے اس کے بعد ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کر کے امیر الامراء کے عہدہ پر متمکن ہو گیا۔ جس وقت یہ خبر اخشید تک پہنچی فوراً دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔ ۳۳۲ھ میں اس پر قابض ہو گیا۔

ابوعبداللہ حسن: اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں ناصر الدولہ نے محمد بن رائق کے تمام مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا' اس وقت محمد بن رائق کے قبضہ میں طریق فرات' دیار مضر' جند قنسرین' عواصم اور حمص تھے' ناصر الدولہ نے ابوبکر محمد بن علی بن مقاتل کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ موصل سے ان بلاد پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اس کے بعد ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبجات کی حکومت پر مامور کیا۔ اہل کوفہ نے اس کی اطاعت سے انکار کیا۔ ابوعبداللہ نے ان کی گوشمالی پر کمر ہمت باندھی' چنانچہ ان پر فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ کوفہ پر قبضہ کر کے حلب کی طرف قدم بڑھایا[1]۔

اخشید کی طلبی: ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء تورون سے ناراض ہو کر موصل سے چلا گیا اور بنوحمدان کے پاس چند ے قیام پزیر رہا۔ پھر موصل سے رقہ گیا اور وہاں قیام کیا۔ اخشید کو گزشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا' اخشید مصر سے روانہ ہوا حلب ہو کر گزرا' ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سن کر حلب چھوڑ دیا۔ ابوبکر بن مقاتل اس کے ساتھ حلب ہی میں تھا ابوعبداللہ حسین کے چلے جانے سے روپوش ہو گیا مگر جونہی اخشید وارد حلب ہوا ابوبکر یہ خبر پا کر اخشید سے ملنے کے لئے آیا

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ ۱۲ مترجم۔

اخشید نے اس کی بے حد عزت افزائی کی' اسے مصر کے محکمہ مال پر مامور کیا اور حلب کی حکومت پر یانس مونسی کو مرحمت کی۔ ماہ محرم ۳۳۳ھ میں اخشید نے حلب سے رقہ کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ متقی اس وقت رقہ میں مقیم تھا اخشید نے بہت سے ہدایا اور تحائف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمات میں پیش کئے اور مصر و شام چل کر قیام کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا تب اخشید نے تورون کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی لیکن خلیفہ متقی نے اس سے قبل تورون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا تھا اور تورون کے پاس صلح کی منظوری کا جواب آ گیا تھا اس وجہ سے اخشید کی کوئی درخواست قبول نہ کی گئی اور خلافت مآب نے رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

اخشید کی مراجعت مصر: اخشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔ سیف الدولہ بھی ان دنوں انہی لوگوں کے ساتھ حلب میں تھا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد رقہ سے حلب چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے حمص کا رُخ کیا اخشید نے یہ سن کر اپنی فوجیں اپنے خادم خاص کافور کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ مقام قنسرین میں سیف الدولہ سے مڈبھیڑ ہوئی ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کی جانب اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف کوچ کیا۔ یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں۔ اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب پر حملہ کیا تھا۔ سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور ان کو نیچا دکھا کر ناکام لوٹا دیا۔

ابوالقاسم انوجور: ۳۳۴ھ میں یا بہ روایت بعض مؤرخین ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر بن طغج نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے ابوالقاسم انوجور نے حکمرانی کی قبا زیب تن کی۔ یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اس پر غالب ہو گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ نے پہنچ کر دمشق پر قبضہ کر لیا تب کافور نے حلب کی جانب کوچ کیا۔ انوجور نے یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا اور سیف الدولہ دریا عبور کر کے جزیرہ چلا گیا۔ انوجور ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد سیف الدولہ اور انوجور میں مصالحت ہو گئی سیف الدولہ نے حلب کی جانب اور انوجور مصر کی جانب کوچ کیا اور کافور دمشق چلا گیا اور بدر اخشیدی معروف بہ تدبیر کو اس کی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا اور بدر اخشیدی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا اس کے بعد معزول کر دیا گیا۔ ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ ابوالمظفر نے دمشق پہنچ کر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

ابوالقاسم انوجور کا خاتمہ: ایک مدت کے بعد انوجور سن رشید کو پہنچا' نیک و بد کی تمیز پیدا ہوئی حکومت کا خیال دل میں سمایا۔ کافور کے نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا ..... اتفاق سے

کافور کو اس کا احساس ہو گیا۔ کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زہر دے کر سنہ میں مار ڈالا اور اس کی جگہ علی کو جو کہ انوجور کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا یہاں تک کہ علی بھی مر گیا۔

کافور کی گورنری: ۳۵۰ھ میں علی بن اخشید نے سفر آخرت اختیار کیا۔ کافور نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا' خواجہ سرا منہ تکتے رہ گئے' پالکی پر سوار ہونے لگا۔ خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی سند حکومت عطا کی اور "عالی باللہ" کا خطاب دیا۔ کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابوالفضل جعفر بن فرات کو قلمدانِ وزارت کا مالک بنایا یہ با اثر بادشاہوں میں سے تھا۔ سخی'

ممدوح خلائق اور امور سیاست سے بخوبی ماہر تھا۔ اللہ تعالیٰ سے بے حد خائف رہتا تھا۔ المعز والی مغرب سے اس کے مراسم تھے' اکثر اسے تحائف و ہدایا بھیجتا تھا۔ حکمرانانِ بغداد و یمن بھی بہ عزت و احترام اس سے پیش آتے تھے۔ ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور دادخواہوں کی دادرسی کرتا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اخشید ۳۵۷ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ دس برس تین ماہ خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کی اس کے علاوہ دو برس چار ماہ خلیفہ مطیع کی جانب سے مسلسل حکمران رہا نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ اخشید نے اسے اٹھارہ دینار میں خریدا تھا اس کی وفات پر اراکین دولت نے جمع ہو کر احمد بن علی بن اخشید کو کرسی حکومت پر متمکن کیا۔ اس کی کنیت ابو الفوارس تھی حسن بن عمہ عبداللہ بن طغج اس کی حکومت کا منتظم ہوا فوج کی افسری شمول (اس کی دادی کا مولیٰ تھا) کو دی گئی۔ خزانہ کی کنجیاں جعفر بن فضل کو مرحمت ہوئیں۔ قلمدان وزارت جابر ریاحی کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد ابن مسلم کے کہنے سے شریف ابن فرات کو معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کے سپرد کی گئی۔

جوہر صقلی کا اسکندریہ پر قبضہ جب المعز الدین اللہ مغرب کی مہم سے فارغ ہوا تو اس نے اس اپنے سپہ سالار جوہر صقلی کاتب کو مصر سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ماہر سپہ سالار اور منتخب افواج دی۔ ہر قسم کے سامان مرحمت فرمائے چنانچہ جوہر نے قیروان سے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ رقہ ہو کر گزرا' اس وقت رقہ میں افلح (المعز کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا' اس نے اس سے ملاقات کی' پیادہ پا اس کے ساتھ ساتھ چلا' جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے جیزہ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کی جانب بڑھا اور پہنچتے ہی مصر پر محاصرہ ڈال دیا۔

بنو طغج کا خاتمہ ان دنوں مصر کی زمام حکومت احمد بن علی بن اخشید کے قبضہ اقتدار میں تھی اور اس کے اہل دولت وارا کین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر فتح کر لیا اور ابو الفوارس کو مار ڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مشائخین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جس میں قضاۃ' علماء اور با اثر امراء بھی تھے قیروان روانہ کیا۔ ان واقعات سے بنی طغج کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں حی علیٰ خیر العمل کا اضافہ کیا گیا اور مصر میں حکومت علویہ کا سکہ چلنے لگا۔ جوہر فاتح مصر نے شاہی کیمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیادی پتھر رکھا اور جعفر بن فلاح کلامی کو شام کر سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے قرامطہ کی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

باب: ۴۷

امارت دیار بکر بنی مروان کرد

مناسب یہ تھا کہ حکومت بنو مروان کے حالات کو بنو حمدان کے حالات کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے دولت بنو مقلد حکمرانانِ موصل اور بنو صالح میں مرداس حکمرانانِ حلب کے حالات کو بنو حمدان کی حکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنو حمدان ہی کی حکومت سے پیدا ہوئی ہیں اور اسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنو مروان عرب نہیں ہیں بلکہ اکراد میں سے ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات لکھنے کے بعد تحریر کیا تا کہ یہ عجمیوں کے سلسلے میں آ جائیں پھر ہم نے بنو مروان کے حالات کو دولت بنو طولون سے بھی مؤخر کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بنو طولون کی حکومت سے بلحاظ زمانہ مقدم تھی' بہر کیف اب مناسب یہ ہے کہ ہم بنو مروان کی حکومت کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

بادکردی: آپ اوپر بادکردی کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ اس کا نام حسین بن دوشک اور ابو عبداللہ کنیت تھی بعضوں نے لکھا ہے کہ ابو شجاع کنیت تھی اور ابو علی بن مروان کردی کا ماموں تھا۔ موصل اور دیار بکر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دیلمیوں سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر دیلم نے بادکردی کو مغلوب کر دیا بادکردی جبال اکراد میں جا کر پناہ گزین ہوا' اس اثناء میں عضد الدولہ اور اشرف الدولہ نے جان بحق تسلیم کی۔ ابو طاہر ابراہیم اور عبداللہ حسن موصل کی طرف آئے اور دونوں کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہو گئے چند روز بعد ان دونوں اور دیلم میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ بادکردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی اس وقت یہ دیار بکر میں تھا۔ سامانِ جنگ درست کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ پسران ناصر الدولہ نے اسے پہلے ہی معرکہ میں نیچا دکھا دیا اور میدان جنگ ہی میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابو علی بن مروان کرد: جب بادکردی مارا گیا تو اس کا ہمشیرزاد ابو علی بن مروان معرکہ کارزار سے جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ اس قلعہ میں بادکردی کے اہل و عیال مقیم تھے اور وہیں پر اس کا سارا مال و اسباب اور خزانہ تھا۔ یہ قلعہ مضبوط ترین قلعوں میں سے تھا ابو علی اس حیلہ سے کہ مجھے میرے ماموں نے بھیجا کہ قلعہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا اپنے ماموں کی بیوی (مماتی) سے عقد کر لیا اس کے بعد تمام دیار بکر کا چکر لگا کر اپنے ماموں بادکردی کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ پسران حمدان یہ خبر پا کر دوڑ پڑے' اس وقت ابو علی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے ان دونوں کو شکست دی۔ پھر چند روز بعد پسران حمدان نے ابو علی پر فوج کشی کی ابو علی اس وقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا۔

اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی جس سے ان دونوں کی حکومت موصل سے ختم ہوگئی اور ابوعلی بن مروان نے دیار بکر اور اس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ اہل میافارقین نے حیلوں کے ذریعہ لڑائی کو طول دیا۔ ان کا سردار ابوالاصغر نام ایک شخص تھا۔ ابوعلی نے انہیں ڈھیل دے دی' عید کے دن اہل شہر صحرا کی طرف نکلے ابوعلی نے موقع پا کر ان پر چھاپہ مارا اور ابوالاصغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرادیا۔ اکراد نے شہر میں گھس کر نوچ کھسوٹ شروع کی۔ ابوعلی نے یہ رنگ دیکھ کر دراوزوں کو بند کرادیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہ لوگ اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

ابوعلی بن مروان کا قتل: ابوعلی بن مروان نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی سے عقد کیا تھا اور اس سے زفاف کرنے کے لئے حلب سے آمد آرہا تھا۔ آمد کے سردار نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابوعلی ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل میافارقین کے ساتھ کیا تھا اپنے ہمراہیوں کو ہوشیار کر دیا اور یہ رائے دی کہ جب ابوعلی شہر میں داخل ہو تو درہم و دینار نثار کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھو اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعلی ان لوگوں کے فریب میں آ گیا۔ اہل شہر اور اس کے ہمراہی مل جل گئے اہل شہر نے اس کا سر اتار لیا اور ان کے ہمراہیوں کی طرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا گیا اکراد بھاگ کھڑے ہوئے۔ میافارقین کی طرف لوٹے ..... گورنر میافارقین کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ غارت گری کے ارادے سے آ رہے ہیں۔ شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابومنصور بن مروان: اس کے بعد مہد الدولہ ابومنصور بن مروان بردار ابوعلی میافارقین نے انہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ مہد الدولہ نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا مگر سکہ اور خطبہ کے علاوہ اور کسی قسم کا اختیار اسے حاصل نہ تھا اس کے بعد مہد الدولہ کا بھائی ابونصر اس سے جھگڑا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ عرصہ تک تنگ کرتا رہا بالآخر ابومنصور نے اسے گرفتار کر کے قلعہ اسعرد بھیج دیا۔ چنانچہ وہیں تنگی کی حالت میں مقیم رہا باقی رہا آمد' اس پر اس کا شیخ عبداللہ چند روز تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا عقد ابن دمہ سے کر دیا جس نے ابوعلی بن مروان کو مارا تھا' ابن دمہ نے اپنے سسر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کر لیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک محل بنوایا۔ مہد الدولہ نے مصالحت کر لی اور اس کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ بادشاہ روم اور والی مصر غیرہما ملوک کی خدمت میں تحائف روانہ کئے جس سے اس کی شہرت ہوئی۔

ابومنصور بن مروان کا قتل: مہد الدولہ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں میافارقین میں قیام اختیار کیا تھا۔ اس کا سپہ سالار شردہ اس کی حکومت و سلطنت کا ناظم اس کا ایک آزاد غلام تھا جسے اس نے پولیس کی افسری دی تھی مگر مہد الدولہ کو اس سے بے حد ناراضگی اور نفرت تھی بارہا اس غلام کے قتل کا قصد کیا لیکن شردہ کا خیال سے باز رہا اس غلام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شردہ کو مہد الدولہ کی جانب سے بددل کر دیا ایک روز شردہ نے مہد الدولہ کو دعوت کے بہانے سے بلا بھیجا۔ جوں ہی مہد الدولہ شردہ کے مکان پر پہنچا شردہ نے تلوار تول کر مہد الدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

شردہ کا قلعہ میافارقین پر قبضہ: مہد الدولہ کے قتل کے بعد شردہ اس کے مصاحبوں اور عزیزوں کی طرف آیا اور یہ ظاہر کر کے کہ مہد الدولہ نے تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے انہیں گرفتار کر لیا اس کے بعد میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے

ممہد الدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا شردہ نے قبضہ کرلیا اور تمام قلعہ داروں کو ممہد الدولہ کے بہانے سے بلا بھیجا۔ ان لوگوں میں خواجہ ابوالقاسم والیٔ ارزن روم بھی تھا۔

ابونصر بن مروان نصیر الدولہ: چنانچہ خواجہ ابوالقاسم بھی میافارقین کی جانب سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کسی کو قلعہ سپرد نہ کیا۔ اثناء راہ میں ممہد الدولہ کے قتل کی خبر ملی۔ راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا۔ اسعرد سے ابونصر بن مروان کو طلب کیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس کے باپ مروان کے پاس آیا مروان اس وقت اپنے بیٹے ابوعلی کی قبر پر اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ خواجہ ابوالقاسم نے اس کی خدمت میں حاضر ہوکر ارزن کی حکومت پیش کی۔ چنانچہ ابونصر نے اپنے باپ کے روبرو اپنے بھائی کی قبر کے پاس عدل وانصاف کا حلف اٹھایا۔ قضاۃ اور اراکین شہر نے اس حلف پر اپنے اپنے دستخط کئے۔ ابونصر نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کرلیا شردہ نے میافارقین سے ابونصرؒ کے لینے کے لئے چند آدمی اشعر روانہ کئے ان آدمیوں نے واپس ہوکر جواب دیا کہ ابونصر ارزق چلا گیا ہے۔ شردہ کو اس سے یقین ہوگیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہوگئی۔

نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ: ان واقعات کے بعد ابونصر نے تمام دیار بکر پر قبضہ کرلیا۔ نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا' ایک مدت تک اس کی حکومت وسلطنت نہایت خوبی سے قائم رہی بے حد نیک سیرت تھا' اطراف وجوانب سے علماء نے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ تھوڑے ہی دن میں اہل علم کا ایک خاصہ مجمع ہوگیا۔ ان علماء میں جو اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابوعبداللہ گازرونی بھی انہی کی وجہ سے دیار بکر میں مذہب شافعی پھیلا چاروں طرف سے شعراء بھی اس کی خدمت میں آگئے اور اس کی مدح میں قصائد لکھے' اس نے ان کو انعامات اور صلے دیئے' سرحدی بلاد میں امن وامان قائم رہا' رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کے ساتھ اس کے رقبہ حکومت میں آباد رہی یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

نصیر الدولہ کا الرہا پر قبضہ: شہر الرہا بنومیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا۔ الرہا والوں نے ابونصر بن مروان کو لکھ بھیجا کہ آپ تشریف لائیے اور قبضہ کرلیجئے ہم لوگ عطیر کی شرارتوں سے تنگ آگئے ہیں' ابونصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جس کا نام زنگ تھا الرہا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے پہنچ کر الرہا پر قبضہ کرلیا عطیر نے صالح بن قرداش والیٔ حلب سے اپنی بابت سفارش کرائی۔ نصیر الدولہ نے اس کی سفارش سے نصف الرہا و عطیر کو دے دیا۔ اس کے بعد عطیر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اس کی عزت کی پھر لوٹ کر الرہا آیا اور زنگ کے ساتھ الرہا میں قیام پزیر ہوا۔

عطیر کا قتل: ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی۔ عطیر کو بھی دعوت میں بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی' اس کے باپ کو عطیر نے قتل کر ڈالا تھا۔ دعوت سے فارغ ہوکر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کی طرف چلا تو کسی نے احمد کو اس کے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کیا۔ احمد نے بازار میں پہنچ کر للکارا اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں۔ عطیر یہ سن کر ہکا بکا ہوگیا' اہل بازار دوڑ پڑے' احمد نے لپک کر تلوار چلائی چنانچہ

---

۱ ابونصر ممہد الدولہ عقول کا بھائی تھا۔ ممہد الدولہ نے کسی وجہ سے اس کو قلعہ اشعر میں قید کردیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر جلد ۳۔

عطیر اپنے تین آدمیوں کے ساتھ مارڈالا گیا۔ بنومیر کو اس سے غصہ پیدا ہوا شہر کے باہر جمع ہوئے اور مشورہ کر کے کمین گاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کو بھڑکانے کی غرض سے شہر روانہ کیا' زنگ کو اس کی خبر لگ گئی اپنی فوج سے نکل کر جس وقت کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی اتفاق سے ایک پتھر آ کر لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ یہ واقعہ ۴۱۸ھ کا ہے۔ اس زمانہ سے الرہا پر نصیر الدولہ کا قبضہ ہوگیا۔ چند روز بعد صالح بن مروان والیٔ حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی' نصیر الدولہ نے اس سفارش پر الرہا کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالے کر دیا ابن عطیر نے اسے بعد میں رومیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

محاصرہ نصیبین: نصیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے مقبوضات میں داخل تھا۔ بدران بن مقلد نے بنوعقیل کی ایک فوج مرتب کر کے نصیبین کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اسے ایک فتحیابی حاصل ہوگئی۔ نصیر الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کی طرف روانہ کی۔ بدران کو اس کی اطلاع ہوگئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کی روک تھام پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نصیبین کی کمک پر آ رہی تھی شکست دے دی۔ نصیر الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ فراہمی فوج میں مصروف ہوا اور نہایت تھوڑی مدت میں فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی جانب روانہ کیں' بدران نے اس کا مقابلہ کیا' پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوا ایک مدت تک دونوں فریقوں میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب یہ خبر سننے میں آئی کہ اس کا بھائی قرواش موصل پہنچ گیا ہے۔ اس کے خوف سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔

دیار بکر میں ترکوں کی آمد: تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں سے ہے سلجوقیہ انہی لوگوں کی ایک شاخ ہیں۔ جس وقت محمود بن سبکتگین نے ان میں سے ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ وفساد برپا کیا تھا۔ مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی۔ یہ لوگ آذربائیجان کی جانب بھاگے اور ان لوگوں سے جا ملے جو ان سے پیشتر یہاں آ گئے تھے اور عراقیہ کے نام سے موسوم ہوئے تھے ان لوگوں نے ہمدان' قزوین اور آرمینیہ میں بڑا فساد مچایا تھا۔ دوسری جماعت والوں نے آذربائیجان میں سر اٹھایا دہسودان والیٔ تبریز نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کا خاتمہ کر دیا۔ پھر ان لوگوں نے اکراد پر دست درازی شروع کی اور انہیں خوب پامال کیا۔ اس اثناء میں انہیں یہ خبر پہنچی کہ نیال ابراہیم بردار سلطان طغرل بک رے کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے آذربائیجان پہنچے' یہاں یہ سننے میں آیا کہ نیال ابراہیم کی طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ اس کے خوف سے آذربائیجان سے بھی ہٹ گئے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نیال ابراہیم اور اس کی رعایا تھے الغرض آذربائیجان سے نکل کر یہ لوگ بذریعہ راہبر پہاڑی راستہ کو زوزان سے طے کرتا ہوئے جزیرہ ابن عمر پہنچے۔ ان میں سے ایک گروہ دیار بکر کی طرف گیا۔ قزوین' بازیدی اور حسنیہ کو تاخت وتاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کی جانب قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا قصد کیا۔

سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترک: سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے ترکوں کو خط لکھا

کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں ترکوں نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اس کے بعد سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا' ابن غرغلی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا سلیمان نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے' حواس باختہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ قرداش اور کردوں کے لشکر نے ان لوگوں کا تعاقب کیا۔ عرب نے بھی عراق سے ان لوگوں پر پُرزور حملہ کیا۔ ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کی جانب کوچ کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ دیار بکر کو نوچ کھسوٹ کر ویران کر دیا۔ نصیر الدولہ نے منصور بن غرغلی کو رہا کر کے ترکوں کے فساد سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جسے سلیمان نے قید کر لیا تھا مگر اس تدبیر نے اسے ترکوں کی فساد انگیزی سے نہ بچایا۔ یہ لوگ طوفان کی طرح نصیبین کی طرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا۔ مرداس ان کی روک تھام کی غرض سے موصل میں داخل ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' ترکوں کے ایک گروہ نے تعاقب کیا اس کے ترکوں کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں ہم انہیں بیان کر چکے ہیں۔

وثاب نمیری اور ابن مروان: چونکہ وثاب نمیری والی حران ورقہ خلفاء علویہ کے علم حکومت کا مطیع تھا اس وجہ سے تمام سرزمین شام و جزیرہ میں بآسانی دعوت علویہ منتشر ہو گئی۔ جب وزیر علویوں کی جانب سے شام کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے ابن مروان کو دھمکی کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ اگر تم اطاعت قبول نہ کرو گے تو میں تمہارے مقبوضات پر قبضہ کر لوں گا۔ ابن مروان نے قرداش والی موصل اور شبیب بن وثاب والی رقہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم لوگ متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خلفائے علویہ کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیں۔ ان لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قائم کا خطبہ پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ وزیر بری نے ان حالات سے مطلع ہو کر اپنی فوج آراستہ کی اور انہیں لڑائی کی دھمکی دی۔ شبیب بن وثاب نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری سنہ مذکور میں حران میں علویہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

نصیر الدولہ اور بشر موشک: نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جس کی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا۔ بشر موشک بن محلم سردار اکراد جو کہ اس مقام کے چند قلعوں کا مالک تھا اس سے بغض و عناد رکھتا تھا۔ تھوڑے دن بعد دونوں میں نفرت اور کشیدگی بڑھ گئی۔ سلیمان نے مصلحتاً بشر موشک کو ملا لیا اور جب وہ مل جل گیا تو اس کے ساتھ دغا کی۔ امیر ابو طاہر بشوی والی قلعہ فنک وغیرہ نصیر الدولہ کا ہمشیرزادہ تھا اور سلیمان کا دلی خیر خواہ تھا۔ یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جن کے ذریعہ سے سلیمان نے موشک کو بلایا تھا۔ اس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کی جانب سے اطمینان ہو گیا اور رومیوں سے لڑنے کو آمادہ کیا۔ نصیر الدولہ بن مروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی' جنگ آرمینیہ سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور طغرل بک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت مر گیا ہے۔

سلیمان بن نصیر الدولہ کا قتل: موشک کے قتل کے بعد سلیمان کو ابو طاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا اپنے سسر موشک کا بدلہ نہ لے۔ اس خیال سے سلیمان نے ابو طاہر سے یہ ظاہر کیا کہ میرا موشک کے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ابو طاہر نے اس کی

معذرت قبول کی اور اس کے ساتھ ملاقات کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ ابوطاہر قلعہ فنک سے باہر آیا سلیمان بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں عبیداللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض سلیمان کو مار ڈالا اور اپنے خون کا بدلہ لے لیا۔ نصیر الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ قریش بن بدران والیٔ موصل پہ خبر سن کر جزیرہ پر چڑھ آیا اکراد حسنیہ اور ثنویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ چنانچہ سب کے سب نصیر بن مروان سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے ان لوگوں کی مدافعت کی اور جزیرہ ابن عمر میں ان کو قدم تک نہ رکھنے دیا۔ اثناء جنگ میں قریش کو کئی زخم لگے جس سے گھبرا کر موصل کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور نصر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا اور اکراد بدستور ان کی مخالفت پر اڑے رہے۔

طغرل کی روانگی دیار بکر: جس وقت طغرل بک شہر موصل پر قبضہ حاصل کر کے واپس ہوا تو قریش اپنی جان بچا کر موصل سے بھاگ گیا۔ پھر چند روز بعد اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعات ۴۴۸ھ کے ہیں اس کے بعد طغرل بک نے دیار بکر کا قصد کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا ابن مروان نے اس کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر کے موصل کی جانب واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ آپ لوگ جزیرہ کے عوض آرمینیہ لے کر واپس تشریف لے جائیں تو میں کفار پر جہاد کرنے کو روانہ ہوں طغرل بک نے اسے منظور کر لیا اور محاصرہ اٹھا کر سنجار کا راستہ لیا جیسا کہ ہم نے قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

وفات نصیر الدولہ: ۴۵۲ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مروان کردی والیٔ دیار بکر اس دار فانی سے رخصت ہو کر رہگذار عالم آخرت ہوا۔ قادر باللہ اس کا لقب تھا' باون سال اس نے حکومت کی' اس کی شان و شوکت بہت بڑھی۔ مال و دولت کی بے حد زیادتی ہوئی۔ سرحدی بلاد کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اس کا معقول انتظام کیا۔ سلطان طغرل بک کی خدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ جن میں جبل یاقوت بھی تھا جو بنو بویہ کے ملک سے ملا تھا اور ابو المنصور بن جلال الدولہ سے اس نے خریدا تھا اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار نقد بھی بھیجے تھے۔ طغرل بک کی آنکھوں میں اس کی بہت عزت تھی بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں سے زیادہ اس کی عزت کی جاتی تھی۔ پانچ پانچ سو دینار میں لونڈی خریدی جاتی تھی۔ ایک ہزار سے زیادہ لونڈیاں اس کی خدمت اور مخصوص کاموں کے لئے تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ظروف اور سامان آرائش تھا۔ مشہور مشہور بادشاہوں کی لڑکیاں اس کے نکاح میں تھیں باورچیوں کو باورچی گیری سیکھنے کی غرض سے مصر روانہ کیا اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے ان لوگوں کو کھانا پکانا سکھوایا۔

ابن جہیر: اراکین دولت علویہ میں سے ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ میں سے فخر الدولہ بن جہیر بطور وفد اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس نے قدر افزائی کی اور انہیں قلمدانِ وزارت کا مالک بنایا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے ان کو بھی معقول جائزہ دیے۔ علماء بھی آئے تو اس نے انہیں بھی مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا اور جب یہ مر گیا[1] ..... اس واقعہ میں کامیابی کا سہرا نصیر کے

---

[1] بیاض فی الاصل ۱۲۔

سر رہا۔ اس نے میافارقین میں قیام اختیار کیا اور اس کا بائی سعید آمد چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دونوں میں اسی پر باہم ایک طرح کی مصالحت ہو گئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

منصور بن نصر بن نصیر الدولہ : ماہ ذی الحجہ ۴۷۳ھ میں نظام الدین بن نصر بن نصیر الدولہ نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا منصور اس کی جگہ حکمران ہوا' اس کی دولت کا منتظم ابن انبار تھا۔ عنانِ حکومت برابر اسی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ اس علاقہ میں ابن جہیر آیا اور اس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر : فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا۔ پہلے یہ قرداش کے خدام میں داخل تھا پھر اس کا بھائی برکت خدمت میں رہا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے علیحدہ ہو کر والیٔ روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر قریش بن بدران کی خدمت اختیار کی۔ کسی وجہ سے قریش نے اسے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا۔ فخر الدولہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ تھوڑے دن بعد حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو تمال بن صالح نے اپنا وزیر بنا لیا۔ پھر یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ابی عطیہ کے پاس چلا گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مروان کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اسے اپنی وزارت کا قلمدان عنایت کی اس نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں مر گیا تو اس کا بیٹا نصر جو اس کے بعد حکمران ہوا تھا مدار المہام ہوا پھر ایک برس بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہنچا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اس کا بیٹا عبد الملک کئی بار معزول اور مامور ہوئے۔ نظام الملک اور سلطان طغرل بک کی بھی اس نے خدمت کی تھی جب اس کا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تھا تو سلطان طغرل بک ہی نے خلافت مآب سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اس کی سفارش کی تائید کی تھی' اسی سفارش کی بناء پر خلافت مآب نے اس کے بیٹے کے ساتھ سلطان طغرل بک کے پاس بھیج دیا تھا اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر دیار بکر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا سلطان نے اس خدمت کے صلے میں اسے اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اس کا نام داخل کیا جائے اور اس کے نام کا سکہ مسکوک ہو۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جہیر کا آمد پر قبضہ : ہم اوپر فخر الدولہ بن جہیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۷ھ میں ایک فوج ارتق بن اکسک کی ماتحتی میں اس کی کمک پر روانہ کی۔ نصر بن مروان والیٔ آمد نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ مسلم بن قریش سے اس شرط پر امداد کی درخواست کی کہ وہ آمد کو اس کے حوالے کر دے گا۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر نصر بن مروان کی امداد پر کمر باندھی۔ فخر الدولہ بن جہیر نے عرب ہونے کی وجہ سے جنگ کرنے سے پہلوتہی کی۔ ارتق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو آراستہ و مرتب کر کے نصر بن مروان پر حملہ آور ہوا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزین ہوا۔ فتح مند گروہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدولہ نے ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو' میں تمہیں اس قدر مال دوں گا' ارتق اس پر راضی ہو گیا۔

چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کا صدقہ مال دے کر آمد سے نکل کر رقہ چلا گیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ بھی تھے میافارقین پہنچ کر ان لوگوں نے فخر الدولہ کا ساتھ چھوڑ دیا' ان لوگوں کا ساتھ چھوڑنے سے تمام عرب بھی علیحدہ ہو گئے جو اس کی رکاب میں تھے فخر الدولہ کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اترا۔ شاہی لشکر میں سے جو کہ محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈال کر چڑھ گیا اس کی جگہ کھڑا ہوا کر سلطان علامت سے چلایا پہرہ والے یہ سن کر ڈر گئے اور ایک زبان ہو کر اس کی اتباع کی' حاکم شہر نے یہ خیال کر کے کہ شہر پناہ پر محاصرین کا قبضہ ہو گیا ہے شہر کو زعیم الرؤسا بن جہیر کے حوالے کر دیا۔ وہ سوار ہو کر شہر میں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ اہل شہر نے فتح مند گروہ کے ساتھ مل کر ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو مروان کے یہاں محکمۂ مال میں ملازم تھے اور ان سے ان کے گزشتہ ظلم و ستم کا بدلہ لے کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔ واللہ اعلم۔

محاصرہ میافارقین: فخر الدولہ بن جہیر کو اپنے آمد کی طرف روانہ کر کے میافارقین چلا گیا تھا اور اس کے محاصرہ میں ۴۷۷ھ سے مصروف تھا۔ اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہرآئین اس کی کمک پر آ گیا حصار میں شدت شروع کی' کثرت سنگ باری اور آئے دن کے حملے سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس پڑے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی علامت سے چلا اٹھے۔ فخر الدولہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ شمشیر بکف میں گھس پڑے اور قبضہ کر لیا۔ بنو مروان کے مال و اسباب اور خزائن پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بھیج دیا' ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچا جہاں کہ سلطان مقیم تھا۔

دولت بنو مروان کا خاتمہ: اس کے بعد معز الدولہ اور گوہرآئین دار الخلافت بغداد کی طرف گئے اور دار الخلافت بغداد پہنچ کر ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کے لئے روانہ کی' یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے مقبوضات میں داخل تھا۔ شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ شہر کے سرداروں میں بنو وہبان نامی ایک خاندان نے والی شہر کی مخالفت پر کمر باندھ لی' یورش کر کے شہر کا ایک چھوٹا دروازہ کھول دیا جس راستہ سے سوائے پیادوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا اور شاہی لشکر کو اسی راستے سے شہر میں داخل کر لیا چنانچہ محاصرہ نے شہر میں داخل ہو کر شاہی جھنڈا شہر کے شان دار برجوں پر نصب کر دیا۔ اسی وقت بنو مروان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں جا چھپا اور غز (ترکوں) کی حمایت میں قیام اختیار کیا۔ کچھ عرصہ بعد چکرمش نے اسے گرفتار کر کے ایک یہودی کے مکان میں قید کر دیا۔ یہ ۴۸۹ھ میں اسی مکان میں مر گیا۔ (والبقاء اللہ وحدہ)

باب:۵

امارت سجستان بنوصفار

صالح بن نصر کتامی: جن دنوں دارالخلافت بغداد میں متوکل کے قتل کی وجہ سے اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی تھی اسی زمانہ میں اطراف سجستان خوارج شرارت سے جنگ کرنے کے لئے ایک گروہ پیدا ہوگیا تھا اور وہ اپنے کو مطوعہ (والمغیر) کے نام سے موسوم کرتے تھے' یہ گروہ صالح بن نصر کتامی نامی ایک شخص کے پاس جمع ہوا تھا اس کو صالح مطوعی کہتے تھے۔ درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث بن صفار وغیرہما نامی ایک اشخاص نے ان کی صحبت ورفاقت اختیار کی' ان لوگوں نے سجستان پر قبضہ حاصل کرلیا تھا اور اس کے مالک بن بیٹھے تھے۔ کچھ عرصہ بعد طاہر بن عبداللہ والی خراسان نے یہ خبر پاکر ان پر چڑھائی کی اور انہیں اپنے پُرزور حملوں سے مغلوب کرکے سجستان سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی صالح مطوعی مرگیا۔ اس کی جگہ مطوعہ میں سے درہم بن حسن حکمران ہوا۔ اس کے متبعین کی بہت بڑی کثرت ہوئی۔

یعقوب بن لیث صفار: یعقوب بن لیث صفار اس کا سپہ سالار تھا۔ درہم بن حسن فوج کی کثرت کے باوجود کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ والی خراسان نے اسے حکمت عملی سے گرفتار کرکے دارالخلافت بغداد روانہ کردیا یہ وہاں کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ مطوعہ نے متفق ہوکر یعقوب بن لیث صفار کو اپنا سردار بنالیا۔ یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے جنگ خوارج کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک مدت کے بعد اس مہم کی افسری عنایت کی' اس نے نہایت خوبی سے جنگ شراۃ میں اس خدمت کو انجام دیا اور نہایت مستعدی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا پھر ۲۵۳ھ میں سجستان سے خراسان کی طرف گیا۔ ان دنوں انبار میں ابن اوس حکومت کررہا تھا۔ اس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کے ارادے سے خود میدان جنگ میں آیا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے ابن اوس کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ سے یعقوب کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ اطراف وجوانب سے امرا اور نیز والی خراسان کو بھی اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف اور خطرہ پیدا ہوگیا۔

یعقوب صفار اور علی بن حسن: فارس کی گورنری پر علی بن حسن بن شبل مامور تھا۔ اس نے خلیفہ معتز کی خدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمران مضمحل ہوگئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کرسکتا۔ یعقوب نے سجستان کو دبالیا ہے۔ خلیفہ معتز نے اس کی درخواست پر کرمان کی سند حکومت لکھ کر علی بن حسن کے پاس بھیج دی اور

یعقوب صفار کو بھی کرمان کی ایک سند حکومت روانہ کر دی۔ مقصود یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑ جائیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جس کی کچھ بھی اصلیت نہ تھی اور جنگ کے بعد دونوں میں سے جو غالب آئے گا وہ خواہ مخواہ علم خلافت کی اطاعت قبول کرے گا چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن مسلم کو اس کے مصاحبوں سے تھا کرمان کی حکومت پر روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ طوق نے پہلے پہنچ کر کرمان پر قبضہ کر لیا' اس کے بعد ہی یعقوب کرمان کے قریب پہنچا دو ماہ تک اس انتظار میں کہ طوق اب نکلے گا تب نکلے گا۔ کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا تو یعقوب مجبوراً سجستان کی طرف واپس ہوا اور طوق ارادہ جنگ سے موقوف کر کے لہو ولعب میں مصروف ہو گیا۔

یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ: اثناء راہ میں یعقوب کو اس کی خبر لگ گئی' فوراً لوٹ پڑا۔ تیزی سے مسافت طے کر کے کرمان میں داخل ہو گیا اور طوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہنچی۔ سنتے ہی جامہ سے باہر ہو گیا فوجیں فراہم کر کے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ پر جا کر پڑاؤ کر دیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان سے فارغ ہو کر سفر و قیام کرتا ہوا شیراز کے قریب علی کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔ جس راستہ کے دہانے کی علی نے روک تھام کی تھی وہ نہایت تنگ تھا۔ راستہ کے دونوں جانب سر بفلک اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔ وسط راہ میں ایک عمیق نہر جاری تھی۔ یعقوب نے بغور اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دو۔ علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اسے بچوں کا کھیل خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر کے بعد یعقوب نہر کو عبور کر کے اس کے سر پر پہنچ گیا تو اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ علی بن حسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب سواد شیراز پر قبضہ کر کے شہر میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو کر لوگوں سے خراج وصول کیا۔ یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

یعقوب صفار کا شیراز پر قبضہ: بعضوں نے بیان کیا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کی تعداد غلاموں اور کردوں کے علاوہ پندرہ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ شام ہوتے ہوتے اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ شیراز کے دروازوں میں بھگوڑوں کا اژدہام تھا' ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ جب فتح مند گروہ نے انہیں شیراز میں بھی دم لینے نہ دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے اور لوگوں کا مال و اسباب لوٹنے لگے۔ لوگوں نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بے شمار گھوڑے' آلات حرب اور مال و اسباب وصول کیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے نامہ بشارت فتح روانہ کیا' قیمتی قیمتی تحائف بھیجے۔ ان میں سے دس باز سفید اور ایک باز ابلق چینی اور ایک سونا فرمنگ تھا اس کے علاوہ بہت سے قیمتی قیمتی کپڑے اور سامان آرائش تھا۔ فتح یابی کے بعد واپس ہو کر سجستان آیا۔ علی پابہ زنجیر اس کے ساتھ تھا اور جب اس نے فارس چھوڑا تو معتز نے اپنی جانب سے عمال روانہ کیے۔

حرث بن سیما کا قتل: فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتز اور اس کے بعد خلفاء نے حرث بن سیما کو فارس کی گورنری پر مامور کیا۔ سپہ سالاران عرب میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نے علم بغاوت بلند کیا' کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حریث سے بگڑ گئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد محمد

بن واصل نے احمد بن لیث کو زیر کر کے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتمد کی اطاعت اور اس کے زیر حمایت ہونے کا اعلان کر دیا۔ معتمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی جانب سے حسین بن فیاض کو متعین کر کے روانہ کیا۔

یعقوب صفار کا بلخ پر قبضہ: یعقوب بن لیث نے ۲۵۷ھ میں اس کی روک تھام پر کمر باندھی معتمد کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گزرا' ناراضی کا فرمان لکھ بھیجا کہ میں تمہیں بلخ اور طخارستان کی سند حکومت عطا کرتا ہوں اس پر جا کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طخارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور ان عمارات کو جنہیں داؤد بن عباس نے بلخ کے شہر کے باہر یا نج بابا سادنامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد کابل کی جانب گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان بتوں کو جو کابل اور اس کے اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے دار الخلافت بغداد میں ہدایا جلیلہ اور قیمتی تحائف کے ساتھ روانہ کیا اس نے مہم کابل سے فارغ ہو کر بست کی جانب سجستان کی واپسی کے خیال سے لوٹ کھڑا ہوا۔ بست پہنچ کر بعض سپہ سالاروں نے جن کے مزاج میں عجلت زیادہ تھی اپنے مال و اسباب کو یعقوب کے اسباب روانہ ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔

یعقوب کی مراجعت سجستان: یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہہ کر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے سجستان کی طرف کوچ کیا چاہتے ہو؟ ایک سال تک بست میں رہا۔ ایک سال بعد بست سے خراسان کی جانب آیا۔ ہرات پر قبضہ کیا۔ پھر بوشنج کی طرف قدم بڑھایا اور اسے بھی اس کے گورنر حسین بن علی بن طاہر کبیر سے چھین لیا۔ حسین بن علی کو جیل میں ڈال دیا۔ یہ اپنے خاندان کا ایک با اثر شخص تھا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یعقوب سے حسین بن علی کی رہائی کی سفارش کی' یعقوب نے اس سے انکار کر دیا اس وجہ سے اس کے دل میں اس کی جانب سے کشیدگی اور نفرت باقی رہ گئی تھی اور حسین اس کے قبضہ میں یہیں رہ گیا۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ہرات' بوشنج اور بادغیش پر عمال مقرر کر کے سجستان کی طرف کوچ کیا۔

محاصرہ نیشاپور: عبداللہ سنجری اور یعقوب صفار سے سجستان کی بابت آئے دن جھگڑا ہوا کرتا تھا جب یعقوب کو سجستان پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اس کی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہو گئی تو عبداللہ سنجری محمد بن طاہر کے پاس خراسان چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے دشمن کو محمد بن طاہر سے طلب کیا۔ محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کیا۔ اس بنا پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کی اور دار الحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر پر محاصرہ ڈالا۔ مصالحت کرانے کی غرض سے فقہا اور علماء نے آمد و رفت شروع کی' یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد یعقوب نے محمد کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا۔ محمد نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا۔ یعقوب کو اس سے خطرہ مخالفت پیدا ہوا اپنے کیمپ سے نکل کر قریب نیشاپور جا اترا۔ محمد بن طاہر کے خاندان والے اور بنو عمام نفرت دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ذرا بھی ان کا لحاظ نہ کیا بزور تیغ نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

خلیفہ معتمد اور یعقوب صفار: یعقوب نے قبضہ نیشاپور کے بعد معتمد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں افراط و تفریط بہت زیادہ ہو گئی اور کاروبار حکومت کو عمدہ طور سے انجام نہیں دے سکتا تھا اس وجہ سے اہل خراسان نے مجھ سے قبضہ خراسان کی درخواست کی اور علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے

تمہاری اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی۔ ماضی ماضی اب جس قدر بلاد تمہارے قبضہ میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ مابدولت واقبال کو اپنا مخالف سمجھ رکھو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

یعقوب صفار کا خراسان پر قبضہ: بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں بیان کیا ہے کہ جب محمد بن طاہر کے سر پر ادبار اور کمزوری چھا گئی تو اس کے بعض اعزہ واقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ اب موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوت حکمرانی ختم ہوگئی ہے آیئے نیشاپور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں اس طرف سے حسن بن زید سے جنگ کرنے کے لئے جاتا ہوں اور یہ کہ خلافت مآب نے مجھے اس کی ہدایت کی ہے اور میں خراسان کے کسی قریہ اور کسی شہر سے کسی قسم کا تعرض نہ کروں گا اور در پردہ اپنے سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا دوستانہ طور پر اسے کاہلی اور کمزوری پر تفرین بھی کی۔ پھر موقع پا کر اس کے خاندان والوں کو جو تقریباً ایک سو ساٹھ نفر تھے گرفتار کر کے بجستان روانہ کر دیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری کے گیارہویں سال کا ہے۔ الغرض یعقوب نے اس طور پر خراسان لے لیا اور قابض ہوگیا۔ اس کا حریف عبداللہ سنجری جو اس سے لڑا جھگڑا کرتا تھا حسین بن زید والی طبرستان کے پاس چلا گیا۔

عبداللہ سنجری کا قتل: حسین بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ سے قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنے دامن میں لے لیا۔ یعقوب نے یہ خبر پا کر ۲۶۰ھ میں طبرستان کی طرف قدم بڑھایا اور اس سے معرکہ آرا ہوا حسن کو شکست ہوئی بھاگ کر دیلم پہنچا اور جبال طبرستان میں پناہ گزین ہوا۔ یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پر قبضہ کر کے سنجری کے تعاقب میں رے کی جانب لوٹا اور عامل رے کو دھمکی دی اور خط لکھا' عامل رے نے ڈر کر عبداللہ سنجری کو یعقوب کے پاس بھیج دیا' یعقوب نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

محمد بن واصل: آپ اوپر ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فاس پر قابض ہونے اور ۲۶۷ھ میں یعقوب کی اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور اس کے عوض بلخ وطغارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ چکے ہیں' اس کے بعد خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کے دائرہ حکومت میں اہواز' بصرہ' بحرین' یمامہ اور ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز کی طرف جانے کا حکم دیا بطاشتر کو اس کی کمک واعانت پر مامور کیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن سے اور محمد بن واصل سے مقام رام ہرمز میں معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمٰن کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور جب خلافت مآب نے اس کی رہائی کی سفارش کی تو محمد بن واصل نے اسے قتل کر ڈالا اور یہ لکھ بھیجا کہ وہ اپنی موت مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ: اس واقعہ کے بعد محمد بن واصل موسیٰ بن بغا سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف بڑھا اور اہواز کی حکومت پر اپنی جگہ ابوالساج کو مامور کیا اور زنج سے جنگ کرنے کی ہدایت وتاکید کی' اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن ابان سپہ سالار زنج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان علی بن ابان کے نام رہا۔ عبدالرحمٰن مارا گیا۔ زنج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر اسے تاخت وتاراج کیا اور ابراہیم بن سیما کو اس کا والی بنایا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر پا کر ابراہیم بن سیما سے جنگ کرنے کے لئے اہواز کی طرف قدم بڑھایا۔ موسیٰ بن بغا نے اس امر کا احساس کر کے صوبجات

کے سرحدی بلاد میں سرکشی اور بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا ہے گورنری سے استعفیٰ دے دیا جسے خلیفہ معتمد نے منظور کر لیا۔

یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر یعقوب صفارت تک پہنچی۔ فارس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا فوراً سامان جنگ وسفر درست کر کے بجستان سے فارس کی جانب روانہ ہوا۔ محمد بن واصل یہ خبر پا کر اہواز کے قصد سے کنارا کر کے یعقوب کی طرف لوٹ پڑا اور ابراہیم بن سیما کی جنگ کو ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتہً حملہ کرنے کی غرض سے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ یعقوب صفار کو اس کا احساس ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کی وجہ سے بے حد تکان پہنچا ہے۔ سفر کی تکلیف اور پیاس کی شدت سے جان بلب ہو رہا تھا۔ یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور شمشیر بکف ہو کر ابن واصل کے لشکر پر جا پڑا' ابن واصل کا لشکر جنگ کئے بغیر بھاگ کھڑا ہوا۔ یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا جس قدر مال واسباب واصل کے لشکر نے عبدالرحمٰن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اسے مع اور زائد مال واسباب کے یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا بلاد فارس پر یعقوب کا قبضہ ہو گیا اپنی جانب سے عمال مقرر کئے ذمیوں کو اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی مدد کی تھی سزائیں دیں۔ باقی رہ گیا اہواز اس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا۔

خلیفہ معتمد کا اظہار ناراضگی جس وقت یعقوب صفار نے خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا حالانکہ معتمد نے یعقوب کو اس فعل سے روکا اور منع کیا تھا' مگر یعقوب نے خیال نہ کیا خلیفہ معتمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی صاف طور سے سردربار کہہ دیا کہ میں نے نہ تو اسے سند حکومت عطا کی ہے اور نہ اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے کیا ہے' خراسان' طبرستان اور رے کے حاجیوں کو طب کر کے اس مضمون سے انکو مخاطب کیا اور یعقوب کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔

یعقوب صفار کا واسط پر قبضہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کا لالچ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ یہ غرض حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہواز کی طرف قدم بڑھایا اس کے ہمراہیوں کو جو کہ معرکہ خراسان میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا۔ یعقوب نے اسے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) درہم کو طبرستان' خراسان' جرجان' رے اور فارس کی سند گورنری اور دارالحکومت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا۔ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان تمام صوبجات کی گورنر مرحمت فرمائی۔ بجستان اور کرمان کی حکومت بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو بن سیما کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور بہ تاکید تحریر کیا کہ جس طرح سے ممکن ہو سکے دارالحکومت حاضر ہو کر مابدولت واقبال کی دست بوسی کا شرف حاصل کرو۔ تھوڑے دن بعد حاجب مذکور عمرو بن سیما کے ساتھ یعقوب کے پاس پہنچا اور خلافت مآب کا پیام سنایا۔ یعقوب نے اسی وقت عسکر مکرم کوچ کر دیا۔ ابوالساج یہ خبر پا کر اہواز سے ملنے کے لئے آیا۔ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی' انعامات دیئے اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر سے خلیفہ معتمد نے دارالخلافت بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاؤ کیا۔ مسرور بلخی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلافت مآب کی خدمت میں آ کر حاضر ہوا۔ یعقوب صفار کوچ وقیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور اس

پر قابض ہو گیا۔ دیر عاقول کی جانب کوچ کیا۔

یعقوب صفار اور موفق کی جنگ: خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی آگ بگولا ہو گیا۔ اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ موفق فوجیں آراستہ کر کے یعقوب کی طرف بڑھا' اس کے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا اور میسرہ پر مسرور بلخی۔ پندرہویں رجب کو دونوں حریفوں کی معرکہ آرائی ہوئی۔ موفق کا میسرہ شکست کھا کر بھاگا۔ ابراہیم بن سیما وغیرہ سپہ سالاران لشکر کام آئے موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی۔ ابھی فریقین کی جنگ کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس اور درانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلافت مآب کی جانب سے آ پہنچے یعقوب صفار کے ہمراہیوں کے پاؤں پھول گئے۔ انتہائی بے سروسامانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فتح مند گروہ نے تعاقب کیا' یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا دس ہزار کے قریب مویشی گھوڑے اور خچر ہاتھ آئے مال واسباب اس قدر ملا کہ جس کا لے جانا دشوار تھا۔ مشک کے سینکڑوں نافے ہاتھ لگے۔ محمد بن طاہر جس زمانہ سے یعقوب نے خراسان پر قبضہ کیا تھا قید تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی' موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اسے خلعت دیا اور دارالخلافت بغداد کی پولیس افسری عنایت کی۔

یعقوب صفار کا فرار: یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی جان بچا کر خوزستان کی طرف گیا' جندیسابور میں جا کر مقیم ہوا' سردار زنج (علوی مصری) نے واپس آنے کی تحریر کی اور ہمدردی اور اعانت کا وعدہ کیا۔ یعقوب نے اس کے جواب میں ﴿قل یایھا الکافرون لا اعبدو و ما تعبدون﴾ تا آخر سورہ لکھ بھیجی۔

محمد بن واصل کا فارس پر قبضہ: اس سے قبل جب یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا۔ محمد بن واصل نے پہنچ کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج عمر بن عمری کی ماتحتی میں جو اس کے سپہ سالاروں میں سے ایک نامور اور تجربہ کار شخص تھا روانہ کی چنانچہ اس نے اسے فارس سے نکال باہر کیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبیداللہ ہزارمردکردی کو سپرد کی۔

موفق کی روانگی واسط: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے سامرا کی جانب اور موفق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ موفق نے یعقوب صفار کے تعاقب کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ مگر بیماری نے اس کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ مجبوراً دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ مسرور بلخی بھی اس کی رکاب میں تھا۔ موفق نے اسے تمام وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم وخدم جو کہ ابوالساج کے ساتھ مرحمت کئے۔ محمد بن طاہر بھی اس کے ہمراہ روانہ بغداد ہوا اور افسری پولیس بغداد کی خدمت انجام دینے لگا۔

احمد بن عبداللہ خجستانی: محمد بن طاہر کے ہواخواہوں اور سپہ سالاروں میں سے احمد بن خجستانی نامی ایک شخص[1] ..... مضافات جبال ہرات اور بادغیش کا والی تھا۔ جب یعقوب صفار نیشاپور اور خراسان پر قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا اور اس ذریعہ سے یعقوب صفار تک اس کی رسائی ہو گئی۔

---

[1] بیاض الاصل

یعقوب صفار اور ابراہیم: شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اس کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے ابراہیم، ابوحفص عمر اور ابوطلحہ منصور۔ ابراہیم ان سب سے بڑا تھا۔ چونکہ ابراہیم نے بمقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اس وجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں طلب کیا۔ احمد خجستانی آتش حسد سے جل گیا اور ابراہیم کو احمد نے یہ دھوکا دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دلی عداوت ہے۔ دھوکا دے کر تمہیں اس نے طلب کیا ہے کسی روز موقع پا کر وہ تمہارا کام تمام کر دے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آؤ ہم اور تم چھپ کر عمر تمہارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں۔ عمر اس وقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم حسب قرارداد احمد چھپ کر نکل کھڑا ہوا اور مقام موعود پر پہنچ کر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا۔ جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

عمرو بن لیث کی گورنری: پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں بجستان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی۔ اس نے اپنی جانب سے طاہر بن حفص بادغیسی کو اپنے نائب کی حیثیت سے مامور کیا۔ احمد خجستانی حیلہ بازی سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔ علی کے پاس چلا گیا اور اسے یہ دھوکا دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے مجھے خراسان بھیج دیجئے۔ میں وہاں پر آپکے حقوق کی نگرانی اور آپ کی جاگیرات کا انتظام کرتا رہوں گا۔ علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی، صفار نے اجازت دے دی۔

احمد خجستانی کی بغاوت: الغرض احمد نے خراسان پہنچ کر قیام کیا۔ جوں ہی صفار نے خراسان سے کوچ کیا احمد خجستانی نے فوجیں فراہم کر کے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا۔ چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کر کے علی کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا۔ پھر ۲۶۲ھ میں نیشاپور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا طلب کر کے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور ہرات پر قبضہ کے ارادہ سے قدم بڑھایا اور اسے طاہر بن حفص کے قبضہ سے نکال کر طاہر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد عمر بن شرکب کی زندگانی کا خاتمہ کر کے تمام بلاد خراسان پر قابض ہو گیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا۔

حسن بن زید کی خراسان پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کا سکہ جمانے کو وارد اصفہان ہوا۔ والیٔ اصفہان نے اس سے انکار کیا۔ مکہ ابوطلحہ شرکب نے نیشاپور میں اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ خجستانی بگڑ گیا۔ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ حسن بن زید نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی۔ اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسے شکست دی۔ پھر دوبارہ نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ موقوف کر کے معتمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلافت مآب کے بعد اپنا نام داخل کیا۔ جیسا کہ خجستانی کے حالات میں یہ واقعہ بالتشریح بیان کیا گیا ہے۔

یعقوب صفار کا اہواز پر قبضہ: خراسان کے بعد فارس پر قابض ہو جانے کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ صفار قبضہ فارس کے بعد لشکر آراستہ کر کے اہواز کی جانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سوقہ سپہ سالار مسرور بلخی متمکن تھا مگر کسی ضرورت سے تستر گیا ہوا تھا۔ یعقوب کی آمد کی خبر سن کر تستر سے کوچ کیا اور یعقوب صفار جندیسابور میں قیام پزیر ہوا۔ شاہی لشکر یعقوب کے خوف سے اس علاقہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن عین کو اہواز سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اتفاق سے انہی دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ خضر کی آمد کی خبر سن کر اہواز سے نہر سدرہ کی طرف ہٹ آئے۔ خضر نے اہواز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور حکومت صفار کی ماتحتی میں اہوز پر قابض ہو گیا۔ اس کے لشکری اور زنج کے فوجی سپاہیوں میں باہم جھگڑا رہا کرتا تھا۔ ایک روز زنج نے موقع پا کر خضر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ خضر شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چلا آیا۔ علی بن ابان اہواز آیا اور جس قدر ان کا مال و اسباب اہواز میں تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ کی طرف لوٹ آیا۔ یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسے زنج سے ممانعت اور اہواز میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ خضر نے زنج سے مصالحت کر لی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے پُر کر کے قیام پزیر ہو گیا۔

یعقوب صفار کی وفات ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب[1] صفار نے وفات پائی۔ اس نے زنج کو فتح کر کے اس کے بادشاہ[2] کو مار ڈالا تھا۔ اہالیان زنج نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی از بلستان یعنی غزنہ اور اس کے تمام صوبوں کو بھی اس نے فتح کیا۔ خلیفہ معتمد نے اسے ملانے کی غرض سے بجستان اور سندھ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے ان تمام صوبوں کی سند حکومت بھیج دی تھی۔ جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی عمرو بن لیث کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ معتمد کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ چنانچہ موفق نے اپنے بھائی کی طرف سے گورنری خراسان، اصفہان، بجستان، سندھ کرمان اور بغداد کی افسری پولیس کا فرمان لکھ کر بھیج دیا اور ایک گراں بہا خلعت بھی روانہ کیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی افسری پولیس اور سرمن رائے کی حکومت پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر اور اصفہان کی گورنری پر احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اور طریق مکہ و حرمین پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

عمرو بن لیث اور بجستانی بجستانی کے نیشاپور پر ۲۶۲ھ میں بنو طاہر کی ماتحتی میں قبضہ کر لینے کا حال تحریر کیا جا چکا ہے۔ یعقوب صفار ہنگزار عالم جاودانی ہوا تو عمرو بن لیث ۲۶۵ھ میں خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ ہرات پر قابض ہو گیا ان دنوں بجستانی نیشاپور میں تھا۔ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا باہم معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر شکست کھا کر ہرات کی طرف لوٹ آیا۔ چونکہ عمرو بن لیث خلافت مآب کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اس وجہ سے فقہاء نیشاپور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے۔ بجستانی نے اس امر کا احساس کر کے ان لوگوں میں جھگڑا ڈال دیا اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپ ان کی فکر سے فارغ ہو بیٹھا اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی اور عمرو بن لیث پر محاصرہ ڈالا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ محاصرہ اٹھا کر بجستان چلا آیا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل نیشاپور اس کے نائب کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمرو بن لیث نے اپنی فوجیں اہل نیشاپور کی کمک پر بھیجیں۔ اہل نیشاپور نے نائب کو گرفتار کر لیا اور خود حکمرانی کرنے لگا۔ بجستانی یہ خبر پا کر بجستان سے لوٹا اور اپنے تمام مخالفین کو نیشاپور سے نکال کر قابض ہو گیا۔

بجستانی کا قتل ابو منصور طلحہ بن شرکب ان دنوں ابن طاہر کی جانب سے بلخ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا عمرو بن لیث نے نامہ و

---

[1] یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ھ میں بعارضہ قولنج مقام لشکر گاہ نیشاپور میں انتقال کیا۔ اطبا نے احتقان کی رائے دی مگر اس نے اس عمل پر موت کو ترجیح دی۔ نہایت عقل مند اور اپنے ارادوں میں مستقل امور ریاست سے واقف تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر۔

[2] بادشاہ زنج کا نام کہتیر تھا۔ اس کا تخت خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔ جسے بارہ آدمی اٹھاتے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ مطبوع مصر۔

پیام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا اور بہت سا مال و زر دے کر خراسان پر اپنے نائب مقرر کر کے بجستان کی طرف واپس ہوا۔ ابوطلحہ اس وجہ سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا بجستانی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۲۶۸ھ میں بجستانی کو اس کے کسی خادم نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اس کے اخبار میں رافع کے واقعات میں تحریر کیا گیا ہے۔

رافع بن ہرثمہ کا محاصرہ نیشاپور: رافع بن ہرثمہ بوطاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے خراسان کا گورنر تھا۔ جب یعقوب نے خراسان پر کامل طور پر قبضہ کر لیا تو کسی وجہ سے رافع اس سے کشیدہ خاطر ہو کر چلا آیا اور اپنے مکان پر مقام تامین مضافات بادغیش میں قیام اختیار کیا۔ بجستانی کے مارے جانے کے بعد بجستانی کے لشکر نے متفق ہو کر رافع کو اپنا امیر بنایا۔ یہ اس وقت ہرات میں مقیم تھا۔ چنانچہ رافع نے بجستانی کی فوج کی امارت قبول کر لی اور ابوطلحہ بن شرکب کے محاصرہ کے خیال سے جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی نیشاپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ابوطلحہ حکمت عملی کے ساتھ محاصرہ سے نکل کر مرو چلا آیا۔ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہتدی کو متعین کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اور اسے مغلوب کر کے اپنی جانب سے محمد بن سہل بن ہاشم کو مقرر کر کے واپس چلا آیا۔ ابوطلحہ نے اسماعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی اسماعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں آراستہ کیں اور انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے ابوطلحہ کی کمک پر مرو کی طرف روانہ ہوا اور محمد بن سہل کو نکال کر قابض ہو گیا اور اس خوف سے کہ مبادا پھر نہ مجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے عمرو بن لیث کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

رافع اور ابوطلحہ کی جنگ: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کے تمام صوبجات خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن طاہر کو سند حکومت عطا کی۔ یہ ان دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا۔ محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراالنہر پر بحال رکھا۔ رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کی جانب روانہ ہوا اسماعیل بن احمد سے ابوطلحہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ وہ چار ہزار فوج لئے ہوئے رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مروروزی کو بھی اس کی فوج کے ساتھ بلا لیا تھا یہ سب کے سب ابو طلحہ کی طرف بڑھے۔ ابوطلحہ اس وقت مرو میں مقیم تھا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسے پسپا کر دیا ابو طلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسماعیل واپس ہو کر خوارزم آ رہا اور خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب واپس ہوا یہ واقعات ۲۷۲ھ کے ہیں۔

عمرو بن لیث اور محمد بن طاہر کی جنگ: خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر برسر منبر لعنت کی جائے۔ خراسان کے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اس کے تمام صوبوں کی سند حکومت دے گئی۔ محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۲۷۱ھ میں ایک جرار فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ عمرو بن لیث یہ خبر پا کر پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی

تھا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست ہوئی اور اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اور وہ اصفہان اور رے کی حدود سے نکال باہر کر دیا گیا۔

موفق کا فارس پر قبضہ: جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم دیا تھا اسی زمانہ میں اس پر لعنت کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعدہ بن مخلد کو افواج شاہی کا افسر بنا کر فارس کی طرف اس کی سرکوبی اور اخراج کی غرض سے بھیجا تھا۔ صاعدہ نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ ۲۷۱ھ میں نامراد واپس آیا پھر ۲۷۳ھ میں موفق نے عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے فارس کی جانب کوچ کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر اسے سپہ سالار عباس بن اماق کو شیراز کی طرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کی طرف روانہ کیا اپنے مقدمۃ الجیش (پٹرول) پر ابوطلحہ بن شرکب سپہ سالار لشکر کو رکھا مگر ابوطلحہ نے جان اور آئندہ کے خطرہ کے خوف سے موفق سے امن حاصل کر دیا۔ جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کی جانب قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کر لیا فارس کے تمام صوبے موفق کے قبضہ میں آ گئے۔

عمرو بن لیث کی روانگی کرمان: عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا۔ موفق نے تعاقب کیا عمرو بن لیث نے سجستان میں جا کر پناہ لی' یہاں پر اس کا لڑکا محمد بن عمر برسر اقتدار آخرت ہوا۔ اہل کرمان و سجستان کی پشت پناہی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا۔ موفق نے جب کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہو کر اپنے بھائی علی اور اس کے بیٹے معدل کو دھوکا دے کر گرفتار کر کے کرمان کی جیل میں ڈال دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ موقع پا کر جیل سے نکل بھاگے اور رافع بن لیث کے پاس چلے گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اس نے طبرستان و جرجان کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے ۲۷۷ھ میں نکالا تھا۔ یہ لوگ اس کے پاس ٹھہرے رہے' علی بن لیث کا وہیں انتقال ہو گیا۔ باقی رہے اس کے دونوں لڑکے وہ رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

عمرو بن لیث کا امارت خراسان پر تقرر: پھر تھوڑے دن بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے دوبارہ راضی ہو گیا' دارالخلافت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ مرحمت فرمایا اور پھریروں اور ڈھالوں پر اس کے نام کے لکھے جانے کا ۲۷۶ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد پولیس افسری پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو بطور نائب مقرر کیا۔ پھر ایک سال بعد خلافت مآب کو عمرو بن لیث سے ناراضگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو پھریروں سے مٹوا دیا۔ چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتمد کی خلاف مرضی حکم صادر کرنے کے باوجود سلطانی جاگیرات کو خالی نہ کیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ خلافت مآب نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام فرمان جاری فرمایا کہ رافع کو لڑ کر رے سے نکال دے اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ بھیجی۔

عمرو بن لیث اور رافع کی جنگ: خلافت مآب کے حکم کے مطابق احمد بن عبدالعزیز نے ۲۸۰ھ میں صف آرائی کی۔ اس کے دونوں بھائی عمرو بکر پسران عبدالعزیز نے صف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ رافع نے ان کو شکست دے کر اصفہان کی جانب پسپا کر دیا اور خود تا اختتام سنہ مذکور رے میں مقیم رہا۔ ۲۸۱ھ میں اصفہان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر

جرجان کی طرف واپس لوٹا۔ اس اثناء میں عمرو بن لیث نے اپنے لشکر کے ساتھ خراسان پہنچ کر گورنری کا چارج لیا۔ بہ مجبوری رافع بن ہرثمہ محمد بن زید سے مصالحت کرنے پر مائل ہوا۔ محمد زید نے طبرستان کی واپسی کی شرط سے مصالحت کر لی۔ ۲۸۲ھ میں طبرستان کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی بناء پر اس نے چار ہزار دیلمی نوجوانوں سے رافع کی امداد کی۔ ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف بڑھا عمرو بن لیث سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ رافع نے اسے شکست دی بھاگ کر ابیورد پہنچا۔ رافع نے اس سے اپنے بھتیجوں معدل اور لیث کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔ عمر نے سرخس پہنچ کر راستہ روک لیا۔ رافع نے شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کی' راستہ بھول کر نیشاپور پہنچ گیا۔ عمرو بن لیث نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رافع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا لیکن بعض سپہ سالاران رافع نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کر لیا اور اس کی جماعت میں جا ملے۔ رافع اور اس کے بقیہ ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ محمد بن زید نے حسب قرارداد و شرط امداد طلب کی لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کر دیا تھا اور دھمکی دی تھی اس وجہ سے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہ دی۔ یہ رنگ دیکھ کر رافع کے ہمراہی اور غلام جن کی تعداد چار ہزار تھی۔ رافع سے کنارہ کش ہو گئے۔

رافع بن لیث کا قتل محمد بن ہارون اس سے جدا ہو کر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارا چلا گیا رافع شکست اٹھا کر چند لشکریوں کے ساتھ خوارزم پہنچا اور جس قدر مال و اسباب اور آلات حرب اپنے ہمراہ لے جا سکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے۔ والیٔ خوارزم ابوسعید درغانی نے رافع کو چند لشکریوں کے ساتھ دیکھ کر بدعہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے خوش ہو کر خراسان کے علاوہ رے کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔ پھریرے اور خلعت ۲۸۴ھ میں روانہ کئے۔

عمرو بن لیث اور اسماعیل بن احمد کی جنگ جس وقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر اتار کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتضد سے ماوراالنہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی۔ چنانچہ خلافت مآب نے عمرو بن لیث کو ماوراالنہر کی گورنری عطا کی۔ خلعت اور نشان بھیجا۔ عمر بن لیث نے ایک بڑا لشکر آراستہ کر کے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن بشیر کی ماتحتی میں نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمد تک پہنچا۔ اسماعیل نے جیحوں کو عبور کر کے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دی۔ محمد بن بشیر چند سپہ سالاروں کے ساتھ کام آ گیا' بقیہ لوگ بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کے ساتھ بخارا لوٹ گیا۔ عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے بلخ کی جانب روانہ ہوا۔ اسماعیل نے ہلا بھیجا کہ تم نے عرصۂ دنیا کو گھیر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر گوشہ تنہائی میں پڑا رہنے دو۔ عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا۔ بہ مجبوری اسماعیل نے دریا کو عبور کر کے ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ عمرو گھیرے میں آ گیا۔ خود کردہ پریشان ہو کر مصالحت کی درخواست کی۔

عمرو بن لیث کی گرفتاری اسماعیل نے مصالحت سے انکار کیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بالآخر عمرو بن لیث کو

شکست ہوئی۔ بہزار خرابی و دقت جان بچا کر بھاگا۔ شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا' تن تنہا مایوسی کے عالم میں جا رہا تھا کبھی کسی آنے والی کی آہٹ سن کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا پھر جب وہ شبہ رفع ہو جاتا تو اِدھر اُدھر تاکتا ہوا نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگتا۔ اتفاق سے ایک تالاب کے کنارے درختوں کی آڑ میں چھپ رہا۔ دلدل زیادہ تھی گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھا پہنچ کر گرفتاری کر لیا اور کشاں کشاں اسماعیل کے پاس لایا' اسماعیل نے اسے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں دار الخلافت بغداد پہنچا۔ شتر کے کجاوہ پر سوار کرا کے تشہیر کرائی اور تشہیر کے بعد ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا گیا۔

اسمٰعیل بن احمد بحیثیت گورنر خراسان: خلیفہ معتضد نے اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کی گورنری عنایت کی۔ چنانچہ اسماعیل اسی عہدہ پر مدت دراز تک رہا۔ یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے سفر آخرت اختیار کیا اور خلیفہ مکتفی دار الخلافت بغداد میں تخت نشین ہوا۔ بغداد پہنچ کر عمرو بن لیث کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے مسرت ظاہر کی وزیر السلطنت قاسم بن عبید اللہ کو یہ امر ناگوار گزرا' اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل پر مامور کیا۔ اس نے عمرو بن لیث کو ۲۸۹ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر دیا۔

طاہر بن محمد: عمرو بن لیث کی گرفتاری و قید کے بعد بجستان اور کرمان میں اس کا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویدار ہوا اور اپنے دادا کی جگہ حکومت کرنے لگا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے باپ محمد نے بجستان کے راستہ میں انتقال کیا تھا جب کہ عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگا آ رہا تھا۔ اس کے بعد طاہر فارس کی طرف گیا۔ ۲۸۸ھ میں فوجیں آراستہ کر کے روانہ ہوا بدر نے مقابلہ کیا۔ مجبوراً طاہر بجستان کی طرف لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اس کا خراج وصول کر لیا۔

طاہر بحیثیت گورنر فارس: پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دار الخلافت بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور جس قدر بدر خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا اقرار کیا۔ اس وقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہو چکا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے طاہر کی درخواست منظور کر لی اور سند گورنری لکھ کر طاہر کے پاس بھیج دی۔ طاہر لہو و لعب اور سیر و شکار میں مشغول ہو کر بجستان چلا گیا' اس کی غفلت و عدم موجودگی کی وجہ سے فارس پر اس کا چچازاد بھائی لیث بن علی بن لیث سکری (اس کے دادا عمرو کا غلام) قابض ہو گیا۔ ابو قاس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ ان کا شریک تھا' طاہر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پریشان خاطر ہو کر خلیفہ مکتفی کے پاس چلا گیا اور ابو قاس کو لکھ بھیجا کہ جس قدر تم نے خراج وصول کیا ہو اس کا حساب باضابطہ کر دو۔ ابو قاس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

لیث بن علی کی گرفتاری: کچھ عرصہ بعد سکری تنہا فارس پر قابض ہو گیا۔ لیث بن علی بھاگ کر اپنے چچازاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ سکری مقابلہ پر آیا۔ میدان سکری کے ہاتھ رہا۔ طاہر شکست کھا کر بھاگا۔ سکری نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی یعقوب کے ساتھ ۲۹۷ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیج دیا اور اس مالیت کے ادا کرنے کا اقرار کیا جو طاہر ادا کرتا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے سکری کو سند گورنری فارس لکھ کر بھیج دی۔

اس کے بعد لیث بن محمد بن علی نے فارس پر فوج کشی[1] کی اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کر لیا۔

لیث نے ان کے مقابلہ پر خروج کیا۔ اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ حسین بن حمدان قم سے مونس کے کمک پر بیضاء آ رہا ہے فوجیں آ راستہ کر کے حسین کی روک تھام کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا۔ صبح ہوتے مونس کے لشکر نے یہ خبر پا کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر لیث کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اور لیث کو گرفتار کر لیا گیا۔

سیکری کا فرار: اس واقعہ کے بعد مونس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ سیکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور بلاد فارس پر قبضہ رکھئے۔ خلافت مآب سے سند گورنری کی درخواست کو منظور فرما لیں گے۔ مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا باطمینان تمام اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے شب کے وقت سیکری کو اس حال سے آگاہ کر کے شیراز کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو یہ کہہ کر کہ تم لوگوں نے میری طرف سے راز فاش ہوا ہے۔ بے حد ملامت کی اگلے دن لیث کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

سیکری کا فارس پر قبضہ: سیکری نے ان مہمات سے فارغ ہو کر فارس پر قبضہ کر لیا اس کا کاتب (سیکرٹری) عبدالرحمٰن بن جعفر امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مالک و مختار ہو گیا۔ حاشیہ نشینوں کو ناگوار گزرا وقتاً فوقتاً سیکری سے ان کی چغلی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ سیکری نے نافرمانی و بغاوت کے جرم میں حیلے سے عبدالرحمٰن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دار الخلافت بغداد خراج بھیجنا موقوف کر دیا۔ عبدالرحمٰن نے قید خانے سے وزیر السلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کے لئے لکھا اور سیکری کے گرفتار نہ کرن لینے پر عتاب ظاہر کیا مونس اس وقت واسط میں تھا چنانچہ مونس اسی وقت اہواز سیکری کے ارادے سے روانہ ہوا۔ سیکری نے اس سے مطلع ہو کر مونس کے پاس خطوط و ہدایا و تحائف بھیجے۔ جاسوسوں نے وزیر سلطنت ابن فرات کو اس کی خبر کر دی۔

سیکری کی شکست و گرفتاری: ابن فرات نے وصیف کو چند سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو سر کر لینا اور مونس کو لکھ دینا کہ تم لیث کے ساتھ وارد دار الخلافت بغداد واپس آؤ۔ اس حکم کے مطابق مونس لیث کے ساتھ بغداد کی جانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ شیراز میں سیکری سے مڈبھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سیکری کو شکست ہوئی۔ محمد بن جعفر نے شیراز میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر لڑائی ہوئی اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگا شاہی لشکر نے سیکری کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ سیکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ و تاریک درہ میں جا چھپا۔ خراسانی شاہی فوج کو اس کی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بغداد روانہ کر دیا۔ فارس کی زمام حکومت فتح خادم آفشین کو عنایت ہوئی۔

---

[1] یہ واقعہ اسی ۲۹۷ھ کا ہے لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے فارس پر فوج کشی کی۔ چنانچہ سیکری شکست کھا کر ارجان پہنچا خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر مونس خادم کو سیکری کی حمایت و مدد پر فارس کی جانب روانہ کیا۔ یہ دونوں ارجان میں جمع ہوئے۔ لیث یہ خبر سن کر سیکری و مونس خادم کی طرف بڑھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

احمد سامانی کی رے پر فوج کشی: ۲۹۸ھ میں فتح والیٔ فارس نے سفر آخرت اختیار کیا اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور فرمایا اور حکومت فارس کے علاوہ بنولیث کے مقبوضات میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔ اسی سنہ میں احمد بن اسماعیل سامانی نے رے پر فوج کشی کی اور ۲۹۸ھ میں اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں بجستان کی جانب روانہ کیا اور اس فوج کی کمان افسری حسن بن علی مرورودزی کو دی۔

احمد سامانی کا بجستان پر قبضہ: بجستان[1] ۲۹۷ھ سے جب کہ طاہر گرفتار کرلیا گیا تھا لیث بن لیث بن علی کے زیر حکومت رہا۔ جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھائی معدل بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا۔ جب اسے یہ خبر لگی کہ ایک جرار فوج احمد بن اسماعیل سامانی کی جانب سے اس طرف آ رہی ہے تو اس نے اپنے بھائی ابوعلی محمد بن علی بن لیث کو بست اور زنج کی جانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع احمد بن اسماعیل سامانی کو ہو گئی۔ اس نے پہنچ کر ابوعلی محمد کو گرفتار کرلیا۔ اس اثناء میں اسماعیل سامانی کا لشکر بجستان پہنچ گیا اور اس نے معدل پر محاصرہ ڈال دیا۔ جب معدل کو یہ خبر لگی کہ میرا بھائی جو رسد و غلہ کی فراہمی کو گیا تھا گرفتار کرلیا گیا ہے تو اس نے حسین بن علی مرورودزی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔ فتحیابی کے بعد بجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسماعیل سامانی نے اپنے چچازاد بھائی ابوصالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو متعین کیا۔ حسین معدل کو لے کر بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سیکری اور لیث کی اسیری: بجستان پر سامانیوں کے قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ سے بجستان آ رہا ہے والیٔ بجستان نے اسی وقت فوج کا ایک دستہ سیکری کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج نے سیکری کو گرفتار کرلیا۔ امیر احمد سامانی نے نامۂ بشارت فتح کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی خبر بھی بھیجی۔ خلافت مآب نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سیکری اور لیث کو بغداد بھیج دو۔ چنانچہ یہ دونوں بغداد بھیج دیئے گئے اور وہاں پہنچ کر جیل میں ڈال دیئے گئے۔

اہل بجستان کی بغاوت اور اطاعت: محمد بن ہرمز معروف بہ مولیٰ صندلی نامی ایک شخص خارجی المذہب بجستان کا رہنے والا مقام بخارا میں رہا کرتا تھا' ایک روز کسی سردار سے باتوں باتوں میں اسے برہمی پیدا ہو گئی۔ بخارا اسے بجستان چلا آیا' خوارج کے ایک گروہ کو جن کا سردار محمد بن عباس معروف بہ ابن الحفار تھا ملا لیا۔ ان سب نے متفق ہو کر بحالت غفلت ایک روز منصور بن اسحاق گورنر بجستان پر جو کہ بن سامان کی طرف سے مامور ہوا تھا حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیث کو بجستان کی حکومت سپرد کی اور منبروں پر اسی کے نام کا خطبہ پڑھا' امیر احمد بن اسماعیل سامانی کو اس کی خبر لگی تو اس نے ۳۰۰ھ میں حسین بن علی کی افسری میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں چھ مہینے تک یہ لشکر بجستان کا محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں صندلی نے وفات پائی۔ عمرو بن یعقوب اور ابن حفار نے امن حاصل کرلیا اور شہر کو امان کے ساتھ حسین بن کے حوالے کر دیا۔ منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی۔ امیر احمد بن اسماعیل نے بجستان کی گورنری پر بجیور دوانی کو مامور کیا۔ حسین اپنی افواج کے ساتھ ماہ ذی الحجہ ۳۰۰ھ میں امیر احمد کی جانب واپس ہوا۔ یعقوب صفار اور

---

[1] یہ صحیح ہے کہ فارس ۲۹۸ھ میں فتح ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

ابن حفار بھی اس کے ساتھ تھا۔

خلف بن احمد کا سجستان پر قبضہ: خلف بن احمد عمرو بن لیث صفار کی اولاد میں سے تھا جب بنو سامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے سجستان پر قبضہ کر لیا۔ خلف خود بھی ذی علم تھا اور اہل علم کا قدر دان اور ان کی صحبت کا شائق تھا ۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضات پر اپنے ہمراہیوں میں سے طاہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے حج کرنے گیا۔ حج سے واپس ہوا تو طاہر خود مختاری کا اعلان کر کے خلف سے باغی ہو گیا۔ خلف اس امر سے مطلع ہو کر بخارا سے امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے گیا۔ چنانچہ امیر منصور نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں خلف کو فتح نصیب ہوئی سجستان پر قبضہ کر لیا تھوڑے ہی دن میں مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہو گئی خلف نے مقررہ خراج بخارا بھیجنا بند کر دیا۔ امیر بخارا نے خلف کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں جس کا سردار[1] تھا۔ اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ ارک میں جو کہ سجستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کی شدت بڑھی اور رسد و غلہ اور آلات حرب کا خاتمہ ہو گیا۔ تو خلف نے امیر فوج بن منصور والیٔ بخارا کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی اور مقررشدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

ابوالحسن بن سیجور اور خلف: امیر فوج نے ابوالحسن بن سیجور گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ خراسان پہنچ کر خلف کا فوراً محاصرہ کر لو۔ ابوالحسن اس وقت قہستان میں تھا اور کسی وجہ سے گورنری خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا۔ الغرض ابوالحسن نے سجستان پہنچ کر خلف کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں باہم مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ قلعہ ارک کو حسین کے حوالے کر دو۔ شاہی فوجیں فتح مندی کا جھنڈا بلند کر کے بخارا واپس چلی جائیں گی پھر تم اپنے مخالف سے نمٹ لینا۔ خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا ابوالحسن سیجور قلعہ ارک میں داخل ہوا۔ امیر فوج کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔ سامان کی کمزوریوں کا یہ پہلا مرحلہ تھا۔ جو ان کے امراء کی مخالفت اور نمک حرامی کی وجہ سے واپس آیا۔

عمرو بن خلف کا کرمان پر قبضہ: جب خلف بن احمد کے قدم سجستان کی حکومت پر استقلال کے ساتھ جم گئے تو اس کے دماغ میں کرمان پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی۔ کرمان اس وقت حکمران بنو بویہ کے علم حکومت کے زیر اثر تھا۔ ان دنوں بنو بویہ کی بادشاہت عضد الدولہ کر رہا تھا جس وقت اس کی حکومت کمزور ہو چلی تو صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ پسران عضد الدولہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی آرزو میں ایک فوج نے اپنے بیٹے عمرو کی ماتحتی میں کرمان کی جانب روانہ کی۔ کرمان کا سپہ سالار اس وقت غرتاش نامی ایک دیلمی شخص تھا۔ جس وقت عمرو بن خلف کرمان کے قریب پہنچا۔ غرتاش جنگ کے خوف سے جس قدر مال و اسباب لے جا سکا لے کر بردشیر کی طرف بھاگ گیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا اسے عمرو بن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ صمصام الدولہ والیٔ فارس کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جس کا سردار ابو جعفر تھا غرتاش کی طرف روانہ کیا اور اس الزام میں غرتاش کے بھائی بہاء

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے مگر تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

الدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔

عمرو بن خلف اور ابو جعفر کی جنگ: چنانچہ ابو جعفر نے ایسا ہی کیا اور غرتاش کو پابہ زنجیر شیراز بھیج دیا۔ اس کے بعد اپنی فوج کو لئے ہوئے عمرو بن خلف کی طرف بڑھا۔ قیام دارزین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عمرو بن خلف فتح یاب ہوا۔ دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی براہ اور جیرفت میں اپنے ملک کو واپس ہوئی۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے مصاحبوں میں سے عباس بن احمد کی ماتحتی میں روانہ کی ماہ محرم ۲۸۲ھ میں بمقام سرجان عمرو بن خلف سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو شکست دے دی۔ عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بجستان چلا گیا۔ خلف نے بے حد زجر و توبیخ کیا۔ بالآخر اسی غصہ میں اسے قتل بھی کر ڈالا۔

محاصرہ بردشیر: اس کے بعد صمصام الدولہ نے عباس کو حکومت کرمان سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز نے اسے زہر دے دیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان سب کو مرتب کر کے اپنے لڑکے طاہر کی ماتحتی میں روانہ کیا کوچ و قیام کرتا ہوا بردشیر تک پہنچے۔ دیلمی بھاگ کر جیرفت میں پناہ گزین ہوئے اور اپنی شکستہ حالت درست کر کے ایک فوج بردشیر کی حمایت کو روانہ کی۔ بردشیر کرمان کا مرکز حکومت تھا اور اس کا آبادترین شہر تھا۔ طاہر تین مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل بردشیر نے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ کر استاد ہرمز کو لکھا کہ اس سے قبل کہ طاہر بردشیر کو فتح کرے آپ ہماری مدد کو آئیے۔ استاد ہرمز خطرہ کے خیال سے تنگ اور دشوار گزار راستوں کو طے کر کے بردشیر پہنچا۔ طاہر بجستان کی جانب واپس ہوا اور جیرفت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ تھوڑے عرصہ میں کثیر التعداد آدمی جمع ہو گئے طاہر نے ان سب کو مسلح کر کے بردشیر کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ایک مدت کے لئے بردشیر دونوں حریفوں کی قوت آزمائی کا اکھاڑا بن گیا۔ یہ واقعات ۲۸۴ھ کے ہیں۔

طاہر بن خلف کا کرمان پر قبضہ: طاہر بن خلف سے اس کے باپ خلف کو کسی اہم معاملہ میں ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع مل گیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اس میں فتح یابی اور کامیابی کا جھنڈا خلف کے ہاتھ میں رہا۔ بالآخر طاہر بجستان کو خیرباد کہہ کر کرمان کی طرف چلا آیا اس وقت کرمان میں دیلمی فوجیں موجود تھیں۔ بہاء الدولہ کے ماتحت اور مطیع تھیں۔ طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت و سلطنت کے خلاف وہاں پر آباد تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب اس کی حالت درست ہوئی تو اس نے پہاڑ سے اتر کر جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر بھاگ کھڑی ہوئی۔ طاہر کے حوصلے بڑھ گئے اکثر شہروں پر جو دیلم کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے ایک لشکر ابو جعفر بن استاد بن ہرمز کی ماتحتی میں روانہ کیا' مگر بے سود۔ طاہر پورے طور پر کرمان پر قابض ہو چکا تھا بہاء الدولہ کے لشکر کو ناکامی ہوئی۔

طاہر بن خلف کا قتل: طاہر نے بجستان کی جانب رخ کیا اس کا باپ خلف مقابلہ پر آیا۔ طاہر نے اسے شکست دے کر تمام صوبہ بجستان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا باپ خلف ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ چونکہ لوگوں کو اس کی بدخلقی اور کج ادائی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ خلف نے فریب سے اپنے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی' قلعہ کے نیچے دونوں باپ بیٹے میں مقابلہ

کی ٹھہری خلف نے قریب ہی ایک کمین گاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بٹھا دیا۔ جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا کمین گاہ سے سپاہیوں نے نکل کر پشت سے حملہ کر دیا۔ میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اس کے باپ خلف نے اسے جنگ کے دوران مار ڈالا۔

محمود بن سبکتگین اور خلف بن احمد: خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان سر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ طاہر اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج کی جانب بڑھا اور اس پر فتح یابی حاصل کی۔ بوشنج اور ہرات بغرا چق سلطان محمود کے چچا کے مقبوضات میں سے تھا محمود ان دونوں سپہ سالاران بنو سامان کی بغاوت فرو کرنے میں مشغول تھا۔ جونہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی اس کے چچا بغرا چق نے طاہر بن خلف کو اپنے مقبوضات سے بے دخل کرنے کی اجازت طلب کی اور بہ حصول اجازت ۳۹۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے طاہر بن خلف کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ اطراف بوشنج میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ طاہر کو شکست ہوئی۔ بغرا چق نے نہایت مستعدی سے تعاقب کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغرا چق کی ہمراہی گھبرا کر نکل بھاگے۔ اثناء دار و گیر میں بغرا چق مارا گیا۔ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چچا کا مارا جانا شاق گزرا فوجیں جمع کیں اور خلف بن احمد کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا' چنانچہ قلعہ اسبیل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا بالآخر خلف نے بہت سا مال وزر اور بطور ضمانت چند آدمیوں کو محمود کے حوالے کر کے اپنی جان بچائی محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

قلعہ طارق کا محاصرہ: ان واقعات کے بعد خلف نے محمود بن سبکتگین کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو اپنی جگہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن کر دیا جب اس کا بیٹا طاہر مستقل طور سے حکمران ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی مخالفت کی' پھر اس کے بعد جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ طاہر کے قتل کے بعد اس کے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا لشکریوں کے خیالات خلف کی جانب سے خراب ہو گئے۔ سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو نامہ و پیام کر کے بلایا اور اپنے شہر کو اس کے حوالے کر دیا۔ خلف بادل نخواستہ اپنے قلعہ طارق میں بیٹھ رہا اس کے قلعہ کے چاروں طرف سات مستحکم فصیلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک عمیق خندق تھی جس پر آمد و رفت کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا تھا وقت ضرورت وہ پل اٹھا لیا جاتا تھا سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہلی خندق کو ایک دن میں مٹی سے پُر کر کے جنگ کے ارادے سے حملہ کیا ہاتھیوں کو دھسوں اور دروازوں کے توڑنے کی غرض سے آگے بڑھایا۔ چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اس نے پاؤں کی ٹھوکر اور اپنے دانتوں سے دروازہ کو اتار پھینکا۔ محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا' خلف کا لشکر دوسری فصیل کی طرف ہٹ گیا۔ دوسرے دن محمود نے اسی پر اسے بھی لے لیا۔ خلف کے ہمراہی تیسری فصیل میں جا چھپے۔

خلف کی شکست و اطاعت جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی فصیلوں کا ہوا تھا تو خلف نے امن کا جھنڈا لئے ہوئے قلعہ سے باہر کر امن کی درخواست کی۔ محمود نے اسے امن دیا اور اجازت دے دی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو سکونت اختیار کر لو۔ خلف نے جرجان کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا۔ چار برس تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اس نے ایلدخان کو محمود کے خلاف ابھارا ہے اور اس سے سازش کی ہے۔ اس بنا پر محمود نے اسے جرجان سے

جروین میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں ۳۹۹ھ میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔

دولت بنوصفار کا زوال: محمود نے قبضہ سجستان اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے احمد یحیٰ نامی ایک سپہ سالار کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا۔ اس وقت تک سجستان میں بنوصفار کی اولاد موجود تھی۔ انتظامی امور میں ان کی شرکت ضروری تصور کی جاتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں کی تحریک سے اہل سجستان نے اپنی شامت اعمال سے بغاوت کی۔ یہ بغاوت ختم کرنے کے لئے ذی الحجہ ۳۹۳ھ میں محمود سجستان پہنچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محاصرہ کر لیا۔ سخت خونریزی سے قلعہ بزور تیغ فتح ہوا۔ محمود نے ان سب لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ سجستان ان کے وجود سے پاک ہو گیا اور بغاوت کی آگ بجھ گئی۔ محمود نے سجستان اپنے بھائی نصر کو بطور جاگیر عنایت کی اور نیشاپور کی جاگیر میں اس کو بھی ملحق کر دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنوصفار کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سجستان سے ان کا دورِ حکومت جاتا رہا۔

والبقاء اللہ وحدہ

باب:۶

امارت ماوراء النہر بنو سامان

اسد بن سامان: سامانی بادشاہ عجمی الاصل ہیں' ان کا دادا اسد بن سامان خراسان کا نامی خاندان کا ایک ممبر تھا۔ اہل فارس اسے بہرام حشیش کی جانب نسبا منسوب کرتے ہیں۔ جسے کسرائے نوشیروان نے آذربائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بہرام حشیش رے کا رہنے والا تھا۔ ملوک سامانی کا نسب بہرام حشیش تک اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ اسد بن سامان خدراہ بن جنان بن طغات بن نوشیرد بن بہرام چوبین بن بہرام حشیش۔ ہمیں ان ناموں کی صحت پر اعتبار نہیں ہے' جو کچھ ہو اسد کے چار بیٹے تھے۔ نوح' احمد' یحییٰ اور الیاس۔ ماوراء النہر میں ان سامانیوں کی حکومت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب مامون الرشید خراسان کا والی ہوا تو اس نے اسی اسد کے لڑکے کو اپنی حکومت کو سلطنت کا ایک رکن مقرر کیا اور جیسا کہ ان بزرگوں کا وقار تھا وہ ان کے لئے قائم رکھا' اور بڑے بڑے عہدوں پر مامور فرمایا۔ جب عراق کی جانب کوچ کیا تو خراسان پر غسان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کے اعزہ سے تھا' اپنی جگہ مامور کیا۔ غسان نے ۳۰۴ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا' احمد بن اسد کو فرغانہ کا' یحییٰ بن اسد کو ساس واشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔

احمد بن اسد: احمد بن اسد کے ساتھ لڑکے تھے۔ نصر' یعقوب' یحییٰ' اسماعیل' اسحاق' اسد (اس کی کنیت ابوالاشعث تھی) اور حمید (اس کی کنیت ابو غانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام فرغانہ میں ۲۶۱ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا لہٰذا اس کا بیٹا نصر یہاں کا گورنر مامور کیا گیا چنانچہ یہ اس کی حکومت پر بنو طاہر کے عہد حکومت اور ان کے زوال کے بعد تک رہا۔ بنو طاہر کی حکومت ختم ہونے تک مصر گورنران خراان کی جانب سے ان مقامات پر حکومت کرتا تھا خراسان پر صفار کے غالب ہونے کے بعد دارالخلافت بغداد سے سند حکومت عطا ہوئی۔

ماوراء النہر پر نصر بن احمد سامانی کی گورنری: جس وقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کرلیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اس وقت خلیفہ معتمد نے صوبجات ماوراء النہر کی سند گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی۔ نصر نے ایک فوج دریائے جیحوں پر صفار کو دریا عبور کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا فوج بخارا لوٹ آئی والیٔ بخارا احمد بن عمر نائب نصر جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبداللہ بن جنید کو اپنی سرداری دی۔ چند روز بعد یہ معزول کر دیا گیا۔ حسن بن محمد (عبدۃ بن حدید کی اولاد سے) مامور ہوا' تھوڑے دن بعد یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی

اسماعیل کو بخارا کی امارت پر متعین کیا۔ نصر بن احمد اس کی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جان نثاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتا تھا۔ اسماعیل نے تقرری کے بعد غزنہ کی عنان حکومت ابو اسحاق بن تکین کو دی انہی دنوں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو خرستان سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان پہنچ کر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا۔ اس کا سبب امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا۔ اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی۔ رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی عنان حکومت اسماعیل کو دے دی۔

نصر بن احمد اور اسماعیل میں کشیدگی: ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اس کے بھائی نصر بن احمد میں ناچاقی پیدا کر دی۔ نصر نے فوجیں آراستہ کر کے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس امداد کی غرض سے بھیجا۔ چنانچہ رافع اپنی فوج کے ساتھ اسماعیل کی کمک پر آیا۔ حمویہ نے مصلحت وقت کا خیال کر کے دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ اگرچہ معرکہ آرائی اور خونریزی کی نوبت نہیں آئی۔ رافع خراسان کی جانب لوٹ آیا۔

نصر و اسماعیل میں مصالحت: اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی ان بن ہوگئی کہ ۲۷۵ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت پہنچ گئی۔ نصر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ میدان اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ جس وقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا۔ اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی دست بوسی کی اور اسے دوبارہ سمرقند کی حکومت کی کرسی پر متمکن کیا اور خود اس کی طرف سے بطور نائب کے بخارا پر حکمرانی کرنے لگا۔ اسماعیل نہایت نیک مزاج اور اہل علم و دین کا قدردان تھا۔

اسماعیل بحیثیت گورنر ماوراء النہر: ۲۷۹ھ میں نصر بن احمد گورنر ماوراء النہر کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل حکمران ہوا۔ خلیفہ معتضد نے سند حکومت عطا کی' کچھ عرصہ بعد ۲۸۸ھ میں خراسان کے صوبے کو بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ خراسان کو اس صوبہ میں شامل کرنے کا سبب یہ تھا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اور اسے رافع بن ہرثمہ سے جنگ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عمرو بن لیث رافع سے معرکہ آراء ہوا اور رافع کا سر اتار کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا اور حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی اور ماوراء النہر کی سند گورنری لکھ کر عمرو بن لیث کے پاس بھیج دی۔ عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کر کے محمد بن بشیر کی ماتحتی میں جو کہ اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمد آ پہنچا۔ اسماعیل دریائے جیحوں عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریف مقابل ہوئے' محمد بن بشیر کو شکست ہوئی اور جنگ کے درمیان مارا گیا تقریباً اس کے رکاب کی چھ ہزار فوج ماری گئی۔ اسماعیل فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس ہوا اور شکست خوردہ گروہ نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور میں جا کر دم لیا۔

اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث: عمرو بن لیث کو اس شکست سے سخت صدمہ ہوا جھٹ پٹ فوجیں آراستہ کر کے ماوراء النہر پر حملہ کی غرض سے نیشاپور سے کوچ کر دیا۔ اسماعیل نے نرمی سے کہلا بھیجا کہ ایک بڑی حکومت آپ کے قبضہ اقتدار میں ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے۔ مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہوتے ہیں۔ عمرو بن لیث

نے انکاری جواب دیا' پھر بھی اسماعیل نے منت وسماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ فرو نہ ہوا تب اسماعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کی گئی۔ اسماعیل نہ مانا' جنگ تک نوبت پہنچی۔ عمرو بن لیث شکست کھا کر بھاگا۔ اسماعیل نے اسے اس کے چند فوجی افسروں کے ساتھ گرفتار کر کے سمرقند روانہ کر دیا۔

عمرو بن لیث کی اسیری چند روز کے بعد اسماعیل نے کمال انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں قیام پزیر ہو اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمہیں خلافت مآب کے پاس بغداد بھیج دوں۔ عمرو بن لیث نے بغداد کا جانا پسند کیا۔ اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہنچا' ایک اونٹ پر سوار تھا۔ جس پر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کو نقرین کر کے جیل میں ڈال دیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر اسماعیل کے پاس روانہ کی۔ اس وقت سے اسماعیل اس تمام علاقہ میں واحد حکمران بن گیا۔ جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی طبرستان اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہوا۔ اس خیال سے کہ اسماعیل سامانی کو خراسان کے قبضہ کی نہ تو خواہش ہو گی اور نہ وہ خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے اپنی حدود مقبوضات سے باہر آئے گا' اور جب اسے خراسان سے کوئی غرض نہ ہو گی تو اور کوئی مجھے قبضۂ خراسان سے نہ روک سکے گا۔ جب محمد بن زید جرجان میں وارد ہوا تو خلیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لئے ہوئے اسماعیل کے پاس پہنچا۔ اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کی جانب پیش قدمی سے روکا۔

محمد بن زید کا خاتمہ محمد بن زید نے کچھ توجہ نہ دی تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا سپہ سالار تھا اور شکست کے وقت رافع سے علیحدہ ہو کر اسماعیل کے پاس چلا آیا تھا ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر محمد بن زید سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جرجان کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ میدان محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا۔ محمد بن زید شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ جنگ میں محمد بن زید کو متعدد زخم پہنچے تھے اس لئے چند روز بعد زخموں کی تکلیف سے جان دے دی۔ اس کا لڑکا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے بخارا میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اسے اس صوبے کی سند حکومت دے دی۔

اسماعیل کا رے پر قبضہ محمد بن ہارون نے ۲۹۰ھ میں اسماعیل سامانی سے بدعہدی کی اور خلافت عباسیہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ خلیفہ مکتفی کے جانب سے رے پر اغرتمش ترکی حکومت کر رہا تھا۔ لیکن چونکہ اغرتمش بداخلاق اور کینہ جو شخص تھا اس وجہ سے اہل رے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رے پر قبضہ لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد بن ہارون نے رے کا ارادہ کیا۔ اغرتمش مقابلہ پر آیا۔ جنگ میں اغرتمش اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کا بھائی کیغلغ بھی جو کہ سپہ سالاران خلیفہ مکتفی میں سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رے پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رے کی سند حکومت اسماعیل کو عنایت کی اور محمد بن ہارون کو رے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا شکست اٹھا کر رے سے قزوین اور ترنجان چلا آیا اور وہاں سے طبرستان کی جانب لوٹ گیا۔ اسماعیل نے رے پر قبضہ کر لیا اور جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مامور کر کے محمد بن ہارون کی گرفتاری اور حاضری کی ہدایت کی' فارس نے محمد بن ہارون کو نامہ و پیام بھیج کر اس اقرار سے کہ میں باہم مصالحت کرا دوں گا۔ اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہونے پر تیار کر لیا ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون حسان دیلمی کے پاس سے بخارا کی جانب واپس ہوا لیکن راستہ ہی میں گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح بخارا میں داخل کیا گیا۔ اسماعیل نے اسے جیل بھیج دیا۔

امیر اسماعیل سامانی کی وفات: نصف ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی والی خراسان و ماوراء النہر نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ مرنے کے بعد ''ماضی'' کے لقب سے ملقب ہوا بجائے اس کے اس کا بیٹا ابونصر احمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ مکتفی نے اسے سند حکومت روانہ کیا اور دست خاص سے اس کے لئے ایک جھنڈا بنایا۔

امیر اسماعیل سامانی کا کردار: امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور بردبار تھا۔ اس کے عہد حکومت ۲۹۱ھ میں ترکوں کا ایک جم غفیر جو شمار سے باہر تھا ماوراء النہر کی جانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قبہ تھے قبہ کو سوائے رؤسا کے کوئی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا۔ قاعدہ فوج اور مطوعہ (والنفیر) دل بادل کی طرح ترکوں کی طرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ کر دیا ایک لاتعداد گروہ کو قتل کیا۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے' ان کا لشکر لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی: ابونصر احمد نے اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہو کر پہلے بخارا کا نظم و نسق درست کیا اس کے بعد چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کے گرفتار کر لینے کے لئے سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند پہنچ کر اسحاق کو گرفتار کر لیا اور کھینچتے ہوئے ابونصر کے پاس لے آئے۔ ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد خراسان کی جانب بڑھا' نیشاپور پہنچ کر قیام کیا۔ فارس کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام جرجان کا گورنر تھا۔ اس سے قبل امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کی گورنری پر مامور کیا تھا' چند روز بعد اسے معزول کر کے فارس کبیر کو متعین کیا۔ رے اور طبرستان کی عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی' اسی نے اسی اونٹ مال کے بطور خراج امیر اسماعیل کی خدمت میں روانہ کیا تھا جب اسے امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اثناء راہ سے اس نے مال کو واپس منگوا لیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔

فارس کبیر: فارس کبیر نے اس خوف سے کہ ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور کو چھوڑ دیا اور خلیفہ مکتفی سے حاضری دربار کی اجازت طلب کی' خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا' فارس کبیر سفر و قیام کرتا ہوا بغداد پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مکتفی کا انتقال ہو چکا تھا اور تخت خلافت پر المقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا۔ چونکہ فارس کبیر بغداد میں ابن المعتز کے واقعہ کے بعد وارد ہوا تھا

خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو ہمدان کی گرفتاری پر متعین کیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا فارس کبیر کا رخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلافت مآب اسے ہم پر بطور افسر مقرر نہ کر دیں۔ اس خیال سے ان لوگوں نے اس کے غلام کو ملا لیا جس نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اس کر مرنے کے بعد اس کی بیوی سے عقد بھی کر لیا۔

سجستان پر ابونصر کا قبضہ صوبہ سجستان لیث بن علی کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی جستجو میں گیا ہوا تھا۔ مونس خادم نے اسے گرفتار کر کے بغداد میں قید کر دیا اور سجستان کی حکومت پر اس کے بھائی معدل کو مامور کیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے رے کا قصد کیا۔ پھر رے سے ہرات گیا اور سجستان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن لشکر ماہ محرم ۲۹۸ھ میں اپنے نامی نامی سرداران فوج احمد بن سہل، محمد بن مظفر بیجور دوانی اور حسین بن علی مروزی کی ماتحتی میں سجستان کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معدل تک پہنچی تو اس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو اور رخج کی جانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اس اثناء میں امیر ابونصر کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے سجستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بست کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن لیلیٰ کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سن کر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر کو اس کے حوالے کر دیا۔ حسین معدل کو لے کر بخارا کی طرف واپس ہوا اور امیر ابونصر احمد نے سجستان پر ابو صالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مامور کیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جسے امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ پھر اسے ان دنوں قید سے رہا کر کے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

امراء سامانی کے سجستانی کی جانب آ رہا ہے حسین نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ اس دستہ نے سیکری کو گرفتاری کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسے اور محمد بن علی کو پابہ زنجیر کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد اہل سجستان نے بغاوت کی اور بیجور دوانی کو معزول کر کے منصور بن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنا لیا۔

امیر ابونصر احمد کا قتل: امیر ابونصر احمد شکار کھیلنے کا بے حد شائق تھا۔ ایک روز شکار کھیلنے کے لئے جنگل کی طرف نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہو گئی، تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جا کر سو رہا۔ اس کے خیمہ کے دروازہ پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا۔ اتفاق سے اس شب میں ملازمین کی غفلت کی وجہ سے شیر نہ باندھا گیا۔ اس کے غلاموں میں سے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سوتے ہی کی حالت میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الآخر ۳۰۱ھ کا ہے۔ نعش بخارا میں لا کر دفن کی گئی۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کے بعد ان نمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی۔ ان میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کر ڈالے گئے۔

ابوالحسن نصر بن احمد: امیر ابونصر احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ برس کی عمر میں کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ سعید کا خطاب اختیار کیا۔ اس کے باپ کے مصاحبوں اور ہواخواہوں نے سلطنت کا کاروبار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن

لیث ان کا پیشوا تھا' اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھالیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اس کی امارت کی بیعت کی تھی اور سب سے بیعت لینے کا محرک ہوا تھا۔

امراء کی بغاوتیں: امیر ابوالحسن کی کمسنی وامارت سے اطراف وجوانب کے امراء نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ ہر شخص نے یہ خیال کر کے کہ یہ کمسن چھوکرا ہے بار حکومت نہ اٹھا سکے گا اور نہ انتظام ملک درست رہے گا۔ اپنے دائرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا۔ اہل سجستان نے بغاوت کی' اس کے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں منصور اور الیاس نے بھی علم مخالفت بلند کر دیا۔ محمد بن حسین' نصر بن محمد' ابوالحسن بن یوسف' حسن بن علی مرورزی' احمد بن سہل اور لیلیٰ بن نعمان دیلمی علویوں کے گورنر کو بھی طبرستان حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ سیجور' ابوالحسین بن ناصر اطروش اور قراتکین بھی نکل پڑے۔ طرہ یہ ہے کہ خود امیر ابوالحسن نے نصر کے بھائی یحییٰ' منصور اور ابراہیم پسران احمد بن اسماعیل جعفر بن داؤد' محمد بن الیاس اور مرداویج' دشمگیر پسران زیاد (امراء دیلم سے) حملہ آور ہوئے۔ مگر سعید نصر ان سب پر فتح یاب ہوا اور ان سب کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اہل سجستان کی بغاوت: امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب سے پہلے اہل سجستان نے علم بغاوت بلند کیا' خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سیجور دوانی کو نکال دیا خلیفہ مقتدر نے سجستان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی۔ بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابو یزید خالد کو سجستان پر مامور کیا۔ عبیداللہ بن احمد قہستانی بست اور رخج پر اور سعید طالقانی غزنہ پر امیر سعید نصر کی جانب سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبیداللہ اور سعید پر فوج کشی کی اور ایک برس کے اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ حاصل کر کے عبیداللہ اور سعید کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ کچھ عرصہ بعد فضل بے کار ہو گیا اور خالد تن تنہا اس علاقہ پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خالد نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے درک برادر نجح طولونی کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ خالد اور نجح میں معرکہ آرائی ہوئی۔ خالد نے نجح کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر نے اس واقع سے مطلع ہو کر ایک فوج خالد باغی کی گرفتاری کو روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا۔ بدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ آخر کار اسی قید خانہ میں خالد مر گیا۔ بدر نے سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔

اسحاق بن احمد کی بغاوت: اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا سمرقند کا گورنر تھا جب اسے امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر متمکن ہوا ہے تو اس نے سمرقند میں اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے اس کے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا۔ سب کے سب متفق ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ امیر ابوالحسن نصر کا سپہ سالار حمویہ بن علی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کی جانب واپس کر دیا۔ شکست خوردہ گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے۔ حمویہ نے پھر شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچا اور بزور تیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ حمویہ نے اس کی سراغ رسانی اور جستجو کی انتہائی کوشش کی۔ جب اسحاق کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو مجبور ہو کر حمویہ سے امن کا خواستگار ہوا' حمویہ نے اسے

گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم ونسق میں مصروف ہوا یہاں تک کہ حموید نے وہیں وفات پائی۔

الیاس اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک مدت دراز تک وہیں قیام پزیر رہا اور کچھ روز بعد دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کا ظہور: ہم اوپر خلافت علویہ کے تزکرہ میں اطروش اور اس کے بیٹوں کی حکومت طبرستان کا حال تحریر کر آئے ہیں۔

اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمرو بن علی بن حسن سبط کا لڑکا تھا طبرستان کی گورنری پر محمد بن ہارون مامور تھا جب اس نے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسے شکست دے کر ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مامور کیا۔ ابوالعباس نے نیک سیرتی اور عدل سے حکومت کی رعایا کو خوش رکھا۔ علویوں کی حد سے زیادہ عزت وتوقیر کی اور باحسان و سلوک ان کے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤسائے دیلم کو ہدایا وتحائف دے کر اپنا گرویدہ احسان بنالیا۔

ابوالعباس عبداللہ: اطروش محمد بن زید کے قتل کے بعد دیلم چلا گیا تھا۔ تیرہ برس ان میں قیام پزیر رہا اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا۔ دیلمیوں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کر کے اطروش کو دیا کرتا تھا۔ دیلم کا ایک گروہ کثیر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اطروش کا مطیع وفرماں بردار ہو گیا۔ اطروش نے ان کے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اور انہیں طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ دیلمیوں نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ابوالعباس عبداللہ معزول کر دیا گیا اور سلام نامی ایک شخص حکومت طبرستان پر مامور ہوا۔ اس نے دیلمیوں کے ساتھ نہ اچھے برتاؤ کئے اور نہ اپنا رعب وداب قائم رکھا۔ دیلمیوں نے اس پر خروج کیا اور اسے شکست دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی امیر احمد نے اسے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ کو پھر حکومت طبرستان پر مامور کیا۔ ابوالعباس نے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ کر دیا۔

محمد بن ابراہیم صعلوک: کچھ عرصہ بعد جب ابوالعباس مر گیا تو احمد نے ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی عنان حکومت عطا کی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بداخلاقی ظلم وعدم سیاست کی وجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیا میٹ کر دیا جو والی طبرستان اور دیلمیوں کے درمیان مدت دراز سے قائم تھے' اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلمیوں سے طبرستان پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کی پھر درخواست کی۔ چنانچہ دیلمیوں نے اس کے ساتھ مل کر طبرستان پر حملہ کیا ابن صعلوک مقابلہ پر آیا' سرحد طبرستان مقام سابوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں فریق معرکہ آراء ہوئے۔ ابن صعلوک شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے چار ہزار ہمراہی کھیت رہے باقی ماندہ کا اطروش نے محاصرہ کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد انہیں امان دی۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: اس فتحیابی کے بعد اطروش آمد چلا آیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جنہیں اطروش نے امان دی تھی اور اس حیلہ سے کہ یہ اس معاہدہ میں شریک وموجود نہ تھا ان سب کو قتل کر ڈالا۔ ۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر زمانہ حکومت سعید نصر میں قبضہ حاصل کیا' ابن صعلوک نے شکست کے بعد رے کا راستہ لیا۔ پھر رے سے بھی دل برداشتہ ہو کر بغداد چلا گیا۔ اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفیدرود

سے آمد تک کے دیلمی اس کی کوشش و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے' یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے' اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانے سے طبرستان ملوک بنوسامان کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت: امیر احمد بن اسماعیل نے فتح بجستان کے بعد اس پر اپنے چچازاد بھائی منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا ۳۰۲ھ میں امیر احمد کے قتل کے بعد منصور نے بغاوت کی' حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح بجستان پر امیر احمد کی طرف سے مامور تھا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ فتح یابی کے بعد امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مامور کرے گا مگر امیر احمد نے منصور کو مامور کر دیا۔ اتفاق سے اہل بجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا امیر احمد نے دوبارہ بجستان کے سرکرنے کے بعد پھر اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ فتحیابی کے بعد حسین بن علی کی توقع کے خلاف سیجور کو بجستان کی عنان حکومت دے دی گئی۔ حسین بن علی کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اس نے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر ابھارنا شروع کیا اور یہ پٹی پڑھانے لگا کہ ذرا سی کوشش سے خراسان کی امارت آپ کو مل جائے گی تمام صوبوں کا انتظام تو میں کر دوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ حسین ہرات میں بغاوت کا علم بلند کر کے منصور کے پاس نیشاپور آیا' منصور بھی باغی ہو گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حمویہ بن علی سپہ سالار فوجیں تیار کر کے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا چکا تھا' باقی رہا حسین جس وقت حمویہ نیشاپور کے قریب پہنچا حسین نے ہرات سے نکل کر بخارا کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جا کر قیام پزیر ہو گیا۔ بخارا کی افسری پولیس پر ایک عرصہ دارز سے حمویہ کی جانب سے محمد بن جنید مامور تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی حفاظت و نگرانی کے لئے روانہ کیا۔

حسین بن علی کی سرکشی و گرفتاری: چنانچہ محمد نیشاپور میں وارد ہوا' اور تھوڑے دن بعد حمویہ کی اجازت کے بغیر واپس آیا۔ حمویہ نے ڈانٹ کر بخارا سے خط لکھا۔ محمد نے جان کے خوف سے درمیان راہ سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات کا راستہ اختیار کیا۔ حسین بن علی کو موقع مل گیا ہرات پر اپنے بھائی کو مامور کر کے نیشاپور چلا آیا اور اس پر کسی مقابلہ کے بغیر قابض ہو گیا۔ حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین کی جنگ پر روانہ کیا۔ اس نے سب سے پہلے ہرات پر محاصرہ ڈالا اور چند روز بعد ان کے ساتھ منصور سے ہرات پر قبضہ لے لیا۔ اس کے بعد نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا' ایک مدت تک حسین نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا' بالآخر بزور تیغ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۰۲ھ[1] کا ہے۔

محمد بن جنید: فتح یابی کے بعد احمد بن سہل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد بن جنید' اس وقت مرو میں تھا اس نے یہ خبر پا کر کہ احمد بن سہل نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہو گیا ہے مرو سے نیشاپور چلا آیا۔ احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ حسین بن علی گرفتاری کے بعد بخارا بھیج دیا گیا اور محمد بن جنید خوارزم کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ چنانچہ جیل ہی میں اس کا انتقال ہوا۔ باقی رہا حسین بن علی اسے ایک بڑی مدت کے بعد ابوعبداللہ جیہانی مدبر دولت بنوسامان نے رہا کیا' اور یہ پہلے کی طرح امیر نصر بن احمد کی خدمت میں رہنے لگا۔

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۰۲ھ کے ۳۰۰ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۲ مطبوع مصر ذکر مخالفہ منصور بن اسحاق۔

احمد بن سہیل کی بغاوت: احمد بن سہیل امیر اسماعیل بن احمد اور اس کے لڑکے احمد اور پھر اس کے بیٹے نصر احمد کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کی نسبت لکھا ہے کہ ''احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جبلہ بن کام گار بن یزدجرد بن شہریار الملک کام گار صوبۂ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور تھے محمدؒ فضل اور حسین۔ یہ تینوں عرب اور عجم کے جھگڑے میں مارے گئے۔ احمد عمرو بن لیث کی طرف سے مرو کا گورنر تھا۔ عمرو بن لیث نے کسی امر پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بجستان بھیج دیا احمد کسی طرح سے قید سے نکل بھاگا اور مرو پہنچ کر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ مرو میں تھا گرفتار کر لیا۔

احمد بن سہیل اور امیر اسماعیل: احمد بن سہیل نے قبضۂ مرو کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے زیر حمایت حکومت کرنے لگا۔ امیر اسماعیل نے اسے بخارا سے طلب کر کے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و منزلت بڑھائی اور اپنے سپہ سالاروں کے زمرہ میں امتیاز کا درجہ عنایت کیا۔ چنانچہ احمد اس وقت سے امیر اسماعیل کی خدمت میں رہا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی خدمت کرتا رہا۔ جب حسین بن علی نے نیشاپور میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کی حکومت کے خلاف ۳۰۲ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے اس بغاوت کے فرو کرنے پر احمد کو مامور کیا۔ چنانچہ احمد کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ امیر نصر بن احمد نے اس خدمت کے صلہ میں نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔

احمد بن سہیل کا انجام: امیر نصر بن احمد نے تقرری کے وقت احمد بن سہیل سے کچھ اقرار بھی لیا تھا جس کا ایفا احمد نہ کیا اور امیر احمد کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور احمد بھی اس سے کھنچتا گیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا۔ اس کے بعد ایک قاصد دار الخلافت روانہ کیا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ پھر نیشاپور سے جرجان کی طرف آیا۔ جرجان میں قراتکین حکومت کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ بالآخر احمد نے قراتکین کو شکست دے کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ مہم جرجان سے فارغ ہو کر مرو کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک فوج حمویہ بن علی کی ماتحتی میں بخارا سے احمد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ مرورود میں احمد سے ماہ رجب ۳۰۷ھ میں مڈبھیڑ ہوئی' انجام کار احمد ہی کے ہمراہی جنگ سے بھاگ نکلے احمد تن تنہا لڑتا رہا۔ اس کا گھوڑا تنگ و دو سے تھک گیا تھا۔ تب احمد نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بخارا بھیج دیا' امیر نصر نے جیل میں ڈال دیا' اور ماہ ذی الحجہ ۳۰۷ھ میں بحالت قید مر گیا۔

لیلیٰ بن نعمان دیلمی: لیلیٰ بن نعمان دیلمی سرداران دیلم میں سے ایک نامور شخص اور اطروش کا ماہر سپہ سالار تھا حسن بن قاسم داعی نے اسے ۳۰۳ھ میں اسے جرجان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اطروش کی اولاد اسے اپنے خطوط میں ''المؤید لدین اللہ المنصر لاولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سے خطاب کیا کرتی تھی۔ کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا۔

لیلیٰ کے حکمران ہونے کے بعد قراتکین نے جرجان پر فوج کشی کی۔ جرجان سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی معرکہ میں قراتکین کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اس کے غلام فارس نے لیلیٰ سے ایک ہزار

پیادوں کے ساتھ امن کی درخواست کی۔ لیلیٰ نے نہایت فراخ حوصلگی سے امن دیا کمال عزت واحترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا عقد اس سے کر دیا۔

لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ: اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیرزادہ احمد بن سہیل امن کا خواستگار ہوا اس نے امن حاصل کرنے کے بعد لیلیٰ کو نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اس وقت نیشاپور میں قراتکین مقیم تھا رفتہ رفتہ فوج کی بھی کثرت ہوئی' رسد وغلہ ومال کی کمی سے مجبور ہو کر حسین بن قاسم داعی سے نیشاپور پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ وہاں کیا تھا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلیٰ نے نیشاپور کا رخ کیا اور پہنچتے ہی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

معرکۂ طوس: امیر نصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر لیلیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے اپنے سرداران لشکر حمویہ بن علی' محمد بن عبیداللہ بلعمی' ابوجعفر ملوک خوارزم شاہ اور سیمجور دوادانی کی افسری میں فوجیں روانہ کیں۔ مقام طوس میں لیلیٰ سے معرکہ آرائی ہوئی۔ شروع جنگ میں حمویہ کے اکثر ہمراہی شکست کھا کر بھاگ نکلے مگر بقیہ سپہ سالاران امیر نصر سینہ سپر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر نے مجموعی قوت سے دفعتاً حملہ کیا لیلیٰ کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگا آمد پہنچا۔

لیلیٰ دیلمی کا قتل: اتفاق سے بقرا خان بادشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی کمک پر آیا ہوا تھا آمد پہنچ گیا اس نے لیلیٰ کو گرفتار کر کے حمویہ کے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع بھیجی حمویہ نے ایک شخص کو اس کا سر اتارنے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس شخص نے لیلیٰ کے سر کو ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اتار لیا اور بہ حفاظت تمام بخارا بھیج دیا۔ بقیہ سپہ سالاران دیلم جو لیلیٰ کے ہمراہ تھے یہ رنگ دیکھ کر تھرا گئے امن کی درخواست کی' حمویہ نے اپنے سپہ سالاروں سے مخاطب ہو کر کہا اللہ جل شانہ نے آج تمہیں جبل ودیلم پر فتحیاب کیا ہے مناسب ہے کہ ان کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کی راحت حاصل کر لو سپہ سالاران حمویہ کی حمیت نے قیدیان دیلم کا قتل گوارا نہ کیا اور اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا۔ تب حمویہ نے ان لوگوں کو امن دیا۔ یہ وہی سپہ سالاران دیلم ہیں جنہوں نے بعد کو اطراف بلاد الممالک اسلامیہ میں خروج کیا تھا اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا تھا۔ مثلاً اسفاء' مرو اوتیج' شبکین اور بنو بویہ وغیرہم۔ ان لوگوں کے حالات آئندہ حسب موقع تحریر کئے جائیں گے۔

قراتکین اور فارس: فارس جس نے لیلیٰ سے امن حاصل کیا تھا جرجان ہی میں قیام اختیار کیا اور وہی اس واقعہ کے بعد جرجان کی حکومت پر رہا یہاں تک کہ قراتکین وارد جرجان ہوا۔ اس کے بعد غلام فارس نے حاضر ہو کر عفو تقصیر اور امن کی درخواست کی' قراتکین نے اسے امن دیا۔ مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اسے قتل کر کے جرجان سے واپس چلا آیا۔

سیمجور اور ابن اطروش کی جنگ: جس وقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں قتل کر کے جرجان سے کوچ کیا ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے استرآباد سے جرجان کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ امیر سعید نے ابوالحسین کی جنگ پر سیمجور دوادانی کو چار ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ جرجان سے بیس کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر سیمجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ سیمجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ ان لوگوں نے خروج میں تاخیر کی جس سے سیمجور کو شکست اٹھا کر پسپا ہونا

پڑا۔ سرخاب سپہ سالار دیلم نے تعاقب کیا اور ابوالحسین کے لشکری غارت گری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں سمجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا ابوالحسن کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کھیت رہی' ابوالحسن براہ دریا استرآباد کی طرف بھاگا۔ استرآباد میں پہنچنے کے بعد اس کے بقیۃ السیف ہمراہی بھی آ ملے۔

سرخاب کی روانگی استرآباد: سرخاب جو سمجور کے تعاقب میں گیا ہوا تھا واپس آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا۔ اس کے فتح مند ہمراہی خاک وخون میں لوٹ رہے تھے۔ لشکر گاہ میں ہو کا عالم تھا۔ حیرت زدہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس درست کیے۔ اپنے ہمراہیوں کے اہل وعیال اور کمزور ہمراہیوں کو ساتھ لے کر استرآباد کا راستہ اختیار کیا باقی رہا سمجور اس نے یہ سن کر کہ میری شکست کے بعد میرے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آیا اور جرجان میں قیام پزیر ہوا۔

ماکان بن کالی: ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی' ابن اطروش نے ماکان بن کالی کو استرآباد پر بطور اپنے نائب کے مامور کر کے ساریہ کی جانب کوچ کیا اس کے ساتھ محمد بھی تھا[1] .... اہل ساریہ نے اطروش کو نکال کر بقراخان کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ساریہ سے نکل کر جرجان پہنچا پھر جرجان سے نیشاپور چلا گیا۔ ماکان ساریہ سے لوٹ کر استرآباد آیا اور استر سے بقراخان کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ یہ ماکان بن کالی کا ابتدائی حال ہے عنقریب اس کے حالات بیان کیے جائیں گے۔

الیاس بن اسحاق کا خروج: ۳۰۱ھ میں اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی سمرقند میں بغاوت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسحاق بخارا میں پہنچ کر مر گیا۔ اس کا بیٹا الیاس فرغانہ چلا گیا اور وہیں ۳۱۶ھ تک قیام پزیر رہا' اس کے بعد فوجیں درست اور سامان فراہم کر کے سمرقند پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ محمد بن حسین بن مت سپہ سالار جو سامان سے امداد طلب کی' ترکان فرغانہ سے بھی مالی اور فوجی مدد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے کمال خوشی سے مدد دی۔ تیس ہزار سوار بات کی بات میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سمرقند کی طرف قدم بڑھایا امیر نصر نے اس کی مدافعت کے لئے ابوعمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا ابوعمر نے الیاس کے پہنچنے سے پیشتر جھاڑوں میں فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جونہی الیاس قریب سمرقند پہنچا اور اس کے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ ڈالنے میں مصروف ہوئے ابو عمر کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا محمد بن حسین شکست کھا کر بھاگا اسبیجاب پہنچا اور جب اسے اسبیجاب میں پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اطراف طراز میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اطلاع ہو گئی اس نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر بخارا بھیج دیا۔

الیاس کی شکست و پسپائی: اس شکست کے بعد الیاس نے ابوالفضل بن ابو یوسف صاحب الساس سے امداد کی درخواست کی' ابوالفضل نے اس کی کمک پر محمد بن الربیع کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی آ مدآیا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی شکست ہوئی بھاگ کر کاشغر چلا گیا اور ابوالفضل کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے کاشغر پہنچ کر والی کاشغر طغاتکین بادشاہ ترک کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اس کے پاس وہیں قیام اختیار کیا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

صعلوک کی سرکشی وقتل: خلیفہ مقتدر نے رے کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے رے کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی برادر صعلوک کے قبضہ سے رے کو نکال لیا۔ صعلوک نے اس واقعہ سے قبل رے کو چھوڑ کر دارالخلافت بغداد کا راستہ اختیار کیا تھا۔ خلافت مآب نے صعلوک کو رے کی سند حکومت عطا کی۔ رے پہنچ کر کچھ عرصہ بعد صعلوک نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو کر ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم اور اولاد اطروش سے جو کہ طبرستان اور جرجان میں تھے مل گیا خلیفہ مقتدر نے اس کی سرکوبی پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا۔ یوسف اور صعلوک کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر یوسف نے اسے قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے ۳۱۲ھ میں یوسف کو طلب کر کے واسط کی جانب جنگ قرامطہ پر بھیج دیا اور رے کی حکومت پر سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا سعید رے پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا۔

سعید نصر سامانی کا رے پر قبضہ: رے پر اس وقت یوسف بن ابی الساج کا ایک غلام فاتک نامی حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوائل ۳۱۴ھ میں رے کی جانب روانہ ہوا کوچ وقیام کرتا ہوا جس وقت کوہ قارن تک پہنچا ابونصر طبری نے جبل قارن سے گزرنے نہ دیا سعید نصر نے تیس ہزار دینار دے کر ابونصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل قارن کو عبور کر کے رے پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ دیا۔ سعید نصر نے رے پر نصف سنہ مذکور میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سعید نصر کی وفات: سعید نصر نے واپسی کے وقت رے پر محمد بن علی ملقب بہ صعلوک کو نائب مقرر کیا تھا اس نے شعبان ۳۱۶ھ تک رے میں قیام کیا پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا بیماری میں حسن داعی اور ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا کہ آپ لوگ رے تشریف لائیے میں جان بلب ہوں تا کہ رے آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی اور ماکان دیلمی آئے اور محمد بن علی صعلوک نے رے ان کے حوالے کر کے رے چھوڑ دیا اور راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔

معرکہ ساریہ: اس وقت سے حسن داعی رے کا مستقل حکمران ہو گیا اس کے بعد ہی قزدین، زنجان، ابہر اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا ان مہمات میں ماکان اس کی رکاب میں تھا اسی اثناء میں اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پر فوج کشی کی۔ ساریہ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان اسفار کے ہاتھ رہا حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگا اور جنگ کے دوران میں مارا گیا جیسا کہ اخبار علویہ طبرستان کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

اسفار بن شیرویہ: اسفار بن شیرویہ سرداران دیلم میں سے تھا اور ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور احباب سے تھا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو استرآباد کی حکومت پر مامور کیا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے جمع ہو کر اسے امیر و سردار بنا لیا تھا اور اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا، اس کے بعد طبرستان کو بھی دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ اسفار بن شیرویہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا۔ ابوالحسن کی تقرری سے ناراض ہو کر ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد الصبح کے پاس نیشاپور چلا آیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جرجان فتح کرنے کے لئے بھیج دیا اس سے جرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

اطروش کا جرجان وطبرستان پر قبضہ: ماکان بن کالی نے جرجان میں ابوعلی بن اطروش کو اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کی زیرنگرانی قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکل کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش تنہا ماکان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسفار بن شیرویہ کو اپنی حمایت اور ماکان کی روک تھام کے لئے بلا بھیجا چنانچہ اسفار اس کی طلبی پر آ گیا اور اس کے شیرازۂ حکومت کو مضبوط کر دیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی فوجیں لئے ہوئے طبرستان سے جرجان آ پہنچا اطروش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اس کو شکست دے کر طبرستان تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ طبرستان پہنچ کر دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

ماکان کی طبرستان پر فوج کشی: اس کے بعد ابوعلی اطروش کا طبرستان میں ہی انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے مطلع ہو کر طبرستان پر فوج کشی کر دی اس واقعہ میں اسفار کو شکست ہوئی اور طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا کچھ عرصہ بعد اسفار نے فوجیں مرتب کر کے حسن بن قاسم داعی اور ماکان کو شکست دی جنگ کے دوران داعی بھی مارا گیا۔ اسفار نے دوبارہ طبرستان' جرجان' رے' قزوین' زنجان' ابہر' قم اور کرخ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ امیر سعید نصر بن احمد بن والی خراسان کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

ابوجعفر علوی کی گرفتاری: ہارون بن بہرام انہی ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطروش کے لڑکوں میں سے ابوجعفر علوی کا ہوا خواہ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ اسفار نے اس خیال سے کہ مبادا ہارون کسی جدید شورش اور جنگ کا محرک بن جائے' اسے آمد کی سند حکومت عطا کی اور آمد کی کسی سردار کی لڑکی سے عقد کر دیا۔ ہارون کی شادی کے موقع پر ابوجعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے۔ اسفار نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور ابوجعفر اور تمام علویوں کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔

اسفار کی سرکشی اور اطاعت: ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت پر مستقل طور سے جم گئے۔ خود مختار حکومت کا خیال دماغ میں سما گیا۔ امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان اور خلافت مآب خلیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ امیر سعید اس سے مطلع ہو کر بخارا سے اسفار سے جنگ کے لئے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اپنے امیر سے مخالفت اچھی نہیں' چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی حکومت کی اطاعت قبول کی اور ادائے خراج کی تمام شرطیں منظور کیں۔

اسفار کا خاتمہ: کچھ عرصہ بعد مرداویج جو اسفار کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا باغی ہو گیا۔ طبرستان سے ماکان کو اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر اسفار کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران اسفار مارا گیا۔ مرداویج نے اس کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

مرداویج اور ماکان کی جنگ: مرداویج اسفار کے سر کرنے سے فارغ ہو کر طبرستان و جرجان کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے امداد کی درخواست کی امیر سعید نے ابوعلی بن محمد مظفر کو اس کی کمک پر

روانہ کیا۔ مرداویج نے ماکان اور ابوعلی دونوں شکست دے دی' اب علی اپنا سامنہ لے کر نیشاپور چلا آیا اور ماکان نے خراسان کا راستہ لیا۔[1]

ابوسعید نصر اور ابوزکریا یحییٰ: امیر سعید نصر بن احمد سامانی تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہو گیا۔ اس کے تین بھائی تھے ابوزکریا یحییٰ' ابوصالح منصور اور ابواسحاق ابراہیم یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹے تھے امیر سعید نصر ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے بخارا میں قید کر دیا اور چند محافظوں کو اس کی نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کی طرف کوچ کیا تو یہ لوگ ابوبکر اصفہانی خباز کی سازش سے (نان پز) جو کہ انہیں کھانا کھلانے کے لئے جیل میں جاتا تھا جیل سے نکل آئے۔

ابوزکریا کی امارت کی بیعت: ابوبکر خباز ایک چلتا پرزہ شخص تھا۔ اس نے پہلے لشکریوں کو بلایا اور ان لوگوں کا حال بتا کر ان کے حقوق کا اظہار کیا۔ جب لشکریوں نے ان کے حقوق شاہی تسلیم کر لئے اور جمعہ کے دن ان کے ساتھ ہو کر خروج کیا تو ابوبکر خباز جیل خانہ میں پنجشنبہ کے دن داخل ہوا۔ دستور یہ تھا کہ جیل خانہ کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت تک کھلا کرتا تھا رات انہی تین قیدیوں کے ساتھ بسر کی۔ لشکر کے ملانے اور ان کے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو جمعہ سے قبل دربانوں کے پاس گیا' بہت سے روپے دے کر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھول دو تا کہ جمعہ قضا نہ ہو۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کے لئے پہلے سے آمادہ کر لئے گئے تھے دربانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گرفتار بھی کر لیا۔ امیر احمد کی اولاد کو تمام ان علویوں' دیلمیوں اور دیگر پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ نکال لائے۔ تمام سپہ سالاروں اور فوج نے سلامی دی شیرویہ بن جلی ان معاملات میں زیادہ پیش پیش تھا۔ اراکین شہر نے کمال جوش و مسرت سے ابوزکریا یحییٰ کی امارت کی بیعت کی اور سب نے متفق ہو کر امیر سعید نصر کا خزانہ اور دارالامارت لوٹ لیا ابوزکریا یحییٰ نے ابوبکر خباز کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔

ابوبکر خباز کا انجام: اس واقعہ کی اطلاع امیر سعید کو ہوئی تو اس نے نیشاپور سے بخارا کی جانب کوچ کیا ابوبکر محمد بن مظفر امیر لشکر خراسان ان دنوں جرجان میں مقیم تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے ماکان کو بلا کر اس سے سسرالی رشتہ قائم کر لیا اور نیشاپور کی حکومت دے کر اس کی حمایت و محافظت کی ہدایت کی۔ ماکان نے نیشاپور کی جانب کوچ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر سعید نصر نیشاپور سے بخارا کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور ابوبکر زکریا یحییٰ نے نہر پر ابوبکر خباز کو مامور کر دیا تھا۔ چنانچہ ابوبکر نے امیر سعید کو نہر عبور کرنے سے روکا' لڑائی چھڑ گئی۔ امیر سعید نے ابوبکر کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور فتح کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا میں داخل ہو گیا جس تنور میں ابوبکر خباز روٹیاں پکایا کرتا تھا اس میں امیر سعید نے اسے ڈال دیا وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

ابوبکر زکریا یحییٰ اور قراتکین: اس شکست کے بعد ابوزکریا یحییٰ نے سمرقند جا کر قیام کیا پھر وہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر اطراف صغانیاں کا راستہ لیا' ان دنوں یہاں پر ابوعلی بن احمد بن ابی بکر بن محمد بن مظفر سپہ سالار افواج خراسان مقیم تھا یحییٰ

[1] یہ کل واقعات ۳۱۶ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

اطراف صغانیاں سے گزر کر ترمذ پہنچا۔ جونہی نہر بلخ کو عبور کیا۔ قراتکین اظہار اطاعت کی غرض سے حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو کی طرف گیا جب محمد بن مظفر وارد نیشاپور ہوا تو یحییٰ نے اس سے خط و کتابت کر کے اسے بلا لیا۔

محمد بن مظفر کی فتوحات: کچھ عرصہ بعد محمد بن مظفر ماکان بن کالی کو نیشاپور میں اپنا نائب مقرر کر کے اور مرو کا خیال ظاہر کر کے یحییٰ کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دور چل کر مرو کے راستہ سے ہٹ کر بوشنج و ہرات کی طرف نہایت تیزی سے بڑھا اور دونوں شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد ہرات سے براہ غرشتاں صغانیان کی طرف قدم بڑھایا۔ اس نقل و حرکت سے یحییٰ کو محمد کی مخالفت کا خطرہ پیدا ہوا' ایک فوج اس کی روک تھام کے لئے روانہ کی۔ درمیان راہ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد نے اس فوج کو شکست دے کر غرشتان سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابوعلی نے ایک تازہ دم فوج اپنے باپ کی مدد کو بھیج دی۔ محمد نے بلخ کا قصد کیا۔ بلخ میں منصور قراتکین حکمرانی کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو فتح ہوئی' منصور شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور محمد کامیابی حاصل کر کے صغانیاں سے آ رہا اپنے بیٹے سے ملا اور ان واقعات سے امیر سعید نصر کو مطلع کیا۔ امیر سعید نصر یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ اسی خوشی میں بلخ اور طغارستان کی حکومت عطا کی۔ محمد نے ان صوبجات پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے ابوعلی کو مامور کیا اور خود امیر سعید نصر کی خدمت میں چلا آیا۔

یحییٰ اور منصور کی اطاعت: ان واقعات نے یحییٰ اور منصور کی کمر ہمت توڑ دی۔ اپنے بھائی امیر سعید نصر کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے اور کچھ عرصہ بعد انتقال کر گئے باقی رہا ابواسحاق ابراہیم وہ دارالخلافت بغداد بھاگ گیا پھر بغداد سے موصل چلا گیا۔ قراتکین نے مقام بست میں وفات پائی سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ حکومت و سلطنت کا شیرازہ بندھ گیا۔

جعفر بن ابوجعفر کی اطاعت: جعفر بن ابوجعفر بن داؤد سلاطین سامانیہ کی جانب سے ختل[1] کا گورنر تھا۔ ابوسعید نصر کو اس کی جانب سے بھی کچھ شبہ پیدا ہوا۔ ابوعلی احمد بن ابوبکر محمد بن مظفر کو جو جعفر پر فوج کشی کرنے کی غرض سے لکھ بھیجا' ابوعلی اس وقت صغانیاں میں تھا۔ ابوعلی نے فوجیں مرتب کر کے جعفر پر فوج کشی کر دی اور کمال مردانگی سے جعفر کو شکست دی گرفتار کر کے بخارا لے آیا اور قید کر دیا جب قید خانہ سے یحییٰ ابوبکر خباز کی سازش سے باہر نکالا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو یہ بھی یحییٰ کے ساتھ رہا جب اس نے یحییٰ کے حالات سنورتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کر کے ختل چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی' جس سے آئندہ اس کی بہتری اور صلاحیت ظہور میں آئی۔

ابن مظفر کی گرفتاری: ابوبکر محمد بن مظفر' امیر سعید نصر کی طرف سے جرجان کا گورنر تھا۔ جب رے میں مرداویج کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا کہ اخبار دیلم میں بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیرباد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشاپور چلا آیا۔ امیر سعید یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کر کے جرجان کی طرف بڑھا۔

مرداویج کی سرکشی و مخالفت: محمد بن عبیداللہ بلعمی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرف بن محمد وزیر مرداویج کو اس کی

[1] ختل بخاء بعجمه مضمومه و تاشناة فوقانيه مشدده مفتوحه

خبر مل گئی۔ مرداویج نے مطرف کو قتل کر ڈالا تب محمد بن عبید اللہ نے مرداویج کو دوستانہ اور نصیحت آموز خط تحریر کیا جس میں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کر کے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اٹھا لو اور کچھ زر نقد دے کر اپنے محسن قدیم امیر سعید نصر سے مصالحت کر لو ورنہ آئندہ تمہاری خرابی کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ تمہارے جرجان پر قبضہ کرنے کا محرک تمہارا وزیر مطرف تھا جسے تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداویج اس خط کو پڑھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور تاوانِ جنگ دے کر امیر سعید سے مصالحت کر لی۔ امیر سعید نصر مہم جرجان سے فراغت حاصل کر کے اندرونی انتظام کی جانب مصروف ہوا۔ محمد بن مظفر کو ۳۴۱ھ میں تمام عساکر خراسان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کے نظم و نسق کا کل اختیار دے کر اپنے دار الحکومت بخارا واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔

محمد بن الیاس: محمد بن الیاس امیر نصر کے اراکین دولت میں سے تھا کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا پھر محمد بن عبید اللہ بلعمی کی سفارش پر رہا کر دیا۔ محمد بن مظفر نے اسے جرجان بھیج دیا۔ محمد بن الیاس نے جرجان پہنچ کر اپنا رنگ دکھایا۔ جس وقت یحییٰ اور اس کے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے جا ملا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا۔ نیشاپور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جب امیر سعید نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر کرمان سے نکل کر بلادِ فارس کی طرف بڑھا۔ اس وقت ملکِ فارس کی عنان حکومت یاقوت کے قبضۂ اقتدار میں تھی۔

محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ: محمد بن الیاس کوچ و قیام کرتا ہوا اصطخر پہنچا اور یاقوت سے یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں مگر یاقوت اس کے مکر و حیلہ سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس کرمان کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت امیر سعید نے اپنے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۱ھ میں کرمان کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ محمد بن الیاس کی ماکان سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر محمد بن الیاس کو شکست ہوئی اور ماکان نے امیر سعید نصر بن احمد کی نیابت میں کرمان پر قبضہ کر لیا' محمد بن الیاس شکست اٹھا کر دینور چلا گیا کچھ عرصہ بعد ماکان بن کرمان سے واپس چلا آیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے اس کے واپس ہوتے ہی محمد بن الیاس پھر کرمان کی طرف واپس چلا آیا۔

امیر سعید نصر کا فرمان: امیر نصر نے مرداویج کے قتل کے بعد ایک فرمان ماکان کے نام دوسرا محمد مظفر والیٔ خراسان کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کی جانب بڑھنے کا حکم دیا رے میں ان دنوں دشمکیر برادر مرداویج حکومت کر رہا تھا۔ ماکان تیزی سے مسافت طے کر کے نیشاپور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشاپور پر قابض ہو گیا تھا اور ماکان کے پہنچنے سے پہلے دشمکیر کو شکست فاش دے چکا تھا۔ اس وجہ سے ماکان اس جنگ سے رک گیا اور نیشاپور میں مقیم ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی سند حکومت ماکان کو عطا کی۔ یہ واقعہ اوائل ۳۲۴ھ کا ہے۔

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ محمد بن الیاس نے ماکان کی واپسی کے بعد پھر کرمان کا ارادہ کیا تھا چنانچہ امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں' لیکن آخر کار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کی بغاوت: جب بانجین[1] نے جرجان پر قبضہ کرلیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی عنان حکومت ماکان کو دی گئی تو تھوڑے دن بعد بانجین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر سپہ سالار افواج سلاطین سامانیہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ماکان گورنر نیشاپور کو جرجان پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھا۔ ماکان نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا اس کے بعد نیشاپور سے نکل کر اسفرائین کی طرف گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی جرجان پر قبضہ کرلیا۔ قبضہ جرجان کے بعد خود مختار رہنے کی سوجھی مخالفت وخودسری کا اعلان کر دیا۔ اس وقت محمد بن مظفر نیشاپور چلا آیا تھا۔ ماکان نے اس کی فوج کی کمی کا احساس کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کے لئے تیار تھا اس وجہ سے نیشاپور کو چھوڑ کر سرخس چلا آیا اور ماکان رمضان ۳۲۴ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا۔ پھر یہ سوچ کر کہ مبادا شاہی افواج جمع ہو کر یلغار کریں نیشاپور سے واپس ہوا۔

ابوعلی بن ابوبکر محمد: ابوبکر محمد بن مظفر بن محتاج والی خراسان امیر سعید نصر کے نامور گورنروں میں سے تھا اور ۳۲۱ھ سے خراسان کی گورنری پر تھا جب ۳۲۷ھ کا دور آیا ابوبکر محمد بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری نے طول پکڑا تو امیر سعید نے اسے آرام دینے کی غرض سے اس کے بیٹے ابوعلی کو صغانیان سے طلب کر کے خراسان کی گورنری عنایت کی اور اس کے باپ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بخارا طلب کر لیا۔ ابوبکر محمد نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پر اپنے بیٹے سے ملا اور امور سلطنت اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا آیا۔

جرجان کی فتح: ابوعلی اسی سنہ میں نیشاپور میں داخل ہوا' چندے قیام پزیر رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کی طرف کوچ کیا اس وقت جرجان پر ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کی حکومت سے باغی تھا' ماکان نے اگرچہ جرجان کے گردونواح کے چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کر دیا تھا مگر ابوعلی نے جوں توں ان دشوار گزار منزلوں سے گزر کر جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ ماکان نے تنگ آ کر دشمگیر سے امداد طلب کی' دشمگیر اس وقت رے میں تھا۔ اس نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو اس کی کمک پر روانہ کیا اس سپہ سالار نے جرجان کے قریب پہنچ کر دونوں حریفوں میں صلح کی گفتگو شروع کرا دی دو چار بار ردوکد کے بعد صلح کی گفتگو تمام ہو گئی ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا' ابوعلی نے ۳۲۷ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سمجور دوانی کو مامور کیا۔

ابوعلی کی رے پر فوج کشی: ابوعلی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نظام حکومت درست کر کے اپنی جانب سے ابراہیم بن سمجور دوانی کو مامور کیا اور سامان جنگ وسفر درست کر کے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پر دشمگیر بن زیاد برادر مرداویج قابض تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ پسران بویہ' ابوعلی گورنر خراسان کو رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک وترغیب دے رہے تھے اور مالی اور فوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے۔ راز یہ تھا کہ جس وقت ابوعلی رے کو دشمگیر سے چھین لے گا اس وقت رقبہ حکومت کو وسیع ہونے کی وجہ سے رے میں قیام نہ کر سکے گا بآسانی تمام یہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔ الغرض ابوعلی ان لوگوں کی تحریک سے رے پر قبضہ کے

---

[1] بانجین دیلمی دشمگیر کے سپہ سالاروں سے تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۵۔

خیال سے روانہ ہوا۔

ابوعلی کا رے پر قبضہ: دشمگیر نے اس سے مطلع ہو کر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی ماکان فوجیں مرتب کر کے طبرستان سے روانہ ہوا۔ ادھر ابوعلی رے کے قریب آ پہنچا۔ رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں' اطراف رے میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا' دشمگیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف بھاگا اور وہیں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ماکان سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر الامر ایک تیر آ کر لگا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دے دی۔ فوج میں بھگدڑ مچ گئی فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ابوعلی فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے ۳۱۹ھ میں رے میں داخل ہوا اور ماکان کا سر قیدیان جنگ کے ساتھ دار السلطنت بخارا روانہ کر دیا۔

دشمگیر کی اطاعت: اس شکست کے بعد دشمگیر طبرستان ہی میں مقیم رہا' یہاں تک کہ اس نے بھی ملوک سامان کی اطاعت قبول کر لی ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور قیدیان جنگ کے واپس ملنے کی درخواست کی' امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اس کی درخواست کے مطابق رہا کر دیا اور مقتولین کا سر بخارا میں رہ گیا۔ دار الخلافت بغداد نہیں بھیجا گیا۔

ابوعلی کا بلادِ جبل پر قبضہ: ابوعلی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کر لینے کے بعد امیر سعید نصر کی حکومت کے تحت حکمرانی شروع کر دی۔ نظم و نسق درست کر کے ایک فوج کو بلادِ جبل سر کرنے کے لئے روانہ کیا اس فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ پھر ابوعلی نے رفتہ رفتہ زنجان' ابہر' قزوین' قم' کرخ' ہمدان' نہاوند اور دینور کو حدودِ حلوان تک کسی کو بزور تیغ کسی کو حکمتِ عملی سے فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ عمال مقرر کئے خراج وصول کیا۔

ساریہ کی مہم: حسن بن قیرزان' ماکان بن کالی کا چچا زاد بھائی اس وقت ساریہ میں تھا۔ دشمگیر اسے ایک مدت سے اپنا مطیع بنانا چاہتا تھا اور حسن انکاری جواب دے رہا تھا دشمگیر نے ابوعلی سے شکست اٹھا کر حسن کے زیر کرنے کے ارادہ کیا اور اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی شروع کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا حسن بحال پریشان کسی طرح اپنی جان بچا کر ابوعلی کی خدمت میں پہنچا اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ ابو علی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور کوچ و قیام کرتا ہوا ساریہ پہنچا۔ دشمگیر اس وقت تک ساریہ میں مقیم تھا ابوعلی نے ۳۳۰ھ میں دشمگیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی بالآخر دشمگیر نے مصالحت کی درخواست کی ابوعلی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا اقرار لے کر مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے سلار کو بطور رہن اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ جمادی الآخر ۳۳۱ھ میں مہم ساریہ سے فارغ ہو کر ابوعلی نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ جرجان پہنچ کر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر سنی فوراً خراسان کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن قیرزان کی بغاوت: امیر سعید نصر کی وفات اور ابوعلی کے خراسان کی جانب واپس ہونے سے حسن کو بغاوت کا موقع مل گیا' نہایت بے باکی سے ابوعلی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور دشمگیر کے بیٹے سلاء کو جو ابوعلی کے پاس رہن تھا لے کر جرجان آیا اور اس پر قابض ہو گیا ادھر دشمگیر نے رے کی جانب قدم بڑھایا اور کمال تیزی سے رے پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حسن نے دشمگیر سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ملانے کی غرض سے سالار ابن دشمگیر کو دشمگیر کے پاس بھیج دیا۔ دشمگیر

نے حسن کی تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دینے کا وعدہ کیا اور ملک گیری کی ترغیب دی۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی: دشمکیر کے قبضہ رے کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ دشمکیر کی فوج اور مال کی قلت سے جو کہ ابوعلی سے جنگ کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس بناء پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر فوج کشی کی۔ دشمکیر مقابلہ پر آیا اور شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی رکن الدولہ سے امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں داخل ہو گئے دشمکیر خاک بسر طبرستان کی جانب روانہ ہوا حسن بن قیرزان کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی دشمکیر سے اپنی پرانی عداوت نکالنے پر تل گیا فوج کے چند دستے لے کر روک ٹوک کے لئے میدان میں آیا۔ دشمکیر کے بقیہ ہمراہیوں میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کر کے اپنی جان بچائی دشمکیر نے شکست کھا کر خراباں کا راستہ لیا۔ انہیں واقعات سے حسن اور رکن الدولہ میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا اور رکن الدولہ نے حسن کی بیٹی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے فخر الدولہ علی پیدا ہوا۔

امیر سعید نصر کی وفات: ماہ رجب ۳۳۰ھ میں امیر سعید نصر والیٔ خراسان و ماوراء النہر بعارضہ سل بیمار ہوا۔ تیرہ مہینہ بیمار رہ کر ماہ شعبان میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کر کے راہ گزار عالم آخرت ہوا۔ حلیم، کریم اور عاقل تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا تھا۔

باب:۷

امیر نوح بن امیر سعید نصر

ابوالفضل محمد بن احمد: امیر سعید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ علم و کرم میں یہ بھی اپنے باپ کا سچا جانشین تھا۔ اس کی امارت و حکومت کی لوگوں نے بیعت کی۔ امیر حمید کا لقب اختیار کیا۔ اس کے باپ کے مشہور و نامور سرداروں میں ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ملک کا انتظام، گورنروں کا ردوبدل، عزل و نصب اس کی رائے سے ہوتا تھا۔

ابوالفضل بن حمویہ: مرحوم ابوسعید نصر نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ابوالفضل بن حمویہ کی زیر نگرانی بخارا کی حکومت پر مامور کیا تھا، ابوالفضل ہی اسماعیل کے ممالک مقبوضہ کا انتظام کرتا تھا اسی وجہ سے اس سے اور نوح سے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسماعیل اپنے باپ کی زندگی میں مر گیا امیر سعید نصر متمکن ہوا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکل کر جیحوں عبور کیا اور آمد آ پہنچا، ابوعلی اس وقت نیشاپور میں تھا ابوالفضل اور ابوعلی میں دامادی کا رشتہ تھا۔ ابوالفضل نے اپنے حالات لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر نوح نے اپنے علم خاص سے امان نامہ لکھ کر ابوالفضل کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو کمال عزت و احترام سے پیش آیا اور سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔ ابوالفضل بن حمویہ وزیر السلطنت ابوالفضل محمد بن احمد حاکم سے موافقت نہ رکھتا تھا اور نہ اس کے احکام کا لحاظ کرتا تھا اس وجہ سے وزیر السلطنت اس سے کشیدہ رہا کرتا تھا۔ غرض کہ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کدورت اور رنجش بھری ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اشکام کی سرکشی و اطاعت: امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا۔ امیر نوح نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کی جانب کوچ کیا اور ایک فوج کو ابراہیم بن فارس کی ماتحتی میں بطور ہراول آگے بڑھنے کا حکم دیا، اتفاق سے ابراہیم کا اثناء راہ میں انتقال ہو گیا۔ عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سن کر گھبرا گیا، بادشاہ ترک کے دامن میں جا چھپا۔ بادشاہ ترک کا لڑکا بخارا میں قید تھا، امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے معاوضہ میں تمہارے بیٹے کو قید سے رہا کر دوں گا، بادشاہ ترک نے اس کا اقراری جواب دیا کسی ذریعہ سے اس کی خبر عبداللہ بن اشکام تک پہنچ گئی۔ بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ آیا اور امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی۔ امیر نوح نے اس کا قصور

معاف کر دیا اور اس کی عزت بڑھا دی۔

ابوعلی اور رکن الدولہ کی جنگ: ان واقعات کے بعد امیر نوح نے مرو کی جانب کوچ کیا اور ابوعلی نے عساکر خراسانیہ کے ساتھ رے کی طرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم دیا۔ ابوعلی نے اس حکم کی تعمیل میں رے کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں دشمگیر سے ملاقات ہوگئی۔ دشمگیر وفد ہو کر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا' ابوعلی نے اپنے ہمراہیوں کے ہمرہ امیر نوح کی خدمت میں دشمگیر کو روانہ کر دیا اور خود بسطام کی طرف بڑھا۔ بسطام پہنچ کر اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کچھ لوگ ابوعلی سے مخاطب ہو کر منصور بن قراتکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کے بااثر سرداروں میں سے تھا جرجان کی طرف چل کھڑے ہوئے حسن بن قیرزان نے روکا جس سے یہ لوگ نیشاپور کی طرف لوٹے اور نیشاپور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔ ابوعلی ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد رے پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا' رے سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا' ابوعلی کے لشکر میں ایک دستہ کردوں کا بھی تھا۔ ان لوگوں نے ابوعلی کو دھوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے علیحدہ ہو کر امن حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابوعلی کو شکست ہوئی' لوٹ کر نیشاپور آیا۔ پھر نیشاپور سے مرو میں امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ابوعلی کا رے پر قبضہ: امیر نوح نے اسے تسلی دے کر تازہ دم فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' کثرتِ فوج سے خائف ہو کر رے چھوڑ دیا۔ ابوعلی نے رے پر اور تمام صوبجات پر قبضہ کر لیا۔ گورنروں اور نوابوں کو صوبے کے انتظام پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

ابوعلی کی معزولی: اس کے بعد امیر نوح نے مرو سے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور نیشاپور پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ابوعلی کے دشمنوں نے بازاریوں اور عوام الناس کو اشارہ کر دیا اور لوگ جوق در جوق امیر نوح کی خدمت میں آئے' ابوعلی اور اس کے گورنروں کی بداخلاقی' ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ امیر نوح نے نیشاپور کی حکومت پر ابراہیم بن سیجور کو مامور کیا اور نیشاپور سے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور ابوعلی میں کشیدگی: فتح رے کے بعد ابوعلی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلہ میں بحسن سلوک پیش آئے گا۔ مگر جب لگانے بجھانے والوں نے امیر نوح اور ابوعلی میں ناچاقی پیدا کر دی اور امیر نوح نے اسے معزول کر دیا تو ابوعلی نے اپنی معزولی سے رنجیدہ ہو کر رے آ کر قیام پزیر ہوا اور اپنے بھائی اور ابوالعباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کی طرف روانہ کیا ہمدان کی عنانِ حکومت اس کے حوالے کی اور اپنی تمام فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا۔ چنانچہ فضل نے نہاوند اور دینور کا ارادہ کیا۔ اس طرف کے رؤساء اکراد نے اطاعت قبول کی امن کے خواستگار ہوئے۔ فضل نے ان علاقوں پر قبضہ حاصل کر لیا اور ان کی اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے ان کی امانتیں واپس دے دیں۔

جس وقت دشمگیر بطور وفد امیر نوح کی خدمت میں بمقام مرو حاضر ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی کمک پر متعین کیا اور ابوعلی کو دشمگیر کی موافقت اور مدد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ دشمگیر نے ابوعلی سے جب کہ وہ رے کے قبضہ سے فارغ ہو کر نیشاپور کی طرف آ رہا تھا ملاقات کی

ابوعلی نے امیر نوح کی تحریر کے مطابق اپنی تمام فوج جو اس وقت اس کی رکاب میں تھی' دشمگیر کے ساتھ روانہ کر دی' دشمگیر دل بادل لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن قیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور دشمگیر نے جرجان پر امیر نوح بن سعید کی حکومت کی ماتحتی میں ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن احمد: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امیر نوح اس کے پہلے ابوعلی کو سپہ سالاری لشکر سے بھی معزول کر چکا تھا جس وقت ابوعلی نے مرو سے نیشاپور کی جانب کوچ کیا اور رے کے خیال سے سفر کی تیاری میں مصروف ہوا تو امیر نوح نے ایک شخص کو راہ روکنے کی غرض سے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی بلاوجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کی تنخواہ کم کر دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا۔ اس سے لشکریوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ایک دوسرے سے شکوہ و شکایت کرنے لگے اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا' اس وقت یہ فوج ہمدان میں تھی' تمام فوج نے جمع ہو کر رے جانے اور ابراہیم بن احمد برادر سعید کو امیر بنانے کی رائے قائم کی' ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ سے شکست اٹھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابوعلی کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو اس فعل سے روکا' مگر لشکریوں نے ایک نہ سنی' اُلٹے قید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت امارت کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۴ھ میں آیا۔ ابوعلی نے اس سے ملاقات کی اور تمام لشکریوں کے ساتھ ماہ شوال میں رے کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رے میں تھے کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط جو واقعات مذکورہ بالا پر مشتمل تھا روانہ کیا ابوعلی نے فوراً اپنے بھائی اور اس شخص کو جس نے لشکریوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کر لیا۔ رے اور بلاد جبل پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشاپور کا راستہ اختیار کیا۔

سپہ سالار محمد بن احمد کا قتل: امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کی جانب کوچ کیا چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار افواج کی بداخلاقی کی وجہ سے شورش کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اس کی شکایت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی وجہ سے ابوعلی کو حکومت کی مخالفت کا سودا ہوا ہے اس نے دولت و حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے اس کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اگر محمد بن احمد حاکم سپہ سالار ہمارے حوالے نہ کیا جائے گا تو ہم بالاتفاق حکومت کی اطاعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ امیر نوح نے اس شورش کو فرو کرنے کی غرض سے سپہ سالار مذکور کو لشکریوں کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ میں اسے قتل کر ڈالا۔

ابوعلی کا مرو پر قبضہ: اس اثناء میں ابوعلی نیشاپور پہنچا۔ اس وقت نیشاپور میں ابراہیم بن سیمجور اور منصور بن قراتکین وغیرہما سپہ سالاران حکمرانی کر رہے تھے ابوعلی نے ان لوگوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ ماہ محرم ۳۳۵ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا کچھ عرصہ بعد منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہو کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابراہیم بن احمد کے ساتھ نیشاپور سے مرو کی جانب روانہ ہوا' اثناء راہ سے ابوعلی کا بھائی فضل قید سے نکل کر قہستان کی طرف بھاگ گیا۔ الغرض جوں ہی ابوعلی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے۔ امیر نوح کے لشکر میں

اختلاف پیدا ہو گیا۔ لشکر کا اکثر حصہ امیر نوح سے علیحدہ ہو کر ابوعلی سے آملا۔ امیر نوح نے یہ رنگ دیکھ کر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابوعلی نے مرو پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے۔ قبضۂ مرو کے بعد ابوعلی نے طغارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ابوعلی کی شکست: امیر نوح نے بخارا پہنچ کر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار لشکر مرتب کر کے فضل بن محتاج برادر ابوعلی کی افسری میں صغانیاں کی طرف ابوعلی سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ صغانیان پہنچ کر اتفاق سے چند روز لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت نے فضل[1] پر تہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے مل گیا ہے اور گرفتار کر کے بخارا امیر نوح کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابوعلی کو طغارستان میں پہنچی۔ ابوعلی نے طغارستان سے صغانیاں کی جانب کوچ کیا۔ ربیع الاول ۳۳۷ھ تک دونوں فریقوں میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابو علی کو شکست دی۔ ابوعلی شکست اٹھا کر صغانیاں کی طرف لوٹا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر اس کے قریب ہی شومان[2] میں آ ٹھہرا۔

ابوعلی کی اطاعت: امیر نوح کی فوج نے صغانیاں میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا' ابوعلی کا محل اور اس کے امراء کے مکانات ویران کر ڈالے گئے۔ پھر امیر نوح کے لشکر نے اس قدر کامیابی پر اکتفانہ کر کے ابوعلی کا تعاقب کیا۔ ابوعلی اس وقت جنگ سے تنگ آ گیا تھا مگر مرتا کیا نہ کرتا بہ مجبوری ہر حکم ہر کہ بہ تنگ آید بہ جنگ آید پر لوٹ آنا پڑا اور نہایت سختی سے حکمت عملی سے انہیں ایسا گھیر لیا کہ رسد و غلہ کی آمد کا کیا ذکر ہے خط و کتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی تب لشکریان امیر نوح نے مصالحت کا پیام دیا۔ ابوعلی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بیٹے ابوالمظفر عبداللہ کو نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیج دیا۔ ماہ جمادی الآخر ۳۳۳ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا۔

جس وقت ابوعلی کا بیٹا ابوالمظفر وارد بخارا ہوا۔ امیر نوح توقع سے زیادہ بہ اعزاز و عزت پیش آیا اپنے امراء کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور جب وہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا اسے خلعت دیا اور اپنے ہم نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

رکن الدولہ بن بویہ کی حکمت عملی: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں کہ جن کی مورخین خراسان نے روایت کی ہے' اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابوعلی خراسانی لشکر لئے ہوئے رے کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی' عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رے کو چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ ابوعلی رے پر قابض ہو جائے گا تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ چنانچہ رکن الدولہ نے ایسا ہی کیا اور ابوعلی نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابوعلی سے ایک لاکھ دینار سالانہ رے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور

---

[1] فضل اپنے بھائی ابوعلی کی قید سے نکل کر قہستان بھاگ گیا تھا وہاں پہنچ کر ایک گروہ جمع کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا اس وقت نیشاپور میں ابوعلی کی طرف سے محمد بن عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا۔ فضل کی آمد کی خبر پا کر محمد بن عبدالرزاق مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو شکست دی فضل شکست کھا کر بخارا پہنچا امیر نوح نے بکمال عزت و احترام اپنے پاس ٹھہرایا اور کچھ عرصہ بعد ایک بڑے لشکر کے ساتھ صغانیاں کی طرف روانہ کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔

[2] شومان ایک قریہ کا نام ہے جو صغانیاں سے چوبیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۲۔

سال بھر کا خراج بمد پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کر لی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابو علی کی طرف سے بدظن کرنے لگا وقتاً فوقتاً اس کی بغاوت سے ڈراتا اور گاہے گاہے اسے ابوعلی کے گرفتار کر لینے کی ترغیب دیتا تھا بالآخر امیر نوح اس امر پر تیار ہو گیا اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس رے کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت لکھوانے کے لئے روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے ان واقعات سے سے ابوعلی کو مطلع کر دیا۔

ابوعلی اس وقت ہمدان میں تھا ادھر ابوعلی یہ خبر پا کر ہمدان سے خراسان کی جانب لوٹا۔ رکن الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا اس سے خراسان میں ایک بڑا طوفان آ گیا' ادھر رکن الدولہ نے امیر نوح کے قاصد کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اثناء راہ میں ابوعلی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوٹ نہ لے اس وجہ سے میں رے کا خراج نہیں بھیجتا اور در پردہ ابوعلی کو کہلا بھیجا کہ تم مخالفت کا اعلان کر دو میں تمہاری مدد کروں گا۔ امیر نوح اور ابوعلی رکن الدولہ کے فریب میں آ گئے۔ نیشاپور میں ایک دوسرے سے گتھ گئے' امیر نوح کو شکست ہوئی ابوعلی نے بخارا پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حکمت عملی سے ابوعلی اور ابراہیم میں ناچاقی پیدا کرا دی' نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔ اس وقت رکن الدولہ کو پھر موقع مل گیا۔ امیر نوح کو ابھار کر اس کے چچا ابراہیم سے لڑا دیا اور ابراہیم گرفتار کر لیا گیا۔ امیر نوح نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اس کے خاندان کے ایک گروہ کو بھی یہی سزا دی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عبدالرزاق کی بغاوت: محمد بن عبدالرزاق طوس اور اس کے صوبوں کا گورنر تھا جس وقت ابوعلی نے نیشاپور سے امیر نوح کے خلاف فوج کشی کی تھی اس وقت ابوعلی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ جب امیر نوح کے قدم حکومت پر جم گئے تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں دشمگیر جرجان سے حسن بن قیرزان سے شکست کھا کر امیر نوح کی خدمت میں آ پہنچا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے منصور کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر نیشاپور روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں عجلت سے کام لیا جائے۔ محمد ابن عبدالرزاق نے یہ خبر پا کر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑ کر استر آباد کا راستہ لیا منصور نے اس کے تعاقب میں قدم بڑھایا۔

محمد بن عبدالرزاق کی اطاعت: محمد بن عبدالرزاق نے جرجان پہنچ کر رکن الدولہ بن بویہ سے امن حاصل کیا اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کی جانب کوچ کیا۔ قلعہ شمیلان بن رافع بن عبدالرزاق پر محاصرہ ڈالا۔ رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے سازش کر لی اور اس سے امن کے خواستگار ہوئے جس سے رافع کی کمر ٹوٹ گئی۔ شمیلان چھوڑ کر قلعہ اراک چلا گیا۔ منصور نے شمیلان پر اور اس کے تمام مال و اسباب اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد منصور نے قلعہ ارک کا رخ کیا اور اسکا بھی محاصرہ کر لیا' احمد بن عبدالرزاق نے اپنے چچازاد بھائیوں اور اہل و عیال کے لئے منصور سے امن حاصل کر لیا باقی رہا رافع وہ اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ قلعہ چھوڑ کر پہاڑیوں میں چلا گیا۔ منصور نے قلعہ کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن عبدالرزاق کے اہل و عیال اور اس کے مال کو بخارا روانہ کر دیا۔ بخارا میں پہنچ کر یہ لوگ قید کر دیئے گئے۔ آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا جس وقت عبدالرزاق رے پہنچا رکن الدولہ نے انعامات دیئے۔ وظیفہ مقرر کر دیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان کی طرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ: جس وقت خراسان میں بدنظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن قیرزان نے جمع ہو کر دشمکیر کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے دشمکیر کو شکست دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طبرستان سے نکل کر جرجان جا پہنچا اور اس پر بھی قابض ہو گیا حسن بن قیرزان نے نظم ونسق کی غرض سے جرجان میں قیام اختیار کیا۔ دشمکیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا۔

منصور بن قراتکین کی جرجان پر فوج کشی: دشمکیر اس سے دل برداشتہ ہو کر خراسان چلا گیا' والی خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان مرتب کر کے دشمکیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کی طرف بڑھا اس وقت جرجان میں حسن بن قیرزان موجود تھا۔ چونکہ منصور کا دل دشمکیر سے صاف نہ تھا اس وجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ وحوالہ سے کام لیا۔ نامہ وپیام کر کے مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے کو ضمانت کے طور پر اپنے پاس بلا لیا۔ اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی خبر گوش گزار ہوئی جس سے منصور کو بے حد صدمہ اور رنج ہوا حسن کے بیٹے کو اس کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ گیا۔ باقی رہ گیا دشمکیر وہ جرجان میں ٹھہرا رہا۔

سبکتگین کا ہمدان پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں منصور بن قراتکین امیر نوح سامانی کے حکم سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ ان دنوں اطراف فارس میں تھا اس وجہ سے منصور بلا مقابلہ رے اور تمام بلاد جبلہ پر قرمسین تک قابض ہو گیا۔ سبکتگین ان حالات سے متاثر ہو کر منصور کی روک تھام کے لئے نکلا۔ خراسانی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اس وقت یہ غارت گری میں مصروف تھا۔ سبکتگین نے ان کے سردار بحکم خمارتکین کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ باقی ماندہ لشکر خراسان سے ہمدان میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ سبکتگین نے بھی تعاقب کیا۔ خراسانی لشکر نے ہمدان کو بھی چھوڑ دیا۔ سبکتگین نے قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں رکن الدولہ بھی آ پہنچا اور اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کے ساتھ معرکہ آرائی کی جائے اس کے بعد خراسانی لشکر رسد وغلہ کے بند ہونے کی وجہ سے رے کی طرف بھاگا' حالانکہ رسد وغلہ کی کمی میں دونوں حریف برابر تھے فرق اس قدر تھا کہ دیلمی اس وجہ سے کہ بدویت سے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر سکے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا۔ رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کا امارت خراسان پر تقرر: اصفہان سے واپسی کے بعد منصور بن قراتکین سپہ سالار عساکر خراسانیہ نے رے میں ماہ ربیع الاول ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسفیجاج میں اپنے والد کے پاس مدفون ہوا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور اس کی حکومت پر ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا اور نیشاپور لوٹ جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے آئے دن گورنری خراسان سے استعفاء دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابوعلی کو گورنری خراسان پر بھیجنے کا وعدہ کرتا تھا۔ جب منصور نے وفات پائی تو امیر نوح نے خلعت

---

[1] چونکہ امیر نوح نے خشکین کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا اپنا عقد کر لیا اس وجہ سے منصور کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا عقد اپنے آزاد غلام خشکین نامی سے کر دیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۱۸۸ مطبوع مصر۔

اور لواء ابوعلی کے پاس روانہ کیا اور خراسان جانے کا حکم دیا اور رے کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چنانچہ ابوعلی ماہ رمضان ۳۴۰ھ میں صغانیاں سے روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے ابومنصور کو قائم مقام مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو پہنچا اور وہیں خوارزم کے معاملات ختم ہونے تک ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

قلعہ طبرک کا محاصرہ: ۳۴۲ھ میں دشمکیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو مع خراسانی افواج کے دشمکیر کے ساتھ رے جانے کے لئے لکھا۔ اس حکم کے مطابق ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابوعلی لشکر خراسان لئے ہوئے رے کی جانب رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے کثرت فوج سے خائف ہو کر مقابلہ نہ کیا قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی۔ ابوعلی کئی مہینے محاصرہ ڈالے ہوئے لڑتا رہا۔ جب وہ اپنی کامیابی کے خیال سے ناامید ہو گیا اور سردی کی شدت سے بہت سے چوپائے ہلاک ہو گئے تو مجبوراً صلح کی طرف مائل ہوا۔ محمد بن عبدالرزاق نے دونوں میں دوڑ دھوپ کر کے مصالحت کرا دی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی ابوعلی لوٹ کر خراسان آیا دشمکیر کو یہ امر ناگوار گزرا۔ امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابوعلی نے جنگ میں تاخیر کی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔ مصالحت اور ابوعلی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے دشمکیر کی طرف رخ کیا۔ دشمکیر شکست اٹھا کر اسفرائین چلا گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی معزولی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ دشمکیر نے امیر نوح کو ابوعلی کی جانب سے ابھارنا شروع کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے لگانے بجھانے کا یہ اثر پیدا ہوا کہ امیر نوح نے ۳۴۲ھ میں ابوعلی کو حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ بھیجا اور دوسرے سپہ سالاروں کو بھی اس کی اطلاعی یادداشت روانہ کی اور اس کی جگہ گورنری اور سپہ سالاری پر ابوسعید بکر بن فرغانی کو مامور کیا۔ ابوعلی نے معذرت کی مگر پذیرائی نہ ہوئی نیشاپور کے رؤساء اور اراکین شہر نے ابوعلی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں جنہیں منظوری کا درجہ عنایت نہ ہوا ابوعلی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی علم بغاوت بلند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اس نے دشمکیر اور حسن بن قیرزان کو لکھ بھیجا کہ تم دونوں متفق ہو کر ایک دوسرے کے معاون بن کر رکن الدولہ کے مقابلہ پر جاؤ اور جہاں کہیں اس کے امراء اور سرداروں کو پاؤں بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ دشمکیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ ابوعلی کو خطرہ پیدا ہوا۔ اب وہ نہ تو صغانیاں کی طرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کی وجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا' چار و ناچار رکن الدولہ کی طرف مائل ہوا اور اس سے حاضری کی اجازت چاہی' رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی' ابوعلی ۳۴۳ھ میں رے چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا ابوعلی کی روانگی کے بعد ابوسعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات: امیر نوح ملقب بہ حمید نے بارہ برس حکومت کر کے ماہ ربیع الآخر ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

عبدالملک بن امیر نوح: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالملک تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک فرغانی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہو گیا تو عبدالملک نے ابو سعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا۔ خراسان میں اس سے اور ابوعلی سے جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

محمد بن ماکان اور ابن عمید کی جنگ: پھر ۳۴۲ھ میں خراسان کے لشکر نے رے کی طرف قدم بڑھایا ان دنوں رے میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی معز الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد سے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) سبکتگین کی افسری میں روانہ کی' ابو سعید نے خراسان سے ایک دوسرا لشکر محمد بن ماکان کی ماتحتی میں قریب ترین راستہ سے اصفہان کی طرف بھیجا۔ اصفہان میں اس وقت ابو منصور علی بن بویہ رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سن کر اپنے باپ کے حرم اور خزانے لے کر نکل کھڑا ہوا اور خالنجان میں جا کر دم لیا' محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر کے ابو منصور کا تعاقب کیا ابو منصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے پڑ گیا فوراً قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ کچھ دور چل کر ابو منصور کو بھی جا گھیرا' اتفاق سے اس وقت ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیر السلطنت) آ پہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن عمید کے اکثر ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا لڑتا رہا۔ محمد بن ماکان کا لشکر فتحیابی کے جوش و مسرت میں لڑائی چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گیا۔

محمد بن ماکان کی گرفتاری: اس اثناء میں ابن عمید کے پاس تھوڑے آدمی جمع ہو گئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مر جانے پر عہد لے کر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا محمد بن ماکان کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی محمد بن ماکان گرفتار کر لیا گیا۔ ابن عمید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اصفہان کی طرف آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ رکن الدولہ کی حرم اور اولاد اصفہان میں جس مقام پر رہتی تھی وہیں ٹھہرائی گئی۔

رکن الدولہ اور بکر بن مالک کے مابین مصالحت: ان واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر مصالحت کر لی' رے اور بلادِ جبل پر مصالحت کی رو سے قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دار الخلافت بغداد سے اس کے بھائی نے خلعت اور خراسان کی گورنری کا جھنڈا روانہ کیا جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۳ھ میں خراسان پہنچا۔

ابو الحرث منصور بن نوح: امیر عبد الملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہ شوال ۳۵۰ھ میں رہ گزار عالم بقا ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابو الحرث منصور بن نوح نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے شروع زمانہ میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ دشمکیر یہاں سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا۔

منصور کی خراسان پر فوج کشی: ۳۵۰ھ میں ابو علی بن الیاس والی کرمان وفد ہو کر امیر ابو الحرث منصور کی خدمت میں آیا اور بنو بویہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی' رے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کر کے اس پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی امیر منصور نے دشمکیر اور حسین بن قیرزان کو رے کے ارادے سے مطلع کیا اور تیاری کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک فوج مرتب کر کے ابو الحسن بن محمد بن سیجور دوانی سپہ سالار افواج خراسان کی ماتحتی میں رے کی جانب روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تمام کام دشمکیر کی رائے سے کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنانا۔

دشمکیر کی وفات: رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی۔ گھبرا گیا۔ اپنے اہل و عیال اور لڑکوں کو اصفہان بھیج دیا اپنے بیٹے

عضد الدولہ کو فارس سے امداد دی فوج بھیجنے کے لئے لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عز الدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک ممکن ہو کمک روانہ کرو چنانچہ عضد الدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کی کمک پر براہ خراسان یہ ظاہر کر کے روانہ کی کہ خراسان اس وقت اپنے حامیوں سے خالی ہے' اہل خراسان اسے خبر سے متوحش ہو کر باہر نکلے اور خراسان چھوڑ کر دافغان میں جا کر دم لیا' رکن الدولہ یہ خبر پا کر اپنے لشکر کے ساتھ رے سے نکل کر ان کی طرف بڑھا اسی اثناء میں دشمکیر ایک روز سوار ہو کر شکار کھیلنے کے لئے نکلا اتفاق سے ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا۔ دشمکیر نے اس پر تیر مارا نشانہ خالی گیا سؤر نے حملہ کر کے دشمکیر کے گھوڑے کو زخمی کر دیا دشمکیر زمین پر آ رہا۔ سؤر نے لپک کر دشمکیر پر بھی دانت مارا اور اسے اس قدر زخمی کیا کہ وہیں مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۷ھ کا ہے۔ دشمکیر کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ جو لوگ اس کی ایذا کے درپے تھے اپنا سا منہ لے کر دم بخود رہ گئے۔ بیستون بن دشمکیر اپنے باپ کی جگہ حکمران ہوا۔ اس نے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کر کے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ رکن الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔

ابوعلی بن الیاس: ابوعلی بن الیاس نے حکومت بنو سامان کی ماتحتی میں صوبہ کرمان پر قبضہ کیا تھا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا پھر یہ بعارضہ فالج مبتلا ہو کر مدتوں اس میں گرفتار رہا۔ اس کے تین بیٹے تھے' الیسع' الیاس اور سلیمان۔ جب ابوعلی کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے یہ فیصلہ دیا کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک الیسع ہو اور الیسع کے بعد الیاس کو حکومت دی جائے۔ سلیمان کو اس وجہ سے اس سے اور الیسع سے عداوت کی تھی حکم دیا بلاد صغد میں جا کر مقیم ہو اور وہاں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلادِ صغد کی طرف روانہ ہوا اور سیر جان پہنچ کر قبضہ کر لیا جب ابوعلی کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے الیسع کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سلیمان کو لڑ کے ملک بدر کر دو اور اگر اسے بلادِ صغد کے قبضہ کی خواہش ہو تو اسے اس سے بھی روک دو۔

الیسع کا سیر جان پر قبضہ: الیسع کوچ و قیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان تنگ ہو کر حکمت عملی سے اپنا مال و اسباب حصار سے نکال کر خراسان چلا گیا اور الیسع نے سیر جان پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن ابوعلی: ان واقعات کے بعد ابوعلی بخارا چلا گیا۔ اس وقت اس کا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابوالحرث بعزت و احترام پیش آیا اور اپنے مقربین بارگاہ میں داخل کر لیا ابوعلی نے امیر ابوالحرث کو رے پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی'

ا ابوعلی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سیر جان پر الیسع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خائف ہو کر ابوعلی سے الیسع کی شکایت کی ابوعلی نے بلا تحقیق الیسع کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا الیسع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ دیکھو ہمارے شوہر نے جو کچھ لڑکے کے حق میں کیا تھا اسے توڑ دیا اس کے بعد تمہارے لڑکے الیاس کے ساتھ یہی واقعہ پیش آئے گا نتیجہ کیا ہو گا کہ ملک و حکومت آل الیاس سے نکل جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے الیسع کی رہائی میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ الیاس کی ماں اس پر راضی ہو گئی ابوعلی کو کسی وقت غش آ جاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا۔ دونوں عورتوں نے ابوعلی کی غشی کے وقت متفق ہو کر الیسع کو رہا کر دیا الیسع قید سے رہا ہو کر لشکر گاہ میں پہنچا۔ لشکریوں نے کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطیع ہو گئے۔ جن لوگوں نے لگایا بجھایا تھا وہ بھاگ گئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے الیسع نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب ابوعلی کو غش سے افاقہ ہوا تو وہ اپنے کو محاصرہ میں دیکھ کر اپنے بیٹے الیسع سے امان کا خواستگار ہوا الیسع نے قلعہ اور تمام صوبہ کرمان کو اپنے باپ ابوعلی کو امن دے دیا ابوعلی بہت سا مال و اسباب لے کر بخارا چلا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ۲۳۰ جلد ۸۔

چنانچہ امیر ابوالحرث نے فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ کیں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور ابوعلی اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ کما تذکرہ فی اخبارہ۔

سلیمان بن ابوعلی اور کورکین کی جنگ: کچھ روز بعد الیسع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے امیر ابوالحرث منصور کو کرمان کے قبضہ پر ابھارا اور اس کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپ کے مطیع ہیں آپ کے پہنچنے کی دیر ہے پہنچے نہیں کہ ان لوگوں نے اطاعت کی نہیں' امیر ابوالحرث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کی طرف روانہ کی جونہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا قمص اور لویص کے اطراف و جوانب کے رہنے والے اور ان لوگوں نے جو کہ عضد الدولہ کے خلاف تھے اطاعت قبول کی اس سے سلیمان کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کوکین گورنر کرمان جو کہ عضد الدولہ کی طرف سے کرمان میں رہتا تھا یہ خبر پا کر روک تھام کے لئے نکلا۔ سلیمان سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سلیمان کے ہمراہی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے جس سے سلیمان کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بھتیجے بکر و حسین پسران الیسع اور بہت سے سرداران لشکر کام آ گئے اور کرمان پر دیلم کا قبضہ ہو گیا۔

منصور اور بنو بویہ میں مصالحت: ان واقعات کے ختم ہونے پر امیر ابوالحرث منصور بن نوح والی خراسان و ماوراء النہر اور رکن الدولہ میں مصالحت ہو گئی اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا' بے انتہا ہدایا اور تحائف دیئے کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ دونوں امیروں کے صلح نامہ پر سرداران خراسان فارس اور عراق نے اپنے اپنے دستخط کئے۔ اس صلح نامہ کی تکمیل ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور سپہ سالار افواج خراسان نے کرائی تھی' جو امیر ابوالحرث منصور کی طرف سے سالار تھا یہ واقعہ ۳۶۱ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت: ۳۶۶ھ کے نصف میں امیر ابوالحرث منصور نے بخارا میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوالقاسم نوح ایک نوعمر لڑکا تھا سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا' قلمدان وزارت ابوالحسن عتبی کے سپرد کیا گیا عہدۂ حجابت سے ابوالعباس (ابوالحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

طاہر بن خلف: ہم اوپر خلف بن احمد لیثی والی سجستان کے حالات بیان کر چکے ہیں کہ اس نے امیر منصور بن نوح سے اپنے عزیز قریب طاہر بن خلف بن احمد بن حسین کے مقابلہ میں جس نے ۳۵۴ھ میں اس سے بغاوت کی تھی امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی امداد دی اور اسے اس کی حکومت کی کرسی پر دوبارہ متمکن کیا۔ اس کے بعد جب کہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا طاہر نے پھر بغاوت کر دی۔ خلف نے امیر منصور سے پھر امداد طلب کی' امیر منصور نے امداد دی اس اثناء میں طاہر انتقال کر گیا' اس کا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر متمکن ہوا' خلف نے اس کا محاصرہ کر لیا نہایت خوشی سے محاصرہ قائم رکھا۔ بالآخر حسین سجستان کو خیرباد کہہ کر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف حکومت امیر نوح کی ماتحتی میں سجستان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ مقرر دارالامارت بھیجنا شروع کیا۔

قلعہ ارک کا محاصرہ: چند دن بعد شاہی اطاعت و فرماں برداری میں کوتاہی کرنے لگا' احکام شاہی کی تعمیل میں اعراض و چشم پوشی سے کام لینے لگا۔ تب حسین بن طاہر عساکر خراسان کا لشکر لے کر خلف بن احمد کی سرکوبی کے لئے آیا اور قلعہ ارک

میں محاصرہ ڈالا ایک بڑی مدت تک محاصرہ ڈالے رہا وزیر السلطنت ابوالحسن نے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جس میں حسن بن مالک اور کناش وغیرہ جیسے سپہ سالار تھے کمک پر بھیجا۔ سات برس تک محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ رسد وغلہ اور فوج کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن سمجور کی معزولی: ابن سمجور ان دنوں خراسان میں تھا چونکہ اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہو گیا تھا اس وجہ سے سلطان کی اطاعت خاطر خواہ نہ کرتا تھا اور خلف بن احمد اس کا دوست ومشیر تھا اس بناء پر اس پر بھی شاہی عتاب ہوا اور حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ ابوالعباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی ابن سمجور معذرت کا عریضہ لکھ کر قہستان چلا گیا اور بہ انتظار جواب وہیں ٹھہرا رہا کچھ عرصہ بعد بجستان جانے کی بابت امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سمجور نے بجستان کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرہ سے نکل جانے کا موقع دیا۔ خلف قلعہ طاق میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور ابن سمجور کچھ دن بعد امیر نوح کے خوش کرنے کو وہاں قیام پزیر رہا۔ پھر وہاں سے واپس آیا۔

ابوالعباس تاش کی گورنری: جس وقت امیر نوح نے ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری وحکومت خراسان پر مامور کیا اور ابوالعباس تاش ۳۷۱ھ میں وارد خراسان ہوا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سے ملاقات ہوئی یہ لوگ جرجان سے آئے ہوئے تھے ان دونوں کی سرگزشت یہ ہے کہ جس وقت عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور شکست دے دی تب فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس جا کے پناہ گزین ہوا۔ عضد الدولہ نے شمس المعالی کو کے پاس فخر الدولہ کے واپس بھیجنے کا خط لکھا اور لالچ بھی دیا اور دھمکی بھی دی قابوس نے انکاری جواب دیا۔ عضد الدولہ نے طیش میں آ کر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی موید الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا قابوس مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگا اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا اور جب اس میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اپنا مال و اسباب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدانِ جنگ سے اپنی جان بچا کر آ پہنچا' دونوں ابوالعباس سے ملے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ ابوالعباس نے ان کی بے حد عزت وتوقیر واحترام سے ٹھہرایا چنانچہ ان دونوں نے ابوالعباس کے پاس قیام اختیار کیا اور موید الدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوالعباس کا محاصرہ جرجان: جب قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابوالعباس تاش کے پاس آ کر پناہ گزین ہوئے اور جرجان وطبرستان کو موید الدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی ابوالعباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کی غرض سے ایک عرض داشت بخارا روانہ کی چنانچہ امیر نوح نے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور ان کا ملک واپس دلانے کا حکم دیا۔ ابوالعباس تاش نے فوجیں آراستہ کر کے کے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ موید الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے کوچ کیا۔ سفر وقیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور محاصرہ ڈال دیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ ڈالے رہا موید الدولہ نے فائق نامی ایک خراسانی سپہ سالار کو ملا لیا۔ صف آرائی سے اس نے حسب وعدہ اپنا مورچہ کو چھوڑ دیا اور شکست اٹھا کر بھاگا۔ موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر حملہ کیا جس سے خراسانی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور شکست کھا کر نیشاپور چلی آئی۔

ابوالحسن عتبی کا قتل: ابوالعباس تاش نے اس شکست کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی دہ فرمان بھیجا اور اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کیا کہ چاروں طرف سے فوجیں مسلح ہو کر نیشاپور میں حاضر ہوں اور قابوس وفخر الدولہ کا حق دلانے کے لئے ابوالعباس تاش کے زیر حکومت موید الدولہ پر حملہ کریں۔ تھوڑے دنوں میں ایک بڑی فوج جمع ہوگئی۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی کے قتل کی خبر مشہور ہوئی جس سے وقتی طور پر فوج کشی ملتوی ہوگئی کیونکہ عنان حکومت وسلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۲ھ کا ہے وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کی طلبی پر ابوالعباس تاش نیشاپور کو چھوڑ کر نظام حکومت درست کرنے کی غرض سے بخارا چلا گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انہیں گرفتار کر کے قتل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ابوالعباس کی خراسان پر فوج کشی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیجور جس وقت سجستان گیا تھا وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ جب ابوالعباس تاش بخارا کی جانب روانہ ہوا تو ابن سیجور نے فائق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متفق ہو کر خراسان پر قبضہ کر لیں فائق نے اقراری جواب دیا چنانچہ دونوں نیشاپور میں جمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعباس تاش یہ خبر پا کر فوجیں لے کر ان دونوں پر چڑھ گیا' ان دونوں نے گھبرا کر خط وکتابت شروع کی بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج ابوالعباس تاش کو دی جائے' بلخ فائق کو اور ہرات ابوالحسن بن سیجور کو اس مصالحت کے بعد تمام فریق اپنے اپنے صوبوں کو واپس ہوئے۔

ابوالعباس کی معزولی: فخر الدولہ بن بویہ ان واقعات کے اثناء میں ابن سیجور اور فائق کے ساتھ نیشاپور ہی میں مقیم تھا اور امداد کے انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا بھائی موید الدولہ ماہ شعبان ۳۷۳ھ میں مر گیا ارا کین حکومت نے اسے کرسی حکومت پر بٹھانے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس امر کی تحریک ابن عباد وغیرہ نے کی تھی فخر الدولہ نے نیشاپور سے جرجان کی جانب کوچ کیا اور جرجان پہنچ کر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کر لیا اور امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کی جانب ابوالعباس کے روانہ ہونے پر ابوالعباس کی جگہ عہدۂ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا اس سے اور ابوالحسن عتبی سے ان بن کیا بلکہ عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کا چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے سبکدوش کر دیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو نیشاپور کی سند حکومت بھیج دی۔

ابوالعباس کی بغاوت: ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کی خدمت میں معذرت اور تلطف خسروانہ دانا کی عرضداشت روانہ کی امیر نوح نے توجہ نہ فرمائی اس بناء پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کر دیا اور فخر الدولہ سے ابن سیجور کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی فخر الدولہ نے فوجی اور مالی امداد دی اور اپنے نامور سپہ سالار ابومحمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ ابومحمد نے اپنی اور دیلمی فوجوں کے ساتھ نیشاپور میں قدم بڑھایا اور ابن سیجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہو گیا فریق مخالف نے محاصرہ ڈال دیا تھوڑے دن بعد فخر الدولہ نے ایک اور تازہ دم فوج کمک پر بھیج دی ابن سیجور محاصرہ اٹھا کر مقابلہ پر آیا ان لوگوں نے اسے شکست دی اور اس کے تمام مال واسباب کو لوٹ

لیا ابوالعباس نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کرلیا اور دوبارہ امیر نوح کی خدمت میں عذر خواہی اور الطاف شاہی کے مبذول کرنے کا عریضہ روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اس کی معزولی پر زیادہ زور دیا جس سے دونوں کے دل میں کدورت بدستور باقی رہی۔

ابوالعباس کی شکست وفرار: اس شکست کے بعد ابن سمجور نے اپنی حالت درست کی۔ امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہوکر اس کی کمک پر آئے جس سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ شمس الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کے لئے لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی عداوت کی وجہ سے دو ہزار سواروں سے اس کی مدد کی لڑائی ہوئی ابوالعباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی بے حد عزت کی اور اسے جرجان، دہستان اور استرآباد بطور جاگیر دے کر رے کا راستہ لیا اور اس قدر مال واسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جس کا شمار نہیں ہوسکتا۔ ابوالعباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں، چندے اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کی طرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا۔ ناکام جرجان واپس آیا تین برس قیام کر کے مرگیا۔

اہل جرجان کی بغاوت: اہل جرجان نے ابوالعباس کے اراکین دولت کی اطاعت قبول کی مگر ان لوگوں کی بدخلقی اور ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے لڑ پڑے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی یہاں تک کہ ابوالعباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کی تب اہل جرجان نے ان کی خونریزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ متفرق اور منتشر ہوکر ادھر ادھر چلے گئے ان میں سے اکثر نے جن میں ابوالعباس کے ممتاز خواص اور غلام تھے خراسان میں جا کر قیام اختیار کیا۔

ابوعلی بن ابوالحسن: یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان سمجور دفعتہً مرگیا تھا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی حکمرانی کر رہا تھا اس کے بھائیوں نے اس کی حکومت کی اطاعت کرلی تھی۔ ان میں سب سے بڑا ابوالعباس تھا البتہ فائق نے حکومت وریاست کی بابت جھگڑا شروع کیا تھا اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس گئے جس سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئے اور حالت درست ہوگئی۔

ابوعلی محمد بن عیسیٰ کی وزارت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سمجور، ابوالعباس تاش اور فائق نے متفق ہوکر نیشاپور، سپہ سالاری خراسان، حکومت بلخ وہرات کے حصے بخرے کر لئے تھے اس کے بعد وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوالعباس کو مامور کیا ان دونوں میں جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور ابوعلی ہرات میں، فائق بلخ میں استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کر لینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا اتفاق سے چند روز بعد وزیر السلطنت ابن عزیز معزول ہوکر خوارزم کی جانب شہر بدر کر دیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسیٰ دامغانی کو مرحمت ہوا کیونکہ حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے اور آمدنی کم ہوگئی تھی اس وجہ سے ابوعلی محمد عہدۂ وزارت کے فرائض کو پورے طور سے ادا نہ کرسکا نتیجہ یہ ہوا کہ معزول کر دیا گیا۔ نصر بن احمد بن محمد اور یزید عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا تھوڑے دن کے بعد یہ بھی عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا اور ابوعلی دامغانی بدستور عہدۂ وزارت پر بحال ہوا اس اثناء میں ابوالحسن بن سمجور مرگیا اس کا بیٹا ابوعلی اس

کی جگہ حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی محمد اور فایق کی جنگ: ابوعلی نے کرسی حکومت پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ جیسے میرے باپ کو سند حکومت مرحمت ہوئی تھی مجھے عنایت کی جائے۔ امیر نوح نے بظاہر درخواست کو منظور کر لیا اور در پردہ فایق لکھا کہ تم خراسان پر قبضہ کر لو۔ اس کے ساتھ ہی خلعت اور پھریرا بھیج دیا۔ ابوعلی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ان صوبوں پر میری حکومت قائم رہ گئی ہے مگر جب اس پر اس راز کا انکشاف ہوا تو اس نے بے شمار لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فایق پر فوج کشی کر دی۔ ہرات اور بوشنج کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی میدان ابوعلی کے ہاتھ رہا فایق شکست کھا کر مرو الرود چلا گیا۔

ابوعلی بحیثیت گورنر خراسان: ان واقعات کے بعد امیر نوح نے ابوعلی کو سپہ سالاری افواج اور نیشاپور ہرات، قہستان کی سند گورنری مرحمت کی عماد الدولہ کا خطاب دیا۔ رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اس کا ایک ممتاز رتبہ ہو گیا اور اس نے آہستہ آہستہ تمام صوبہ خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس درجہ مستعد اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کی طلبی پر بھی اس نے اپنے صوبے کا ایک قلیل حصہ علیحدہ نہ کیا مگر سطوت شاہی کے خوف سے بظاہر حکومت

کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور در پردہ بقرا خان ترکی بادشاہ کاشغر و شاغور سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے بخارا اور ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اسے مستقل طور سے خراسان کی حکومت مل گئی۔

فایق بن ابوالحسن سمیجور: فایق ابوعلی سے شکست کھا کر مرو الرود چلا گیا تھا اور وہیں اس وقت تک قیام پزیر رہا تھا۔ جب تک کہ اس کے زخم اچھے نہ ہو گئے اور اس کے پاس اس کے ہمراہی آ کر جمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دن کے بعد جب فایق کی حالت درست ہو گئی تو اس نے بلا اجازت بخارا کی طرف کوچ کیا۔ امیر نوح کو اس کی خبر لگی۔ مشتبہ ہو کر ایک فوج وفلکرون برادر حاجب کی ماتحتی میں روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ فایق شکست کھا کر بھاگا نہر عبور کر کے بلخ پہنچا اور وہاں چندے قیام کر کے ترمذی چلا گیا۔ بقرا خان سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امیر نوح کے خلاف ابھارنے لگا۔ امیر نوح نے فایق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فیرقوتی والئ جرجان کو فایق کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا چنانچہ والئ جرجان نے اپنی فوجیں فایق کے تعاقب میں روانہ کیں۔ فایق نے بھی خبر پا کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مقابلہ پر بھیجا۔ دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ فایق کا لشکر شکست اٹھا کر بلخ کی طرف لوٹ آیا۔

طاہر بن فضل کی شکست و خاتمہ: اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیاں چھین لیا تھا۔ ابوالمظفر بحال پریشان فایق کے پاس پہنچا امداد کی درخواست کی چنانچہ فایق نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلہ پر بھیجا دونوں فریقوں میں سخت خونریز جنگ ہوئی طاہر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور طاہر جنگ کے دوران مارا گیا اور صغانیاں پر قابض ہو گیا۔

بقرا خاں ترک کا بخارا پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوعلی بادشاہ ترک بقرا خاں کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد بقرا خاں کو ملک گیری کا لالچ پیدا ہوا اس نے ملوک سامانیہ کے مقبوضات کی

طرف قدم بڑھایا یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگا۔ امیر نوح نے اس سے مطلع ہو کر بقراخاں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں بقراخاں نے انہیں شکست دے کر سپہ سالار فوج کو مع دیگر سرداران لشکر کے گرفتار کر لیا اور بخارا کی جانب بڑھا۔ امیر نوح نے ابوعلی بن سمجور اور فائق کو لکھا کہ اپنی افواج کے ساتھ بخارا کو بچانے اور میری حمایت کے لئے آؤ مگر ان لوگوں نے کوئی توجہ نہ کی' بقراخاں کوچ و قیام کرتا ہوا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچا۔ امیر نوح چھپ کر بخارا سے نکلا اور دریا عبور کر کے تل الشط پر پہنچا تھوڑے دن کے بعد اس کے رفقاء اور امراء سب اس سے آملے امیر نوح نے یہاں پر قیام اختیار کیا اور ابوعلی فائق کو اپنی حمایت پر طلبی کے خطوط بھیجنے لگا۔

بقراخاں کی وفات: بقراخاں نے امیر نوح کے چلے آنے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کیا اتفاق سے ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا' طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر واپس ہوا۔ امیر نوح یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بخارا پہنچا۔ اہل بخارا نے اس کی واپسی سے بے حد خوشی منائی۔ امیر نوح نے دوبارہ کرسی بخارا پر جلوس فرمایا اس مسرت پر دوبالا مسرت یہ ہوئی کہ بقراخاں کے مرنے کی خبر بھی آ پہنچی۔ سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا مارے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑتے تھے۔

ابوعلی کو امیر نوح کی واپسی بخارا سے بے حد شرمندگی ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چرائی کی تھی اور نہایت کج ادائی سے پیش آیا تھا۔ فائق کو اپنی غم سے بھری ہوئی داستان لکھی چنانچہ فائق امیر نوح کی مخالفت پر کمربستہ ہو کر ابو علی کے پاس چلا گیا اور دونوں حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہ واقعات ۳۲۴ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری: جب ابوعلی فائق متفق ہو کر امیر نوح کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے امیر نوح نے سبکتگین کو ان واقعات سے مطلع کر کے ان دونوں باغیوں کے مقابلہ کے لئے اپنی مدد کو بلا بھیجا۔

سبکتگین امیر نوح کی جانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ملوک کفار ہند پر جہاد میں مصروف تھا۔ جس وقت امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کر کے غزنی لوٹ آیا اور فراہمی لشکر و آلات حرب میں مصروف ہوا۔ ابوعلی اور فائق اس سے مطلع ہو کر ڈرے۔ معزالدین بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اسے معاملہ میں اس کے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی اعانت کے خواستگار ہوئے۔ معزالدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

امیر نوح کا نیشاپور پر قبضہ: سبکتگین اور اس کا ہونہار بیٹا محمود فوجیں مرتب کر کے ۳۸۴ھ میں خراسان کی طرف بڑھے۔ امیر نوح بھی یہ خبر پا کر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی پھر سب کے سب متفق ہو کر ابوعلی اور فائق کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوئے' اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابوعلی اور فائق کے ہمراہ قابوس بن وشمگیر بھی تھا' قابوس کفر انے نعمت نہ کر سکا' امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے چلا آیا ابوعلی اور فائق کے ہمراہیوں کے چھوٹ گئے۔ سبکتگین کے سرداروں نے شکست پر شکست دینا شروع کی' ابوعلی اور فائق میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فتح مندی گروہ نیشاپور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب فائق اور ابوعلی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو ناکام ہو کر جرجان میں جا کر دم لیا۔ معزالدولہ سے ملے ہدایا اور تحائف پیش کئے' اپنی مصیبت کی داستان بیان کی۔ معزالدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور

وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابوعلی اور فایق کی شکست کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاری افواج خراسان کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کر کے سیف الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کے بعد سبکتگین کو ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو مامور کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

ابوعلی اور محمود بن سبکتگین کی جنگ: جونہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے جدا ہو کر بخارا اور ہرات کی طرف روانہ ہوئے ابوعلی اور فایق کو خراسان کی حکومت کا پھر لالچ پیدا ہوا۔ چنانچہ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۵ھ میں جرجان سے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ محمود اس سے مطلع ہو کر ان دونوں سے مقابلہ پر نکلا۔ نیشاپور کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ ابوعلی اور فایق نے اس امر کا احساس کر کے کہ محمود کی جمعیت کم ہے اس کے باپ سبکتگین کی امداد نہ آنے پائی تھی کہ لڑائی چھیڑ دی۔ محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا۔ حریف نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔ امیر نوح ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اس کی لغزشوں اور عدول حکمیوں سے درگزر کرتا جاتا تھا۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کا خط لکھا مگر ابوعلی اور فایق نے جو بات امیر نوح سے چاہی اسے منظور نہ کیا۔

معرکۂ طوس: سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی شکست اور ابوعلی کے قبضۂ نیشاپور سے برہم ہو کر فوجیں فراہم کیں اور سامان سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر فوج کشی کر دی مقام طوس میں مڈبھیڑ ہوئی محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد امدادی فوج لے کر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فایق شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگے سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کر کے ابوعلی اور فایق کا تعاقب کیا ابوعلی اور فایق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو مرو جا کر دم لیا پھر مرو سے نکل کر آمل الشط میں پہنچ کر پناہ گزین ہوئے اور دونوں نے متفق ہو کر امیر نوح کی خدمت میں عفو قصور اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کے لئے عریضہ روانہ کیا امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرجانیہ میں جا کر قیام کرو اور فایق کا ساتھ چھوڑ کر جرجانیہ کی جانب روانہ ہوا۔ خوارزم کے قریب پہنچ کر ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔

ابوعلی اور خوارزم: ابوعبداللہ خوارزم شاہ ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤ بھگت سے اپنے یہاں لے جا کر ٹھہرایا۔ شب کے وقت چند سپاہیوں کو بھیج کر ابوعلی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر مامون بن محمد والیٔ جرجانیہ تک پہنچی مامون کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا فوجیں آراستہ کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی شروع کر دی۔ مقام کاش میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو شکست ہوئی۔ مامون نے کاش پر قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا زیادہ تگ و دو کی نوبت نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ گرفتار کر لیا گیا۔ ابوعلی کو قید سے نجات ملی۔ مامون مظفر و منصور جرجانیہ کی جانب واپس ہوا اور بلاد خوارزم پر اپنی جانب سے ایک امیر کو مامور کر دیا۔

ابوعلی کی گرفتاری و خاتمہ: مامون نے جرجانیہ پہنچ کر خوارزم شاہ کے پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب وہ دوبارہ دربار

میں پیش کیا گیا تو ابوعلی کے روبرو اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد امیر نوح کو ابوعلی کی سفارش لکھی امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابوعلی کو بخارا میں بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوعلی جرجانیہ سے بخارا کی جانب روانہ ہوا۔ شاہی امراء اور فوج سلطانی نے استقبال کیا مگر جونہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔

کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابوعلی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سعی سفارش کر کے اسے قید سے رہا کرنا چاہتا ہے اس بنا پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیج کر ابوعلی کو اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ چنانچہ اسی حالت میں ۳۸۷ھ کا دور پورا ہوتے ہی ابوعلی کا انتقال ہو گیا باقی رہا اس کا بیٹا ابوالحسن وہ فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پزیر رہا۔

ابوعلی کی مفارقت کے بعد فایق نے کاشغر کا راستہ اختیار کیا۔ ایلک خان بادشاہ ترک بعزت واحترام پیش آیا۔ امیر نوح کو اس کی عفو تقصیر کی سفارش کی۔ امیر نوح نے ایلک خان کی سفارش پر فایق کی تقصیر معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مامور کر دیا۔

امیر نوح سامانی کی وفات: ماہ رجب ۳۸۷ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت وسلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات پا گیا۔ اس کے مرنے سے ملوک سامانی کی حکومت وسلطنت متزلزل ہو گئی کمزوری کے آثار نمایاں ہو چلے۔ چاروں طرف سے سرحدی امراء نے ہاتھ بڑھانا شروع کیا جس سے تھوڑی مدت میں ملوک سامانی کی حکومت جاتی رہی۔

ابوالحرث منصور کی امارت: امیر نوح کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالحرث منصور تخت حکومت پر متمکن ہوا' ارا کین دولت اور امراء سلطنت نے بالاتفاق اطاعت قبول کی مکتبوزون ممالک مقبوضہ کا انتظام کرنے لگا۔ قلمدانِ وزارت ابوطاہر محمد بن ابراہیم کو سپرد ہوا۔

ایلک خان بادشاہ ترک کو امیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گیری کرنے کا شوق چرایا فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کی جانب بڑھا اور اسی مقام سے فایق کو بلا کر بخارا کی جانب روانہ کیا' امیر منصور کو اس خبر سے بے حد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ آئی تو بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور نہر عبور کر کے دم لیا۔ فایق بلا مقابلہ بخارا میں داخل ہوا' ارا کین شہر کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کی خدمت کو حاضر ہوا ہوں اور وہ میرے ولی نعمت ہیں بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین ومشائخین بخارا کو یہ پیغام دے کر امیر منصور کی خدمت میں بھیجا' بخارا واپس آنے کی درخواست کی' امیر منصور نے فایق سے عہد و پیمان لے کر بخارا کی جانب کوچ کیا۔ بخارا میں یہ دن بہت خوشی کا دن تھا ہر کہ دمہ کی باچھیں کھلی پڑی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی واپسی کے بعد فایق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی سلطنت وحکومت کا انتظام کرنے لگا' مکتبوزون کو خراسان کی سند حکومت دے کر بخارا سے دور پھینک دیا۔

اسی سنہ کے ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکوں اسماعیل اور محمود میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اسی زمانے میں مکتبوزون وارد خراسان ہوا اور اس پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم اور مکتبوزون: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مکتبوزون جندوں محمد بن سبکتگین اپنے بھائی اسماعیل کی جنگ میں

مصروف تھا وارد خراسان ہوا اور قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن سیجور برادر ابوعلی اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابوعلی کے ہمراہ جرجان چلا گیا تھا اور دونوں چچا بھتیجے نے جرجان میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کی تھا۔ جب معز الدولہ مر گیا تو ان دونوں نے اس کے بیٹے مجد الدولہ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اس کے بھائی ابوعلی کے رفقاء اور امراء آ کر جمع ہو گئے۔

فائق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ مکتبوزون پر فوج کشی کر دو۔ خراسان پر قبضہ کر لو اور اسے خراسان سے حرف غلط کی طرح نکال پھینکو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ پس و پیش ہوا مگر فائق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش پیدا ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے جرجان سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا اور ایک فوج کو اسفرائین سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس فوج نے مکتبوزون کے عمال کے قبضہ سے اسفرائین کو نکال لیا اس کے بعد مکتبوزون اور ابوالقاسم میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور بالآخر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور دامادی کا رشتہ بھی قائم ہو گیا۔ مکتبوزون نیشاپور واپس آیا۔

محمود کا نیشاپور پر قبضہ محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر غزنی پر قبضہ حاصل کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا۔ محمود جب یہاں پہنچا تو رنگ ہی دوسرا تھا خراسان کی کرسی حکومت پر مکتبوزون متمکن تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ محمود نے امیر منصور بن نوح کی خدمت میں عریضہ روانہ کیا اپنے تعلقات فرماں برداری اور خیر خواہی ظاہر کر کے حکومت خراسان کی درخواست کی۔ امیر منصور نے حکومت خراسان دینے سے انکار کر دیا اور خراسان کی جگہ ترمذ بلخ اور ان کے علاوہ صوبہ بست کے دیگر شہروں کی سند حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ محمود اس سے راضی نہ ہوا۔ دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر منصور نے نامنظور کر دی۔ اس سے محمود کو سخت رنج ہوا فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور کی جانب قدم بڑھا' مکتبوزون کو اس کی خبر لگ گئی نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے ۳۸۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت برہمی ہوئی' بخارا سے نیشاپور کی جانب محمود کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ محمود اس کی آمد کی خبر پا کر مرو الرود چلا گیا اور وہیں آئندہ واقعات کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔

عبدالملک بن امیر نوح کی امارت جس وقت امیر منصور نے بخارا سے خراسان کی جانب محمود بن سبکتگین کو نیشاپور سے نکالنے کی غرض سے کوچ کیا مکتبوزون نے یہ خبر پا کر امیر منصور کی خدمت میں شرف حضور حاصل کیا۔ چونکہ امیر منصور نے خلاف امید مکتبوزون کی عزت و توقیر نہ کی تھی اس وجہ سے مکتبوزون کو کشیدگی پیدا ہوئی' فائق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فائق نے اس سے دو چند شکوہ کا دفتر کھول دیا اس کے بعد دونوں نے متفق الرائے ہو کر یہ رائے قائم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہئے اور اس کی جگہ عبدالملک بن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہو گا۔ سرداران لشکر میں سے بھی ایک گروہ اس رائے سے متفق ہو گیا چنانچہ مکتبوزون اور فائق نے حیلہ سے امیر منصور کو بلا کر گرفتار کر لیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ یہ واقعہ اوائل ۳۹۰ھ کا ہے۔ اس نے بیس مہینے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو قباے حکومت زیب تن کر کے کرسی امارت پر متمکن کیا محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فائق اور مکتبوزون کو اس برے فعل پر نفرت کی اور ملک گیری کے لالچ میں اچانک فراموشوں کی طرف روانہ ہوا۔

معرکہ مرو: محمود بن سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے فائق اور مکتبوزون پر چڑھائی کر دی۔ ان دونوں کے ہمراہ عبدالملک نوعمر امیر بھی تھا۔ جسے ان لوگوں نے کرسی حکومت پر متمکن کیا تھا۔ چنانچہ فائق اور مکتبوزون بھی محمود کی خبر سن کر مقابلہ پر نکلے۔ ۳۹۰ھ میں دونوں حریفوں کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا۔ محمود نے بزور تیغ ان لوگوں کو نیچا دکھایا ایک دوسرے سے جدا ہو کر بھاگ نکلے۔ عبدالملک بحال پریشان بخارا پہنچا۔ فائق اس کے ہمراہ تھا مکتبوزون نے نیشاپور جا کر دم لیا اور ابوالقاسم بن سیجور نے قہستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

مکتبوزون کا تعاقب: محمود نے فتح یابی کے بعد مکتبوزون کے تعاقب میں نیشاپور کا قصد کیا کوچ و قیام کرتا ہوا طوس پہنچا مکتبوزون اس کی آمد کی خبر پا کر جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب میں ارسلان حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو روانہ کیا جو جرجان تک مکتبوزون کا تعاقب کر کے واپس آیا۔ محمود نے اسے طوس کی حکومت پر مامور کر کے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ مکتبوزون کو موقع مل گیا نیشاپور پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ محمود سن یہ کر لوٹ پڑا مکتبوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا مرو ہو کر گزرا اسے تاخت و تاراج کر کے بخارا جا پہنچا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ: محمود نے ان کامیابیوں کے بعد خراسان کی حکومت پر اپنے قدم جما دیئے۔ ملوک سامانی کی حکومت و سلطنت کو زائل کر کے خلیفہ قادر باللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اس کی خدمت میں سند حکومت کی درخواست بھیجی۔ خلافت مآب نے سند حکومت خلعت فاخرہ کے ساتھ روانہ فرمائی۔ محمود نے خراسان کے عہدہ سپہ سالاری پر اپنے بھائی نصر کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور بلخ چلا آیا جہاں پر کہ اس کے باپ کا دارالحکومت تھا۔ خراسان کے اطراف و جوانب کے امراء و آل اذاقان جو جرجان میں حکمران تھے اور شاہ عرسیاں (غرشتان) بنو مامون حکمرانانِ خوارزم نے اطاعت قبول کی۔

دولت سامانی کا زوال: جس وقت محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا فائق اور مکتبوزون وغیرہ ہما امراء کچھ روز بخارا میں جمع ہوئے اور متفق ہو کر محمود پر خراسان پر حملہ کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کرنے لگے اس اثناء میں فائق ماہ شعبان مذکور میں مر گیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا اور ان کے کاموں میں کمزوری پیدا ہو گئی کیونکہ یہی ان کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے بااثر غلاموں میں سے تھا۔ ایلک خان ترکی کو اس کی خبر لگی تو اسے بھی ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اس سے پہلے بقراخاں ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ترکوں کو مسلح کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں عبدالملک کے دشمنوں کو زیر اور دور کرنے کے لئے آتا ہوں بخارا کی طرف روانہ ہوا۔

امیر عبدالملک بن نوح کا خاتمہ: عبدالملک اور اس کے امراء اس فقرہ میں آ گئے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔ جب ایلک خان بخارا کی طرف پہنچا تو مکتبوزون وغیرہ اراکین دولت ملنے کے لئے آئے ایلک خان نے سب کو گرفتار کر لیا اور دسویں ذی قعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا عبدالملک اس کے خوف سے روپوش ہو گیا ایلک خان نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر جیل میں ڈال دیا چنانچہ اسی حالت میں مر گیا۔ عبدالملک کے

ساتھ اس کا بھائی ابوالحرث منصور امیر معزول' ابوابراہیم اسماعیل' ابویعقوب پسران امیر نوح اور اس کے چچا ابوزکریا ابو سلیمان اور ابوصالح فاری وغیرہم شاہزادگان ملوک سامانی بھی قید کر دیئے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے ملوک سامانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس کا رقبہ حکومت حدود علوان سے بلاد ترک اور ماوراء النہر تک پھیلا ہوا تھا۔ اسلامی حکومتوں میں اس کا رقبہ بہت بڑا تھا سیاست و ملک داری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

ابوابراہیم اسماعیل بن نوح: ابوابراہیم اسماعیل بن نوح تھوڑے دن بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اس کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکل کر بخارا میں روپوش ہو گیا۔ جب جستجو کرنے والے جستجو کر کے بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکل کر خوارزم پہنچا' المنتصر کا لقب اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آ ملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اس نے ایک لشکر اپنے بیٹوں منوچہر اور دارا کے ساتھ بھیج دیا۔ ابوابراہیم نے شوال ۳۹۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کیا۔

ابوابراہیم اور منصور بن سبکتگین کی جنگ: محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر تاش حاجب کبیر والیٔ ہرات کو ایک فوج جرار کا افسر بنا کر روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ابوابراہیم شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگا جرجان کا قصد کیا قابوس نے روک دیا' سرخس چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراج وصول کرنے لگا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے محمود نے ایک دوسری فوج منصور بن سبکتگین کی ماتحتی میں روانہ کی' ماہ ربیع الثانی میں قریب نیشاپور صف آرائی ہوئی۔ ابوابراہیم شکست کھا کر میدان سے بھاگا۔ ابوالقاسم بن سیجور چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ منصور نے ان سب کو غزنی روانہ کر دیا۔

ابوابراہیم اور ایلک خان کی جھڑپیں: ابوابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں سکونت پزیر تھے کیونکہ ان لوگوں کو سامانی ملوک کی طرف پہلے سے میلان طبع تھا اس وجہ سے یہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ابوابراہیم انہیں اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلک خان کی طرف بڑھا' مضافات سمرقند میں مقابلہ ہوا۔ ایلک خان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' ترکان غز نے اس کے لشکر گاہ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ سرداران لشکر میں سے بھی کچھ لوگ گرفتار ہو گئے جنہیں ترکان غز اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے وطن کی جانب لوٹے۔ ترکان غز نے اپنے مسکن و ماویٰ میں پہنچ کر اس خیال سے کہ ایلک خان سے مراسم اتحاد پیدا ہو جائیں۔ قیدیان ایلک خان کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے۔ ابوابراہیم کو اس کا احساس ہو گیا خائف ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ امراء مرو بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزین ہونے کی درخواست کی سب نے انکاری جواب دیا۔ چار و ناچار پھر بخارا کی جانب واپس ہوا اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید ایلک خان سے لڑ پڑا مگر شکست کھا کر دبوسیہ چلا آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر لوٹ پڑا۔ اس مرتبہ بھی میدان لشکر بخارا کے ہاتھ رہا۔ ابوابراہیم پسپا ہو کر لوٹ آیا۔ اس کے بعد نوجوانان سمرقند کا ایک گروہ آ گیا اور اس کے ہمراہیوں میں آ کر داخل ہو گیا۔ ایلک خان کو اس کی خبر لگ گئی لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۴ھ میں فوج کشی کر دی اطراف سمرقند میں ابوابراہیم سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابوابراہیم کے

سر پر بندھا ایلک خان شکست اٹھا کر بلاد ترک کی طرف واپس آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر حملہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ قبائل ترک ابوابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے اپنے وطن چلے آئے تھے ابوابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا اطراف مروسیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ایلک خان نے پہلے ہی حملہ میں ابوابراہیم کو شکست دے دی۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ معدودے چند آدمیوں کو لئے ہوئے نہر کو جرجان کی جانب سے عبور کیا اور اسے تاخت و تاراج کرتا ہوا مرو کی جانب چلا' ایک تنگ و دشوار گزار راہ سے راغول کے پل پر گزرتا ہوا بسطام کی جانب قدم بڑھایا۔

ابوابراہیم کا خاتمہ: محمود کا لشکر ارسلان والی طوس کی ماتحتی میں اس کے تعاقب میں تھا۔ اس وقت قابوس بھی اس کا مخالف ہو گیا' ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج بھرا ہی اکراد شاہجہانیاں بسطام بھیج دی جس سے ابوابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے' بسطام سے ماوراء النہر کی طرف واپس ہوا روزانہ سفر اور جنگ سے اس کے ہمراہیوں پر ماندگی اور ملال زیادہ غالب ہو گیا تھا اکثر نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ انہی لوگوں نے ایلک خان کے سرداروں کو ابراہیم کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر کیا تھا ایلک خان کی فوج نے محاصرہ کر لیا تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا۔ عرب کا یہ گروہ زیر حمایت حکومت محمود بن سبکتگین ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن بیج نامی ایک شخص ان کا سردار تھا محمود نے انہیں بہت دن پہلے ابوابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت و تاکید کی تھی۔ جب ابوابراہیم اُس کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور رات کے وقت اس پر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے اسی زمانہ سے ملوک سامانی کی سلطنت و حکومت ختم ہو جاتی ہے اور ان کے آثار حکومت نیست و نابود ہو جاتے ہیں گویا اُن کا وجود ہی نہ تھا۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

باب: ۸

امارتِ غزنہ بنو سبکتگین

بنو سبکتگین کی حکومت درحقیقت ملوک سامانی کی ایک شاخ ہے اور اسی سے اس دولت وحکومت کا درخت پیدا اور سرسبز وشاداب ہوا۔ اس دولت وحکومت کا اقتدار اور جاہ وجلال بے حد بڑھا ملوک سامانی جن ممالک اور بلاد ماوراء النہر خراسان، عراق، عجم اور بلادِ ترک پر قابض تھے اس پر بنو سبکتگین نے قبضہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس کا اس قدر اثر واقتدار ہوا کہ عظیم الشان سلاطین میں شمار کئے گئے۔

سبکتگین: اس حکومت کا آغاز غزنی سے ہوتا ہے۔ سبکتگین جو اس حکومت کا مورث اعلیٰ ہے بنو تبکین کا آزاد غلام تھا اور تبکین ملوک سامانی کی خدمت کرتا تھا اور اُن کا آزاد غلام تھا۔ جس وقت تبکین زمانہ حکومت امیر سعید منصور بن نوح میں بخارا آیا تھا اس وقت سبکتگین بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس کے دربار میں عہدۂ حجابت پر مامور تھا۔ کچھ روز بعد بخارا میں قیام کرنے کے بعد امیر منصور نے تبکین کو غزنی کی گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ سبکتگین اپنے آقائے نامدار ابو اسحاق بن تبکین کے ساتھ غزنی کی طرف واپس ہوا غزنی پہنچ کر تبکین مر گیا۔ تبکین لاولد تھا۔ اس کے امیروں اور سرداروں نے متفق ہو کر سبکتگین کو تبکین کی جگہ امیر مقرر بنایا۔ اس اثناء میں امیر سعید منصور بن نوح نے وفات پائی اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوالحسن عتبی وزیر اعظم مقرر کیا گیا۔ نیشاپور کی گورنری ابوالحسن محمد بن سیجور کو دی گئی۔ چونکہ سبکتگین اطاعت وتعمیل کا خوگر تھا اور علی العموم تمام امراء دولت سامانیہ اور بالخصوص ابوالحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری میں دم نہ مارا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ملوک سامانیہ پر ترکوں کے ہاتھوں ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ بقراخاں نے امیر نوح سے بخارا کو چھین لیا کچھ عرصہ بعد امیر نوح اپنی کرسی حکومت پر بخارا واپس آیا اور ابوالحسن محمد بن سیجور مر گیا۔ اس کی جگہ خراسان ونیشاپور کی حکومت پر اس کا بیٹا ابوعلی مامور کیا گیا یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیا میٹ کرنے لگا۔

امیر نوح اور سبکتگین: جب امیر نوح اپنے دارالحکومت بخارا آ گیا اور اس کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے تو ابوعلی نے اپنی پرانی عادت کے مطابق خراسان میں بغاوت پھیلا دی۔ امیر نوح نے ابومنصور سبکتگین کو ابوعلی کے مقابلہ پر اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ سبکتگین نے بخارا میں حاضر ہو کر نہایت حسن وخوبی سے حکومت سلطنت کا انتظام کیا۔ بغاوت فرو کر دی جس سے امیر نوح اور ہواخواہان حکومت سامانیہ کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہو گئی۔ امیر نوح نے اس خدمت کے صلہ میں سبکتگین کو خراسان کی گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ سبکتگین نے خراسان پہنچ کر کمال مردانگی سے ابوعلی کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا۔

پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ کی حکومت کو بھی دبا لیا' کچھ عرصہ بعد بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کر کے ان کی حکومت کے آثار نیست و نابود کر دیئے اور ان کی بچی جانشینی کا پورا حق ادا کیا اس کے بعد وراثتہً اس کے لڑکوں نے حکومت کی' ان ممالک میں ان کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ تاتاری ترکوں کا ظہور ہوا اور شرق سے غرب تک حکمرانانِ سلجوق مالک ہو گئے۔ انہوں نے ان ممالک کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ اس وقت ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے خراسان کی گورنری سے قبل ہندوستان پر کئے تھے تحریر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے حالات لکھیں گے۔

فتح بست: بست صوبہ بجستان کے ملحقات سے تھا اور اس کی گورنری میں شامل تھا۔ جس وقت حکومت بنو صفار کے زوال کی وجہ سے ان صوبوں کا انتظام درہم برہم ہوا اور صوبوں کے گورنروں نے چاروں طرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کر دی اس وقت امیر طغان نے جو بست کا حکمران تھا۔ بست پر خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا کچھ عرصہ بعد دوسرے امیر نے جس کا نام ابو ثور تھا بست کو طغان سے چھین لیا۔ طغان بحال پریشان سبکتگین کے پاس پہنچا' امداد کی درخواست کی۔ آئندہ اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا اور امداد کے معاوضہ میں زر نقد بھی دینے کے لئے کہا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج آراستہ کر کے بست کی طرف روانہ ہوا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ وزیر ابوالفتح علی بن محمد بستی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنایا۔ اس کے بعد یہی محمود بن سبکتگین کا بھی سیکرٹری رہا۔

والی قصدار کی سرکشی و اطاعت: مہم بست سے فراغت پا کر سبکتگین نے قصدار کا قصد کیا۔ والی قصدار بھی اس کی ماتحتی میں تھا لیکن دشواری راہ کی وجہ سے باغی ہو گیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قصدار میں داخل ہوا اور اس کے حکمران ہو گرفتار کر لیا۔ والی قصدار نے عذر خواہی کی آئندہ اطاعت و خراج دینے کا اقرار کیا سبکتگین نے اسے حکومت قصدار پر دوبارہ مامور کر دیا۔

ہندوستان پر جہاد: بست اور قصدار کی فتحیابی کے بعد ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی اور فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کے قلعوں پر بزور تیغ فتح حاصل کی جس کی طرف اس وقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا اور فتح حاصل کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔

راجہ جے پال اور سبکتگین کی جنگ: راجہ جے پال نے ان خبروں سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور انہیں کافی طور سے مسلح کر کے ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو قاعدے کے مطابق آگے بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہوا تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو اس نے غزنی سے حملہ کر اسلام لا کر راجہ جے پال پر حملہ کیا۔ سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا نہایت خونریز اور سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ ہزارہا کفار مارے گئے۔ راجہ جے پال گرفتار کر لیا گیا' ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر فیل زر فدیہ دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور ادائیگی فدیہ تک اپنی قوم کے چند لوگوں کو بطور ضمانت چھوڑ آیا۔ سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کی غرض سے راجہ جے پال کے ہمراہ کر دیا۔

راجہ جے پال کی عہد شکنی: راجہ جے پال نے ان لوگوں کے ساتھ راہ میں بدعہدی کی اور ان کو بہ عوض ان لوگوں کے

جنہیں یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کرلیا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامانِ جنگ وسفر درست کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ اثناءِ راہ میں ہندوستان کے جتنے شہر تھے سب کو لوٹا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملغان پر پہنچا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ قلعہ ملغان ہندوستان کا سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا۔ راجہ جے پال کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے سبکتگین پر حملہ آور ہوا اور دونوں حریفوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر راجہ جے پال کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ہزارہا آدمی مارے گئے ساری شان وشوکت خاک میں مل گئی اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو اپنے ملک سے نکل کر لڑنے کی دوبارہ جرأت نہ ہوئی اور نہ راجگان ہند میں سے کسی کا کوئی اثر قائم ہوسکا۔ سبکتگین اس کامیابی اور جہاد سے فارغ ہو کر اپنے آقائے نامدار کی جانب متوجہ ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

امارت خراسان پر سبکتگین کا تقرر: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت امیر نوح کا ستارۂ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پزیر ہوا' اور بخارا پر بقراخاں ترکی بادشاہ نے قبضہ کرلیا تو امیر نوح نہر عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ ابن سمجور والی خراسان اور فائق گورنر بلخ سے امداد واعانت کا خواستگار ہوا۔ ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ امیر نوح انہی پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسے بخارا سے بقراخاں کے واپس ہونے کی خبر ملی' انتہائی مسرت ومستعدی سے کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا اتنے میں بقراخاں کا انتقال ہوگیا۔ امیر نوح کا قدم حکومت وسلطنت پر جم گیا' ابوعلی اور فائق کو اپنے کیے پر پشیمانی ہوئی اور اپنی بابت انہیں خطرہ پیدا ہوا۔ فائق نے یہ غلطی کی کہ مبارک باد وتہنیت کے لئے بلا اجازت امارت پناہ بخارا روانہ ہوگیا۔ امیر نوح نے اپنے غلاموں اور موالی کو اس کی روک تھام اور گوشمالی پر بھیج دیا جنہوں نے فائق سے جنگ کی اور بلخ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ فائق بحال پریشان ابوعلی سمجور کے پاس پہنچا اور اس کی پشت پناہی سے امیر نوح کی مخالفت پر کمر باندھی۔ یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں۔ امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کے لئے بلا بھیجا اور اس خدمت کے صلہ میں صوبۂ خراسان کی گورنری مرحمت کی۔

ناصر الدولہ کا خطاب: سبکتگین ان دنوں ہندوستان پر جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں' اور اس کے باوجود سبکتگین جوں توں ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور باغیان حکومت کو نیچا دکھایا۔ ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کر کے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ کا خطاب دیا۔ ان کے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا اور خود مابدولت بخارا واپس آیا۔

معرکۂ نیشاپور: امیر نوح کی واپسی بخارا کے بعد ابوعلی بن سمجور اور فائق کو ہوس پیدا ہوئی کہ خراسان کو سبکتگین اور اس کے بیٹے محمود کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے۔ چنانچہ ان دونوں نے متفق ہو کر محمود بن سبکتگین پر بہ مقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور اس کے قبل کہ اس کے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آئے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے

پاس ہرات چلا گیا اور ابوعلی نے نیشاپور پر قبضہ کرلیا۔

سبکتگین اور ابوعلی: سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہوکر ابوعلی پر فوج کشی کردی۔ طوس میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان سبکتگین کے ہاتھ رہا۔ ابوعلی اور فائق کو شکست ہوئی' آمل الشط میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ ابوعلی نے امیر نوح کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا۔ امیر نوح نے فائق کا ساتھ چھوڑ دینے کی شرط پر ابوعلی کا قصور معاف کیا اور اسے دارالسلطنت بخارا طلب کر کے قید کردیا پھر قید سے نکال کر سبکتگین کے پاس بھیج دیا۔ سبکتگین نے بھی قید کردیا۔ باقی رہا فائق وہ بادشاہ ترک ایلک خاں کے پاس کاشغر چلا گیا۔ ایلک خاں نے امیر نوح سے فائق کی سفارش کی امیر نوح نے اس کی سفارش پر فائق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

ابوالقاسم کی بغاوت: ابوالقاسم برادر ابوعلی اپنے بھائی سے علیحدہ ہوکر بزور جنگ سبکتگین کے پاس چلا آیا۔ چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں مقیم رہا۔ پھر اس سے باغی ہوکر نیشاپور پر چڑھ آیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابوالقاسم کی گوشمالی کے لئے بڑھا۔ ابوالقاسم اس کی آمد کی خبر سن کر فخرالدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اس کے تمام صوبوں پر قبضہ کرلیا۔

سبکتگین و ایلک خاں: شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان ایلک معروف بہ بقراخاں حکمران کاشغر شاغور اور ترک اقوام کے بعد ایلک خان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اسے بھی امیر نوح کے مقبوضات پر دست درازی کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اس کے باپ بقراخاں کو ہوس پیدا ہوئی تھی چنانچہ اس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ اس کے بعد حملہ کی تیاری کر کے امیر نوح نے خراسان پر سبکتگین کو لکھ بھیجا اور ایلک خاں کے مقابلے پر لشکر آرائی کا حکم دیا۔ چنانچہ سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے نہر کو عبور کیا نسف و کشف کے درمیان پہنچ کر پڑاؤ ڈالا یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمود بھی چاروں طرف سے فوجیں لے کر آ پہنچا۔ اسی مقام پر ابوعلی بن سیجور پابہ زنجیر امیر نوح کا بھیجا ہوا سبکتگین کے پاس آیا تھا۔

سبکتگین اور ایلک خاں میں مصالحت: ایلک خاں بھی ترکوں کو جمع کر کے آیا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خاں کی جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوا' اپنے سپہ سالاروں اور تمام لشکر کے بھیجنے پر اکتفا کیا۔ سبکتگین نے بے حد منت کی اپنے بھائی بغراجق اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ ایلک خاں پر آمادہ کرنے کے لئے بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عمر جنگ کے خوف سے بھاگ گیا۔ امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ رہا بہ مجبوری ان لوگوں نے اسے بحالہ چھوڑ دیا۔ اس سے سبکتگین کے حوصلے پست ہوگئے۔ ایلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کردی ابوالقاسم کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ایلک خاں کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہوکر گرفتار کر کے ابوعلی اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ قید کردیا۔

سبکتگین کی مراجعت بلخ: مصالحت کے بعد سبکتگین نے طوس سے بلخ کی جانب کوچ کیا یہاں پہنچ کر اسے ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر لگی۔ مامون بن محمد والی جرجانیہ کی موت کی خبر بھی آئی۔ خوارزم میں اس کے سپہ سالار نے دعوت کے فریب سے اسے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر سننے میں آئی۔ نصف رجب ۳۸۷ھ میں اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

سبکتگین اور فخر الدولہ: ابوعلی بن سمجور اور فائق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ اب ابوالقاسم نے خراسان میں سر اٹھایا اور محمود بن سبکتگین اپنے چچا بغراجق کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کی رکاب میں ابونصر بن محمود حاجب بھی تھا۔ اس وقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے زیر حمایت اون تومس اور داغان میں قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر دیا' اس کے بعد اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ والیٔ رے سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو ہدیہ بھیجا' یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کی طرف سے عبداللہ کاتب لے کر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ سبکتگین لشکر آرائی اور فوج کشی کی فکر میں ہے۔ فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیام سبکتگین کے پاس بھیجا ابھی جواب آنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں کی قوتیں جواب دے گئیں۔

سبکتگین کی وفات: جب سبکتگین ایلک خاں کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب واپس ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب واپس ہوا' اثناء راہ میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ماہ شعبان ۳۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ غزنی میں مدفون ہوا۔ عادل' نیک سیرت' عہد و پیمان کا پابند ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد تھا۔

باب:۹

سلطان محمود

اسماعیل بن سبکتگین: سبکتگین کے بعد اس کے لشکر نے اس کے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولی عہد بھی تھا۔ مگر محمود سے عمر میں کم تھا۔ اس نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا۔ غزنی کی حکومت اس کی مسلم ہو گئی۔

محمود اور اسماعیل: چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہوا ان لوگوں نے اسے دبا لیا اور انعام وصلہ کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ اس کے باپ سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اس کا بھائی ان دنوں نیشاپور میں تھا' اس نے تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی حکمرانی وسند دی جائے اسماعیل نے انکاری جواب دیا جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی۔ ابوالحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں مصالحت کی کوشش کی' لیکن اسماعیل اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری سے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محمود نے اسماعیل کے ارادے سے ہرات کی جانب کوچ کیا۔ ہرات میں اس کا چچا بغراجق حکمرانی کر رہا تھا اسماعیل کے حالات سن کر محمود کا ہم خیال ہو گیا۔ اس کے بعد محمود نے ہرات سے بست کی طرف قدم بڑھایا' یہاں پر اس کا دوسرا بھائی نصر تھا۔ محمود نے اسے بھی اپنی جانب مائل کر لیا۔

محمود اور اسماعیل کی جنگ: چنانچہ محمد بغراجق اور نصر سب کے سب متفق ہو کر غزنی کی طرف بڑھے یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان واقعات سے قبل اسماعیل کے امراء حکومت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت و فرمانبرداری کا وعدہ کیا تھا الغرض محمود کوچ و قیام کرتا ہوا غزنی کے قریب پہنچ گیا۔ اسماعیل بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی' سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اسماعیل نے قلعہ غزنی میں پناہ لی اور دروازے بند کر لئے' محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ اسماعیل نے حصار کی طوالت سے تنگ آ کر امن حاصل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ محمود نے اس کی عزت کی اور اپنی حکومت و سلطنت میں اسے شریک کر لیا۔ یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینے واقع ہوا۔ اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت و سلطنت پر جم جاتے ہیں اور اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتا ہے حالانکہ اس سے قبل کسی نے اپنے کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا۔ القصہ اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب کوچ کیا۔

ابوالحرث منصور اور فائق: جس وقت ابوالحرث منصور امیر نوح کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا قلمدان وزارت محمود

بن ابراہیم بن کو سپرد کیا گیا اور فائق نے امیر ابوالحرث منصور کی کم عمری کی وجہ سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ عبداللہ بن عزیز جس وقت محمود بن ابراہیم وارد بخارا ہوا تھا اسی زمانہ میں اس وجہ سے کہ اس نے امیر نوح کو ایلک خاں سے جنگ سے ابھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جب امیر نوح نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا منصور حکمران ہوا تو عزیز نے ابو منصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کا لالچ دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے ایلک خاں کے پاس گیا اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ ایلک خاں ان دونوں کے ساتھ سمرقند کا ارادہ ظاہر کر کے روانہ ہوا۔ پھر ابو منصور اور ابن عزیز کو گرفتار کر کے فائق کو بھیجا اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر بخارا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

فائق کا بخارا پر قبضہ امیر ابوالحرث منصور نے اس کی آمد کی خبر پا کر بخارا چھوڑ دیا اور فائق نے بخارا پر قبضہ حاصل کر لیا اور ایلک خاں اپنی کرسی حکومت کی طرف واپس ہوا

فائق نے بخارا پر قبضہ حاصل کرنے اور ایلک خاں کی واپسی کے بعد ابوالحرث منصور کو بخارا بلا لیا اور جب وہ بخارا میں وارد ہوا تو فائق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اس کی حکومت کا انتظام کرنے لگا اور مکتوزون حاجب اکبر کو مصلحتاً خراسان کی سند حکومت دے کر دارالحکومت بخارا سے نکال باہر کیا اور بستان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔ مکتوزون اور فائق میں ایک مدت سے چشمک چلی آتی تھی۔ ابوالحرث منصور نے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ چنانچہ مکتوزون اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگا۔ پھر ابوالقاسم بن سیجور نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

ابوالحرث منصور کی معزولی اس اثناء میں محمود اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ میں آیا اور امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں ہدایا و تحائف بھیجے' امیر منصور نے بلخ' ترمذ' ہرات اور بست کی گورنری مرحمت کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا۔ محمود نے اپنے معتمد علیہ ابوالحسن حموی کی معرفت دوبارہ درخواست بھیجی' امیر ابوالحرث منصور نے ابوالحسن کو اپنی وزارت کے لئے منتخب کر لیا' ابوالحسن عہدۂ وزارت پا کر اپنے والی نعمت کا پیام پہنچانے نہ گیا۔ محمود کو اس سے برہمی پیدا ہوئی نیشاپور کی طرف بڑھا۔ مکتوزون یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ امیر منصور اس سے مطلع ہو کر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کی طرف چلا۔ محمود نیشاپور سے نکل کر مرو الرود چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مکتوزون اور فائق نے جمع ہو کر ابوالحرث منصور کو معزول کر دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اس کے بھائی عبدالملک کو امارت و حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ محمود نے مکتوزون اور فائق کو اس کام پر لعنت و ملامت کی اور عتاب آمیز خط روانہ کیا اس پر بھی جب اس کے دل کو تشفی نہ ہوئی تو فوجیں آراستہ کر کے فائق اور مکتوزون کی سرکوبی کے لئے چلا اور مکتوزون مقابلہ کی غرض سے مرو میں آ کر صف آراء ہوئے' ان کے ساتھ ان کا نوعمر امیر عبدالملک بھی تھا دونوں حریفوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے ان لوگوں کو شکست دی عبدالملک نے بخارا میں جا کر دم لیا۔ مکتوزون نیشاپور بھاگ گیا۔ ابوالقاسم بن سیجور بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھا اس نے قہستان میں جا کر پناہ لی۔ محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔

محمود اور مکتوزون: اس کے بعد محمود نے طوس کی جانب قدم بڑھایا۔ مکتوزون (توزن بیگ) جرجان بھاگ گیا۔ محمود نے اس کے تعاقب پر ارسلان حاجب کو مامور کیا۔ ارسلان حاجب نے اسے اطراف خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ محمود نے اس خدمت کے صلہ میں ارسلان حاجب کو طوس کی گورنری پر مامور کر کے صوبہ ہرات کی جانب پڑتال کو روانہ ہوا۔ مکتوزون کو موقع مل گیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور آ گیا اور قبضہ کر لیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو فوراً ہی واپس ہوا۔ مکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے اپنے بھائی نصر بن سبکتگین کو سپہ سالاری لشکر خراسان پر مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود اپنے باپ کے دارالحکومت بلخ کی طرف چل دیا اور اسے اپنا پایہ تخت بنایا۔

امین الملۃ یمین الدولہ کا خطاب: پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ گزارہ کے لئے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب القادر باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے دارالخلافت بغداد سے بیش بہا خلعت اور پھریرے حسب دستور روانہ کئے اور "امین الملۃ یمین الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا محمود کو اسی وقت سے مطلق العنان حکومت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا غلغلۂ اقبال اطراف عالم میں پھیل جاتا ہے۔ خراسان کی حکومت پر اس کے قدم جم جاتے ہیں اور آئندہ ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہتا ہے۔

خلف بن احمد کی سرکشی و اطاعت: خلف بن احمد والی سجستان ملوک سامانی کا باجگزار تھا لیکن جس وقت سامانی تاجدار بغاوت و فتنہ کی وجہ سے خلف بن احمد کی جانب سے غافل ہو گیا۔ اس وقت اس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جما دیئے اور خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا۔ جب امیر سبکتگین راجگان ہند پر جہاد کرنے کے لئے گیا تو خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے صوبہ بست پر فوجیں بھیج دیں چنانچہ اس فوج نے صوبہ بست پر قبضہ کر کے خراج وصول کر لیا۔ جب سبکتگین ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو خلف بن احمد نے معذرت کے تحائف پیش کئے آئندہ اطاعت کا اقرار کیا۔ امیر سبکتگین نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ مزید اطمینان کے لئے بطور ضمانت خلف بن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

امیر سبکتگین کی وفات: اس کے بعد امیر سبکتگین ابوعلی بن سیمجور کے ساتھ جو کہ اس کی قید میں تھا۔ خراسان کی طرف ایلک خاں کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت حاصل ہوئی تو خلف بن احمد کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ ختم کرنے کی غرض سے فوج کو سجستان پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اتفاق وقت سے سبکتگین کا پیام اجل آ گیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہ ہوا اور خلف کو پھر موقع مل گیا۔ اپنے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوشنج پر قبضہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان دونوں مقامات پر قبضہ کر لیا قہستان اور بوشنج بغراجق کی جاگیر میں تھا اور وہی ان پر حکومت کر رہا تھا اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت مل گئی۔ اپنے چچا بغراجق کو لکھ بھیجا کہ قہستان اور بوشنج کو طاہر بن خلف کے قبضہ سے نکال لو۔

خلف کی سرکشی و اطاعت: چنانچہ بغراجق نے طاہر پر فوج کشی کی اور اسے شکست دے کر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا

گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغرا چق کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے اور بغرا چق مارا گیا۔ محمود کو اس جان لیوا واقعہ کے سننے سے بے حد صدمہ ہوا فوجیں مرتب کر کے ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑھائی کر دی۔ خلف ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا محمود نے چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی۔ خلف نے تنگ آ کر اطاعت تسلیم کی ایک لاکھ دینار دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

سلطان محمود اور راجہ جے پال کی جنگ: اس کے بعد جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے ہندوستان پر حملہ کی تیاری کی۔ بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور انہیں آراستہ کر کے ہندوستان پر راجہ جے پال سے جنگ کی غرض سے چڑھائی کی[1]۔ راجہ جے پال بھی یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جے پال کو شکست ہوئی' راجہ جے پال اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ جے پال اور اس کے دوسرے اعزہ کے اسباب میں (جو قید کر لئے گئے تھے) کئی مرصع حمائل جسے مالا کہتے ہیں غنیمت میں ہاتھ آئے اس میں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ان کے علاوہ پانچ ہزار ہندو لونڈی غلام بنائے گئے۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔

راجہ جے پال کی خودکشی: اس فتح و کامرانی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ بلاد خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ انہیں بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ اس کے بعد راجہ جے پال نے پچاس زنجیر فیل اپنے فدیہ میں دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور فدیہ مذکور کی ادائیگی کے لئے اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنی راج دہانی (دارالسلطنت) میں پہنچ کر فدیہ مذکور بھیج دیا اور بار سلطنت سے خود کو سبکدوش کر لیا۔[2]

قلعہ بٹھنڈہ پر حملہ: ابھی محمود نے غزنی کی جانب واپسی کا ارادہ نہ کیا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ہندوؤں کا جم غفیر بغرض فساد لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے پہاڑی گھاٹیوں میں چھپا ہوا ہے محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ

---

[1] محمود نے شوال ۳۹۱ھ بمطابق ۱۰۰۰ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی تھی۔ روز دوشنبہ آٹھویں محرم ۳۹۳ھ مطابق ۱۰۰۲ء میں بمقام پشاور لڑائی ہوئی۔ راجہ جے پال کی رکاب میں بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل تھے۔ جس وقت نصف النہار ہوا ہندوستانی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچ ہزار ہندو مارے گئے' راجہ جے پال اپنے پندرہ اعزہ و اقارب خاص کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۷۰ مطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۔

[2] راجہ جے پال قوم کا برہمن تھا تمام پنجاب و کشمیر و ملتان اور سرہند کا خود مختار حکمران تھا اور حکام اسلام کے مقابلہ اور ہندوستانی شہروں کی حفاظت کی غرض سے قلعہ بٹھنڈہ میں جا کر مقیم ہوا' بیٹھے بٹھائے یہ سودا سر میں سمایا کہ والی افغانستان پر حملہ آور ہو کر راجگان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل کرنا چاہئے چنانچہ چاروں طرف سے فوجیں فراہم کر کے بلاد اسلامیہ میں گھس پڑا سبکتگین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج جمع کر کے اس کے مقابلہ پر آیا۔ سرحد ملتان پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ راجہ جے پال کو شکست ہوئی۔ یہ پہلی شکست تھی اس کے بعد جب اس نے بدعہدی کی تو پھر سبکتگین نے سرحد پشاور پر اس پر حملہ کیا اس مرتبہ اس فوج میں دہلی' قنوج' کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی بغرض امداد شامل تھیں۔ راجہ جے پال کو اس مرتبہ بھی شکست نصیب ہوئی۔ تیسری بار محمود نے شکست دی۔ راجہ جے پال اس شکست سے ایسا دل برداشتہ ہوا کہ سلطنت اپنے بیٹے انند پال کے حوالے کر دی اور جلتی ہوئی آگ میں اپنے کو ڈال کر نیست و نابود کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۱۷ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۔

دہندہ (بھٹنڈہ) پر جہاد کہ ہندوؤں کا ایک بڑا لشکر اسلام کی روک ٹوک کے لئے جمع تھا محاصرہ ڈال دیا۔ راجپوتوں کی مردانگی نے بھی کچھ نفع نہ پہنچایا۔ گنتی کے چند آدمی بہزار دقت جانبر ہوئے باقی سب کے سب کھیت رہے۔ محمود نے مظفر و منصور دار الخلافت غزنی کی طرف کوچ کیا۔

طاہر بن خلف کا قتل: ۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی اور مصالحت کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو عنان حکومت حوالہ کی اور خود اس خیال سے کہ میرا ملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات سے محفوظ رہے ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔ جب سلطان محمود ایک بڑی مدت تک ان ممالک سے جہاد ہندوستان کی وجہ سے غیر حاضر رہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے عنان حکومت لینے کی کوشش کی۔ طاہر نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا شروع کیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا۔ تب خلف نے اپنے کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے اور مخفی خزانے بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس بلایا۔ طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہوا' خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ روز بعد قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سلطان محمود کا قلعہ طاق کا محاصرہ: اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہوا اور اس کی طرف سے سب بد دل ہو گئے۔ محمود سے خط و کتابت شروع کی اور اظہار اطاعت کے لئے محمود کے نام کا خطبہ بجستان میں پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے محمود ان سپہ سالاروں کی طلبی پر خلف کی طرف روانہ ہوا۔ خلف ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ طاق نامی میں قلعہ بند ہو گیا یہ قلعہ نہایت پائیدار اور مضبوط بنا ہوا تھا' چاروں طرف سے اسے سات فصیلیں سر بفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک عمیق خندق گھیرے ہوئے تھی صرف ایک راستہ تھا جس پر پل بنا ہوا تھا خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا۔ محمود نے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گرد و نواح کے درخت کاٹ کر خندق کو پر کر دو اور جب وہ پر ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ ایک ہاتھی جو سب سے بڑا تھا خندق عبور کر کے دروازۂ قلعہ پر پہنچا اور دراوزہ اکھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کے لئے بڑھا۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فصیل سے دوسری فصیل میں جا کر پناہ لیتے تھے اور فتح مند گروہ انہیں برابر پسپا کرتا جاتا تھا۔ باہر سے یہ تیر باری کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر کا مینہ برسا رہے تھے۔

خلف بن احمد کی اطاعت: خلف نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ چھنا چاہتا ہے امن کی درخواست کی۔ محمود نے اسے امن دیا لڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا۔ خلف نے قلعہ کے خزانوں کی کنجیاں محمود کے حوالے کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خلف کی قدر و منزلت دوبالا ہو گئی محمود نے نہایت عنایت سے ارشاد کیا خلف تم جہاں پسند کرو قیام کر سکتے ہو۔ خلف نے جرجان کو پسند کیا محمود نے عزت و احترام کے ساتھ خلف کو جرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار برس تک جرجان میں مقیم رہا۔ پھر کسی نے محمود پہ جڑ دیا کہ خلف کے ایلک خاں سے مراسم پیدا ہو گئے ہیں وہ اسے مخالفت پر اکسا رہا ہے محمود نے خلف کو جرجان سے قزدین منتقل کر دیا جہاں پر اس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اس کے بیٹے ابو حفص عمر کے حوالے کیا۔

خلف بن احمد کا کردار: خلف نیک سیرت' علم دوست ذی علم علماء کا قدر دان اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش

آنے والا تھا۔ اس نے ایک تفسیر قرآن مجید لکھی تھی' اپنے تمام ممالک مقبوضہ کے علماء کو جمع کیا تھا۔ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے' خلف نے اس تفسیر کو مدرسہ نیشاپور میں رکھوا دیا تھا الغرض محمود کامیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار فتحی نامی کو مامور کر کے غزنی کی جانب چلا گیا۔

سجستان پر سلطان محمود کا قبضہ: کچھ عرصہ بعد سجستان کے مفسدہ پردازوں اور بدمعاشوں نے جمع ہو کر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور سجستان میں علم بغاوت بلند کیا۔ محمود نے دس ہزار کی جمعیت سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے سجستان کی طرف کوچ کیا اس مہم میں اس کا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی التوتاش (لارڈ چیمبرلین) اور پشت پناہ عرب ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھا محمود نے سجستان پہنچ کر باغیوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے دوبارہ فتح کر کے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جس کی گورنری پر نصر پہلے سے تھا ملحق کر دیا۔ نصر نے اپنی جانب سے اپنے وزیر ابومنصور نصر بن اسحاق کو مامور کیا اس کے بعد محمود جہاد ہندوستان کی غرض سے بلخ کی جانب واپس ہوا۔ **هكذا مساق خبر سلطان محمود مع خلف بن احمد و خبر سجستان عند العتبي و اما عند ابن الاثير فقد ذكرني اخبار بني الصفار.**

سلطان محمود اور راجہ بجے راؤ: جب محمود کو اندرونی مخالفتوں اور حریفوں کی ریشہ دوانیوں سے فراغت حاصل ہو گئی اور اسے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہیے کہ اس مہم کو تمام کرنے پر تیار ہوا جس کی بنیاد اس کے باپ سبکتگین نے ڈالی تھی اور جس کا بانی مبانی راجہ جے پال تھا۔ بہاطبہ (بھٹیز یا بھیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کے حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دارالحکومت بھٹیز میں تھا۔ بھٹیز کی نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھی اور شہر پناہ کے اندر قلعہ تھا چاروں طرف سے اس شہر کو سر بفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر ایک گہری خندق تھی جسے عبور کرنا نہایت دشوار تھا۔ قلعہ میں جنگ آوروں کا ایک بڑا لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا۔ آلاتِ حرب اور سامانِ جنگ بھی کافی طور سے تھا اس کے حکمران کا نام راجہ بجے راؤ تھا۔ محمود نے دریائے بیچوں عبور کر کے بھٹیز پر حملہ کیا۔ راجہ بجے راؤ بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے بھٹیز سے باہر آیا۔ دونوں حریفوں نے صف آرائی کی تین روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے روز راجہ بجے راؤ کو شکست ہوئی لشکر اسلام شکست خوردہ فریق کا دروازۂ شہر تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ راجہ بجے راؤ نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے عساکر اسلام نے محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لوٹ مار اور قتل و غارت گری حد سے بڑھ گئی۔ محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خس و خاشاک اور لکڑیوں سے خندق پاٹنے کا حکم دیا اور بقیہ حصہ لشکر مقابلہ پر رکھا۔ راجہ بجے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہوئی۔ رات کے وقت اپنے خاص ملازموں اور مصاحبوں کے ہمراہ محاصرہ سے نکل کر پہاڑوں پر چلا گیا اور اس کی ایک تنگ و دشوار گزار گھاٹی میں روپوش ہو گیا۔

راجہ بجے راؤ کا خاتمہ: سلطان محمود نے اس سے مطلع ہو کر فوج کا ایک دستہ راجہ بجے راؤ کی گرفتاری اور تعاقب پر روانہ کیا۔ دلیران اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھاٹی تک پہنچ گئے جہاں راجہ بجے راؤ روپوش تھا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل

---

[1] یہ حملہ ۳۹۵ھ میں ہوا تھا' دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

کرنا شروع کیا جب اس کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ کام آ گیا تو راجہ بجے راؤ نے اس امر کا یقین کر کے کہ اب میری جانبری محال ہے کمر سے خنجر کھینچ کر اپنا سینہ چاک کر ڈالا غازیان اسلام سراتار کر اپنے سلطان کے پاس آئے سلطان فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے دارالحکومت بھٹیر میں داخل ہوا اور جب تک انتظام درست نہ ہوا ٹھہرا رہا' واپسی کے وقت تعلیم وانتظام مملکت کی غرض سے ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور سیاست مدن سے آگاہ تھا تا کہ نو مسلموں کو فرائض مذہبی کی تعلیم بھی دے اور شیرازۂ حکومت کو بھی درہم برہم ہونے سے محفوظ رکھ سکے۔

غزنی آتے ہوئے اثناء راہ میں بکثرت بارش ہوئی۔ اثناء راہ میں راستہ کی دشواری' کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں اور دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔[1]

فتح ملتان: پھر محمود کو خبر غزنی میں پہنچ کر یہ خبر لگی کہ ابوالفتوح گورنر ملتان بے دین ہو گیا ہے اور اپنے صوبے کے رہنے والوں کو بے دینی اور لامذہبی کی تعلیم دیتا ہے۔ محمود کو اس کی تاب کہاں تھی کہ بے دینی کا نام سنتا اور خاموش رہ جاتا لشکر آراستہ کر کے جہاد کی غرض سے ملتان پر چڑھائی کر دی اور دریاؤں کو جوں توں عبور کر لیا مگر دریائے بیچوں کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان محمود نے خشکی کے راستے سے ملتان کا قصد کیا لیکن اس طرف راجہ انند پال ولد راجہ جے پال حکمران پنجاب کا ملک پڑتا تھا۔ محمود نے راجہ انند پال سے اس کے ملک سے ملتان جانے کی اجازت طلب کی۔ انند پال نے انکاری جواب دیا۔ راجہ انند پال سے محمود نے اپنے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتل وغارت گری شروع ہو گئی محمود کا بھائی لشکر انند پال کے ملک کو پامال کرتا ہوا سیلاب کی طرح بڑھا۔ راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں پناہ گزین ہوتا تھا اور شاہی لشکر پہنچ کر وہاں سے بھی اسے پریشان کر کے نکال دیتا تھا۔ یہاں تک کہ دریائے چناب پر پہنچا جب محمود کا لشکر اس کا تعاقب یہاں تک کرتا چلا آیا تو راجہ انند پال گھبرا کر کشمیر چلا گیا۔ محمود نے پھر اس کا تعاقب نہ کیا ملتان کی جانب چلا۔ ابوالفتوح نے یہ خبر پا کر اپنے مال واسباب کو ہاتھیوں پر لدوا کر سرانديپ کی طرف روانہ کر دیا اور خود ملتان چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ محمود نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی اور اسے بزور تیغ فتح کر لیا۔ فتحیابی کے بعد محمود نے اہل ملتان سے بے دینی اور تبدیلی مذہب کی وجہ سے بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ کفارہ وصول کیا۔

قلعہ گوالیار پر فوج کشی: محمود نے ابوالفتوح کی گوشمالی کے بعد قلعہ گوالیر (گوالیار) پر فوج کشی کی حکمران کا نام راجہ انند تھا۔ اس قلعہ میں چھ سو بت خانے تھے محمود نے بزور تیغ اس قلعہ کو بھی فتح کیا۔ بتوں کو توڑ ڈالا بت خانے جلا دیئے والی قلعہ نندا نے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی۔ قلعہ کالنجر نہایت مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اس میں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیر فیل اور بیس ہزار مویشی رہا کرتے تھے۔ برسوں کے صرف کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا مگر راستہ ایسا دشوار گزار تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہنچنا محال تھا قلعہ کے اردگرد آٹھ آٹھ دس دس کوس تک جھاڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک نہایت گہری خندق تھی۔ محمود کے حکم سے جنگل کاٹ کر راستہ بنایا گیا.....

---

[1] بھٹیر کی لڑائی میں دو سو اسی زنجیر فیل اور بے شمار مال وزر محمود کے ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹیر کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا۔ قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پاس پانچ پانچ چھ چھ لونڈی غلام موجود تھے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ وضیاء برنی۔

جب قلعہ کے قریب عمیق خندق نے رکاوٹ ڈالی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو تقریباً تیس ہاتھ چوڑی پاٹ دو عساکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل نہایت مستعدی سے اور تیزی سے کی۔ محمود اپنی رکاب کی فوج کو لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ایک ماہ تیرہ روز محاصرہ کئے رہا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا میں مصالحت: نندا والیٔ قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آ کر مصالحت کا پیغام دے رہا تھا مگر محمود اپنی دھن میں تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر پہنچی کہ ایلک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ محمود نے راجہ نندا سے پچاس زنجیر فیل اور تین ہزار من چاندی پر مصالحت کر لی مصالحت کے بعد راجہ نندا کو خلعت دیا۔ راجہ نندا نے خلعت زیب تن کیا اور پیٹی باندھی چونکہ اس زمانے میں ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد و اقرار مضبوط کرنے کے لئے اپنی چھوٹی انگلی کاٹ کر فریق ثانی کو دے دیا کرتے تھے اس وجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی چھنگلی کاٹ کر محمود کے حوالے کر دی۔ محمود مال غنیمت لئے ہوئے خراسان کی جانب لوٹا۔ حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں کے سرکرنے کا خیال اس کے دماغ میں بھرا ہوا تھا۔

سلطان محمود اور ایلک خاں: جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور ایلک خاں نے ماوراء النہر پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایلک خاں نے محمود کو مبارکباد کا خط لکھا۔ تحائف بھیجے محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے خط بھیجا ہدایہ روانہ کئے دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے مبارکبادی کے قصائد لکھے اور صلے حاصل کئے اسی زمانے میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلوا امام فن حدیث کو طغانِ خق والیٔ سرخس کے ساتھ بطور وفد ایلک خاں کے دربار میں ہدیہ فاخرہ دے کر روانہ کیا اور ایلک خاں کی لڑکی سے عقد کا پیغام دیا۔

سلطان محمود کا مخطوبہ سے عقد: اس ہدیہ میں یاقوت مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے سونے چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور، عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ ہدیہ کے آگے آگے جلو کی غرض سے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور نقرئی و طلائی ہودے تھے۔ ایلک خاں نے نہایت مسرت اور خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا۔ اہل وفد کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور مخطوبہ (منگیتی) کے ساتھ محمود کا عقد کر دیا۔ اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم اور مستحکم ہو گیا۔

سیاوش تکین کا بلخ پر قبضہ: لگانے بجھانے والوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا۔ لگانے بجھانے لگے یہاں تک کہ دونوں سلطانوں میں گونہ کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی اس وقت ایلک خاں کو موقع مل گیا اپنے سپہ سالار افواج سیاوش تکین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان کا قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تکین کو سیاوش تکین کی کمک پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ[1] کا ہے۔ سیاوش تکین نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کی غرض سے جعفر تکین کو وہاں ٹھہرایا۔

سیاوش کا خراسان پر قبضہ: ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا صوبہ دار تھا، محمود نے روانگی ملتان کے وقت

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۹۰ھ کے ۳۹۶ھ پڑھیں کیونکہ محمود نے ۳۹۶ھ میں ملتان کا قصد کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے علاوہ فاضل ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۳۹۶ھ کے ذیل میں لکھا ہے دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۸۔

ارسلان کو ہدایت کر دی تھی کہ جس وقت کسی کی مخالفت و بغاوت کا احساس کرنا فوراً غزنی آ جانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکین نے خراسان پر قبضہ کر لیا ہرات سے غزنی بچانے کے لئے چلا آیا۔ سیاوش تکین کو خاصہ موقع مل گیا۔ ہرات پر بھی قبضہ حاصل کر کے قیام پزیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کیا حسین نے بھی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

سیاوش کی شکست و فرار: رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں پہنچی' بہ مجبوری غزنی کی جانب واپس ہوا[1] پہلے صوبہ بلخ کا ارادہ کیا جعفر تکین خوفزدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا۔ محمود نے بلخ میں داخل ہو کر قیام کر دیا اس کے بعد ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے سیاوش تکین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی جانب روانہ کیا سیاوش تکین نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ترکمان سے مڈبھیڑ ہو گئی سیاوش تکین مقابلہ کی تاب نہ لا سکا شکست اٹھا کر بھاگا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے۔ ترکمان نے نہایت بے دردی اور سختی سے اس کے ہمراہیوں کو قتل کیا۔ سیاوش تکین نے ابیورد میں جا کر دم لیا پھر جب ابیورد میں بھی اسے پناہ نہ ملی تو تونسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سایہ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے تھا' یہاں تک کہ سیاوش تکین جرجان پہنچا والی جرجان نے داخل ہونے سے روک دیا۔

سیاوش تکین کی گرفتاری: تب سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ معین و مددگار نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس پناہ گزین ہو گیا کچھ عرصہ بعد سیاوش تکین نے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر فسا کی طرف کوچ کیا اور ایک تنگ راستہ سے مرو کی جانب روانہ ہوا۔ محمود تو اس کی جستجو ہی میں تھا جاسوسوں نے سیاوش تکین کی نقل و حرکت کی خبر دے دی' جھٹ پٹ اس کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ سیاوش تکین یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ نہر کو عبور کر کے ایلک خاں کے پاس پہنچا مگر اس کا بھائی ایک سو سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر غزنی لایا گیا۔

سلطان محمود اور ایلک خاں کی جنگ: ایلک خاں نے محمود کی واپسی سے مطلع ہو کر اپنے بھائی جعفر تکین کو چھ ہزار پیادوں کی جمعیت سے بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود سیاوش تکین کے تعاقب سے رک جائے لیکن اس ارادے میں ایلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تکین کو خراسان سے نکال کر جعفر تکین کی طرف قدم بڑھایا' لینے کے دینے پڑ گئے۔ جعفر تکین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا سلطان کا بھائی نصر بن سبکتگین سپہ سالار افواج خراسان ساحل جیحوں تک تعاقب کرتا چلا گیا جس سے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ ایلک خاں نے اپنے سپہ سالاروں کی شکست سے خائف ہو کر اپنے چند معتمد علیہ کو بادشاہ ختل (چین[2]) قدر خاں بن بقرا خاں کے پاس بھیجا اور امداد طلب کی ایلک خاں اور بقرا خاں باہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان دونوں میں دامادی کا رشتہ کا بھی تعلق تھا۔ قدر خاں بذاتہ اپنی فوج کے ساتھ ایلک خاں کی کمک

---

[1] محمود اس وقت بٹھنڈہ میں تھا۔ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کو سپرد کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں ابوعلی سیجوری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ صفحہ ۲۵۔

[2] دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵۔

پر آیا[1] ایلک خان نے گرد ونواح کے دہقانوں اور ماوراء النہر کے کاشت کاروں سے لشکر مرتب کر کے قدر خاں کی پشت پناہی سے محمود کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیحوں عبور کر کے بلخ کی سرحد پر آ پہنچا۔ محمود اس وقت طغارستان میں تھا۔ اس کی آمد سے مطلع ہو کر بلخ آیا اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا' ترکوں' خلجیوں' افغانیوں' غزنیوں اور اپنی باقاعدہ فوج کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا بلخ سے نکل کر چھ کوس کے فاصلہ پر صف آرائی ہوئی۔

ایلک خاں کی شکست: محمود نے قلب لشکر کا اپنے بھائی نصر سپہ سالار افواج خراسان کو انچارج کیا تھا' ابونصر بن احمد فریغونی والی جرجان اور ابوعبداللہ بن محمد بن ابراہیم طائی تیراندازان اکراد عرب بھی قلب میں رکھے گئے تھے۔ میمنہ میں محمود کا حاجب کبیر ابوسعید تمرتاشی تھا اور میسرہ میں ارسلان حاجب پانچ سو زنجیر کوہ پیکر ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ ایلک خاں کے میمنہ پر قدر خاں بادشاہ چین' میسرہ پر اس کا بھائی جعفر تکین اور قلب لشکر پر خود ایلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے۔ فریقین نے مرنے مارنے پر کمریں باندھ لیں' سلطان محمود ایک خیمہ میں سربسجدہ بہ کمال تضرع والحاح جل شانہ سے اپنی فتحیابی کی دعا کر رہا تھا' دعا سے فارغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لے کر ایلک خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا' ایلک خاں مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست اٹھا کر بھاگا۔ شاہی لشکر نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی قتل وغارت کرتا ہوا نہر تک پہنچا شکست خوردہ فوج نے جوں توں کر کے دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی۔ مظفر ومنصور غزنی کی طرف واپس ہوا۔ شعراء نے تہنیت کے قصائد لکھے یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

سلطان محمود اور نواسہ شاہ: سلطان محمود ترکوں اور ایلک خاں کی رخنہ اندازی سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ[2] راجگان ہندوستاں میں سے کسی کا بیٹا تھا اور محمود کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ محمود نے اسے چند قلعوں کا جسے اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا محمود کی واپسی پر مرتد ہو گیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہو گیا' سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آ پہنچا۔ نواسہ شاہ بھاگ گیا۔ محمود نے ان قلعوں پر جو اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔ یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر: ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے پھر ہندوستان پر جہاد کے ارادہ سے فوج کشی کی' فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا دریائے ہند پر راجہ انند پال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال اور مردانگی سے جنگ کا آغاز کیا' راجہ انند پال کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی سلطان محمود راجہ انند پال کے تعاقب میں بھیم نگر تک بڑھتا گیا۔ قلعہ بھیم نگر کو کوٹ کہا جاتا ہے یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ بالائے قلعہ بنا ہوا تھا۔ ہندوستان والے اسے اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کئے ہوئے تھے۔ ہندوستان کے اطراف و جوانب سے قیمتی قیمتی اسباب وجواہرات بنظر تقرب بت اس قلعہ میں آتے تھے سلطان نے اس کے محاصرہ کا حکم دیا اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں سلطان کے حوالہ کر دیں۔

---

[1] قدر خاں بادشاہ چین پانچ ہزار سواروں سے ایلک خان کی مدد پر آیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵۔

[2] نواسہ شاہ کا نام سکھ پال تھا یہ وہی شخص ہے جسے غزنی کی واپسی کے وقت اپنے مقبوضات ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ (مترجم)

مال غنیمت: سلطان نے ابونصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تمرتاش اور واسع تکین کو مال واسباب کی فراہمی اور روانگی پر مامور کیا' سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے اور چاندی کے برتن دو لاکھ من خالص سونا' بیس لاکھ من چاندی اور ہزار ہاتھان دیبا اور ریشمی پارچہ جات ہاتھ آئے اسی قلعہ میں ایک چاندی کا مکان ملا تھا جس کا طول تیس ہاتھ اور عرض پندرہ ہاتھ تھا اور اطلس اور دیبا کا ایک شامیانہ ساٹھ گز لمبا تیس گز چوڑا برآمد ہوا تھا جس کی چوبیں سونے اور چاندی کی تھی۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کی حفاظت پر نامبردگان کو متعین کیا چنانچہ یہ انتہائی احتیاط سے غزنی روانہ کر دیا گیا سلطان محمود نے غزنی پہنچ کر اپنے دارالامارت کے صحن میں اس شامیانہ کو نصب کرایا جواہرات کو چنوایا اطراف و جوانب کے وفود دیکھتے اور مبارکباد دیکھنے کے لئے آئے انہیں میں طغاں برادر ایلک خاں کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ: بنوفریغون زمانہ حکمرانی ملوک سامانیاں میں جرجان کی گورنری پر تھے اور اسی زمانہ سے برابر وراثتہ حکمرانی کرتے چلے آئے تھے' داد و دہش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہوگئی تھی' ابوالحرث احمد بن محمد ان میں سے ایک بااثر شخص تھا اور سبکتگین نے اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا عقد کر دیا تھا اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابونصر کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس تعلق سے ان دونوں حکمرانوں میں رشتہ محبت زیادہ مستحکم ہوگیا تھا۔ اس کے بعد ابوالحرث نے وفات پائی۔ سلطان محمود نے اس کے بیٹے ابونصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا یہاں تک کہ ۴۰۱ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا کہ محمود نے جرجان کو اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا۔

جنگ ناردین: چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی چنانچہ خوب اسے پامال کیا۔ ہندوستان کا حکمران مقابلہ پر آیا لیکن جب اپنے کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو مصالحت کا پیام دیا۔ زرنقد اور سالانہ خراج کے علاوہ پچاس زنجیر فیل اور ایک ہزار سوار نذر کئے' سلطان محمود نے مصالحت کر لی اور مال واسباب مقررہ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ریاست غور پر سلطان محمود کا قبضہ: ممالک غوریہ غزنی کی حدود سے متصل تھا' غوریوں کا طریقہ رہزنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو قتل و غارت کر کے پہاڑوں میں چلے جاتے تھے اور راستہ نہایت دشوار گزار تھا' ایک مدت تک ان لوگوں نے اسی فساد و کفر کی حالت پر بسر کی۔ سلطان محمود کو ان کا یہ فعل پسند نہ آیا چنانچہ ۴۰۱ھ میں اس فتنہ کے خاتمہ پر کمر باندھی' فوجیں آراستہ کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی' اس کے مقدمۃ الجیش پر التونتاش حاجب والیٔ ہرات وارسلان حاجب والی طوس تھا' کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر دامن کوہ تک پہنچا۔ غوریوں نے بھی جنگ آوروں کو جمع کر لیا تھا گھسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایسا حملہ کیا جس سے غوری شکست کھا کر بھاگے۔ محمود نے تعاقب کیا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ سلطان محمود دس ہزار فوج کی جمعیت سے قلعہ میں داخل ہوگیا' غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہوگئے پھر وہ لوگ جمع ہو کر حملہ آور ہوئے محمود نے دوبارہ انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا ابن غوری اس کے اعزہ و اقارب کے ساتھ گرفتار کیا ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال واسباب لوٹ لیا۔ ابن غوری کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

سلطان محمود کی قصران پر فوج کشی: اس کے بعد ۴۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی۔ والی قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا اس نے کئی سال سے ایلک خاں کی پشت پناہی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا سلطان محمود نے غوریوں کی سرکوبی سے فارغ ہو کر قصران پر فوج کشی کر دی۔ والی قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ پڑی حاضر خدمت ہو کر عذر خواہی کی بیس زنجیر فیل بطور ہدیہ پیش کئے۔ سلطان محمود پندرہ ہزار درہم تاوانِ جنگ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ابونصر بن محمد اسماعیل: بادشاہ غرستان کو عجمی پشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور والی روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس کے معنی ہیں ''الملک الجلیل'' یعنی ابونصر محمد بن اسماعیل بن اسد نے غرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اس کا بیٹا محمد سن شعور کو پہنچا تو اس نے اپنے باپ کو مغلوب کر دیا' ابونصر کتب بینی کی وجہ سے ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔ ان دنوں خراسان کی گورنری پر ابوعلی سمجور تھا اور جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنی حکومت و اطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا تو ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابوعلی نے ان کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیں۔ چنانچہ ایک مدت تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے۔ امیر سبکتگین کو یہ امر ناگوار گزرا' اندرونی مہمات سے فارغ ہو کر ابوعلی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا۔ بشار نے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اس کا شریک رہا۔ جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف و جوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنی حکومت کی اطاعت کے لئے لکھا۔ ان لوگوں نے اسے بطیب خاطر منظور کر لیا۔

سلطان محمود کا غرستان پر قبضہ: اس کے بعد سلطان محمود نے محمد بن ابی نصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جا سکا' جب سلطان محمود جہاد سے واپس ہوا تو اپنے حاجب کبیر التونتاش کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج محمد بن ابی نصر کی جانب روانہ کی۔ ارسلان حاجب والی طوس کو پشاور والی غرستان کی روک تھام کی غرض سے اس کے پیچھے روانگی کا حکم دیا اور چونکہ اس علاقے کے حالات سے ابوالحسن منعمی کلی واقفیت رکھتا تھا۔ اس وجہ سے اسے مرو الرود تک ان دونوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی۔ نصر نے یہ خبر پا کر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لیا ..... چنانچہ ارسلان حاجب ابونصر کے ساتھ ہرات آیا باقی رہا اس کا بیٹا محمد وہ اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جسے ابونصر نے ابن سمجور کی حکومت کے زمانہ میں تعمیر کرایا تھا' شاہی فوجیں زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر بزور تیغ فتح کر کے محمد کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر غزنی بھیج دیا۔ اس کا سارا مال و اسباب ضبط کر لیا گیا اور اس کے اراکین حکومت پر جرمانے کئے گئے۔ ارسلان حاجب فتحیابی کے بعد ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے طلب کر کے غزنی میں کمال احترام سے ٹھہرایا۔ اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی مصالحت: ایلک خاں خراسان کی شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت کو پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان کی شکست کا

بدلہ لینا چاہئے مگر اس کا بھائی طغان خان اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی' ایلک خاں یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے طغان خان پر حملہ کر دیا۔ مگر پھر مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ایلک خاں کا ۴۳۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی طغان خاں تخت آرائے حکومت ہوا طغان خاں نے سلطان محمود سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں بہ شوق تمام مصروف رہیے میں ترکوں کی طرف جہاد کے لئے بڑھتا ہوں۔ سلطان محمود نے بطیب خاطر اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ اسی زمانہ سے فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن و امان قائم ہو گیا۔

اس کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خاں کے علاقے پر حملہ کرنے کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خیمے تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا۔ طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑے آخر الامر طغان خاں نے لشکر کفار کو شکست دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اسی قدر کو گرفتار کر لیا۔ باقی ماندہ بادل ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک کو واپس ہوئے۔

اس کے بعد ہی طغان خاں کا انتقال ہو گیا' اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خاں ۴۰۸ھ میں حکمران ہوا' اس سے اور سلطان محمود سے رسم اتحاد اس درجہ بڑھی کہ ارسلان خاں نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے مسعود سے منگنی کی درخواست کی' سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور فرما لیا اور عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کی گورنری مرحمت فرمائی اور ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

فتح ناردین: موسم سرما ختم ہونے پر ۴۰۸ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے اپنی فوج ظفر موج کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ سامانِ جنگ و سفر درست کر کے غزنی سے کوچ کیا حدودِ ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے شہروں کو فتح کرتا چلا گیا۔ مہاراجگان ہندان فتوحات سے متاثر ہو کر یک جا ہوئے اور متفق ہو کر مقابلہ پر آئے' اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے سلطان محمود کو اس معرکہ میں بھی کامیابی عنایت کی۔ ناردین فتح ہو گیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں کفار قید کر لئے گئے۔ اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر دستیاب ہوا جس پر بخط ہندی کچھ تحریر تھا۔ مترجموں نے گزارش کی کہ اس بت خانہ کو بنے ہوئے چالیس ہزار سال گزر چکے ہیں۔ سلطان محمود نے اس فتحیابی کے بعد دار السلطنت غزنی کی جانب کوچ کیا۔ دار الحکومت میں پہنچ کر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت عطا ہو جو اس وقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیسر پر حملہ: تھانیسر کا راجہ نہایت متعصب شخص تھا کفر و ضلالت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسے ہنود (نعوذ باللہ) مکہ کا قائم مقام سمجھتے تھے۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے دار الحکومت غزنی سے تھانیسر کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا پڑا۔ بڑی بڑی گہری وادیاں ملیں جوں توں انہیں عبور کیا تو ایک نہر آڑے آ گئی' نہر کے کنارے پر ایک سر بہ فلک پہاڑ کھڑا ہوا تھا۔ نہر کا دہانہ اس مقام پر ایسا تنگ اور چھوٹا ہو گیا تھا کہ چند لوگ بھی پہاڑ کی چوٹی سے ایک بڑی لشکر کو دریا عبور کرنے سے روک سکتے تھے۔ لشکر ظفر پیکر کی آمد کی خبر سن کر

گرد و نواح کے کفار پہاڑ کی چوٹی پر آ کر جمع ہو گئے اور شاہی لشکر کو دریا عبور کرنے سے روکنا چاہا۔ سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیر اندازی کا حکم دیا جس سے مقابلہ کرنے والے مصروف پیکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا کثیر حصہ باطمینان تمام نہر عبور کر گیا۔ کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لشکر اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ ہنگامہ قتل و غارت شروع ہو گیا۔ دشمن کمال بے سروسامانی سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا' بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سلطان محمود فتحیابی کے ساتھ غزنی کی جانب واپس ہوا۔

اس کے بعد سلطان محمود نے سال آئندہ حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا۔ راہبروں نے راستہ بھلا دیا۔ شاہی لشکر بہت بڑی جھیل میں پڑ گیا جس سے لشکر کا اکثر حصہ غرق ہو گیا۔ خود سلطان محمود مدتوں پانی میں چلتا رہا بہزار خرابی و دقت اس پانی سے نجات پائی۔ اللہ اللہ کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور ابوالعباس مامون بن محمد: ابوالعباس مامون بن محمد کے قبضہ اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی عنان حکومت تھی' جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں' امیر نوح نے ان کو اس کے مقبوضات میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس وجہ سے کہ اس کے اور ابوعلی بن سیمجور میں باہم رشتہ تھا۔ اس لئے اس نے شاہی عطیہ کو قبول نہ کیا۔ پھر اس کے بعد اور واقعات جو ابوعلی بن سیمجور کے ساتھ پیش آئے تھے اسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں' رفتہ رفتہ تمام مملکت خوارزم اس کے قبضہ میں آ گئی اس کے بعد مر گیا۔ اس کی جگہ ابوالحسن علی متمکن ہوا۔ جب یہ بھی راہ گزار عدم ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا مامون تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس نے سلطان محمود سے دامادی کا رشتہ قائم کیا اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دیا جس سے دونوں میں تعلقات مستحکم ہو گئے یہاں تک کہ اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ ابوالعباس مامون نے عنان فرمانروائی اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے منگنی کا پیغام بھیجا۔ سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

ابوالعباس کا قتل: جب سلطان محمود نے ابوالعباس کے پاس سفارت بھیجی کہ تم میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ اپنی جامع مسجدوں کے منبروں پر پڑھاؤ۔ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہہ دیا کہ اگر یمین الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کر لو گے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں گے اور حکومت کا ساتھ نہ دیں گے ابوالعباس یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ سلطان محمود کی سفارت واپس آئی مگر ان بدبختوں نے ابوالعباس کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور اس کے بیٹے داؤد کی حکومت کی بیعت کر لی۔ پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہوا آپس میں مشورہ کر کے مخالفت پر تل گئے۔

تکین بخاری کا قتل: تکین بخاری ان لوگوں کا پیشوا تھا سلطان محمود کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں کے سر پر آ پہنچا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ محمد بن ابراہیم طائی تھا اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی' یہاں تک کہ سلطان محمود بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ پہنچ گیا اور نہایت مردانگی سے دشمن کو شکست دی قتل و غارت گری کا ہنگامہ سختی سے شروع ہو گیا تکین بخاری کشتی پر سوار ہو کر بھاگا' ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔

سلطان محمود نے اسے اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ جنہوں نے مامون کو قتل کیا تھا سزائے موت کا حکم دیا جس کی تعمیل مامون کی قبر پر کی گئی' باقی ماندہ کو غزنی بھیج دیا۔ پھر کچھ روز بعد ان قیدیوں کو ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ہمراہ بھیج دیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کی غرض سے ٹھہرایا۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ فتحیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التونتاش کو مامور کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

کشمیر پر فوج کشی: سلطان محمود مہم خوارزم سے فارغ ہو کر غزنی آیا اور پھر غزنی سے روانہ ہو کر موسم سرما بست میں گزارا اور وہاں کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے پھر غزنی واپس آیا۔ مجاہدین فراہم کر کے اور لشکر اسلام آراستہ کر کے ۴۰۹ھ میں جہاد کی غرض سے ہندوستان پر چڑھائی کی صوبہ پنجاب کے تمام علاقے مقبوضہ میں داخل ہو گئے تھے صرف کشمیر کا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ وہاں کی زمین کو مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندے جانے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بیس ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے تھے جن میں مجاہدین بھی تھے باقاعدہ فوج کے جنگ آور بھی تھے۔ سلطان نے ان کو مسلح کر کے ہندوستان کی جانب قدم بڑھایا۔ غزنی سے تین ماہ کا راستہ (بانوے منزلیں) طے کر کے سرحد کشمیر پر آ اترا' راجہ کشمیر ہندوستان کے ممتاز راجاؤں میں سے تھا۔ راجگان ہند اس کی اطاعت و خدمت کا اعتراف کرتے تھے سلطان محمود کی آمد کی خبر پا کر ہدایا اور تحائف لے کر حاضر ہوا اور شاہی مقدمۃ الجیش کے ساتھ ساتھ بیسویں رجب سنہ مذکور میں قلعہ مہاجن کی جانب چلا۔

راجہ ہردت کا قبول اسلام: اثناء راہ میں چلتے چلتے جتنے مقامات ملتے گئے سب کے سب فتوحات سلطانیہ میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ راجہ ہردت کے قلعہ کے قریب پہنچا راجہ ہردت[1] نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مطیع ہو گیا۔ سلطان محمود نے یہاں سے کوچ کر کے راجہ کل چند (کالی چند) کے قلعہ مہابن پر حملہ کیا۔ راجہ کلچند (کالی چند) اس سے مطیع ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا آگے دریا حائل ہو گیا عبور کا کوئی سامان نہ تھا تقریباً پچاس ہزار آدمی ڈوب کر مر گئے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ڈیڑھ سو زنجیر فیل اور قیمتی اسباب تھے۔

فتح متھرا: سلطان محمود ان مہمات سے فارغ ہو کر متھرا کے سر کرنے کے لئے متوجہ ہوا' باوجودیکہ متھرا پر راجہ دہلی کا قبضہ تھا مگر کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ سلطان محمود نے پہنچتے ہی قبضہ کر لیا۔ یہ شہر نہایت آباد اور خوش منظر تھا۔ اس شہر کی تمام عمارتیں سنگی تھیں۔ شہر پناہ کے دروازے دریا کی طرف تھے شہر ایک بلند مقام پر آباد تھا اندرون شہر میں ایک ہزار محل آسمان سے باتیں کر رہے تھے جو درحقیقت بتوں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے' ان محلات کے وسط میں ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس میں پانچ بت سونے کے پائے گئے۔ جو لمبائی میں پانچ پانچ ہاتھ تھے' ان کی آنکھیں یاقوت سرخ کی تھی جن کی قیمت تخمینی اس وقت پچاس ہزار تھی اور ایک بت کی آنکھوں میں یاقوت ارزق (نیلم) کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے جن کا وزن چار سو مثقال تھا اور جب اس بت کو توڑا تو اس کے صرف پاؤں سے چار ہزار چار سو مثقال سونا برآمد ہوا اور پیٹ وغیرہ سے اٹھانوے ہزار خالص سونا برآمد ہوا۔ ان بڑے بتوں کے علاوہ سو سے زائد چھوٹے بت ہاتھ لگے جس کا بوجھ سو اونٹوں کا تھا۔ سلطان نے ان بتوں اور

---

[1] راجہ ہردت قلعہ میرٹھ کا حاکم تھا۔ تاریخ فرشتہ جلد اول ۲۹۔

بت خانوں کو گروا کر زمین کے برابر کر دیا۔

قنوج کی فتح: فتح متھرا سے فارغ ہو کر سلطان نے قنوج کا ارادہ کیا' اثناءِ راہ میں جتنے قلعے ملے سب کو ویران اور مسمار کرتا ہوا ماہ شعبان ۴۰۹ھ میں قنوج پہنچا۔ راجہ راج پال والیٔ قنوج سلطان کی آمد کی خبر سن کر قنوج کو خیر باد کہہ کر دریائے گنگا عبور کر گیا۔ گنگا ہندوؤں کے مذہب کے مطابق نہایت متبرک دریا ہے' اپنے مردوں کو جلا کر ان کی راکھ نجات کے خیال سے اس میں ڈالتے ہیں اور اس میں غوطہ لگانے کو باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔

قنوج ایک ایسا مقام تھا جس کی نسبت ہندو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ کوئی غیر ہندو اسے فتح نہ کر سکے گا اس میں سات قلعے تھے جو لب دریا سر بفلک نہایت مضبوط بنے ہوئے تھے خاص شہر میں دس بت خانے تھے۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ اور گمان تھا کہ اس کی تعمیر کو دو لاکھ یا تین لاکھ سال ہو چکے اور اس زمانے سے برابر اس کی پرستش چلی آتی ہے۔ جس وقت سلطان محمود قنوج کے قریب پہنچا اہل قنوج نے شہر چھوڑ دیا۔ سلطان محمود نے گویا ایک ہی روز میں قنوج کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔

قلعہ براہمہ کی فتح: اس کے بعد سلطان محمود کا لشکر کالنجر کی طرف بڑھا جسے اس زمانے میں قلعہ براہمہ کہا جاتا تھا' اہل قلعہ پندرہ روز تک لڑتے رہے' جب انہیں اس امر کا احساس ہو گیا کہ سلطانی حملوں سے جانبری محال ہے تو ان میں سے اکثر نے اپنے کو بلندیٔ قلعہ سے گرا کر ہلاک کر ڈالا۔ بہت سوں نے اپنے آپ کو بیوی بچوں سمیت جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا اور بعضوں نے اپنے ہاتھ سے اپنا سینہ چاک کر ڈالا' باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے سلطان لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے برجوں پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا' اس قلعہ کے قریب راجہ چند پال کا قلعہ تھا۔ سلطان محمود نے اس پر بھی دھاوے کا حکم دیا' چند پال یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے قلعہ میں داخل ہو کر مال و اسباب لوٹ لیا اور قلعہ کو ویران و خراب کر دیا۔

راجہ چندرائے کا فرار: راجہ چند پال کے سرکرنے سے فارغ ہو کر مرکب ہمایوں راجہ چندرائے کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ یہ راجگان ہند میں ممتاز شخصیت کا مالک تھا اور اس کا قلعہ بھی مضبوط قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا' راجہ جے پال جو ہندوستان کا اپنی دولت کے لحاظ سے بادشاہِ اعظم کہے جانے کا مستحق تھا' مدتوں سے چندرائے کو اپنی حکومت کا مطیع بنانا چاہتا تھا لیکن چندرائے برابر انکار کرتا تھا۔ اس موقع پر چندرائے نے بہ مصلحت وقت اطاعت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی' چونکہ یہ وقت ایسا آ گیا تھا کہ راجہ جے پال اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا تھا' چندرائے کی کیا مدد کرتا' جوں توں بذاتہٖ لشکر اسلام کے ہاتھوں سے اپنے آپ کو صاف بچا لے گیا۔ چندرائے نے تن تنہا شاہی لشکر کی مدافعت کی کوشش کی اور اس بھروسہ کہ میرا قلعہ نہایت مضبوط ہے کوئی شخص قبضہ نہ کر سکے گا مقابلہ پر آیا بھیم پال نے دوستانہ سمجھایا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کی ممانعت کی۔ چندرائے پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ اور اس کے تمام مددگار قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جو اس قلعہ کی پشت پر واقع تھے۔

مالِ غنیمت: سلطان محمود نے قلعہ میں داخل ہو کر مالِ غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لے کر چندرائے کے تعاقب میں قتل و غارت کرتا ہوا روانہ ہوا۔ ہزارہا کفار لشکر اسلام کی تلوار آب دار کی نذر ہو گئے اور ہزارہا گرفتار کر لئے گئے مالِ غنیمت کی تعداد تین لاکھ دینار سرخ اور تین لاکھ درہم[1] تک پہنچ گئی تھی' اس کے علاوہ بے شمار جواہرات اور یاقوت ہاتھ آئے۔

---

[1] درہم موجودہ سکہ کے لحاظ سے ساڑھے تین آنے کا ہوتا ہے۔

قیدیوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ غزنی میں ایک ایک غلام دس درہم سے دو درہم تک فروخت ہوئے۔ رائے چند کا ایک ہاتھی ہندوستان میں مشہور اور بڑا تھا وہ شاہی خدام کے ہاتھ لگا۔ سلطان محمود نے اس ہاتھی کا نام خداداد رکھا۔

جامع مسجد کی تعمیر: سلطان محمود کا جہاد اس مرتبہ چندرائے کا قلعہ سر ہونے پر موقوف ہو جاتا ہے اور سلطان محمود اپنے ہمایوں مرکب کو لئے ہوئے غزنی کی جانب واپس ہو جاتا ہے چنانچہ غزنی پہنچ کر سلطان محمود نے ایک بہت عظیم الشان مسجد بنوائی' ہندوستان سے سنگ مرمر اور سنگ رخام لے جا کر اس کی بنیادوں میں لگایا' در و دیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشاپور کے کاریگروں کو طلب کر کے خود بنوانے میں مصروف ہوا۔ مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے اور مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جس میں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لا کر رکھی گئیں۔ تعمیر مدرسہ کی تکمیل کے بعد مدرسین اور طلباء کے لئے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں۔ اراکین حکومت' سپہ سالاران لشکر اور امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بکثرت مکانات بنوائے جو شمار سے باہر تھے۔ الغرض غزنی میں ان دنوں ایک ہزار ہاتھی کاروبار سلطنت کی ضرورت کے لئے بندھے رہتے تھے۔

راجہ نندوالی کالنجر: سلطان محمود کی واپسی غزنی کے بعد راجہ نندوالی کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامتانہ خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو' ترکوں کے ڈر سے شہر کو چھوڑ دیا' اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا' ناپاک لوگوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی۔ راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا' نندا کو غصہ آ گیا فوج کشی کر دی' دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی۔ بالآخر میدان نندا کے ہاتھ رہا۔ راجہ قنوج مارا گیا۔ اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس فتحیابی سے نندا کا دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ حوصلے بلند ہو گئے' قرب و جوار کی ریاستوں کو مطیع بنا لیا اور جن والیان ملک نے سلطان محمود کے مقابلہ میں شکستیں اٹھائی تھیں وہ سب کے سب اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اس نے ان لوگوں سے وعدہ کیا کہ تمہارا گیا ہوا ملک تمہیں ان ترکوں کے ہاتھوں سے واپس دلا دوں گا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کے کان تک پہنچی' فوراً تیاری کا حکم دیا۔ اس مرتبہ بہت بڑی تیاری سے ہندوستان پر حملہ کیا۔

راجہ جے پال کا خاتمہ: اثناء راہ میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروہ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا رہتا تھا جس کا کام رہزنی تھا' آئے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ سلطان محمود نے ان کے ٹھکانوں اور شہروں کی طرف قدم بڑھایا اور انہیں خوب پامال کیا' اس کے بعد دریائے گنگ عبور کر کے راجہ جے پال سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد جے پال کو شکست ہوئی' بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے راجہ جے پال زخمی ہو کر بھاگا' پھر کچھ سوچ کر سلطان محمود سے امن طلب کیا۔ سلطان نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا' راجہ جے پال نے اسے منظور نہ کیا' بادل ناخواستہ والی کالنجر کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں اس سے اس کے کسی ہمراہی نے مار ڈالا۔

شہر ناری پر قبضہ: سلطان محمود کی ان پے در پے کامیابیوں سے والیان ملک ہندوستان بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے قاصدوں کو شاہی دربار میں بھیج کر اطاعت و فرمانبرداری کا عقیدت مندانہ اظہار کیا۔ اس کے بعد سلطانی مرکب نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ شہر ہندوستان کا مستحکم تر شہر تھا۔ لیکن شاہی رعب کا سکہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل

شہر مرکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ سلطان محمود نے ناری کو اس کے محافظوں سے خالی پایا مصلحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ زمین کے برابر کر دیا جائے۔ دس قلعے اس کے قرب و جوار میں اور بھی تھے ان لوگوں نے خفیف سے مقابلہ کیا مگر ناکام رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مارے گئے اور سلطانی حکومت کا پھریرا ان کے برجوں پر کامیابی کے ساتھ لہرانے لگا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا کی جنگ: نندا (راجہ کالنجر) کو اس زمانے میں اچھا موقع ہاتھ آیا تھا۔ ایک مقام پر جا کر قلعہ بندی کر لی تھی۔ اس مقام کو اس نے عمدہ طور سے محفوظ کر لیا تھا۔ چاروں طرف ایک گہری نہر کھدوا کر پانی بھروا دیا تھا جو کوسوں دلدل کی صورت میں پھیلا ہوا تھا چھپن ہزار سوار ایک لاکھ اسی ہزار پیادے اور سات سو پچاس زنجیر فیل اس کی رکاب میں تھے۔ قلعہ پر پہنچ کر سلطان محمود نے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اس کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ پر قیام کا حکم دیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکم دیا۔ نندا نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ پر صف آرائی کی۔ تمام دن شدت سے جنگ جاری رہی۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی نے فریقین جنگ کو روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال و اسباب اور سامان حرب چھوڑ کر صبح سے پیشتر بھاگ گیا۔ لشکر اسلام نے اسے لوٹ لیا اور اس کے تعاقب میں نکلے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جا کر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا' ہزار ہا مارے گئے سینکڑوں کو گرفتار کر لیا نندا بذات خود بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر فتح مندی کے ساتھ دارالحکومت غزنی کی جانب واپس ہوا۔

سومنات کا مندر: سومنات کا مندر ہندوؤں کا بہت بڑا بت خانہ تھا۔ ہندوستان کے تمام بت خانوں سے زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا۔ یہ بت خانہ ایک مضبوط قلعہ میں جو سمندر کے کنارے تھا بنا ہوا تھا۔ سمندر کی لہریں مد و جزر کے وقت (جوار بھاٹا) بت خانے تک آیا کیا کرتی تھیں ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ سمندر اس بت کے قدم چومنے کے لئے آتا ہے۔

بت خانہ کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مرصع کھمبوں پر وہ عمارت قائم تھی۔ بت کا مجسمہ پتھر کا تراش کر بنایا گیا تھا جس کی لمبائی پانچ گز تھی دو گز زمین میں گڑا ہوا تھا اور تین گز رہا باہر تھا۔ اس بت کی کوئی خاص صورت نہ تھی بت خانہ ایک تاریک مقام میں تھا قندیلوں میں جواہرات جڑے تھے جس سے روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب طلائی زنجیر میں ایک سو من وزن کا گھنٹہ لٹکا ہوا تھا۔ جو اوقات مقررہ پر شب کے وقت بجایا جاتا تھا۔ اس کی آواز سے پجاری برہمن بتوں کی عبادت کے لئے آتے تھے۔ اس بڑے بت کے پاس بہت سے سونے چاندی کے بت رکھے ہوئے تھے بت کدہ کے دروازے پر زربفت کے پردے پڑے تھے جن کی جھالروں میں موتی اور جواہر لٹکے ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک کی قیمت میں بیس ہزار دینار تھی۔ جس شب میں خسوف قمر (چاند گرہن) ہوتا تھا تمام ہندوستان کے ہندو سومنات کی زیارت کو آتے تھے اور ایک عالم جمع ہو جاتا تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا تھا۔

سومنات کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ: ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ روحیں بدن سے جدا ہونے کے بعد سومنات ہی میں آ کر جمع ہو جاتی ہیں۔ سومنات انہیں جس جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ ہندو قیمتی قیمتی اسباب اور نفیس نفیس جواہر نذر کے طور پر سومنات میں پیش کرتے تھے۔ مجاروں کو بے حد اور بے شمار عمدہ اور قیمتی مال و اسباب دیتے تھے۔ دس

ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائیداد وقف تھی۔ باوجودیکہ سومنات دریائے گنگ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا مگر ہر روز سومنات کے غسل کے لئے وہاں سے پانی لایا جاتا تھا۔ دریائے گنگ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق جنت سے نکلا ہے اور اس میں نجات کے خیال سے اپنے مردوں کی ہڈیاں ڈالتے تھے۔ ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر معین تھے۔ سو حجام زیارت کرنے والوں کے سر اور داڑھی مونڈنے کے لئے موجود رہتے تھے۔ تین سو مرد اور پانچ سو عورتیں گانے اور ناچنے کے لئے تھیں۔ ان سب کی معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔

راجہ اجمیر کا فرار: اس سے پیشتر سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہندو کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہو گیا ہے اس وجہ سے توڑے جاتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں ورنہ سومنات محمود کو اب تک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ اس بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے اور انہیں ان کے معبودان باطل کی بے کسی دکھلانے اور ان کے دعوؤں کی تکذیب کے خیال سے جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۱۶ھ میں مجاہدوں کے ساتھ غزنی سے نکلا۔ نصف ماہ رمضان میں ملتان پہنچا۔ چونکہ ایک بہت بڑا بیابان جس میں پانی اور گھاس کا نام نہ تھا درپیش تھا اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق پانی اور رسد لے لے اس کے علاوہ سلطان نے احتیاط کے طور پر بیس ہزار اونٹوں پر پانی اور ضرورت کی چیزیں بار کر کے ہمراہ لیں۔ القصہ اس جان لیوا میدان سے گزر کر اجمیر میں مرکب ہمایوں وارد ہوا۔ راجہ اجمیر جنگ کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کیا اور محمود قلعہ کی طرف اس وجہ سے متوجہ نہ ہوا کہ سومنات کی مہم درپیش تھی جو اس سے بدرجہا اہم تھی۔

اس اثناء میں چند قلعوں پر گزر ہوا جو جنگ آزما مردوں اور آلات حرب اور سامان جنگ سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب ان پر ایسا غالب کیا کہ ان لوگوں نے بلا قتل و قتال اطاعت قبول کر لی قلعہ کی کنجیاں شاہی ملازموں کے حوالے کر دیں لشکر اسلام ان قلعوں پر قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ نہروالا (پٹن گجرات) میں پہنچ کر قیام کیا۔ بھیم راؤ والی شہر جنگ کے خوف سے شہر خالی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ مہیا کر کے ہمراہ لیا اور سومنات کی جانب بڑھا۔ اثناء راہ میں بہت بت خانے نظر آئے جن میں بکثرت بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومنات کے خدام تھے۔ سلطان محمود نے ان بت خانوں کو مسمار کرا کر بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

پٹن گجرات پر قبضہ: اس کے بعد شاہی لشکر ایک چٹیل میدان میں پہنچا جس میں آب و گیاہ کا نام نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راجپوتوں کا سامنا ہوا۔ یہ لوگ شاہی لشکر سے مقابلہ کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ سلطان محمود نے ان سے جنگ کے لئے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستۂ فوج نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی اور انہیں نیچا دکھا کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر لشکر ظفر پیکر پٹن گجرات میں پہنچا۔ یہ مقام سومنات سے دو منزل کے فاصلے پر تھا سلطان محمود نے اس پر بھی قبضہ کر لیا جو مقابلہ پر آیا اسے تہ تیغ کیا۔ نصف ذیقعدہ کو مرکب ہمایوں نے سومنات پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا خدا سومنات تمہیں یہاں اس لئے لایا ہے کہ تم لوگوں کو ایک ہی دفعہ ہلاک کر دے اور اس کا انتقام لے جو تم نے ہندوستان کے مہاتماؤں کے ساتھ کیا ہے اور انہیں توڑا ہے۔

فتح سومنات: الغرض صبح ہوتے ہی مجاہدین اسلام قلعہ کی دیوار تک تکبیر کہتے ہوئے پہنچ گئے ادھر راجپوتوں اور پنڈیوں کا لشکر فصیل قلعہ سے اتر کر سومنات کے پاس امداد کی درخواست پیش کرنے گیا ادھر لشکر اسلام کمندوں اور سیڑھیوں سے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا۔ بہادر راجپوت مسلمان دلاوروں کی یہ شجاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید مقابلہ اور مدافعت پر کمریں باندھ لیں' دن بھر نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جونہی رات کی سیاہی چھائی دونوں حریف جنگ سے رک گئے۔ رات امید وخوف میں گزر گئی صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کر دیا اور نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے ہندو جوق در جوق سومنات کے پاس جاتے اور اس سے بغل گیر ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے۔ بہادرانِ اسلام انتہائی جدوجہد سے حملہ پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ رات نے بیچ بچاؤ کرایا اور یہ دن بھی اسی حالت سے ختم ہو گیا تیسرے دن پرم دیو اور دابشلیم کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں جس سے اہل سومنات کو بڑی قوت اور اطمینان حاصل ہو گیا مگر مجاہدین اسلام کے پرزور حملوں نے سورما راجپوتوں کو شکست دے ہی دی نہایت ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے پچاس ہزار کھیت رہے باقی ماندہ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے۔ اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا۔ قتل وغارت گری کا سیلاب بڑھا ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے بہت سوں کو اسلامی دلاوروں نے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قلعہ پر کامیابی کے ساتھ سلطانی قبضہ ہو گیا۔

سلطان محمود اور راجہ پرم دیو: اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو والی نہروالا کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا' راجہ پرم دیو وہی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ تسخیر سومنات کے بعد نہروالہ چھوڑ کر قلعہ کندھ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا۔ چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک گہری نہر اس سمت کی محافظت کر رہی تھی۔ یہ مقام سومنات سے ساٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کی جانب سے اس قلعہ پر فوج کشی کی۔ قریب قلعہ پہنچ کر دیکھا کہ چاروں طرف سے دریا لہریں مار رہا ہے بے حد پریشان ہوا نہ کشتیاں تھیں نہ پل۔ اس شش وپنج میں پڑاؤ کر دیا۔ حسن اتفاق سے دو شکاری ملاح پر نظر پڑی جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ ملازمانِ شاہی انہیں دربار شاہی میں پکڑ لائے دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ایک مقام بتایا کہ یہاں سے دریا عبور کر جانا ممکن ہے لیکن اگر دریا عبور کرتے وقت اگر ذرا بھی تیز ہوا چلی تو سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ بسم اللہ مجریہا ومرسہا کہہ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا' مجاہدین اسلام نے بھی باگیں اٹھالیں اور بات کی بات میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو اس جرأت ودلیری سے اس قدر متاثر ہوا کہ لباس تبدیل کر کے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بلا قتل وقتال قلعہ پر سلطانی قبضہ ہو گیا۔

والیٔ منصورہ کی سرکوبی: اس کے بعد والیٔ منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر دربار سلطانی میں پہنچی فوراً تیاری کا حکم دیا۔ والیٔ منصورہ نے مرکب ہمایوں کی آمد کی خبر سن کر براہ دریا بھاگ جانے کی کوشش کی۔ سلطان محمود کو اس امر کا خطرہ پہلے ہی سے ہو گیا تھا اور اس نے دریا کے راستے کی ناکہ بندی کر لی تھی' جونہی والیٔ منصورہ نظر پڑا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا' ایک بڑی جماعت کام آئی' والیٔ منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ والیٔ منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاطیہ

(بھٹیز) کی طرف رخ کیا بھٹیز والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ سلطان محمود لوگوں پر جزیہ قائم کر کے مظفر و منصور ماہ صفر ۴۱۷ھ میں غزنی کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور قابوس: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۳۱۷ھ میں امرائے بنو بویہ نے طبرستان اور جرجان کو قابوس کے قبضہ اقتدار سے نکل کر اپنے دائرہ حکومت میں شامل و داخل کر لیا تھا۔ قابوس بحال پریشان امیر نوح بن منصور کی خدمت میں ابوالعباس گورنر خراسان کے توسط سے بطور وفد حاضر ہوا۔ امیر نوح اور اس کے گورنر ابوالعباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاق سے کچھ ایسے واقعات پیش آ گئے کہ اٹھارہ برس کا زمانہ گزر گیا اور وعدہ وفا نہ ہوا اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا۔ قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگزشت کہہ سنائی اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سیجور کی مہم نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ وفا نہ کر سکا اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ سلطان محمود تخت آرائے حکومت ہوا تو خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی۔ قابوس ابھی ساحل مقصود پر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابوالقاسم بن سیجور نے فخر الدولہ بن بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبے پر قبضہ کر لیا' قابوس کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی گھبرا کر اہل دیلم اور جبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم اور جبل کی کمک سے صوبہ طبرستان و جرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور یہ اس صوبہ کا حکمران تسلیم کیا گیا۔ جیسا کہ دیلم اور جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

سلطان محمود اور قابوس: نصر بن حسن قیرزان' ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی تھا۔ صوبجات طبرستان و جرجان پر دانت لگائے بیٹھا تھا قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اتفاقی اسباب سے بنو بویہ نے اسے گرفتار کر کے رے کی جیل میں ڈال دیا اب کیا تھا کوئی بھی مخالف باقی نہ رہا تھا طبرستان و جرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی۔ قابوس نے انجام پر غور کر کے سلطان محمود کی اطاعت قبول کر لی تا کہ آئندہ خطرات سے محفوظ ہو جائے الغرض اس طور سے تمام دیار دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ: مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس عورتیں جن سے بیس اولادیں پیدا ہوئیں شب و روز انہیں عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب ان کی صحبت سے دل اکتا جاتا تو قصوں اور کہانیوں کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ مشغلہ صرف دل بہلانے لگا تھا عنان حکومت ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جسے مجد الدولہ کی محبوبہ ہونے کا فخر حاصل تھا وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کی مالک تھی' اس لونڈی کے مرجانے پر رہا سہا انتظام بھی جاتا رہا۔ سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ اعیان دولت نے جمع ہو کر بالاتفاق سلطان محمود کی خدمت میں مجد الدولہ کی بدنظمی و لاپروائی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کرنے کی تحریک کی۔ سلطان محمود نے اس خیال سے کہ مبادا اور کوئی مقابل قابض نہ ہو جائے' رے پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ایک فوج بھیج دی جس کا افسر اعلیٰ اس کا حاجب لارڈ چیمبرلین تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ بنظر انتظام امور سلطنت مجد الدولہ کو اس کے بیٹے ابودلف کے ساتھ فوراً گرفتار کر لینا۔

مجد الدولہ کی نظر بندی: رے پر مرکب ہمایوں کے قبضہ کر لینے کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تھوڑے دن بعد رے پہنچا' اہل رے نے نہایت گرمجوشی

سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ سلطان محمود سب سے خندہ پیشانی سے ملا اور انتظام حکومت اور مصلحت وقت کا خیال کر کے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے خراسان میں نظر بند کیا اور اس کے مال واسباب کی ضبطی کا حکم دیا فہرست مرتب کی گئی۔ ایک کروڑ دینار سرخ' پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات' چھ ہزار تھان قیمتی قیمتی پارچہ جات بے شمار آلات حرب خزانہ اور توشہ خانہ سے برآمد ہوئے۔

قزوین کے قلعوں پر قبضہ: مہم رے سے فارغ ہو کر قزوین کی جانب متوجہ ہوا اور اس کے قلعوں پر قبضہ حاصل کر کے شہر ساوہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔ مجد الدولہ کے فرقہ باطنیہ کے تمام اصحاب کو چن چن کر قتل کیا۔ معتزلیوں کو گرفتار کرا کر خراسان کی طرف جلاوطنی کا حکم دیا۔ فلسفہ اعتزال اور نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ سارا کفر والحاد کا ذخیرہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔ ان کے علاوہ اور علوم وفنون کی کتابوں جو ایک سو اونٹوں کا بار تھیں اپنے دار السلطنت غزنی اٹھا کر لے گیا۔

منوچہر بن قابوس: منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ سلطان محمود نے اس راستہ کو جوں توں طے کر کے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکل کر جنگل میں جا چھپا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سرخ سالانہ پر مصالحت کا پیام دیا جسے سلطان نے قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آیا اس کے بعد محمود نے نیشاپور کی جانب کوچ کیا۔

ابن منوچہر: اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا انوشیروان تخت آرائے حکومت ہوا' سلطان محمود نے اس جانشینی کو تسلیم کیا اور بدستور خراج مقررہ قائم رکھا غرض رفتہ رفتہ بلاد جبلیہ میں حدود آرمینیہ تک سلطان محمود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضۂ اقتدار میں تھے (ابراہیم سالار دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پسماندگان سے تھا) مسعود بن سلطان نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اب صرف شہر رود باقی رہ گیا جسے سلطان محمود نے اپنی حکومت کے اقتدار میں لے کر سالانہ خراج مقرر کیا اور اسے بدستور انہیں کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا گیا۔

اصفہان کا الحاق: صوبہ اصفہان اس وقت تک علاء الدین کاکویہ کے زیر اثر حکومت تھا علاؤ الدین نے سلطان محمود کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ اپنے ممالک مقبوضہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور اطلاعی عرضداشت بارگاہ سلطانی میں بھیج دی۔ علاؤ الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا چنانچہ اس کے تھوڑے دن بعد فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہو گئی فوراً خراسان کی جانب واپس ہوا۔ اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کا رخ کیا علاؤ الدین نے حیلہ وحوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اہل رے کی سرکشی و بغاوت: شہزادہ مسعود رے میں چند دن حکومت کر کے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ اہل رے کو موقع مل گیا علم بغاوت بلند کر دیا' مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ مسعود کے نائب

کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے۔ مسعود ان واقعات سے مطلع ہوا' آگ بگولہ ہو کر رے کی جانب لوٹا۔ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود کے حملوں نے انہیں نیچا دکھا دیا۔ نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔

ایلک خاں کی بخارا پر فوج کشی: ۳۹۰ھ میں ملوک سامانیہ کے کمزور ہو جانے پر ایلک خاں بادشاہ ترک والی ترکستان نے بخارا کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' بخارا کے گرد و نواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک خانہ بدوش گروہ رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ ارسلان بن سلجوق (سلطان طغرل بک کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا ان لوگوں نے تبدیلی حکومت کی وجہ سے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے لوٹ مار شروع کر دی۔ علی تکین برادر ایلک خاں کو موقع مل گیا۔ ارسلان بن سمجور کی سازش سے بخارا پر قبضہ کر لیا' ایلک خاں کو یہ امر ناگوار گزرا فوجیں آراستہ کر کے علی تکین پر چڑھائی کر دی' علی تکین برادر ارسلان بن سمجور مقابلہ پر آئے باہم لڑائی ہوئی بالآخر ایلک خاں کو شکست ہوئی اور علی تکین کا قدم بخارا پر استحکام کے ساتھ جم گیا۔

سلطان محمود کا بخارا پر قبضہ: ایلک خاں کو شکست دینے سے علی تکین کو ملک گیری کا خیال پیدا ہوا سلطان محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کی' اس کے قاصدوں سے جو بادشاہ ترک کے یہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی۔ اس وجہ سے اور نیز یہ خیال کر کے کہ آئندہ قافلہ کی آمد و رفت میں دقت نہ ہو علی تکین کو ہوش میں لانے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے سامان جنگ مہیا و درست کیا ۴۲۰ھ میں بلخ سے روانہ ہو کر نہر کو بخارا کی طرف سے عبور کیا۔ علی تکین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر ایلک خاں کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے بخارا میں داخل ہو کر اس پر اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا تاتاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلاوطن ہو جانے کا حکم دیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیج دیا۔

اس کے بعد تاتاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی طرف سلطان محمود نے توجہ کی اور انہیں خوب پامال کیا یہاں تک کہ تاتاریوں کا گروہ منتشر ہو گیا اور سلطان محمود خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور تاتار: جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیج دیا تھا اور اس کے قبائل بخارا کی اطراف میں جلاوطن ہو کر منتشر ہو گئے اسی زمانے میں تاتاریوں نے نہر جیحوں کو خراسان کی جانب سے عبور کیا۔ خراسان کے گورنران ہتھکنڈوں سے واقف تھے' انہیں ابھرنے نہ دیا ان کا مال و اسباب جہاں جہاں پاتے ضبط کر لیتے ان کی اولاد سے جبراً خدمت لیتے تھے۔ مجبوراً ان میں سے ایک گروہ جن کے خیموں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان چلا آیا پھر کرمان سے اصفہان کی جانب بڑھا یہ گروہ اپنے کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ دوسرا گروہ کوہ بک جان میں پرانے خوارزم کے قریب جا کر سکونت پذیر ہوا۔ ان تاتاری گروہوں کا گزر جن شہروں سے ہوا وہاں لوٹ مار اور غارت گری مچا دی۔

تاتاریوں کی غارت گری: سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علاء الدولہ گورنر رے کو ان تاتاریوں کی سرکوبی کے لئے لکھا جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاؤ الدولہ فوجیں آراستہ کر کے تاتاریوں پر آ پڑا۔ سخت

خونریز جنگ کے بعد علاؤ الدولہ کو شکست ہوئی تاتاریوں نے سلطان محمود کے خوف سے اصفہان چھوڑ دیا آذربائیجان میں جا کر پڑاؤ کیا راہ میں قصبوں اور شہروں کو تاخت وتاراج کرتے گئے۔

دہشودان کی حکمت عملی: دہشودان والیٔ آذربائیجان ان لوگوں کا مقابلہ نہ کر سکا اس لئے ان سے نرمی سے پیش آیا اور تعلقات بڑھائے جس سے دہشودان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کے مقبوضات ان لٹیروں کے تاخت وتاراج سے محفوظ رہے ان دنوں بوقا کوکاش منصور اور داناوغیرہم ان تاتاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

تاتاریوں کی سرکوبی: خوارزم قدیم کے قریب میں جو گروہ تاتاریوں کا جا کر ٹھہرا ہوا تھا وہ غارت گری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا جس طرف سے اس کا گزر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی ان کی سرکوبی پر بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب ایک مدت دراز تک شاہی حکم کی تعمیل میں تاتاریوں کے پیچھے مارا مارا پھرا مگر ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تب سلطان محمود کمر ہمت باندھ کر ان کے پیچھے پڑا اور مار پیٹ کر ان لوگوں کو اطراف خراسان میں منتشر کر دیا۔ ان میں سے بعض کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس وقت ان کے امراء کوکاس بوقا قزل یغمر اور تاصفلی وغیرہ تھے۔ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مسعود نے بھی انہیں اپنی خدمت میں رکھا چنانچہ یہ لوگ سلطان محمود کی رکاب میں غزنی سے خراسان آئے ان ترکمانوں میں سے کوہ یک جان میں خوارزم کے قریب باقی رہ گئے تھے انہوں نے شہر میں آباد ہونے کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے تاج وحکومت کی فرماں برداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دی۔

ترکمانوں کی غارت گری: اس کے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطان مسعود اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور خراسان کی حکومت پر قاش نامی ایک سردار کو مامور کیا۔ ترکمانوں نے میدان خالی پا کر پھر فساد مچا دیا۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران وتباہ کرنے لگے۔ قاش نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے سردار یغمر کو جنگ کے دوران قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس سے مطلع ہو کر ایک فوج کو ان کی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور کیا۔ اس فوج نے ان کے سروں پر پہنچ کر قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوراً ان ترکمانوں نے آذربائیجان جا کر عراقیہ میں مل جانے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابتداً انہوں نے دامغان پر قبضہ حاصل کیا پھر اسے تاخت وتاراج کر کے سمنان کو لوٹا۔ مشکو بہ اور تمام اطراف رے کو قتل وغارت سے ایک خوف ناک منظر بنا دیا غرض کہ جس طرف سے ہو کر گزرے دیہات کے دیہات قصبات کے قصبات ویران ہو گئے۔ قاش والیٔ خراسان اور ابو سہیل حمدان والیٔ رے نے فوجیں فراہم کیں اور ان کی سرکوبی کے لئے نکلے ایک طرف سے قاش اپنی فوج کو لے کر ترکمانوں کی طرف بڑھا۔ جنگی ہاتھی کوہ صفت دائیں بائیں تھے۔ ترکمانوں نے سر بکف مقابلہ کیا اور اس کی فوج کو پسپا کر کے رے کی جانب قدم بڑھایا۔ رے پہنچ کر ابو سہیل حمدانی سے مقابلہ ہوا ابو سہیل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر قلعہ طبوس میں پناہ گزین ہوا ترکمانوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا اس اثناء میں شامی لشکر جرجان سے آ پہنچا اور اس نے اس طوفان کی روک تھام پر کمر ہمت باندھی نہایت سختی سے قتل وقتال کا ہنگامہ گرم کیا سینکڑوں ترکمان قتل وقید کر لئے گئے باقی ماندہ نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذربائیجان کا راستہ لیا۔

آذربائیجان کا تاراج رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدلدین کاکویہ اصفہان آیا اور ابو سہیل سے سلطان مسعود کی فرماں برداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہو سکا اس اثناء میں ترکمانوں نے آذربائیجان کو جی کھول کر تاراج کیا۔ دہشودان نے ایک فوج کثیر فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کی۔ اہل آذربائیجان نے بھی جمع ہو کر دوسری جانب سے حملہ کیا ایک بڑا گروہ موت کی نذر ہو گیا باقی ماندہ نیال اور اس کے بھائی طغرل بک کے خوف سے آذربائیجان چھوڑ کر موصل اور دیار بکر کے درمیان پھیل گئے اور ان دونوں شہروں پر قبضہ حاصل کر کے اس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کی جولانگاہ بنا لیا۔ جیسا کہ قرواش والیٔ موصل اور ابن مروان والیٔ دیار بکر کے حالات میں ہم ان واقعات کو لکھ آئے ہیں۔ ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذربائیجان کے واقعات کو ہم نے اختصار اً بیان کیا ہے کیونکہ ہم اسے دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

طغرل بک اور تکین کی جھڑپیں طغرل بک اپنے برادران حقیقی داؤد بیغو اور برادر اخیافی نیال کے ساتھ (جو اسلام لانے کے بعد ابراہیم کے نام سے موسوم ہوا) عسا کر اسلامیہ سے شکست کھا کر بھاگا مدتوں ادھر اُدھر مارا مارا پھرا بالآخر سلجوق کے بعد ماوراء النہر میں قیام پزیر ہوا۔ تکین والیٔ بخارا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تکین کو ان پر فتحیابی حاصل ہوئی یہ سب دریائے جیحون کو عبور کر کے خوارزم و خراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم و خراسان میں پہنچ کر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک ہوئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی سلطان محمود نے اپنے خدام دولت سے احمد نیال تکین کو ہندوستان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ احمد نیال تکین نے ۴۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایک ہزار فوج لے کر چڑھائی کی[1] پہلے اس کے اطراف و جوانب کو اس کی حمایت کرنے والوں سے پاک و صاف کر کے اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد شہر کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزور تیغ داخل ہوا۔ ایک دن کامل لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل و غارت گری مباح کر دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکل کر ایک کھلے میدان میں رات گزاری۔ صبح کو مال غنیمت دوبارہ تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اہل شہر کو اس کی خبر لگی مدافعت کی غرض سے جمع ہو گئے۔ احمد نیال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اپنے شہر کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود کی وفات ان واقعات بالا کے ختم ہوتے ہی سلطان محمود کا جام حیات لبریز ہو گیا چنانچہ ۴۲۱ھ میں (مقام غزنی جگر و تلی کی خرابی سے) داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر راہ گزار ملک جاودانی ہوا (ساٹھ سال عمر پائی)۔

سلطان محمود کی سیرت و کردار سلطان محمود بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا اکثر ممالک اسلامیہ پر قابض ہوا علماء کی عزت کرتا تھا اور ان سے باحترام و اکرام پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اس کی بارگاہ حکومت میں آتے تھے عادل اور نیک نفس تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور انہیں طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا۔ جہاد کے بے حد شائق تھا اس کی فتوحات کی داستانیں مشہور ہیں جنہیں آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

جس وقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اپنے بیٹے محمد کو حکومت و سلطنت کی وصیت کی یہ اس وقت بلخ

---

[1] ۱۲ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کا یہ واقعہ ہے دیکھو تاریخ فرشتہ ص ۲۵۔

میں تھا۔ مسعود سے گو یہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی آنکھوں میں یہی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر تھی۔

الغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد ارا کین حکومت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی خبر دی اور عبائے حکومت و سلطنت کو زیب تن کرنے پر آمادہ کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیشاپور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر پا کر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہوا' چالیس روز بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شاہی افواج نے حاضر ہو کر سلامی اتاری' سرداروں سے اطاعت و فرماں برداری کا حلف لیا اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کیے۔

محمود کا نسب: مؤرخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کشور کشائی اور حکمرانی کی داستانیں اس خوبی سے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ فروگزاشت نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالات اور دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی اس لئے ان کا بیان کرنا انتہائی ضروری ہے۔

سلطان محمود[1] فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجدول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جس وقت زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا۔ اس کے اہل و عیال اور خاندان والے بحال پریشان ترکستان چلے آئے اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ان سے اور ترکوں سے باہم رشتہ داریاں اور قرابت پیدا ہوگئی اور دو چار پشت کے بعد علم و دولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ایک مدت تک ان اطراف میں ان کے عالی شان مکانات ان کے بزرگوں کے نام کو زندہ کیے ہوئے تھے' اس کا سلسلہ نسب یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔ ''محمد بن سبکتگین بن جوق قرا بجکم بن قرا ارسلان بن قرا ملت بن قرا نعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس''۔

ابوالفضل حسن بیہقی نے تاریخ ناصری میں بروایت سلطان محمود تحریر کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے باپ امیر سبکتگین سے روایت کی ہے کہ سبکتگین کے باپ کو قرا بجکم کہتے تھے اصلی نام جوق تھا غوغا اور بجکم لغت ترکی میں متحد المعنی ہیں' قرا بجکم کے معنی سیاہ غوغا ہیں' ترکستان میں جہاں کہیں جوق کا نام سن پاتے تھے اس کی شجاعت و مردانگی کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اس وجہ سے اس کا نام قرا بجکم رکھ چھوڑا تھا۔

تاریخ منہاج السراج جرجانی[2] میں لکھا ہے کہ نصر حاجی نامی ایک سوداگر نے امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا لا کر امیر البتگین کے ہاتھ فروخت کیا' امیر البتگین سبکتگین کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہ بڑا ہونہار لڑکا ہے اس کی بلند پیشانی سے بچپن کے باوجود بڑائی کے آثار نمایاں ہیں اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ تھوڑے دن بعد پیشکاری سے لشکر غزنی کی سرداری پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ البتگین کی ناک کا بال بن گیا سیاہ و سفید کرنے کا مالک ہو گیا۔

سبکتگین درحقیقت غلام نہ تھا بلکہ یزدجرد بادشاہ فارس کی نسل سے تھا۔ جس وقت یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکانات میں عہد خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مارا گیا۔ اس کی اولاد اور خاندان والے ترکستان میں جا کر روپوش

---

[1] دیکھو طبقات ناصری صفحہ ۶ مطبوعہ کلکتہ ۱۲۶۴ھ۔
[2] دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۸۔

ہوئے اور ترکوں سے حسب ضرورت رشتۂ قرابت پیدا کیا۔ دولت وحکومت تو پہلے ہی ہاتھ سے نکل چکی تھی علم بھی جاتا رہا اور چار نسلوں کے بعد ترک کہلائے جانے لگے۔

محمود کے غلام نہ ہونے کی بہت بڑی اور قوی دلیل یہ ہے کہ انگریز مورخوں نے اسے غلاموں کے سلسلۂ حکومت میں نہیں لکھا' انہیں اس کے ساتھ کوئی ایسی ہمدردی نہ تھی کہ جس سے یہ محمود کو سلسلۂ حکمران غلامان سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔

عربی تاریخیں صرف اس قدر لکھ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین' امیر الپتگین کا غلام تھا۔ یہ عبارت اشارے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانے میں اور کس جہاد میں غازیان اسلام کے ہاتھ آیا اور جب یہ امر پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

قرون سابقہ میں غلامی کے دو ہی طریقے تھے[1]۔ ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہو کے آتے تھے اور غازیان اسلام انہیں بضرورت خرید وفروخت کر لیا کرتے تھے' دوسرے یہ کہ غیر اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیش اصحاب اکاد کا چلنے والوں کو پکڑ کر لاتے تھے اور انہیں ممالک اسلامیہ میں لا کر سر بازار فروخت کیا کرتے تھے اول الذکر اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق ہیں۔ غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی ہے ورنہ یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہاجرہ علیہ السلام کون تھیں؟ اور کس طرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ آئیں؟ حسینی سادات کی ماں کہاں تھیں اور کیونکر حسین علیہ السلام کے ہاتھ لگیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبطیہ کون تھیں اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کسی قبیلہ سے تھے جن سے زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں۔ اس غلامی کی کراہت رافع کرنے کی غرض سے آپ نے اس ترویج کو مناسب سمجھا۔

ان سب واقعات سے قطع نظر کر لینے پر یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ ان دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا اور یزدجرد بادشاہ فارس کے خاندان کی تباہی وبربادی پورے طور سے ہو چکی تھی ممکن ہے کہ کسی شخص نے سبکتگین کو آوارہ وپریشان پا کر پرورش وپرداخت کی ہو' غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو الپتگین کا مملوک لکھتے آئے ورنہ اور کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے اس سے امیر سبکتگین کے خاندان کے دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

فردوسی شاعر کے شاہنامہ میں محمود پر چوٹ کی ہے اس سے محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا نساب اور مؤرخ نہ تھا اس کا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے۔ شعراء میں ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب انہیں خلاف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء ورؤسا اور سلاطین عظام کی ہجو پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فردوسی کو بھی اسی امر نے محمود کی ہجو پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا مملوک ہے نہ مالک حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک اعتباری امر ہے تمام بنی نوع انسان ایک ہیں اور اسلام نے آزادی اور غلامی کا پردہ ہی اٹھا دیا ہے کل مؤمن اخوۃ اس کے

---

[1] ان دو طریقوں کے علاوہ دو صورتیں اور بھی تھیں اول یہ کہ اگر کوئی شخص غلامی میں آ جائے تو اس کی آل اولاد بھی مملوک کہلاتی تھی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص عجمی خاندان کسی عربی خاندان کی پناہ میں آ کر آباد ہو جاتا اور اس سے حلف وفاداری اٹھا لیتا تو وہ اس عرب خاندان کا مولیٰ اور مملوک کہتا تھا۔ اسی لحاظ سے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ مولیٰ شمار ہوتے تھے تو ممکن ہے کہ سبکتگین کے خاندان کے ساتھ یہی صورت پیش آئی ہو۔ (ادارہ)

بہت بڑے اور مضبوط اصول میں داخل ہے۔

دسویں محرم ۳۶۱ھ میں شب پنجشنبہ میں امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔

تاریخ منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس شب محمود پیدا ہوا اسی شب میں چند ساعت پیشتر امیر سبکتگین نے خواب دیکھا تھا کہ مکان کے آتشدان سے ایک بڑا درخت پیدا ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں ایک عالم بیٹھ سکتا ہے فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ محلسرائے شاہی سے یہ خبر آئی کہ مشکوے معلیٰ میں شہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا ہے۔ امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زمانہ زیادہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابتداء مسعود الانتہا ظاہر ہوا۔

محمود کے عہد طفلی کے حالات کچھ ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز امر معلوم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے اس کی تعلیم و تربیت کے واقعات، علم و فضل حاصل کرنے کے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جس طرح کشورستان، ملک گیر اور نامور فاتح تھا۔ اسی طرح علم و فضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا مؤلف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مبسوط کتاب ہے محمود کو فقہاء میں شمار کیا ہے اس کے علاوہ خود اس کی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی جس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا نایاب نایاب کتابیں انتہائی جستجو سے مہیا کی گئی تھیں۔ اسی کتب خانہ میں عجائب خانہ بھی تھا، زمانہ کی نادر چیزیں اس میں موجود تھیں ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم و فن تھے وہ سب اسی کے درباری تھی امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کی سماعت کا بے حد شائق تھا شب کے وقت اس کے دربار میں علماء حدیث جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت و قرات کرتے تھے۔ محمود بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا حدیثیں سنا کرتا جسے نہ سمجھتا اس کے معنی دریافت کرتا جاتا تھا[1]۔ مذہباً پہلے حنفی تھا بعد کو شافعی المذہب ہو گیا تھا۔ علامہ قفال[2] مروزی نے مذاق اور لطیفہ کے پیرائے میں تبدیل مذہب کی تحریک کی تھی۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الی ابن خلکان۔

محمود کے تخت پر متمکن ہونے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور معرکہ آرائیوں کی دلچسپ داستان آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ زمانہ شہزادگی میں جو نمایاں کام اس سے سرزد ہوئے جس سے اس کی مردانگی و دلاوری کا ثبوت ملتا ہے وہ ملتان کی لڑائی ہے یہی سبب ہے کہ اسے اپنے باپ کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔

امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں راجہ جے پال والیٔ لاہور اور ملتان نے اسلامی شہروں پر جو اس کی سرحد مملکت سے ملے ہوئے تھے تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ امیر سبکتگین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکر فراہم کر کے راجہ جے پال کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا اس مہم میں اس کا ہونہار بیٹا محمود بھی اس کے ہمرکاب تھا محمود نے موقع جنگ میں بہت بڑے

---

[1] تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۶ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر۔

[2] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر۔

[3] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر۔

نمایاں کام کیے جس سے اس کی ہر دلعزیزی اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

محمود چھبیس برس کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۳۸۷ھ میں تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں اس قدر علم و فضل کو جمع کیا تھا کہ اس زمانے میں اسلامی سلاطین کو شاید و باید یہ عزت نصیب ہوئی ہو' مقامات ابو نصر مشکاتی اور مجلدات ابوالفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہے ہیں ایسے عالی حوصلے بلند خیال سلطان کی طرف بخل کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے۔ اگر وہ داد و دہش میں کوتاہ دست ہوتا تو اس کے دربار علماء و فضلاء شعراء اور اہل علم و کمال سے خالی نظر آتا۔ ابوریحان بیرونی جسے متعدد علوم و فنون میں مہارت کلی حاصل تھی اور ابوعلی سینا کا ہم پایہ و ہمسر تھا محمود ہی کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابوعلی سینا کو بھی اپنے خوان کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہریاب نہیں ہو سکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا' عنصری' عجدی' اسدی' غضاری' فردوسی' فرخی اور منوچہری محمود کے آسمان سخن کے سبعہ ستارے تھے۔

منجملہ ان الزامات کے جو محمود کے دامن عزت پر لگائے جاتے ہیں کہ ایک الزام شراب خوری کا ہے جسے مؤلف شعر العجم (شبلی) کے پاکیزہ خیالات کا تو تصنیف واقعہ کہنا چاہیے حالانکہ محمود کی صحبتیں سلاطین عشرت پسند کی طرح مے و جام سے آراستہ نہیں کی جاتی تھی' اس کی صحبت دنیاوی کثافتوں' گویوں' لونڈیاں اور مسخروں سے بالکل پاک تھی۔ میں نے عرب کے سوا اس کی سوانح غیر قوموں کی زبان سے بھی سنی ہے۔ کسی مؤرخ نے شراب خوری اور فسق و فجور کی اس کی طرف نسبت نہیں کی۔ صاحب شعر العجم نے محمود کی شراب خوری اور بدمستی کا ایک حیرت خیز واقعہ لکھ کر اس کے دامن عزت پر بدنما دھبہ ڈالا ہے غیر قوموں اور متعصب مؤرخوں نے بھی ان پر شراب خوری کا الزام نہیں لگایا بلکہ متقی' پرہیزگار' علم و فضل کا قدردان' عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔

شعر العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے ''سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے زیادہ تھی مگر اس میں ہوس کا شائبہ نہ تھا۔ ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر مست ہو گیا اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی تھیں محمود نے بے اختیار اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لیکن فوراً سنبھال گیا اور جوش تقویٰ میں کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے' ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی''۔

اس عبارت سے چند باتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن کا درحقیقت خارج میں کوئی وجود نہ تھا بلکہ محض ذہنی اور تصنیف کردہ ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادہ جام کا دور چلا کرتا تھا اور اسے مے نوشی کی عادت بد پڑی ہوئی تھی جیسا فقرہ ''محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو گیا'' اسے ظاہر ہوتا ہے۔

''دوسرے یہ کہ اسی حالت بدمستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر پڑی ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا و ہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈالے دیئے''۔ استغفر اللہ کیا بے بنیاد الزام ہے جس کے تصور سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود شراب خوری اور اس پر طرہ یہ کہ ارتکاب خلاف وضع فطرت کی طرف میلان۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ انسان جن افعال کے ارتکاب کا حالت ہوش میں عادی اور خوگر ہوتا ہے انہیں افعال کی جانب اسے بدمستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے فرق صرف اس قدر ہوتا ہے کہ حالت ہوش میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدمستی اور نشہ میں قوی

اور پوری تحریک بلا کسی حجاب کے ہوتی ہے۔ محمود کو اگر کبھی (مردوں) لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو حالت بدمستی میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتے ہی اسے ہوا و ہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا۔

تیسرے یہ کہ ''حالت بدمستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے جس کی تعمیل ایاز نے فوراً کی''۔

امر اوّل کے ثبوت کے لئے مؤلف شعر العجم[1] یا کسی اور مؤرخ کا صرف لکھ دینا کافی نہ ہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایت کے پیش کرنے کے لئے یہ لازم ہوگا کہ ان کے روای محمود کے زمانے میں اور اس کی بزم عیش میں شریک لطف صحبت رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مؤلف شعر العجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اس کا راوی کون ہے؟ مؤلف شعر العجم نے کسی معروف و مستند کا تو کجا کسی مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا اور نہ کسی راوی کی طرف اس واقعہ کی روایت کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس واقعہ مجہولہ پر جس قدر صداقت اور راست بیانی کی روشنی پڑتی ہے وہ ارباب عقل و دانش اور اصحاب تواریخ پر ظاہر ہے۔ عربی فارسی انگریزی کی تاریخیں پڑھ ڈالئے کہیں بھی یہ نہ پایئے گا کہ محمود مے نوشی کا عادی تھا یا اس کی صحبت میں بادہ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور جب یہ امر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا تو معمولی سے زیادہ پی کر بدمست ہو جانا پھر معنی وارد۔ ان ھذا افتراء مبین.

دوسری شے کا عدم وجود پہلی شے کے عدم وجود پر موقوف ہے اور جب پہلی بات کا ثبوت ممکن نہیں تو دوسری کا وجود خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ وہذا ہوالمقصود۔

امر سوم عجیب مضحکہ خیز ہے' حالت بدمستی میں محمود کا سنبھل جانا۔ جوش تقویٰ میں آ کر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور دور از عقل واقعہ ہے محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیز گار مسلمان تھا یا یہ کہ اسے تقویٰ سے کوئی سروکار نہ تھا اگر متقی پرہیز گار تھا تو اس کی بزم عیش میں بادہ جام کا دور چلنا محالات میں سے ہے۔ متقی مسلمان کا بادہ پیمائی سے کیا تعلق ہے؟ اور اگر وہ متقی نہ تھا تو حالت بدمستی میں جوش تقویٰ میں آنا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خواروں یا مجذوبوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ تقویٰ خداوندی اور شراب خوری' سبحان اللہ کیا اجتماع الضدین ہے۔ شاید مؤلف شعر العجم نے تقویٰ کے کچھ اور معنی لئے ہیں۔

بفرض محال اگر محمود کو بحالت بدمستی جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی ترک کر دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا ڈالتا۔ غریب ایاز کی زلفوں نے کیا کیا تھا۔ جو کچھ بھی ہوا خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اس کی طبیعت کی جوش کے سبب سے ایاز کی زلفوں کو کاٹنے کا حکم دینا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ''سلطان محمود غزنوی بادشاہ ہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائزہ گردیدہ وصیت عدالت و جہاں بانی و آوازہ شجاعت و کشور ستانی از ایوان کیوان در گزرانیدہ و بمیامن اجتہاد در امر غزا اعلام مرتفع ساختہ واساس ارباب ظلام برانداختہ۔ اسٹینلی لین پول میڈول انڈیا چیپٹر دوم صفحہ ۱۴ الغایت ۳۳) میں لکھا ہے ''محمود میں اس کے باپ کی طرح چستی' چالاکی' مستعدی' مردانگی کی تمام صفتیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسی

---

[1] شبلی نے شعراء کے اشعار سے نتیجہ اخذ کر کے اسے واقعہ کی صورت میں ڈھال دیا ہے۔

وقت اپنے کو بیکار نہیں رکھتا تھا اس کے خیالات عالی تھے' مزاج کا جوشیلا تھا' اسلامی جوش اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی صفت اس کی کل صفات کی محرک اور ان میں برقی قوت پیدا کرنے والی تھی' وہ ایک پرجوش مسلمان تھا۔ دشمنانِ اسلام اور کفار کی لڑائیوں کی حالت میں بھی جس وقت اسے فرصت مل جاتی تھی تو تزکیۂ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا گویا وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بے کار اور ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔

دربارِ خلافت بغداد سے اسے غزنی اور خراسان کی سند امارت بھی عطا ہوئی تھی۔ اس خوشی اور کامیابی پر اس نے یہ تدبیر کی کہ ہر سال کفار ہند پر جہاد کروں گا جس کا ایفا تا زندگی کرتا رہا۔ محمود ظالم نہ تھا۔ وہ بلاوجہ خونریزی سے نفرت کرتا تھا' اپنے عہد و پیمان کا پابند اور بدعہدی کے قریب نہ جاتا تھا۔

محمود جس طرح مسلمانوں میں سے سچائی' خدا ترسی یا پُر جوش مسلمان ہونے کا نمونہ تھا ویسا ہی علم و فضل کی قدردانی میں اپنی نظیر آپ تھا اس کا دربار علماء فضلاء اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اگر نپولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی نامی صناعوں اور کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے صناع اور اہل کمال کو جمع کر دیا تھا۔ علماء فضلاء شعراء اور ہر فن کے اہل کمال سے اس کا دربار رونق دی گئی تھی۔ بیرونی' ریاضی' تاریخ اور سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا۔ فاریابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا۔ بیہقی' عتبی' عنصری' فرخی' عسجدی اور فردوسی نامی شعراء اس کے دائیں بائیں کے مصاحب تھے جن پر وہ بے حد مہربان رہتا تھا۔

اگر محمود کو مال و دولت جمع کرنے والا اور حریص و لالچ کہتا ہوں تو اس کے کہنے پر مجھ کو ضرور مجبور ہونے پڑے گا کہ وہ مال و دولت اور روپیہ کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا۔ وہ مال و زر کے خرچ کرنے کے مواقع خوب جانتا تھا کہ کس موقع پر کس قدر روپیہ صرف کرنا چاہیئے۔

محمود ہرگز غیر مہذب وغیرہ تربیت یافتہ نہ تھا اور وہ بہت بڑا سپاہی اور بے حد دلیر شخص تھا۔ وہ دماغی اور بدنی محنتوں سے تھکتا نہ تھا قدرت نے اسے ان تھک طبیعت دی تھی' اور وہ اپنی رعایا کی بہبودی خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف و عدل قائم رکھنے کی تکلیفیں اٹھاتا تھا۔

محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک بادشاہ انصاف پسند' منصف مزاج' ذی علم' علم دوست' رحیم' رقیق القلب اور نہایت سچا مسلمان تھا۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ ظاہرداری اور تصنع سے بالکل علیحدہ تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے نماز ادا کرتا تھا۔ انتہیٰ۔

شاہنامہ اور محمود: ان الزامات میں جو بدنمائی کے ساتھ سلطان محمود کے دامن خوبی پر لگائے جاتے ہیں۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ فردوسی[1] نے سلطان محمود کی فرمائش سے شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے صلہ میں ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب شاہنامہ تیار ہوا تو اشرفیوں کی جگہ روپے دلوائے۔ یہ روایت جس قدر مشہور ہے اسی قدر بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرح اس روایت کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق ابتداء ہی سے تھا۔ اس کے ساتھ ہی شاہانِ ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھا۔

---

[1] فردوسی شاعر مصنف شاہنامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا۔ اس کا نام حسن بن اسحاق خاص طوس یا اس کے قریب کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ (مترجم)

اس نے اپنے حناد یدعجم کا نام رکھنے کی غرض سے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضاء سے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد ڈالی' جیسا کہ دیباچہ میں لکھتا ہے:

همی خواهم ازداد گریک خدائے — که چندان بمانم به گیتی بجائے
که این نامهٔ شهریاران پیش — به پیوندم از خوب گفتار خویش
بسے رنج بردم دریں سال سی — عجم زنده کردم بدیں پارسی
همه مرده از روزگارِ دراز — شد از گفت من نام شاں زنده دار
چو عیسیٰ من این مردگاں را تمام — سراسر همه زنده کردم بنام

ثانیاً فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور معتد بہ حصہ وہیں لکھا گیا۔ میرے اس دعوے کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد ڈالی اس وقت اسے شاہانِ فارس کے تاریخی سرمایہ کی ضرورت تھی حسن اتفاق سے فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔ اس نے فردوسی کے ارادے سے مطلع ہو کر تاریخ کا سارا سرمایہ فردوسی کو لا کر دے دیا۔ چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ میں اس طور سے بیان کرتا ہے:

به شهرم یکے مهرباں دوست بو — تو گفتی که بامن بیک پوست بود
مراگفت خوب آمد این رائے تو — به نیکی خرامد مگر پائے تو
نوشته من این نامهٔ پهلوی — به پیش تو آرام مگر نغنوی
شوایں نامهٔ خسروان بازگوئے — بدیں جوئے زد میهاں آبروئے
چوآورد این نامه نزدیک من — برافروخت این جان تاریک من

ثالثاً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اگرچہ اس کا بین ثبوت کہیں بھی سے نہیں ملتا لیکن خاتمہ کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ جیسا کہ فردوسی تصریح کرتا ہے:

زهجرت شده پنج هشتاد بار — که گفتم من این نامهٔ شهریار

پانچ کو اسی میں ضرب دینے سے چار سو ہوتے ہیں پھر ساتھ ہی اس کے ساتھ اس کی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال صرف ہوئے۔

سی و پنج سال از سرائے سپنج — بسے رنج بردم بامید گنج

چار سو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہ جاتے ہیں بس یہی ۳۶۵ھ شاہنامہ کے آغاز تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس بناء پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پیشتر شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد ہے باقی رہا یہ امر کہ فردوسی نے سلطان محمود کے تخت آرا ہونے کے بعد بنظر قدر افزائی شاہنامہ کو شاہی دربار میں پیش کیا ہو میں اسے تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے دفتر کے دیکھنے سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں پر فردوسی نے دقیقی کے

اشعار نقل کیے ہیں اس کے خاتمہ پر تحریر کرتا ہے:

من ایں نامہ فرخ گرفتم بہ فال — ہمی رنج مردم بہ بسیار سال
ندیدم سرافراز بخشندۂ — بہ گاہ کیاں بر نشیندۂ
سخ رانگہد استم سال بیست — بداں تا سزاوار ایں گنج کیست
جہاں دار محمود بافر وجود — کہ اور اکندہ ماہ دیکواں سجود

ان اشعار سے بصراحت معلوم ہوتا ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پیشتر شاہنامہ کا بنیادی پتھر رکھ دیا گیا تھا اور اس عمارت کا زیادہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس ہی سال زمانہ تصنیف ہے پھر اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہو گئی تو میں اس امر کی تردید سے باز نہیں آ سکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیان کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ پن سے اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔

میں اس واقعہ کو سلطان محمود کی طرف منسوب کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو عیسائی یہودی ہر ملت کے اہل کمال موجود تھے بہت سے شیعی علماء و فضلاء بھی اس کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابوریحان بیرونی کھلم کھلا شیعہ تھا۔ خود محمود نے فرمان بھیج کر اسے بلا بھیجا تھا۔

انہی واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کی جاتی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد جب اسے اپنے کیے پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں۔ فردوسی اس وقت طوس میں تھا لیکن اتفاق سے شہر کے ایک دروازہ سے جس کا نام رودبار تھا صلہ پہنچا ادھر سے دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔

فردوسی کی صرف ایک لڑکی تھی لڑکا کوئی نہ تھا شاہی صلہ اس کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت سے مرا ہے صلہ قبول نہ کیا سلطان محمود کو اس کی اطلاع دی گئی حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائی جائیں بلکہ اسی سے فردوسی کے نام پر ایک کارواں سرائے بنائی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ کی اصلیت کچھ نہیں ہے محض بے بنیاد قصہ ہے جس طرح سکندر نامہ میں دارا کا مدمقابل بجائے سکندر رومی کے سکندر ذوالقرنین قرار دیا گیا اور سکندر ذوالقرنین کے سارے واقعات سکندر رومی کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں اسی طرح لبید شاعر اور امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے منڈھ دیا گیا ہے۔ لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا۔ جس کا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا تھا کہ جسے دعویٰ سخنوری ہو میدان میں آئے۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں قبیلہ عامر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کا سردار ہو کر حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو کر خدمت مبارک میں رہنے لگا۔ پھر جب آفتاب رسالت غروب ہو گیا تو مدینہ سے کوفہ چلا آیا۔ عہد فاروقی[1] میں جہاں اور شعراء کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی تنخواہ تین سو درہم مقرر کی گئی۔ ذوالنورین عثمانؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے وظیفہ سابق

---

[1] عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں عشقیہ مضامین لکھنے کی ممانعت کر دی تھی جو عام طور سے شعرائے عرب کا دستور اور ذریعہ معاش تھا۔ اس کے صلہ میں حسب حیثیت ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔

پر سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ مرتضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا۔ غرض کہ عہد خلافت چہارم میں لبید کو پانچ سو درہم ملتے رہے۔ جب علی مرتضیٰ کے بعد معاویہؓ امیر شام نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے وہ رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمانؓ کے عہد خلافت میں ملا کرتی تھی' لبید نے واپس کر دیا معاویہؓ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے بجائے پانچ سو کے چھ سو درہم بھیجے۔ لیکن یہ رقم اس وقت پہنچی جب کہ لبید شاعر کا انتقال ہو چکا تھا اور جنازہ دفن کے لئے مدفن کی طرف جا رہا تھا۔ لبید نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا صرف ایک لڑکی تھی یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس کی عالی ظرفی اور بلند ہمتی نے اسے گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اس کے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو اور رد کر دیا ہو اس کی لڑکی بسر و چشم قبول کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ چونکہ یہ واقعہ کی دلچسپ صورت تھی اس وجہ سے فارسی کے تذکرہ نویسوں نے خدوخال درست کر کے اور رنگ و روغن لگا کر تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا۔ میں اس واقعہ کی اس وجہ سے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ مسبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپیہ دینا) کے اسباب و دلائل مختلف بیان کئے جاتے ہیں اور جب اسباب دونوں باہم مختلف و متضاد ہوئے تو بحکم اذا تعارضا تساقطا (جب دو دلائل ایک دوسرے کے مخالف ہوں تو دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی) کوئی سبب اشرفیوں کی جگہ روپے دینے کا نہ رہا۔ واذا فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا تو مسبب بھی جاتا رہتا ہے (اس کے علاوہ سوائے فارسی تذکرہ نویسوں کے کتب تواریخ عربیہ میں کہیں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

دیباچہ نویسوں نے جنہیں واقعات کے خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے ایک طرفہ تماشہ یہ کیا ہے کہ سلطان محمود اور خلیفہ بغداد میں خط و کتابت سمرقند کی بابت ہوئی اسے کھینچ تان کر فردوسی اور محمود سے متعلق کر دیا۔ ع

بہ بین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ چونکہ اکثر بلاد خراسان میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہر پر خلافت مآب قابض ہیں بنظر سہولت انتظام مملکت ان شہروں کا اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرما کے فرمان شاہی بھیج دیا۔ دوبارہ سلطان محمود نے اسی قسم کی درخواست سمرقند کی بابت بھیجی۔ خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہو گیا لکھ بھیجا کہ "معاذ اللہ میں اس درخواست کو منظور نہ کروں گا اور اگر تم بغیر میری اجازت اس طرف قدم بڑھاؤ گے تو میں تم پر دنیا کو تنگ کر دوں گا"۔ سلطان محمود کے تیور اس جواب سے چڑھ گئے ایلچی سے ترش رو ہو کر بولا "جا خلیفہ سے کہہ دے کہ سمرقند کے نہ دینے کا خمیازہ برا ہوا۔ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہزار ہاتھی لے کر دارالخلافت بغداد پر چڑھ آؤں اور اسے ویران کر کے اس کی خاک ہاتھیوں پر بار کر کے غزنی لاؤں"۔ ایک مدت کے بعد دارالخلافت سے ایلچی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سربمہر دیا۔ خواہ ابونصر روزنی نے کھولا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف' لام' میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد اجمعین تحریر تھا۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اس کے درباری امراء وزراء کاتب دنگ رہ گئے کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ ابوبکر قہستانی نے جو ابھی کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی "چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی خلیفہ عباسی نے سورہ الم ترا کیف فعل ربک باصحب الفیل کی طرف جواب اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ

تعالیٰ نے ابرہہ اصحاب فیل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر ہاتھیوں کی فوج کشی سے تمہارا دیکھنے میں آئے گا''۔ سلطان محمود اس جواب سے بے حد متاثر ہوا۔ معذرت کا عریضہ لکھا اور تحائف و ہدایا کے ساتھ ایلچی کو رخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کانٹ چھانٹ کر یوں لکھا ہے کہ ''فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشان ماژندران ہوتا ہوا بغداد آ گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت و قدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو خلیفہ عباسی کو لکھ کر بھیج دیا کہ فردوسی کو یہاں بھیج دیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پیروں سے پامال کر ڈالوں گا۔ دربار خلافت سے خط میں صرف تین حروف الف' لام' میم لکھ کر آئے۔ مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہوگا جو اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سروپا مزخرافات قصے ہیں۔ خوش اعتقادی اسی کو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے ممدوح و معتمد علیہ سے منسوب کر دیا۔

وزرائے محمود: سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوئے۔ سب سے پہلے ابوالعباس فضل بن احمد اسفرائنی قلمدانِ وزارت کا مالک ہوا یہ ابتداء میں خاندان حکومت سامانی کا میر منشی تھا جب ملوک سامانیہ کا آفتاب اقبال زوال پذیر ہوا تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا۔ سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اسے اس عہدہ پر بحال رکھا' علوم فنون عربیہ سے محض ناواقف تھا لیکن مہماتِ سلطنت و سیاست میں خداداد ملکہ رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس کی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں زبان فارسی رائج کی اور فرامین و احکام عربی کی جگہ فارسی میں تحریر کئے جانے کا حکم دیا۔ دس برس وزارت کرنے کے بعد معزول کیا گیا۔ اس کے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق تھا اس کا باپ عہد حکومت امیر سبکتگین میں بست میں مالگزاری وصول کرنے پر مامور تھا لیکن امیر سبکتگین نے بددیانتی کے الزام میں ماخوذ کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں رتبۂ وزارت پر تھا محض غلط ہے۔[1]

احمد بن احسن میمندی نہایت تیز فہم' منتظم اور خوش خط تھا' ابتداء میں محکمۂ کتابت (سیکرٹری) کا افسر اعلیٰ تھا چند دن بعد سلطان تو جہات کی وجہ سے صوبۂ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا۔ جسے کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد عزیز ہو گیا۔ پھر جب فضل بن احمد کی طرف سے سلطان محمود کو کشیدگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التونتاش اور امیر علی خویشاوند کی دراندازی کی وجہ سے سلطان محمود نے معزول کر کے قلعہ کالنجر میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر آخر عہد حکومت سلطان مسعود میں رہائی پائی اور دوبارہ رتبۂ وزارت سے سرفراز ہوا اور ۴۲۰ھ میں انتقال کر گیا۔

سلطان محمود نے احمد بن حسن میمندی کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی آخری عہد حکومت سلطان تک عہدہ وزارت پر مامور رہا۔ حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔ سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات لڑکے چھوڑے۔ محمد نصر مسعود' محمود اسماعیل' ابراہیم اور عبدالرشید۔ ان میں سے محمد' مسعود اور عبدالرشید تخت آرائے حکومت ہوئے جیسا کہ آپ آئندہ ان کی داستانیں مؤرخ ابن خلدون سے قلم سے سنیں گے۔ مترجم۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۳۸۔

باب : ۱۰

سلطان مسعود

سلطان مسعود کی حکومت: سلطان محمود کی وفات کے بعد سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود اصفہان میں تھا باپ کے مرنے کی خبر پا کر اصفہان میں اپنے لشکر کو نائب مقرر کر کے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ جونہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور اس کے لشکر کو نیچا دکھا کر اس کے نائب کو قتل کر ڈالا۔ مسعود اس خبر کو سن کر لوٹ کھڑا ہوا' اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے۔ مسعود نے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے اپنی حکومت و امارت کا سکہ دوبارہ چلایا۔ انتظام سے فراغت حاصل کر کے پھر ایک شخص کو اپنی جانب سے گورنر مقرر کیا اور اصفہان سے کوچ کر کے رے ہوتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ اپنے بھائی محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑا کرنا نہیں چاہتا صرف میں طبرستان' بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر اکتفا کروں گا جنہیں نے بزور تیغ فتح کیا ہے تمہارے مقبوضات کی طرف جنہیں پدر بزرگوار تمہیں دے گئے ہیں نظر تک نہیں اٹھاؤں گا۔ مگر تم اس امر کو منظور کر لو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے۔ سلطان محمد نے اس درخواست کو قبولیت کی نظر سے نہ دیکھا۔ فوجیں فراہم کر کے مسعود کی جانب روانہ ہوا۔

سلطان محمد کی گرفتاری: چونکہ مسعود میں مردانگی' دلیری' قوت اور ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کے علاوہ سلطان محمد سے عمر میں بھی بڑا تھا' اس وجہ سے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کی جانب مائل تھا امیر التونتاش والیٔ خوارزم نے جو سلطان محمود کے مصاحبوں سے تھا سلطان محمد سے کہلا بھیجا کہ آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ سلطان محمد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو نکتبا باد (نکبت آباد) پہنچا۔ فوج کو قیام کا حکم دیا۔ سلطنت کے کاروبار چھوڑ کر لہو و لعب یا سیر و تماشا میں مصروف ہو گیا' فوج والے تو پہلے ہی سے بددل تھے اونگھتے کو ٹھیلنے کا بہانہ ہو گیا' ساری فوج سلطان محمد کی معزولی پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کی جانب مائل ہو گئی چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کر کے نکتبا آباد (نکبت آباد) کے قلعہ میں نظر بند کر دیا سب سے پہلے اس مہم کی انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن سبکتگین اور امیر علی خشاوند جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و تیار ہوئے۔ انہیں دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت پر ابھارا اور پھر اسے نظر بند کر دیا اور مسعود کو اس واقعہ کی خبر دی اور معہ فوج کے خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام بہرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی۔ سلطان مسعود نے عبائے حکومت پر زیب تن کی' اپنے چچا یوسف بن سبکتگین'

امیر علی خشاوند کو ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے سلطان محمد کی مخالفت پر کمریں باندھی تھیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ مہینہ ذی القعدہ کا تھا اور ۴۲۱ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

ابوالقاسم احمد بن حسن: وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی ۴۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان محمود نے امیر التونتاش وغیرہ کے لگانے بجھانے سے ناراض ہو کر پانچ ہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی سلطان مسعود نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی کو قید کی مصیبتوں سے رہائی دے کر دوبارہ عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا۔ ۴۲۲ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ دارالحکومت غزنی میں باکروفر داخل ہوا۔ اہل غزنی نے نہایت تپاک سے اپنے نئے سلطان کا خیر مقدم کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین کے سفراء حاضر ہوئے' نذریں گزاریں۔ خراسان' غزنی' ہندوستان' سندھ' سجستان' کرمان' مکران' بخارا' اصفہان اور بلادِ جبل میں سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور ان ممالک کا واحد فرماں روا تسلیم کیا گیا۔

علاء الدولہ بن کاکویہ: جس وقت سلطان محمود نے صوبۂ اصفہان کو مجد الدولہ بن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کے سپرد کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کاکویہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اس وقت مجد الدولہ اصفہان سے نکل کر قلعہ قصران میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا۔ مسعود علاء الدولہ کے ساتھ اصفہان میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد علاء الدولہ کو اصفہان چھوڑ کر مسعود چلا آیا۔ علاء الدولہ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مسعود کو اس کی خبر لگی' فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ پریشان حال ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا۔ امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہ ہوا ناچار بادلِ ناخواستہ تستر کی جانب روانہ ہوا تاکہ اصفہان واپس لینے میں جلال الدولہ ابوکالیجار کے بھائی سے امداد حاصل کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ ابوکالیجار اور اس کے بھائی جلال الدولہ میں آتش فتنہ و فساد روشن ہو چکی تھی اور باہم لڑائیاں لڑ چکے تھے۔ جلال الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابوکالیجار میں باہم مصالحت ہو جائے گی۔ میں تمہیں اصفہان کی واپسی میں خاطر خواہ مدد دوں گا۔ علاء الدولہ اس امید پر اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا۔

مجد الدولہ کی رے پر فوج کشی: مجد الدولہ نے اس خبر کو سن کر دیلم اور کردوں کی فوجیں فراہم کیں' رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مسعود کے گورنر نے مجد الدولہ کا مقابلہ کیا اور اسے نہایت بری طرح سے مار کر رے سے بھگا دیا' سینکڑوں دیلمی اور کردوں کو قتل و قید کر دیا مجد الدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران واپس آیا۔

علاء الدولہ کی اصفہان پر فوج کشی و فرار: ان دنوں علاء الدولہ ابوکالیجار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اس کی امداد سے ناامید ہو رہا تھا کہ دفعتاً سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی۔ علاء الدولہ کے تن مردہ میں جان آ گئی۔ ہاتھ پاؤں نکالے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہمدان کی طرف بڑھا' رے کا قصد کیا۔ مسعود کے گورنر نے مدافعت کی غرض سے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر علاء الدولہ کو نیچا دکھایا۔ علاء الدولہ ناکام ہو کر اصفہان لوٹ آیا۔ مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے نہ

بیٹھنے دیا۔ چاروں طرف سے گھیر لیا۔ علاء الدولہ لباس تبدیل کر کے چھپ کر قلعہ قروحان میں جا کر پناہ گزین ہوا' جو ہمدان سے اکیس میل کوس کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ان واقعات کے بعد سے رے' جرجان' طبرستان میں مستقل طور پر سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران: والیٔ مکران نے اپنی وفات پر ابوالعسا کر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے۔ عیسیٰ نے اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک خدم اور حشم پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعسا کر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ روتا پیٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا' تمام حالات عرض کئے' امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعسا کر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی' امیر لشکر نے مکران کے قریب پہنچ کر عیسیٰ کو شاہی پیغام دیا۔ عیسیٰ نے کچھ توجہ نہ دی' جنگ چھڑ گئی' اثناء جنگ میں مارا گیا اور ابوالعسا کر مملکت مکران پر قابض ہو گیا۔ حسب قرارداد سلطان مسعود کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا یہ واقعہ ۴۲۲ھ کا ہے۔

کرمان پر قبضہ: اسی سنہ میں سلطان مسعود نے کرمان پر قبضہ کر لیا تھا۔ کرمان ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کر کے خراسانی فوج کو ابوکلیجار کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ بردسیر میں ابوکالیجار میں محاصرہ ڈالا گیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ آخر ابوکلیجار شکست اٹھا کر جیرفت کی جانب بھاگا۔ خراسانی لشکر نے تعاقب کیا۔ قتل و غارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا ابوکلیجار کے ہمراہی خراسان کے درہ میں داخل ہو گئے اور شاہی فوج فارس کی طرف واپس آئی۔

علاء الدولہ اور علی بن عمران: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ علاء الدولہ ابوجعفر بن کاکویہ شاہی لشکر سے شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا تھا۔ قلعہ قروحان میں جا کر پناہ گزین ہوا تھا۔ علاء الدولہ نے کچھ عرصہ تک یہاں قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر یزدجرد پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا فرہادبن مرداویج کمک کی غرض سے اس کے ہمراہ تھا۔ سپہ سالار خراسان نے ان دونوں کی روک تھام کی غرض سے ایک فوج علی بن عمران دیلمی کی افسری میں روانہ کی جونہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا۔ فرہاد قلعہ شکمین کی جانب سے بھاگ گیا اور علاء الدولہ نے نیشاپور کا رخ کیا۔ علی بن عمران نے مقابلہ و جنگ کے بغیر یزدجرد پر قبضہ کر لیا فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اس نے ان کردوں سے سازش شروع کی جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے..... اتفاق یہ کہ علی بن عمران اس سازباز کو تاڑ گیا کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پذیر ہو چلی تھی اس وجہ سے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا فرہاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی آ پہنچا۔ ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہو گیا فرہاد نے محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی لیکن برفباری اور بارش فرہاد کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن گئی مجبوراً فرہاد کو قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس ہوا۔ ادھر علی بن عمران نے تاش فراش سپہ سالار خراسان میں ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی تحریک کی۔

ابومنصور کی شکست و گرفتاری: ادھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابومنصور کو اصفہان لکھ بھیجا کہ جس قدر اسباب جنگ اور

روپیہ فراہم ہو سکے جلد سے جلد میرے پاس پاس بھیج دو اتفاق کہ شاہی کمک ابو منصور کی امداد آنے سے پہلے پہنچ گئی علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ فوج آراستہ کر کے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام جرباذقان میں ابو منصور سے مقابلہ ہو گیا۔ علی بن عمران کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی۔ ابو منصور کے ہمراہی زیادہ تر کام آ گئے باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے مال و اسباب جنگ لوٹ لیا گیا۔ علی بن عمران نے ابو منصور کو پابہ زنجیر کر کے تاش فراش سپہ سالار خراسان کی خدمت میں بھیج دیا اور خود ہمدان کی جانب واپس آیا۔ علاء الدولہ اور فرہاد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا علی بن عمران نے ان کی مدافعت پر کمر باندھی۔ علاء الدولہ کو شکست ہوئی بھاگ کر اصفہان پہنچا اور فرہاد نے قلعہ شکمین میں جا کر پناہ لی۔

احمد نیال تکین کی بغاوت: سلطان مسعود نے غزنی کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے خراسان کی جانب ملکی انتظام دیکھنے کی غرض سے کوچ کیا۔ اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ گورنر ہند احمد نیال تکین کے دماغ میں خود مختار حکومت کی ہوا سما گئی ہے قبضہ اور خود مختاری پر مائل ہو گیا ہے خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ہے سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں تیار کر کے احمد نیال تکین کی گوشمالی کی غرض سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا۔ احمد نیال تکین سلطانی مرکب کے آنے کی خبر سن کر اطاعت قبول کر کے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ قصور کی معافی کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے معاف کر دیا۔

علاء الدولہ کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت پھر بلند کیا۔ فرہاد بن مرداویج اس کا شریک تھا۔ سپہ سالار ابو سہل نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا فرہاد معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ علاء الدولہ نے اصفہان اور جرباذقان کی پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ ابو سہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور کتابیں اونٹوں پر بار کر کے غزنی بھیج دیں جنہیں حسین غوری نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں جلوا دیا۔

احمد نیال کی عہد شکنی: جس وقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کی وجہ سے خراسان کی جانب توجہ کی اس وقت احمد نیال تکین نے بغاوت و خود مختاری پر پھر کمر باندھی فوجیں فراہم کیں۔ خراج بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک بڑا لشکر احمد نیال تکین کو ہوش میں لانے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ کیا ساتھ ہی ہندوستان کے راجوں کو لکھ بھیجا کہ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لیں کسی جانب سے احمد نیال تکین کو فرار کا موقع نہ رہ جائے الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تکین میں معرکہ آرائیاں ہوئیں آخر کار احمد نیال تکین شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا۔ ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بھاطیہ کا قصد کیا اس وقت تک اس کی رکاب میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا۔ حکمران بھاطیہ روک نہ سکا احمد نیال تکین نے بھاطیہ کا قیام پسند نہ کیا۔ دریائے سندھ عبور کرنا چاہا۔ حکمران بھاطیہ نے کشتیاں فراہم کر دیں وسط دریا میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا احمد نیال تکین یہ سمجھ کر کہ خشکی آ گئی ہے اتر پڑا۔ ملاح حکمران بھاطیہ کے حکم کے مطابق احمد نیال تکین کو جزیرہ میں اتار کر لوٹ آئے۔

احمد نیال تکین کا انجام: احمد نیال تکین اور اس کے ہمراہیوں کو یہ حال کہ جزیرہ غیر آباد اور خشکی سے اس کا تعلق نہیں ہے

اس وقت معلوم ہوا جب کشتیاں دور نکل گئیں بہت کچھ چلائے آوازیں دیں' ملاحوں نے کچھ نہ سنا' تن بہ تقدیر خاموش ہو گئے' رہی سہی قوت وتوانائی جاتی رہی۔ سات دن قوت لایموت کھا کر ٹھہرے رہے جس قدر زادراہ تھا صرف ہو گیا۔ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا اس پر بھی ان کی بھوک کی آگ نہ بجھی' حکمران بھاطیہ نے ایک فوج جزیرہ میں اتار دی جس نے احمد نیال تکین کے ہمراہیوں کو قتل وغرق کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ احمد نیال تکین نے خودکشی کر لی' زندہ ہاتھ نہ آیا۔[1]

دارا ابن منوچہر کی سرکشی واطاعت: جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانے سے دارا ابن منوچہر بن قابوس کی گورنری میں داخل تھا۔ سلطان محمود نے تخت نشین ہو کر اس کا عہدہ بحال رکھا لیکن جب سلطان مسعود بغاوت ہندوستان فرو کرنے کے لئے گیا اور وہاں سے واپسی پر ترکمانوں کے جھگڑے میں مبتلا ہوا۔ دارا ابن منوچہر نے علاء الدولہ اور فرہاد کے ابھارنے اور سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ جونہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی دارا کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا دارا نے آمد جا کر پناہ لی اور اسے اپنی جائے پناہ بنایا۔ سلطان مسعود نے اس پر بھی چڑھائی کر دی' دارا نے آمد چھوڑ دیا سلطان مسعود قابض ہو گیا اور اس کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں' قید وقتل کا بازار گرم ہو گیا۔ دارا نے مجبور ہو فرمانبرداری کا پیام دیا بقایا خراج کی ادائیگی کا اقرار کیا۔ سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی۔ شاہی افواج کو خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔

علاء الدولہ اور ابوسہل کی جنگ: ابوسہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنری کے عہدہ پر مامور کیا تھا[2] ..... ابوسہل کے لشکریوں نے دھوکا دے کر علاء الدولہ کے قریب پہنچا دیا علاء الدولہ نے ان پر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا اس سے علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ اصفہان پر قبضہ کر لینے کے لئے خواہش پیدا ہوئی چنانچہ فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا ابوسہل نے اصفہان سے نکل کر مدافعت کی۔ اثناء جنگ میں علاء الدولہ کے ہمراہی ترکمانوں نے ابوسہل سے سازش کر لی' مقابلہ کے وقت ابوسہل کی فوج میں مل گئے۔ علاء الدولہ کو شکست ہوئی سارا لشکر لوٹ لیا گیا' بحال پریشان یزدجرد تک پہنچا۔ جب یہاں بھی پناہ نہ ملتی نظر آئی تو طرم چلا گیا۔ والیٔ طرم ابن سالار نے بھی پناہ نہ دی۔

طغرل بک: محمودی حکومت کے عہد میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کے جلاوطن ہو کر خراسان کی طرف جانے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی زمانہ سے طغرل بک اور اس کے برادران بقو (یغو) وجعفر بیگ نے اپنے قبائل وخاندان کے ساتھ اطراف بخارا میں سکونت اختیار کی' کچھ عرصہ بعد اپنی فطرت کے مطابق فتنہ انگیزی وشرارت شروع کر دی علی تکین والیٔ بخارا سے جھگڑے پیدا ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں' متعدد

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے احمد نیال تکین کی گوشمالی پر ہرناتھ نامی ایک ہندو سردار کو مامور کیا تھا مگر یہ پہلے ہی مقابلہ میں مارا گیا۔ شاہی لشکر بغیر سردار کے ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ تب سلطان مسعود نے نوتک بن حسین کو جو ہندوؤں کا سپہ سالار تھا ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ احمد نیال تکین کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ عبارت نہیں لکھی ہے۔

مرتبہ ان لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب اہل ملک نے متفق ہو کر حکومت و سلطنت کا ساتھ دیا اور مستعد و آمادہ ہو کر ترکمانوں کے خاتمہ پر تیار ہو گئے ان واقعات میں ترکمانوں کو جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے بالآخر مجبور ہو کر ۴۱۶ھ میں خراسان کی جانب جلاوطن ہوئے اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو روزی کا ذریعہ بنایا کچھ عرصہ بعد جب ہارون کو ان حرکات و افعال کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے عہد و اقرار کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ترکمانوں نے درہ نساء میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا قصد کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایلچی کو گرفتار کر لیا اور درخواست نامنظور کر دی اور ایک بڑی فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ مقام نساء میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا۔ ترکمان پریشان ہو کر اِدھر اُدھر اطراف بلاد میں چلے گئے اور ان کے فسادات و نقصانات وبا کی طرح تمام ممالک میں عام طور سے پھیل گئے۔

جعفر بیگ داؤد کا نیشاپور پر حملہ: انہی واقعات کے اثناء میں جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ابو سہل حمدونی گورنر نیشاپور اپنے اسٹاف کے ساتھ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا اس کے بعد طغرل بک وارد نیشاپور ہوا۔ دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کا قاصد فرمان شاہی لے کر آیا۔ یہ فرمان ترکمانوں اور ان عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا جنہوں نے رے اور ہمدان میں آتش فتنہ و فساد روشن کر رکھی تھی خلافت مآب نے ان لوگوں کو فتنہ و فساد کرنے سے روکا تھا اپنی طاقت و قوت سے ڈرایا تھا اس کے ساتھ ہی بشرط اطاعت و فرمانبرداری جاگیرات و انعامات دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ترکمانوں نے شاہی قاصد کو بہ عزت و احترام ٹھہرایا بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

جعفر بیگ داؤد اور طغرل بک: جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور کی غارت گری کا قصد کیا کیونکہ نیشاپور والے نہایت مال دار اور خوش حال تھے بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت پھٹی پڑتی تھی۔ طغرل بک نے روکا خلافت مآب کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی۔ اتفاق یہ کہ اسی منع و اصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر بھی جب جعفر بیگ اپنے ارادۂ بد سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرل بک نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور کی غارت گری کا ارادہ ترک نہ کرو گے تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گا۔ جعفر بیگ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ نیشاپور کی غارت گری سے ہاتھ کھینچ لیا مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سرخ اہل نیشاپور سے تاوان کے طور پر جبراً وصول کر کے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ طغرل بک نے شاہی تخت پر ایوان شاہی میں جلوس کیا' سارے شہر کو چراغاں کرایا۔ ہفتہ میں دو دن رعایا کے ظلم سننے کے لئے دربار کرتا تھا جیسا کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا اور دھوکا و فریب دینے کی غرض سے منبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

سلطان مسعود کی روانگی: جس وقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں ہوئی۔ آگ بگولہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر کے غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا ماہ صفر ۴۳۰ھ میں بلخ پہنچا چونکہ ملوک خانیہ بھی فتنہ و فساد آئے دن اٹھاتے رہتے تھے اس وجہ سے آئندہ فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے ان کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ صوبۂ خوارزم جاگیر کے طور پر مرحمت فرمایا۔ اسماعیل بھاگ کر طغرل بک کے پاس چلا گیا غرضیکہ اس طریق سے خوارزم کے انتظام اور ملوک

خانیہ کی فتنہ انگیزی اور شرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہوگئی۔

ترکمانوں کی سرکوبی: سلطان مسعود نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے حاجب شیبانی کو طغرل بک کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ شیبانی اپنے رکاب کی فوج لئے ترکمانوں کی طرف بڑھا لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہ ہوئی خود بدولت و اقبال ترکمانوں کی گوشمالی کے روانہ ہوا۔ سرخس پہنچا۔ ترکمان یہ سن کر مقابلہ پر آئے مرو اور خوارزم کے درمیان درون اور پہاڑوں کی طرف پناہ گزین ہونے کی غرض سے بھاگے۔ سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا۔ ماہ شعبان ۴۲۶ھ میں ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ آور ہوا۔ ترکمان شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے لیکن زیادہ دور تک نہ گئے تھے بلکہ پلٹ کر قرب و جوار کے قصبوں اور شہروں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا۔ اس معرکہ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان کھیت رہے۔ باقی ماندہ نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی۔ اہل نیشاپور نے یہ خبر پا کر شاہی فوج میں داخل ہو کر ان باقی ماندہ پر یورش کی اور ان کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے اپنے ان ساتھیوں کے پاس جا کر پناہ کی جو واقعات مذکورہ بالا سے پہلے اپنی گئی قوت سنبھالنے کے لئے بعض دشوار گزار پہاڑیوں کے درہ میں چھپے ہوئے تھے۔

سلطان مسعود یہ خیال کر کے کہ ترکمانوں کی گوشمالی زیادہ ہو چکی ہے بالفعل سر نہ اٹھائیں گے۔ فوج کی فراہمی کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی ہرات نہ پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ طغرل بک نے استرآباد پر قبضہ کر لیا اور اس خیال سے وہاں قیام پزیر ہے کہ موسم سرما اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود استرآباد کا رخ نہ کرے گا لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک دن بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً لوٹ پڑا۔ طغرل بک نے یہ سن کر استرآباد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود نے طوس سے کوہ رے کی جانب قدم بڑھایا جہاں طغرل بک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سلطان کے خوف سے پناہ گزین تھا۔ چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں سے پہلے سے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گزار پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہنچنے میں مدد دی۔ ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو غنیمت شمار کر کے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بلند پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ گزین ہوئے شاہی لشکر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لے لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود خود اپنی فوج کے ساتھ ترکمانوں کے تعاقب میں ان پہاڑیوں کی جانب چلا جہاں کہ باقی ماندہ ترکمان پناہ گزین تھے۔ جاڑے کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی شاہی فوج کا اکثر حصہ ہلاک ہو گیا اس کے باوجود شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی پہاڑ کی چوٹیوں نے ان بھگوڑے ترکمانوں کو پناہ نہ دی۔ دل کھول کر پامال کئے گئے۔

سلطان مسعود اور طغرل بک: جمادی الاول ۴۳۱ھ میں سلطان مسعود نے موسم سرما گزارنے کی غرض سے نیشاپور کا ارادہ کیا تا کہ وہاں چندے آرام کر کے فصل ربیع کے آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو۔ طغرل بک اس ارادۂ شاہی سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا قتل و غارت گری کرنے لگا سلطان مسعود نے اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا قتل و پامالی کی دھمکی دی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ طغرل بک نے اس کے جواب میں آیت کریمہ ﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط﴾ لکھ کر بھیجی تھا سلطان مسعود نے اس کے جواب میں نرمی کا خط لکھا۔ خلعت بھیجا اور انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذا رسانی

اور شاہی مقبوضات کی غارت گری سے کنارہ کش ہو کر دریائے جیحوں عبور کر کے آمد چلے آؤ۔ سلطان مسعود نے محض تحریر پر اکتفانہ کیا بلکہ طغرل بک کو کونسا کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور پیغو کو مدادہ کا حکمران بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا مگر ان لٹیرے ترکمانوں نے ان عطیات شاہی کو قبول نہ کیا اور نہ شاہی عہد و اقرار پر بھروسا کیا۔ قتل و غارت گری جیسا کہ پہلے کرتے تھے اسی طرح غارت گری میں مصروف رہے۔

ارسلان: کچھ عرصہ بعد خود بخود اس فعل بد سے ہاتھ کھینچ لیا اور فریب دینے کی غرض سے مسعود کو بلخ میں پیام بھیجا کہ ہم لوگ اپنی بری حرکتوں سے باز آتے ہیں اور علم شاہی کی اطاعت قبول کرتے ہیں شاہی رحم و کرم سے ہمارے بھائی ارسلان کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دے دی جائے اور ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ سلطان مسعود فریب میں آ گیا۔ ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بلا لیا۔ مگر جب ان ترکمانوں نے ایفاء اقرار نہ کیا تو پھر اسے دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔

سلطان مسعود کی ترکمانوں پر فوج کشی: جب سلجوقیہ ترکمانوں نے اطراف خراسان پر ایک گونہ قبضہ حاصل کر لیا اور شاہی لشکر ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ حاجب شیبانی کو شکست ہوئی سلطان مسعود کو سخت شاق گزرا۔ کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا' فوجیں فراہم کیں' انعامات دیئے' سامان جنگ درست کیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ غزنین ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا' اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں کا جھنڈ بھی تھا جیسا کہ اس سے پہلے اور لڑائیوں میں ہاتھیوں کی فوج کے آگے رکھتے تھے اسی طرح ترتیب سے اس مہم میں رکھا بلخ کے قریب پڑاؤ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈالے دیئے ایک روز موقع پا کر شاہی کیمپ پر شب خون مارا اور شاہی خیمہ کے سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے' اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھ بھی تھا پکڑ کر لے گئے اس واقعہ سے سلطان مسعود غصہ سے کانپ اٹھا۔ اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دیا۔ یہ واقعہ رمضان ۴۲۰ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی مصالحت کی پیش کش: سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت ایک لاکھ فوج تھی کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ حاکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا پھر مرو شاہجہان میں وارد ہوا۔ جعفر بیگ داؤد بھاگ کر سرخس پہنچا' یہاں پر اس کے برادران طغرل بک اور پیغو بھی آ کر مل گئے۔ سلطان مسعود نے صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد ہو کر شاہی دربار میں آیا۔ سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرا کر خلعت دیا۔ واپسی کے وقت کہتا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ہمراہی صلح نہ کریں گے۔ اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید' پھر ان کے تعاقب میں کمر بستہ ہو کر ہرات سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا قصد کیا۔ سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے تھے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا جنگ و مقابلہ کی نوبت نہ آئی یہاں تک کہ سردی کا موسم آ گیا مجبوراً موسم سرما گزارنے کے لئے نیشاپور میں قیام کرنا پڑا موسم سرما بھی گزر گیا لیکن سلطان لہو و لعب میں مصروف ہو کر اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا۔ وزراء امرا اور ارکین دولت جمع ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنان حکومت کی

سرکوبی کے بغیر چھوڑ رکھنے پر نصیحتانہ عروض معروض کی۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ترکمان یہ خبر پا کر ایک پہاڑ کے درہ میں گھس گئے۔ سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

سلطان مسعود کی ہزیمت: شاہی لشکر روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا۔ تین برس کا زمانہ گزر چکا تھا حاجب شیبانی کی رکاب میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تھا برابر سفر و جنگ کرتے تھے اسی دار و گیر و تعاقب کے زمانے میں ایک روز ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں پر پانی کم تھا۔ عوام الناس اور اراکین دولت میں پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا۔ بازاری لشکری بھڑ گئے۔ اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا اکا دکا شاہی لشکر کا جو مل جاتا تھا اسے گرفتار کر لیتا تھا انہیں لوگوں کے ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اپنے ہمراہیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر آ پڑا۔ شاہی لشکر اس وقت تک اس حال بد میں مبتلا تھا ناگہانی حملے سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ صرف سلطان مسعود وزیر السلطنت کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا اور ان کے لوٹنے کا حکم دیتا رہا مگر کسی نے کچھ نہ سنا بہ مجبوری سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا۔ جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل کرتا رہا پھر واپس ہو کر شاہی لشکر گاہ میں آیا جسے اس کے ہمراہیوں نے لوٹ لیا۔ جعفر بیگ داؤد نے مال و اسباب اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر کے شاہی تخت پر جلوس کیا۔ تین شب و روز لشکر شاہی کی واپسی کے خوف سے اسی مقام پر پڑا رہا۔ سلطان مسعود ماہ شوال ۴۳۱ھ میں غزنی پہنچا شیبانی اور دوسرے امراء و سپہ سالاران لشکر کو جو جنگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

محاصرۂ بلخ: اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ طغرل بک نے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ آخر ۴۳۱ھ میں قبضہ حاصل کر لیا۔ لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھلا۔ قتل و غارت، بدکاری دن دہاڑے کرنے لگے اس سے طغرل بک کے خوف کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا بے چون و چرا اس کی حکومت کے آگے سب نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد یغو نے ہرات کا قصد کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا یہاں کا گورنر التونتاش حاجب تھا جسے سلطان مسعود اپنا نائب بنا گیا تھا التونتاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا۔ التونتاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا داؤد نے بلخ پر محاصرہ ڈال دیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی۔ سلجوقیوں کی مدافعت اور اہل بلخ کی امداد کی غرض سے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان اور جرار لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر کے دو حصے ہو گئے فوج کا ایک حصہ رخ کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں کو ان اطراف سے مار بھگایا۔ ترکمان نہایت ابتری سے بھاگے شاہی لشکر نے انہیں نہایت سختی سے قتل و پامال کیا۔ فوج کا دوسرا حصہ یغو کی سرکوبی کے لئے ہرات گیا اس نے بھی نمایاں کام کئے یغو اور اس کے ہمراہیوں کو ہرات سے مار کر نکال دیا۔

شہزادہ مودود کی روانگی: اسی زمانہ میں دوسرا لشکر شہزادہ مودود کی ماتحتی میں ترکمانوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ وزیر السلطنت ابو نصر احمد بن محمد بن عبد الصمد شہزادہ کی رکاب میں تھا۔ رفتہ رفتہ بلخ کے قریب پہنچا۔ اس وقت داؤد بلخ کا محاصرہ کئے

ہوئے تھا فتح نہیں ہوا تھا۔ داؤد نے شہزادہ مودود کی خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک ٹوک پر مامور کیا۔ شہزادہ مودود کے ہراول سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مودود نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی۔ مفرورین نے دائرہ کے پاس جا کر دم لیا مودود نے کسی مصلحت سے مفروروں کا تعاقب نہ کیا۔ التونتاش کو یہ خبر پہنچی تو اس نے نہایت تپاک سے اپنے شہزادہ کا استقبال کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کی معزولی: سلطان مسعود شہزادہ مودود کو سلجوقیوں کی مدافعت کی غرض سے خراسان کی طرف روانہ کر کے سات دن تک غزنی میں مقیم رہا۔ ماہ ربیع الاول ۴۳۲ھ میں ہندوستان کی جانب کوچ کیا تا کہ موسم سرما اپنے باپ مرحوم سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں گزارے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں کی جنگ پر ابھار لائے۔ اسی سفر میں اس کا بھائی محمد مکحول بھی ہمرکاب تھا۔ ارکین حکومت سلطان مسعود سے متنفر ہو گئے چنانچہ سب نے اس کی معزولی اور محمد مکحول کو بادشاہ بنانے پر کمریں باندھیں۔ جونہی دریائے جیحوں عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آگے نکل گیا انوش تکین بلخی غلامان ندادیہ کی ایک جماعت کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور بقیہ خزانہ لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کا ہے۔

باب:۱۱

سلطان محمد

اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی' باہم بھڑ گئے۔ معاملات نازک ہو گئے فوج کا زیادہ حصہ باغی ہو گیا سلطان مسعود نے شکست اٹھا کر رباط میں جا کر پناہ لی فوجی باغیوں نے گھیر لیا بالآخر امان دے کر گرفتار کر لیا۔ سلطان محمد کے پاس لائے۔ سلطان محمد نے کہا آپ جہاں چاہیں سکونت اختیار کیجئے۔ معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا۔ چنانچہ سلطان محمد نے اسے قلعہ گیری روانہ کر دیا اور والیٔ قلعہ کو عزت و احترام سے پیش آنے کی ہدایت کی اور خود غزنی کی جانب واپس ہوا۔

معزول سلطان مسعود کا قتل: سلطان محمدؒ نے غزنی پہنچ کر عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کو عنایت کی اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ احمد اختیارات شاہی پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کے قتل کی فکریں کرنے لگا۔ اس کے دوسرے چچا یوسف' علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں بلکہ فوری طور پر اس کام کے انجام دینے پر ابھارا' چنانچہ احمد نے اپنے باپ سلطان محمد سے رائے لئے بغیر قلعہ گیری میں جا کر مسعود کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اس وقت خراسان (بلخ) میں تھا۔ سلطان محمد نے لکھ بھیجا کہ تمہارے پدر بزرگوار کو احمد نیال تکین کے لڑکوں نے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر ڈالا۔ مودود کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی' ناراضگی کا خط لکھا لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ رعایا کا مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ سلطان محمد اپنے کمزوریٔ طبیعت کی وجہ سے انہیں نہ روک سکا۔ مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کا کردار: سلطان مسعودؒ شجاع' سخی اور نہایت خوش اخلاق تھا۔ علماء فضلاء اور شعراء کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی ذی علم تھا' ان لوگوں کو انعامات اور جائزے دیتا تھا۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا۔ نمازی تھا شب میں

۱؎ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اس وجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا اور احمد کو عقلی مادہ نہ تھا۔

سلطان مسعود کی معزولی و قتل اور سلطنت ضائع ہونے کے بعد ظاہر اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۸۳ھ میں سلجوقیوں نے خراسان میں سر اٹھایا تھا' قتل و غارت گری کا بازار گرم کیا تھا' سلطان مسعود نے ان کی گوشمالی و پامالی نہ کی اور اسے غیر ضروری سمجھ کر ہندوستان کے راجپوتوں کو زیر کرنے کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ ارکین دولت نے اس کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ نتیجہ ہوا کہ خراسان کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر جاتا رہا۔ قتل و غارت گری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے۔ سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا تو سردی کا موسم تھا برفباری ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراسان پر جم گئے تھے جن کا ختم کرنا ذرا دشوار تھا۔ دوسرا سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر شاہی خزانے لے کر ہندوستان کی جانب چلا۔ حکومت غزنی اور اس کے صوبوں پر اپنے لڑکوں کو نائب .....

نوافل کثرت سے پڑھتا تھا۔ مختلف علوم کی کتابیں اس کے نام نامی سے معنون کی گئیں' اس کے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں اس کے دائرہ حکومت میں اصفہان' ہمدان' رے' طبرستان' خوارزم' بلاد ارون' کرمان' سجستان' سندھ' رخج' غزنی اور غور کے اکثر شہر تھے' ہندوستان کے اکثر شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا۔ غرض کہ خشکی و تری کے رہنے والے اس کی حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے' اس کے حالات اور اوصاف کو لکھنے کے لئے جداگانہ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل: جس وقت سلطان مسعود کے مارے جانے کی خبر اس کے بیٹے مودود کو خراسان میں پہنچی ساری دنیا آنکھوں میں تیرہ و تار نظر آنے لگی فوراً فوجیں مرتب کر کے غزنی پر چڑھ آیا۔ ماہ شعبان ۴۳۲ھ میں سلطان محمد سے معرکہ آرائی ہوئی' مودود کو کامیابی ہوئی' سلطان محمد اپنے بیٹوں احمد و عبدالرحمٰن اور خواجہ علی انوش تکین بلخی اور علی خشاوند کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ مودود نے ان سب کو موت کی سزا دی۔ عبدالرحمٰن کو اس وجہ سے قتل نہ کیا کہ سلطان مسعود کے زمانہ قید و گرفتاری میں بحسن سلوک اور نرمی سے پیش آیا تھا۔ ان مقتولوں کے علاوہ جن جن لوگوں نے سلطان مسعود کی معزولی اور قتل میں سازش کی تھی چن چن کر قتل کیا اور اپنے دادا محمود کے قدم بقدم چلنے لگا۔

سلطان مودود اور محدود: سلطان مسعود نے ۴۲۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (محدود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جس وقت اسے سلطان مسعود کے قتل کی خبر پہنچی اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لی' لاہور کو دارالحکومت قرار دیا۔ ملتان پر قبضہ کر لیا[1]۔ شاہی خزانہ پر قابض ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا لے کر غزنی کا قصد کیا۔ اتفاق سے بقرعید کا دن آ گیا خوشی خوشی عید منائی گئی۔ عید کے تیسرے دن صبح کو اپنے دارالحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ قتل کا سبب معلوم ہوا۔

خان ترک کی اطاعت: اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روک دی' بہ اطمینان تمام اُمور سلطنت کے انتظام میں مصروف ہو گیا کسی قسم کا اندرونی فتنہ باقی نہ رہا۔ البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت و سرکشی بدستور قائم رہی انہوں نے صوبہ خراسان کو اپنی جولان گاہ بنا رکھا تھا آئے فتنہ و فساد کا بازار گرم رہتا تھا۔ خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت و فرماں برداری کا پیام دیا اور مطیع ہو گیا۔

التونتاش اور علی تکین کی جنگ: ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اس کے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التونتاش حاجب جو امراء غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اسکی گورنری پر مامور تھا جن دنوں سلطان محمود کے انتقال کے بعد سلطان مسعود اپنے بھائی محمد کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تکین حکمران بخارا نے فوجیں فراہم کر کے حملہ کر دیا۔ جوں ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی

مامور کیا۔ جوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کر کے رباط مارکلہ میں پہنچا بعض نمک حرام غلاموں کو لالچ پیدا ہوئی۔ خزانہ لوٹ لیا۔ پھر شاہی انتقام اور سزا کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اگر حکومت و سلطنت کی تبدیلی نہ ہوگی تو اس جرأت و دلیری کی سزا ہم لوگوں کو بھگتنا پڑے گی۔ بہتر یہ ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کر کے محمد کو تخت حکومت پر متمکن کریں چنانچہ ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول سلطان مسعود۔

[1] محمد کے مقبوضات کا دائرہ دریائے سندھ سے تھانیسر تک تھا دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۴۔

سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ تخت حکومت غزنی پر متمکن ہو گیا التونتاش گورنر خوارزم کو لکھ بھیجا کہ علی تکین کی جرأت و دلیری کی سزا دہی کی غرض سے اس کے مقبوضات پر حملہ کر دو اور بخارا اور سمرقند وغیرہ اس کے قبضہ و تصرف سے نکال لو۔ فرمان روانہ کرنے کے بعد ایک بڑی فوج کو التونتاش کی کمک پر روانہ کیا چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیحوں عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تکین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تکین پر شاہی فوج کے مقابلے کی قوت نہ تھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے مقبوضات کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہو گیا۔ چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھا اور فوجی مصارف بڑھے ہوئے تھے سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لے کر خوارزم کی جانب واپس ہوا۔

التونتاش کی وفات: علی تکین موقع کا منتظر تھا پیچھے سے حملہ کر دیا۔ التونتاش نہایت ثابت قدمی اور مردانگی سے پلٹ کر مدافعانہ حملہ آور ہوا۔ علی تکین شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ دیوسیہ میں جا کر پناہ لی۔ التونتاش نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی۔ علی تکین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لطف و کرم کا خواستگار ہوا۔ التونتاش نے محاصرہ اٹھا لیا اور خوارزم واپس آیا۔ اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا۔ خوارزم پہنچ کر زخم میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی اس کے تین بیٹے تھے۔ ہارون، رشید، اسماعیل۔ التونتاش کے مرنے پر اس کے وزیر احمد بن عبد الصمد نے خزانہ سنبھالا عنان حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی یہاں تک کہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم آیا۔

طغرل بک کا خوارزم پر قبضہ: اس اثناء میں وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا۔ قلمدان وزارت ابو نصر کو سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابو نصر نے اپنے بیٹے عبد الجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیج دیا عبد الجبار اور ہارون میں ان بن ہو گئی۔ ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا بغاوت کا اعلان کر دیا عبد الجبار اس خوف سے کہ مبادا ہارون کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے روپوش ہو کر غزنی چلا آیا سلطان مسعود کے خوب کان بھرے سلطان مسعود نے بلا تفتیش اصل واقعہ شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قرب و جوار کے شہروں کا حکمران تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کی۔ صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہوا۔ ہارون اپنے بھائی اسماعیل کے ساتھ بھاگ نکلا۔ فریادی صورت بنا کر طغرل بک اور داؤد کے پاس پہنچا۔ طغرل بک نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ہارون و اسماعیل بھی رکاب میں تھے خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں معرکہ آرائی ہوئی۔ شاہ ملک کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ طغرل بک نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے بعد سلطان مسعود کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت آرائے حکومت ہوا۔ سلاطین غزنویہ کی قوت کمزور ہو چکی تھی۔

شاہ ملک کا فرار و گرفتاری: شاہ ملک شکست کھا کر اپنا مال و خزانہ لے کر ایک دشوار گزار درّہ سے گزر کر دہستان پہنچا۔ طغرل بک کا خوف اس قدر غالب تھا کہ یہاں پر قیام پزیر نہ ہوا۔ طبس ہوتا ہوا کرمان جا کر دم لیا جب یہاں بھی اس کے قلب کو سکون حاصل نہ ہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا۔ ارتاش برادر ابراہیم نیال نے (یہ طغرل بک کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں سے شاہ ملک کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالے کر دیا۔ مال و اسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ اس کے

بعد ارتاش بادغیس کی جانب لوٹا اور ہرات پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل ہرات جنگ وخونریزی کے خوف سے قلعہ نشین ہو گئے۔

جنگ سلطان مودود و طغرل بک: ترکمان سلجوقیہ نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اس کے تمام متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ طغرل بک نے جرجان' طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابراہیم نیال ہمدان' رے اور جبل پر قابض ہو گیا۔ داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اس کے متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی ماتحتی میں سلجوقیوں کو خراسان سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا۔ سخت خونریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا۔ شاہی لشکر شکست کھا کر غزنین بھاگ آیا۔ اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ملک گیری اور غارت گیری کے شوق میں بڑھے۔ بست اور اس کے قرب وجوار کو لوٹا قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ سلطان مودود نے ان کی گوشمالی کے لئے ایک بڑی فوج دوبارہ روانہ کی۔ ترکمانوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ مقابلہ بہت سخت ہوا بالآخر شاہی لشکر کو فتحیابی ہوئی۔ سلجوقی نہایت بے سروسامانی سے بھاگے شاہی لشکر نے نہایت بے دردی سے انہیں قتل وپامال کیا۔

ہندوؤں کی پیش قدمی اور ہزیمت: ۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین سربرآوردہ راجاؤں نے متفق ہو کر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ فوج کثیر جمع کر کے لاہور پر حملہ کر دیا۔ گورنر لاہور نے ان کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور سلطان مودود کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چند ماہ تک راجگان پنجاب لاہور پر محاصرہ ڈالے ہوئے جارحانہ حملے کرتے رہے۔ بالآخر فتحیابی سے ناامید ہو کر دوہالی ہریالہ اور باس رائے اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے عساکر اسلامیہ نے دوہالی کا تعاقب کیا' اس کی رکاب میں پانچ ہزار سوار اور ستر ہزار پیادہ تھے اپنے قلعے میں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی۔ دوہالی جنگ سے تنگ آ گیا تھا امن کا خواستگار ہوا۔ قلعہ کی کنجیاں حوالے کر دیں اور دروازے کھول دیئے لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور ان تمام قلعوں پر جو دوہالی کے قبضہ میں تھے فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مسلمانوں قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ درہم دے کر انہیں ان کے شہروں کی طرف رخصت کیا۔ اس کے بعد راجہ باس رائے کی طرف بڑھے۔ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی۔

راجہ باس رائے کی اطاعت: راجہ باس رائے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جو اس کی قوم سے تھے معرکہ کارزار میں

+ راجگان پنجاب کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے دوسرے راجاؤں کے ساتھ مل کر ہانسی اور تھانیسر پر حملہ کیا' غزنوی گورنری مدافعت نہ کر سکے' ملک قبضہ سے نکل گیا۔ راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کے نگرکوٹ کی طرف قدم بڑھایا' والی نگرکوٹ نے گورنر لاہور سے امداد طلب کی جب لاہور سے کمک نہ پہنچ سکی تو چار مہینہ کے محاصرہ کے بعد والی نگر کوٹ نے راجہ دہلی کو شہر سپرد کر دیا راجہ دہلی نے شہر فتح ہونے کے بعد جس بت خانے کو سلطان محمود نے مسمار ومنہدم کر دیا تھا اس کی مرمت کرائی اور دوبارہ پرانے طرز پر ایک بت نصب کر کے بت پرستی جاری کی۔ اس واقعہ نے ہندوؤں میں ایک تازہ روح پھونک دی' جوق در جوق اس بت کی زیارت کو آتے۔ منتیں مانتے نذریں دینے لگے۔ رفتہ رفتہ راجگان پنجاب کو یہ خبر پہنچی مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمربستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دس ہزار سوار اور بے شمار پیادہ وجمعیت سے لاہور پر چڑھ آئے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر امیر مودود۔ ۱۲۔

مارا گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے راجگان ہندوستان کے قلب پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔ سب نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کی' سالانہ خراج دینے کا عہد و پیمان کیا' امان کے خواستگار ہوئے اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں۔

سلطان مودود کی درخواست: ۴۴۱ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد و فتنہ انگیزی سے تنگ آ کر امراء ماوراء النہر اور گورنران مملکت غزنویہ کو فوجیں فراہم کرنے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے فرامین بھیجے تھے چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا۔ اتفاق کہ اثناء راہ میں بیمار ہو کر واپس آ گیا۔ خاقان ترمذ کی جانب سے سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا ماوراء النہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلطان مودود بھی غزنین سے ترکمانوں کے زیر کرنے کے لئے فوجیں مرتب کر کے نکلا تھا۔ دو چار منزل طے کرنے کے بعد عارضہ قولنج میں مبتلا ہو کر غزنی واپس آ گیا۔ مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمندی کو سپہ سالار افواج شاہی مقرر کر کے بحستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ درد میں شدت پیدا ہوئی اور اسی شدتِ درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ رجب ۴۴۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود: سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ روز تک اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت رہا۔ پھر امرائے دولت نے اس کی کمسنی کی وجہ سے اسے معزول کر دیا اور اس کے چچا علی بن مسعود کو کرسی پر بٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے ابتدائے حکومت کے زمانے میں عبدالرشید بن سلطان محمود جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح اس قلعہ کے قریب پہنچا اور سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہوئی تو عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا حمام کرا کے عبائے حکومت اس کے زیب تن کیا۔ امراء لشکر نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ساتھ دار الحکومت غزنی کی جانب لوٹے۔ سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر غزنی کو چھوڑ دیا۔ عنان حکومت و سلطنت سلطان عبدالرشید کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی سیف الدولہ یا بروایت بعض مؤرخین جمال الدولہ کا مبارک لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملوکی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے اور آئندہ خطرات سے وہ بے خوف و خطر ہو گئے۔

سلطان عبدالرشید اور طغرل: سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل نامی تھا جو اس کی ناک کا بال بنا ہوا تھا' رفتہ رفتہ اس کی اس قدر عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اسے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کے عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہیں واقعات کے دوران سلجوقیوں نے بحستان پر قبضہ کر لیا۔ پیغو کے حصہ میں یہ مملکت آئی تھی' اس نے اپنی جانب سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا تھا کہ بحستان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے اور یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج عنایت فرمایئے میں اسے اپنے اقبال سے مسخر کر لوں گا چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے بحستان کی جانب روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس روز کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ابوالفضل نے ان واقعات سے پیغو کو مطلع کر کے امداد طلب کی اس اثنا میں طغرل پہنچ گیا' فوجی باجے کی آواز سنائی دی' لوگوں نے ابوالفضل کو یہ باور کرایا کہ

یہ آواز پیغو کے لشکر کے باجے کی آواز ہے ابوالفضل تپاک اور خوشی سے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا' رات کا وقت کچھ سمجھ نہ سکا طغرل نے حملہ کر دیا۔ ابوالفضل شکست کھا کر ہرات کی جانب بھاگا۔ طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے بحستان کی طرف واپس آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی گئی اور خراسان پر حملہ کی غرض سے تازہ دم فوج بطور کمک طلب کی' سلطان عبدالرشید نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور فوجوں کو روانگی کا حکم دیا۔

سلطان عبدالرشید کا قتل طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا۔ حکومت وسلطنت کی خواہش پیدا ہوئی۔ خراسان پر حملہ آور ہونے کے بجائے غزنی کی طرف بڑھا۔ جب غزنی پندرہ سولہ میل باقی رہ گیا تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر مرتب کر کے میرے پاس تشریف لائیے اور میری تنخواہ بڑھائیے سلطان عبدالرشید نے ارا کین دولت سے مشورہ کیا' ان لوگوں نے باتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل دھوکے سے خالی نہیں ہے آپ اس کے پاس تشریف نہ لے جائیے۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کی طلبی پر پہلے ہی بھیج دی تھی جو کچھ تھوڑی یا بہت باقی رہ گئی تھی انہیں لے کر قلعہ غزنی میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگلے دن طغرل غزنی میں داخل ہوا تخت شاہی پر قبضہ کر لیا اہل قلعہ کو دھمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالے نہ کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے ایک ایک کو چن کر قتل کر دوں گا۔ اہل قلعہ پر اس قدر خوف غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے حوالے کر دیا' طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر ڈالا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا (۱) ..... اور اسے بدلہ لینے پر ابھارنے لگے' چنانچہ ایک روز اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا۔

فرخ زاد بن سلطان مسعود: واقعہ قتل کے پانچویں روز ذخیر حاجب غزنی پہنچا۔ تمام سرداران لشکر امراء شہر اور ارا کین دولت کو جمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔ نظم ونسق میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید کے قتل میں طغرل کا ساتھ دیا انہیں قتل کیا[1] ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور انہیں شکست دی غزنی میں داخل ہوا اور اسے ان کے قبضہ سے نکال لیا پھر غزنی سے کرمان اور ستوران کی جانب بڑھا اور ان کو بھی بزور تیغ فتح کیا۔

غیاث الدین کی فوج کشی وپسپائی: کرمان ایک شہر ہے جو غزنی اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے۔ اس کرمان سے وہ کرمان مراد نہیں جو فارس کا مشہور شہر ہے۔ اس کے بعد غیاث الدین نے لاہور کو فتح کرنے کی غرض سے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا قصد کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ نے مقابلہ کیا جس سے غیاث الدین کو ناکامی کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔ صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ کرتا ہوا فیروزہ کی جانب بڑھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت پر مامور کیا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا ہے تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اسکی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشکین کرخی گورنر لاہور کو دوستانہ خط لکھا اور اس واقعہ سے اسے مطلع کیا۔ انوشکین نے طغرل کو نہایت سخت ودرشت جواب لکھا اور در پردہ سلطان مقتول کی لڑکی اور دوسرے امراء دولت غزنویہ کو خطوط لکھے نصیحت وفضیحت کی۔ طغرل کے قتل کی ترغیب دی چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار میں شاہی تخت پر جلوس کر رہا تھا مار ڈالا گیا۔ چالیس روز حکومت کی۔

[2] اصل کتاب میں تقریباً دو ورق کے سادہ ہیں۔

شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ: شہاب الدین غوری غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد اہل غزنی کے ساتھ احسن سلوک پیش آیا۔ غزنی کے قرب و جوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل تھے فتح کر لیا۔ حکومت وسلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت بھی سبکتگین کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جس کا دارالحکومت لاہور تھا اور خسرو ملک اس پر حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ غیاث الدین نے ایک بڑی فوج لے کر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا اور جب محاصرۂ جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو میل جول کی فکر کی امان دینے کا وعدہ کیا۔ دامادی کا رشتہ قائم کیا جاگیریں دیں مگر شرط یہ لگا دی کہ قلعہ چھوڑ کر ہمارے لشکر گاہ میں آ جاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے۔ خسرو ملک تاڑ گیا یہ چالیں مکر و فریب سے خالی نہیں ہیں تمام شرطوں کی پابندی سے انکار کر دیا۔ شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی بیرونی آمد و شد یک قلم بند کر دی۔ غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر کا برا حال ہو گیا شہاب الدین سے سازش کی فکر کرنے لگے۔ خسرو ملک نے اس امر کا احساس کر کے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست دے کر بھیجا چنانچہ شہاب الدین نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔

دولت بنو سبکتگین کا خاتمہ: خسرو ملک اپنے لڑکوں اور اعزہ و اقارب کے ساتھ دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا گیا۔ غیاث الدین نے سب کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ حکومت سبکتگین کا یہ آخری دور تھا۔ خسرو ملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ واللّٰہ یرث اللّٰہ و من علیھا بنو سبکتگین کی دولت وحکومت کا پتھر ۳۳۶ھ میں رکھا گیا اور (۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی) اس حساب سے دو سو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

(مترجم) سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان سبکتگین سے اور چھ شخصوں نے حکومت کی۔ آخری بادشاہ خسرو بن ملک بن خسرو شاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ ہیں اس وجہ سے مؤرخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے ان کی داستانیں آپ نہیں بن سکتے صرف خسرو شاہ کے کچھ واقعات مختصراً لکھ دیئے ہیں۔ میں ان کے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کرتا ہوں۔

فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد حکومت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا فوجیں مرتب کر کے دارالسلطنت غزنی چڑھ آئے تو انوشگین کرخی نے غزنی سے نکل کر ترکمانوں کی مدافعت کی سخت خونریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو شکست ہوئی۔ اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی جانب قدم بڑھایا۔ سلجوقیوں کی جانب سے کلیسارق سپہ سالار مقابلہ پر آیا بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا۔ کلیسارق چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے الپ ارسلان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انوشگین کرخی مقابل ہوا۔ اس جنگ میں انوشگین کو شکست ہوئی بعض سرداران لشکر غزنی گرفتار کر لئے گئے۔ الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ کے پاس واپس آیا۔

سلطان فرخ زاد نے معاملہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق اور اس کے ہمراہیوں کو گراں بہا خلعت عطا کر کے قید سے رہا

کر دیا۔ سلجوقیوں پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی قیدیاں لشکر فرخ زاد کو قید سے آزاد کر کے غزنی بھیج دیا۔

سلطان فرخ زاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں بعارضہ قولنج انتقال کیا۔ ابتدائی زمانہ حکومت میں حسن بن مہران عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا اور آخری عہد سلطنت میں ابوبکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

سلطان فرخ زاد کے سفر آخرت اختیار کرنے کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ زاہد، متورع اور دلیر تھا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں اس نے حکمت عملی سے سلجوقی ترکمانوں سے مصالحت کر لی جس سے آئندہ جنگ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا سلطان ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی سے اپنے بیٹے مسعود کا عقد کر کے رشتۂ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کے حملوں اور غارت گری سے کافی طور سے اطمینان ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ۴۷۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کے فتح کرنے کی طرف توجہ کی قلعہ اجودہن درد پال کو بزور تیغ فتح کیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودہن کو اب پٹن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں پر فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے (اب اسے پاکپٹن کہتے ہیں)

سلطان ابراہیم نے ۴۸۱ھ میں بروایت بعض مؤرخین ۴۹۲ھ میں چھتیس لڑکے اور چالیس لڑکیاں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ پہلی روایت کے لحاظ سے اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیاں نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگنے کا موقع پیش نہیں آیا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں ابو اسماعیل خجندی اور خواجہ مسعود زنجی عہدہ وزارت سے ممتاز تھے آخری عہد سلطنت میں عبدالحمید احمد بن عبدالصمد وزیر السلطنت ہوا۔

سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود تخت آرائے حکومت ہوا۔ عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا۔ سلجوقی ترکمانوں سے اس کے مراسم دوستانہ تھے۔ سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا۔ اس کے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خونریزی نہیں ہوئی۔ طباطبین حاجب گورنر لاہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر فوج کشی کی۔ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال کمال بے فکری سے حکومت کر کے آخری ۵۰۸ھ میں وفات پائی۔ تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کمال الدولہ حکمران ہوا اور ایک سال بعد ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھوں مارا گیا۔ لیکن عام مؤرخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے تمام بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا۔ سلطان سنجر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہر چند سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کی بابت خط و کتابت کی واپس بھیجنے کی تاکید لکھی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی بلکہ جھلا کر بہرام شاہ کی بے بسی پر نظر کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی۔ ارسلان شاہ کے ہوش و حواس اس خبر کے سنتے سے جاتے رہے سلطان محمد سے سلطان سنجر کی فوج کشی کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کے لئے لکھا مگر کچھ سود مند نہ ہوا پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا لے کر سفارش کی غرض سے بھیجا۔ چونکہ مہد عراق ارسلان شاہ کی زیادتی اور بھائیوں کے قتل و قید سے خود نالاں و شاکی تھی اس وجہ سے اس نے سفارش کی بجائے غزنی پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ تین ہزار سواروں اور چھیاسٹھ زنجیر فیل سے ارسلان شاہ مقابلہ پر آیا۔ پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ غزنی

سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ بندی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کام آ گئے۔ ارسلان شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب بھاگا۔ سلطان سنجر فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا چالیس روز قیام پزیر رہا اس کے بعد بہرام شاہ کو غزنی کے تخت حکومت پر بٹھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔ ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان تک پہنچی۔ ہندوستانی فوجیں فراہم کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ بامیان میں پناہ گزیں ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہو گئی فوجیں مرتب کر کے آ پہنچا۔ ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ نے قتل کر ڈالا ستائیس سال کی عمر پائی تین سال حکومت کی۔

ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہو گئی۔ کسی کی مزاحمت اور خطرہ کے بغیر حکومت کرنے لگا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں کلیلہ ودمنہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا۔ شیخ نظامی نے مخزن الاسرار اس کے نام نامی سے معنون کی۔ نہایت ذی شوکت و باحشمت بادشاہ تھا ہر صاحب علم کی اس کی علمیت کے مطابق قدر کرتا تھا۔

بہرام شاہ نے دربار ہندوستان کے قصد کیا۔ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ محمد بالیہم نے جو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے لاہور کی گورنری پر تھا سلاطین غزنویہ کی باہم خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ بہرام شاہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا۔ ۱۷ رمضان ۵۱۲ھ میں محمد بالیہم گرفتار کر لیا گیا۔ محمد بالیہم نے معذرت کی آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا۔ بہرام شاہ نے قصور معاف کر کے پھر اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔ بہرام شاہ کی واپسی کے بعد محمد بالیہم کو پھر خود مختاری کی سوجھی بہرام شاہ کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے غزنی سے محمد بالیہم کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ محمد بالیہم اپنے لڑکوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ ملتان کے قریب ایک میدان میں صف آرائی ہوئی۔ پہلی جنگ میں محمد بالیہم شکست اٹھا کر بھاگا۔ اثناء جنگ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بہرام شاہ نے مملکت ہندوستان پر سالار حسین بن ابراہیم علوی کو مامور کر کے غزنی کی جانب کوچ کیا۔ بہرام شاہ کی آخری حکومت کے زمانے میں قطب الدین محمد غوری سوری کا جو کہ اس کا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ سے بہرام شاہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ سیف الدین سوری اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنی پر حملہ آور ہوا۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا کرمان کی جانب بھاگا (یہ کرمان غزنی اور ہندوستان کے درمیان ہے) سیف الدولہ نے غزنی میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی علاء الدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا اس وقت بہرام شاہ نے غزنی پر حملہ کر دیا۔ اہل غزنی کے دل بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنی نے سیف الدین کو سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کر کے اور ایک کمزور بیل پر سوار کر کے سارے شہر غزنی میں تشہیر کرائی۔ لڑکے بوڑھے جوان مسخرہ پن کرتے تھے تشہیر کے بعد نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور سر کو عراق میں سنجر کے پاس بھیج دیا۔ علاء الدین اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے بہرام شاہ اس دار فانی کو چھوڑ چکا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے ۵۴۷ھ میں وفات پائی۔ پینتیس سال حکومت کی۔

بہرام شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا خسرو شاہ تخت آرائے حکومت ہوا۔ اسی زمانہ میں علاء الدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی۔ خسرو شاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ غزنی چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگا۔ علاء الدین غوری نے غزنی میں داخل ہو کر بربادی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا سات روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ مکانات شاہی جلا ڈالے غزنوی عورتوں کو قتل کیا غرض کہ

اسے کسی پر رحم نہ آیا۔ اسی وجہ سے جہاں سوز کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

علاء الدین جہاں سوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ سلطان سنجر کی امداد کی امید میں روانہ ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی پھر واپس لاہور ہوا ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

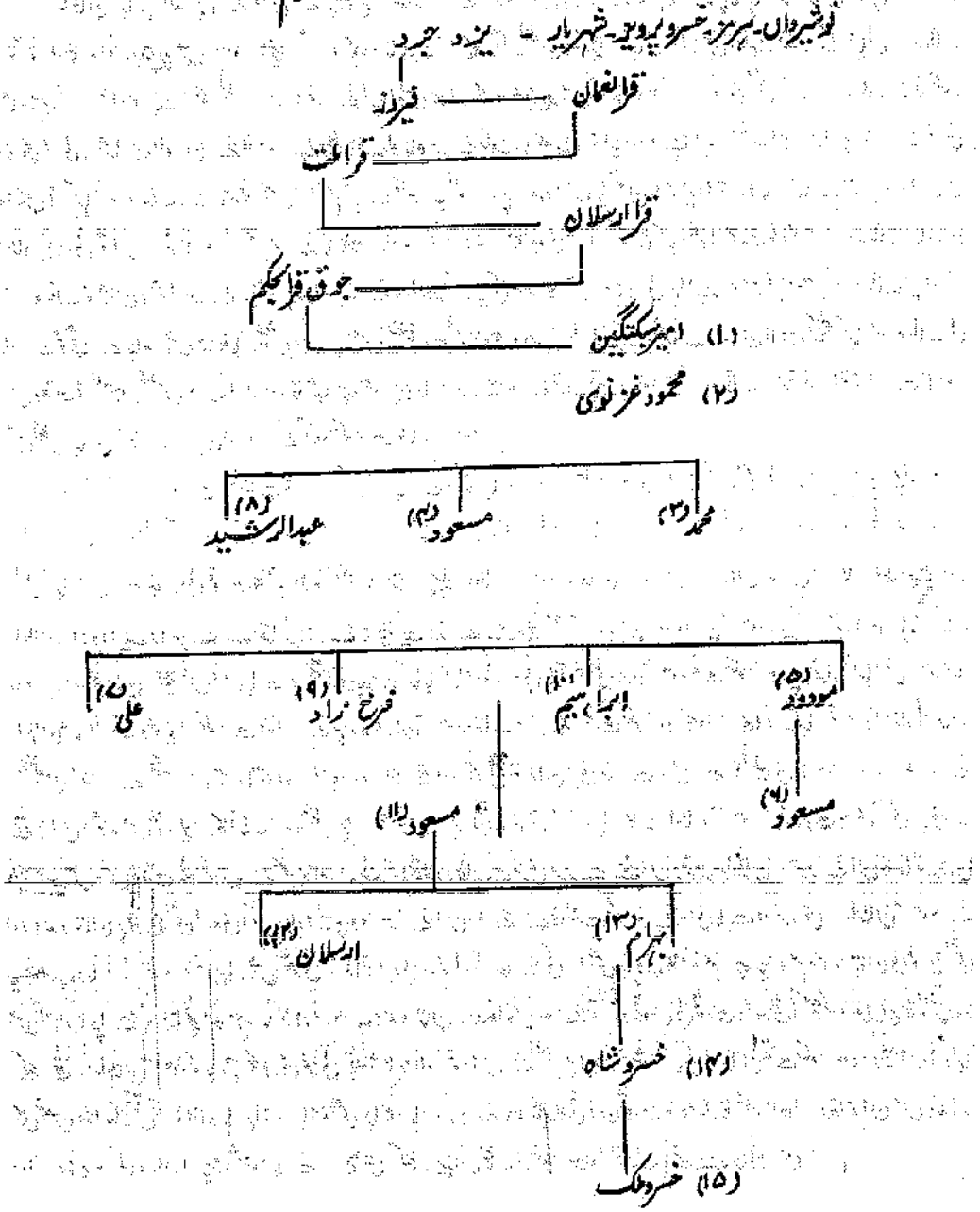
خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک کا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ہندوستان کے جن جن شہروں پر ابراہیم اور بہرام کا قبضہ تھا ان سب پر خسرو شاہ کا قابض ہوا۔

سلطان شہاب الدین نے غزنی کے لیئے پر اکتفانہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان ملتان اور سندھ کو مسخر کرتا ہوا ۵۷۶ھ میں لاہور پہنچا۔ خسرو شاہ مقابلہ نہ کر سکا۔ قلعہ نشین ہو گیا۔ شہاب الدین اظہار قبضہ کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ کو ایک زنجیر فیل کے ساتھ لے کر واپس ہوا۔ پھر ۵۸۰ھ میں دوبارہ لاہور پر فوج کشی کی۔ خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی۔ شہاب الدین نے لاہور کے اطراف کو تباہ کر کے قلعہ سیالکوٹ بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کے سپرد کر کے غزنی واپس آ گیا خسرو ملک نے کچھ فوجیں فراہم کر کے قلعہ سیالکوٹ پر دھاوا کر دیا لیکن ناکام واپس آیا۔ شہاب الدین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لاہور کو مسخر کرنے کا پختہ ارادہ کر کے ہندوستان کی طرف کوچ کیا اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو شان و شوکت کے ساتھ چند امراء نے دولت غوریہ کی معیت میں لاہور کی جانب روانہ کیا ادھر خسرو ملک یہ سن کر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمایا۔ عیش و طرب میں مشغول ہو گیا ادھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پہنچ گیا خسرو ملک کی اس وقت آنکھیں کھلیں جب کہ لاہور کا شہاب الدین محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خسرو ملک کے قبضۂ اقتدار سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تخت حکومت کا مالک ہوا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی آپ اوپر پڑھ چکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا ہوئے۔ ظاہر سبب یہی معلوم ہوتا ہے اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ پہلے سلطان محمد اور سلطان مسعود میں لڑائیاں ہوئیں اور پھر سلطان محمد اور سلطان مودود ایک دوسرے کے مقابل ہوئے پانچ چھ روز کے لئے ابو جعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمران رہا سبکتگین حاجب اور علی بن ربیع میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا باہم لڑائی ہوئی بالآخر علی بن مسعود تخت حکومت پر بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان عبدالرشید دعویدار حکومت ہوا۔ بے چارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کر سکا۔ تخت حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ غرض کہ سلاطین بنو سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گئے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارت گری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کیے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں غوریوں کا ایک گروہ نکل پڑا۔ جنہوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی یہ کی کہ ۴۲۸ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور غارت گری کر رہے تھے اس وقت سلطان مسعود نے ان کا خاتمہ نہ کیا اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی اگرچہ ارا کین دولت نے اس رائے سے مخالفت مگر ہونے والی بات ہو کر رہی۔ سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آئندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کی جائے گی۔ ابھی سردی کا موسم ہے یہ موسم ہندوستان کی فوج کشی میں گزارنا چاہیئے۔ چنانچہ موسم سرما گزار کر جب ہندوستان سے واپس ہوئے تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ گئی اکثر صوبوں پر قابض ہو گئے تھے۔ سلطان مسعود کو بدرجہ مجبوری غزنی چھوڑنا پڑا اور خود اس کے لشکریوں نے شورش کی اور اس تخت حکومت سے معزول کیا' یہی نہیں ہوا بلکہ قتل کر ڈالا رہا سہا زور بازو بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد پھر کوئی اس قوت و حوصلہ کا حکمران اس خاندان میں پیدا نہ ہوا۔ روز بروز کمزور اور اپنے دشمنوں سے دبتے ہی گئے۔ یہاں تک کہ حکومت و سلطنت ہاتھ سے جاتی رہی۔

امیر سبکتگین بانی دولت سبکتگین ہے اور خسرو ملک آخری حکمران ملوک بنو سبکتگین۔ پندرہ شخصوں نے حکومت کی چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے۔ سلطان محمد نے دو بار عباسی حکمرانی زیب بدن کی، ایک دفعہ سلطان محمود کے انتقال کے بعد دوبارہ مسعود کی قید کے بعد جو چوتھے نمبر پر درج ہے۔

شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم



باب: ۱۲

امارت کاشغر و ترکستان' ترک حکمران

سبق قراخاں: یہ ترک ترکستان کے حکمران تھے مجھے انکے ابتدائے حکمرانی کے اسباب و واقعات معلوم نہیں ہو سکے اور نہ میں یہ معلوم کر سکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مگر میں صرف یہ جانتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوا وہ سبق قراخاں تھا جسے اسلام لانے کے بعد عبدالملک کے نام سے موسوم کیا گیا اس کے قبضۂ اقتدار میں سارا ترکستان اور دارالحکومت کاشغر تھا چین کے دروں تک اس کی حکومت کا سلسلہ قائم تھا۔ شمال میں طراز اور اشناس کے شہر واقع تھے جس کے حکمران بھی ترک تھے' مگر ان میں سے ملوک ترکستان کی حکومت بڑھی چڑھی تھی۔ مغرب کی جانب ماوراء النہر کے صوبے تھے جس کی عنانِ حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ میں تھی' ان کا مرکز حکومت بخارا تھا۔

بقرا خاں: بادشاہِ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے مقبوضات پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی زمانہ سے ملوک سامانیہ کے ساتھ رقابت پیدا ہوئی باہم لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دوسرے پر فوج کشی کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ امیر بن نوح بن منصور کا دورِ حکومت آیا یہ چوتھی صدی ہجری تھی ملوک سامانی کمزور ہو گئے تھے۔ خراسان کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ پڑی تھیں ابوعلی سیجور باغی ہو گیا۔ بقرا خاں والی ترکستان سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا کیا۔ بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ بقرا خاں کے دماغ میں ملک گیری کی ہوا سمائی۔ ملوک سامانی کے مقبوضات پر ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتا چلا گیا۔ امیر نوح سامانی نے اس کی روک تھام پر فوجیں روانہ کیں نامی نامی سپہ سالاروں کو مامور کیا۔ بقرا خاں مقابلہ پر آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دے کر چند سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار رفائق بقرا خاں کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ امیر نوح شکست اٹھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور بقرا خاں واپسی کے وقت راستے ہی میں انتقال کر گیا۔

ایلک خاں سلیمان: بقرا خاں بخارا سے ترکستان کی جانب واپس ہوا تو وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا تھا۔ چنانچہ اسی مرض میں ترکستان بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ مر گیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔ بقرا خاں دیندار' عادل' خوش اخلاق' علماء فضلاء اور مذہبی اشخاص کی عزت کرتا تھا' اگرچہ مذہباً سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔ بقرا خاں کے مرنے پر اس کا بھائی ایلک خاں سلیمان فرماں روا ہوا شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ ترکستان اور اس کے صوبوں پر قابض ہوا۔ اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی' چنانچہ امیر نوح نے سمرقند کی گورنری پر فائق کو مامور کیا۔ بقرا خاں اور امیر نوح کی لڑائی اور واپسی کے بعد ابوعلی سیجور نے

بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر نوح نے اپنے سپہ سالار سبکتگین کو ابوعلی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ ابوعلی کو سبکتگین نے خراسان سے مار کر نکال دیا اس کے بعد ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا اسی اثناء میں سبکتگین انتقال کر گیا۔ ملوک سامانی کمزور ہو گئے بکتروں نے فائق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا پھر معزول پر ہی اکتفا نہیں کی ۳۸۹ھ میں بمقام خراسان آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں' ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

بکترون' نوح کے غلاموں میں سے تھا' ان تبدیلیوں سے ایلک خاں مطلع ہوا تو اسے بخارا پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہوا۔ ترکوں کی فوجیں مہیا کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کو آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا' بکتروں اور دوسرے سپہ سالاران لشکر فرط خوشی سے استقبال کرنے کے لئے آئے۔ ایلک خان نے سب کو گرفتار کر لیا اور بلا قتل و قتال اسی مکر و فریب سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بے چارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالملک اسی حالت قید میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کے برادران ابوالحرث منصور' مخلوع' اسماعیل' یوسف اور اس کے چچا محمود اور داؤد وغیرہ ہم بھی قید کر دیئے گئے تھے۔ انہی واقعات سے ملوک سامانی کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ والبقاء اللہ تعالیٰ۔

ایلک خاں بخارا میں: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا۔ یہاں پر اس کے سپہ سالاران لشکر آ کر جمع ہوئے اور دوبارہ حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی "المستنصر" کا مبارک خطاب دیا۔ المستنصر نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بخارا پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ایلک خاں کی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑی ہوئی بخارا میں ایلک خاں کی طرف سے جعفر تکین حکمرانی کر رہا تھا شکست خوردہ جماعت کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا اس اثناء میں بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے ان کی جمعیت بڑھ گئی ایلک خاں اپنے بھائی جعفر تکین کی شکست سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) صف آرائی کی' میدان جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا' ایلک خاں کو شکست ہوئی اس کے سپہ سالاران لشکر گرفتار کر لئے گئے لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ترکمانوں نے جو امیر اسماعیل کی رکاب میں تھے اپنے شہروں کی طرف کوچ کیا اور قیدیوں کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ امیر اسماعیل ان لوگوں کی سرگوشیوں سے مشتبہ ہو گیا جان کے خوف سے دریا عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ نوجوانان سمر کی ایک جماعت اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت پھر عود کر آئی۔ ایلک خان فوجیں فراہم کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ اطراف اشروشنہ نے دونوں فریقوں نے مورچہ بندی کی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو شکست ہوئی دریا عبور کر کے جرجان کی طرف گیا پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادھر سلطان محمود نے اس کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا۔ ادھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بے چارہ کے مقابلہ پر بھیج دی مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا۔ ہمراہیوں نے روزانہ سفر و جنگ سے تنگ آ کر ساتھ چھوڑ دیا' پریشان حال عرب کے ایک قبیلہ میں جا اترا۔ یہ قبیلہ سلطان محمود کا مطیع تھا دن بھر ان لوگوں نے کچھ تعرض نہ کیا جونہی رات ہوئی مار ڈالا۔ امیر اسماعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایلک خاں کے قدم جم گئے اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تکین کو مامور کیا۔

ایلک خاں و سلطان محمود: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ قبضۂ بخارا کے بعد ایلک خان اور سلطان محمود میں باہم تعلقات

پیدا ہو گئے لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ لگانے بجھانے والوں نے ایلک خاں اور سلطان محمود میں اختلاف پیدا کر دیا۔ جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر جہاد کے لئے فوج کشی کی ایلک خاں کو خراسان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اپنے بھائی شباسی تکین کو جو اس کے لشکر کا سپہ سالار تھا چند سرداران لشکر کے ساتھ بلخ کی جانب روانہ کیا۔ ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کی گورنری پر تھا اس نے شباسی تکین کی خبر سن کر ہرات چھوڑ دیا شباسی تکین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ غضب ناک ہو کر ہندوستان سے واپس ہوا۔ اپنے رکاب کی فوج کو انعامات دے کر آرام کرنے کی غرض سے رخصت کیا اور خلجیہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا قصد کیا' بلخ میں اس وقت ایلک خاں کی جانب سے جعفر تکین حکومت کر رہا تھا۔ جعفر تکین مقابلہ نہ کر سکا بلخ چھوڑ کر ترمذ کی طرف بھاگا۔ سلطان محمود نے دوسرا لشکر شباسی تکین کی سرکوبی کی طرف روانہ کیا شباسی تکین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگا دریا عبور کرنے کا قصد کیا۔ ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا تب شباسی تکین مجبور ہو کر ابی ورد کی طرف بھاگا۔ شاہی لشکر تعاقب میں تھا' ابی ورد کو بھی محفوظ مقام نہ سمجھ کر خراسان کی طرف پریشان حالت میں بھاگا۔ اُدھر سلطان محمود تھا اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ شباسی تکین کو جان کے لالے پڑ گئے بہت بڑی طرح سے شکست اٹھائی۔ اس کا بھائی چند سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا شباسی تکین نے بہزار دقت دریا عبور کر کے اپنے بھائی ایلک خاں کے پاس جا کر دم لیا۔ عساکر شاہی نے اس کے تمام ہمراہیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر جلاوطن کر دیا۔

ایلک خاں نے اس شکست کے بعد قدر خاں بن بقرا خاں بادشاہ چین سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قدر خاں ترکوں اور دیہاتی ہندوؤں کا لشکر مرتب کر کے ایلک خاں کی کمک پر آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی فوجیں لے کر ایلک خاں کے مقابلہ پر آ پہنچا ایک شبانہ روز سخت و خونریز جنگ ہوئی دوسرے دن اس سے زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ دونوں حریف نہایت استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایلک خاں کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا اور کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایلک خاں کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کی ترتیب جاتی رہی نہایت بے سروسامانی سے بھاگ نکلا۔ سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا۔ نہایت بے دردی سے قتل و قید کرنا شروع کیا اور ایلک خاں دریا عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے واپس ہوئی یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خاں: ۴۰۲ھ میں ایلک خان نے وفات پائی طغان خاں اس کا بھائی حکمران ہوا۔ طغان خاں اور سلطان محمود میں پہلے سے تعلقات تھے اسے اپنے بھائی کے افعال و حرکات پسند نہ تھے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے۔ چنانچہ جس وقت اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی از سر نو تعلقات پیدا کئے خراسان اور ماوراء النہر سے فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور تمام شہروں میں امن و امان قائم ہو گیا۔

طغان خاں کے زمانہ حکومت میں چین و تبت کے کفار نے تین لاکھ کی جمعیت سے ساغون کے شہروں پر چڑھائی کی مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ طغان خاں نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ اس کی فوج میں مسلمان بکثرت تھے مسلمانوں کے علاوہ خال خال اور دوسری قومیں بھی تھیں بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کفار کو شکست

ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اسی قدر گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ شکست یافتہ گروہ ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

اس کے بعد ہی طغان خاں نے انتقال کیا۔ اہل علم و فضل کا دوست تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اس کے ایمان کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جس وقت چین کے ترکوں نے ساغون پر چڑھائی کی تھی اس وقت طغان خاں علیل تھا' اس خبر کو سن کر بہت پریشان ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما تا کہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لوں اور انہیں بلاد اسلامیہ سے نکال باہر کروں اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ارسلان خاں: طغان خاں کے بعد اس کا بھائی حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی سلطان محمود سے تعلقات قائم رکھے بلکہ مزید تعلقات بڑھانے کی غرض سے امیر مسعود بن سلطان محمود سے اپنی لڑکی کا عقد کر دیا جس سے دوستانہ تعلقات میں اور اضافہ ہو گیا۔

ارسلان نے سمرقند کی حکومت پر قراخاں یوسف بن بقراخاں ہارون کو جس نے آئندہ بخارا پر حکمرانی کی تھی مامور کیا تھا۔ ادھر ۴۰۹ھ میں قراخاں نے علم مخالفت بلند کیا۔ ادھر خراسان کے حکمران نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے ارسلان خاں کے مقابلہ میں سلطان محمود سے امداد طلب کی سلطان محمود نے دریائے جیحوں پر آہنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بندھوا کر دریا عبور کیا پھر کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ بلا چھیڑ چھاڑ کے خراسان واپس آ گیا اس سے اور ارسلان خاں کو رنجش پیدا ہو گئی۔ رشتہ محبت و اتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا۔ قراخاں سے میل جول پیدا کیا اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسے اپنا ہم خیال بنا لیا۔ چنانچہ ارسلان خاں اور بقراخاں نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بلخ پر دھاوا کیا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی سرکوبی کے لئے آ پہنچا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سخت و خونریز جنگ کے بعد ارسلان خاں کو شکست ہوئی۔ دریا عبور کر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا' اس کے بہت سے ہمراہی جو معرکۂ جنگ سے بچ گئے تھے۔ دریا میں ڈوب گئے سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس ہوا۔

قراخاں: کامل ابن اثیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قراخاں نے بلاد ترکستان اور ساغون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قراخاں کے اوصاف عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد کے واقعات لکھے ہیں پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ قراخاں کی فتوحات سے ملک ختن ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان واقع ہے جہاں پر علماء و فضلاء بکثرت رہتے ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ۴۱۳ھ تک قراخاں کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی سن میں تین تین لڑکے چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ ایک ارسلان خاں جس کی کنیت ابوشجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بقراخاں تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں تھا۔ ارسلان خاں کاشغر' ختن اور ساغون کا حکمران تھا ان ممالک کے ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل' علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا۔ نہایت خوش خلق اور سخی تھا اس کی داد و دہش اور عزت افزائی کا شہرہ سن سن کر اہل علم اور علماء اس کے دربار میں آتے تھے اور یہ ان کی عزت و توقیر کرتا' صلے دیتا۔ جاگیریں دیتا۔ بقراخاں طراز اور استیجاب کی حکومت پر تھا۔ اتفاق یہ کہ دونوں بھائیوں میں ان بن ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بقراخاں نے ارسلان خاں کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بقراخاں اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا اپنے مقبوضات کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر

دیا تھا ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دے دیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاب مرحمت کیا تھا اپنے چچا طغان خاں کو فرغانہ کی حکومت دی تھی' اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مامور کیا تھا اور خود بلاد ساطون اور کاشغر کی حکومت پر قناعت کی تھی۔

قراخاں اور ارسلان خاں کا خاتمہ ابن اثیر کا یہ بھی بیان ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا ایک گروہ جو اطراف ساغون و کاشغر جو بلاد اسلامیہ میں غارت گری کرتا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوا اور اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف مقام میں پھیل گئے باقی ماندہ ترک و تاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اس قدر لکھنے کے بعد پھر بقراخاں اول کے حالات لکھے ہیں اسی سنہ میں بقراخاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ اپنے بڑے بیٹے حسین جعفر تکین کو ولی عہد بنایا۔ بقراخاں کا ایک چھوٹا لڑکا ابراہیم نامی تھا اس کی ماں کو حسین کی ولی عہدی ناگوار گزری اعلانیہ مخالفت کا اعلان کر دیا۔ بقراخاں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ ارسلان خاں کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔

ابراہیم بن بقراخاں کا قتل بقراخاں کی بیوی نے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں تخت حکومت پر بٹھایا اس کے بعد ابراہیم کو افواج کی افسری کے ساتھ اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا نیال تکین ان ممالک کا حکمران تھا۔ ابراہیم کو شکست ہوئی۔ نیال تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابراہیم کے مارے جانے سے بقراخاں کی اولاد کا شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا آپس میں پھوٹ پڑ گئی طمغاج خاں والی سمرقند و فرغانہ نے موقع پا کر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو نکال لیا۔

طمغاج خاں جن دنوں بقراخاں اور اس کے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابوالمظفر نصیر الملک ملقب بہ عماد الدولہ سمرقند اور فرغانہ میں حکومت کر رہا تھا اس نے ۴۰۳ھ میں بعارضۂ فالج مبتلا ہو کر سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا گیا۔ طغان خاں ابن طمغاج خاں حکومت کا مدعی ہوا اور بغاوت کر دی۔ فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ شمس الدولہ نے ایک دن شب کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خاں پر شب خون مارا۔ طغان خاں اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ فوج نہ سنبھل سکی' بھاگ کھڑا ہوا۔

سمرقند کا محاصرہ شمس الدولہ اور طغان خان کی باہمی مخالفت سے بقراخاں ہارون بن قدر خاں یوسف اور طغرل خاں کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے سمرقند پر چڑھ آئے مدتوں محاصرہ کیے رہے لڑائیاں ہوئیں بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے صرف سرحدی مقامات بخجوں تک شمس الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں رہ گئے۔ سلطان الپ ارسلان نے قدر خاں کی بیٹی سے عقد کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود کے نکاح میں تھی اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سے ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔ اس رشتہ سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

التکین کا بلخ پر قبضہ سلطان الپ ارسلان کے انتقال سے التکین والی سمرقند کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی التکین بن

الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا میدان خالی پا کر بلخ پر چڑھ آیا اہل بلخ مدافعت نہ کر سکے الپتگین نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب کوچ کیا۔ جونہی الپتگین واپس ہوا اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے الپتگین کے نائب کو مار ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو بھی نہ تیغ کیا۔ الپتگین اس سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ لیکن سعی سفارش سے قصور معاف کیا۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان وصول کیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلان کو ہوئی تو وہ ۴۶۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالت میں ترمذ کی جانب لوٹا۔ الپتگین مقابلہ پر آیا سخت وخونریز جنگ کے بعد ایاز کو شکست ہوئی۔ بہت سے دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

سلطان ملک شاہ کا ترمذ پر قبضہ: اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی ۴۶۶ھ میں ترمذ کے واپس لینے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ خندق کو پاٹ کر شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور دروازے کھول دیئے۔ الپتگین کا بھائی قلعہ بند ہو گیا۔ جب اس نے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو امن کی درخواست کی۔ سلطان ملک شاہ نے امان دی اور اسے قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

فتح سمرقند: ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا۔ الپتگین نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند چھوڑ دیا۔ اپنے بھائی کے ذریعہ سے صلح کا پیام بھیجا۔ چنانچہ ملک شاہ نے مصالحت کر لی۔ اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت مرحمت فرما کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔

احمد خاں بن خضر خاں کا قتل: ابن اثیر لکھتا ہے کہ اس کے بعد شمس الدولہ نے انتقال کیا۔ اس کے بعد خضر خاں حکمران ہوا' پھر خضر خاں بھی مر گیا تو اس کا بیٹا احمد خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ یہ وہی احمد خاں ہے جسے سلطان ملک شاہ نے زمانہ فتح سمرقند میں گرفتار کر کے سمرقند میں قید کر دیا تھا اور دیلمیوں کے ایک گروہ کو اس کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ احمد نے ان دیلمیوں سے بے دینی اور لامذہبی سیکھی جب اسے سند حکومت ملی تو اپنے عقائد کا اعلانیہ اظہار کر دیا۔ لشکریوں نے اس کے قتل پر کمریں باندھ لیں اس کے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا ملا لیا اور اس کی ماتحتی میں احمد خاں کا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا' پابہ زنجیر سمرقند میں لائے اور قاضی شہر کے حوالے کر دیا۔ قاضی شہر نے اظہار لے کر بے دینی اور لامذہبی کے جرم میں قتل کا حکم دیا۔

طغان بن قراخاں: احمد خاں کے مارے جانے کے بعد اس کا چچازاد بھائی مسعود خاں حکمران بنایا گیا۔ طغان خاں بن قراخاں والی طراز نے اس پر چڑھائی کی اور اثناء جنگ میں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ طغان خاں کی حکومت وسلطنت پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند کی حکومت پر ابوالمعالی محمد بن زید علوی کو مامور کیا۔ تین سال تک محمد نے نائب السلطنت کی حیثیت سے حکومت کی پھر خود مختاری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ طغان خاں کو اس کی خبر لگی فوجیں لے کر چڑھ آیا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طغان خاں نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا سلطان سنجر نے مقابلہ کیا۔ میدان سنجر کے ہاتھ رہا طغان اثناء جنگ میں مارا گیا۔

سلطان احمد اور عمر خاں: عمر خاں کو سمرقند کی حکومت ملی چند دنوں حکومت کر کے خوارزم کی طرف بھاگ گیا سلطان احمد نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد خاں سمرقند کی حکومت پر اور محمد تکین بخارا کی حکومت پر مامور کیا گیا۔ علامہ ابن اثیر نے

کاشغر و ترکستان کی حکومت کے تذکرے میں لکھا ہے کہ یہ ممالک پہلے ارسلان خان بن یوسف قدر خان کے قبضہ اقتدار میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کے بعد محمد نور خان والیٔ طراز وشاش نے قبضہ کر لیا ایک برس تین مہینے حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد طغرا خاں بن یوسف قدر خاں حکمران ہوا' اس نے ملک ساغون پر بھی قبضہ کر لیا سولہ برس حکومت کی پھر جب اس نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا طغرل تکین دو مہینے تک حکمران رہا پھر ہارون بقراخاں بن طفتاج نور اخان برادر یوسف طغرل خان قابض ہو گیا اس نے ختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبا لیا بیس سال حکومت کی ۴۹۶ھ میں وفات پائی۔ احمد بن ارسلان خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت فرمائی اور نور الدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خاں: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۹۵ھ میں جب کہ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خاں جبرئیل بن عمر خاں والیٔ سمرقند کو خراسان پر قبضہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد میں مخالفت پیدا ہو گئی تھی نمک حرام سنجر یہ نے جس کا نام کندغری تھا قدر خاں کو لکھ بھیجا کہ ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا میدان خالی ہے ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے چنانچہ قدر خاں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہوئی چھ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا جس وقت دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا کندغری سلطان سنجر کی فوج سے نکل کر قدر خاں کے پاس چلا گیا قدر خاں نے اسے تھوڑی سی فوج دے کر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغری نے ترمذ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔

قدر خاں کی گرفتاری و قتل: اس عرصہ میں سلطان سنجر تک یہ خبر پہنچی کہ قدر خاں بلخ کے قریب پہنچ گیا ہے اور کندغری کے ساتھ تیس سواروں کے ساتھ شکار کھیلنے کو نکلا ہے۔ سلطان سنجر نے ایک فوج امیر برغش کی ماتحتی میں ان دونوں کی گرفتاری کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر کر دیا۔ بعض مؤرخوں کا بیان یہ ہے کہ قدر خاں اور سلطان سنجر میں معرکہ آرائی ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دے کر اسے گرفتار اور قتل کیا تھا اس کے بعد ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کر لیا کندغری نے امن کی درخواست کی سلطان سنجر نے اسے امن دیا اور وہ امن حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔ محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داؤد بقراخاں ان دنوں مرو میں تھا سنجر نے اسے مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا محمد ارسلان ملوک خانیہ ماوراء النہر کی نسل سے تھا۔ اس کی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی [1]..... اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکال دیا گیا۔ مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

امیر تیمور: جب قدر خاں مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسے ان ممالک کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج کے ساتھ اسے روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ملکوں کو سر کیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا کچھ عرصہ بعد امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خود مختاری کا جھنڈا بلند کیا' فوجیں فراہم کیں محمد خاں کے قصد سے سمرقند کی طرف روانہ ہوا محمد خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ سلطان سنجر نے ایک فوج اس کی کمک پر بھیج دی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی' اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان سنجر کی فوج اس کی خدمت میں لوٹ آئی۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محمد خان کی بغاوت: کچھ عرصہ بعد سلطان سنجر کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خان والی سمرقند رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے شاہی احکام کی پرواہ نہیں کرتا سلطان سنجر اس خبر کو سن کر آگ بگولہ ہو گیا۔ فوجیں مرتب کر کے ۵۷۰ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا محمد خان کے ہوش اڑ گئے انجام سے ڈر کر امیر قماج کے ذریعہ سے صلح کا پیغام بھیجا (امیر قماج سلطان سنجر کے دربار میں ایک با اثر امیر تھا) معذرت کی اطاعت و فرماں برداری کا حلف اٹھایا۔ سلطان سنجر نے بشرط حاضری دربار قصور کی معافی کا وعدہ کیا محمد خاں پر سلطان سنجر کا خوف اس قدر غالب تھا کہ حاضری دربار ہونے کے بجائے درخواست کی کہ یہ خانہ زاد بوجہ شرم و ندامت اور شاہی قوت کے خوف سے حاضر نہیں ہو سکتا۔ دریائے جیحون کے دوسرے کنارے پر بغرض اظہار فرمانبرداری زمین بوسی کو حاضر ہوں گا۔ سلطان سنجر نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ سلطان سنجر معہ اپنے مرکب ہمایوں کے جیحوں کے ایک کنارے پر رونق افروز ہوا۔ دوسری طرف کنارے پر محمد خاں ڈرتا اور کپکپاتا آیا اور زمین بوس ہوا۔

سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے قبضہ سمرقند کے بعد محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داؤد بقراخاں کو مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا تھا تھوڑے دن گزرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خاں عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا اپنے بیٹے بقراخاں کو حکومت و امارت پر اپنا نائب مقرر کیا اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسے مار ڈالا اس شورش و ہنگامہ کے محرک دو شخص ہوئے تھے جن میں ایک علوی تھا۔ محمد ارسلان خان اس ہنگامہ کے زمانہ میں موجود نہ تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بے حد رنجیدہ ہوا ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے سمرقند پہنچ کر علوی اور اس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ادھر سلطان سنجر کو بھی لکھ بھیجا کہ سمرقند پر آپ قبضہ کر لیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں۔ سلطان سنجر نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند کی جانب کوچ کیا اتنے میں محمد ارسلان کا بیٹا باغبان سمرقند اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان کی خدمت میں واپس آیا۔ ارسلان خاں نے سلطان سنجر کو یہ حالات لکھے اور واپس جانے کی درخواست کی۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا سخت برافروختہ ہوا۔ ابھی غصہ اترنے نہ پایا تھا کہ چند اشخاص مسلح حاضر کئے گئے جنہوں نے تشدد اور مار پیٹ کے بعد اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خاں نے بندگان حضور کے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے اس سے سلطان سنجر کا غصہ اور بڑھ گیا کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بات میں اس پر بزور قبضہ کر لیا محمد خاں ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ سلطان سنجر نے اسے امان دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر دربار ہوا تو سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی لڑکی (اپنی بیوی) کے پاس بھیج دیا۔ محمد خاں وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان سنجر حسین تکین کو سمرقند کی حکومت پر مامور کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا

جب حسین تکین مر گیا تو محمود خاں بن محمد خاں (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی حکومت عطا کی۔ علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ ان کی کتاب کامل میں حکومت خانیہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس حکومت کے واقعات کو خوب تحقیق سے تحریر کروں گا اور نہایت مناسب طریقہ سے انہیں مسلسل اور باترتیب بیان کروں گا۔ میں نے جیسا کہ ان واقعات کے ترتیب وار لکھنے کا حق تھا نہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انہیں کامل طور سے نہیں لکھا بہرکیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اس کی روایت کی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے:۔

سبق قراخاں کا قبول اسلام کا واقعہ: بلادِ ترکستان کاشغر، ساغون، ختن، طراز اور اس کے قرب وجوار کے علاقے ماوراالنہر وغیرہ ملوک غانیہ کے قبضۂ اقتدار میں تھے ملوک خانیہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کمانیہ فارس کا مدمقابل ہوا تھا سبق قراخاں (ملوک خانیہ کا مورثِ اعلیٰ) سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں کے اسلام لانے کا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شب خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اترا اور اس نے بزبان عربی کہا جس کے معنی یہ تھے "اسلام قبول کرلے تاکہ دنیا و آخرت میں سلامت رہے"۔ یہ سنتے ہی خواب ہی میں قراخاں نے دین اسلام قبول کرلیا صبح ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کردیا۔ جب اس نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس کا بیٹا موسیٰ حکمران ہوا۔ اس کے بعد نسلاً بعد نسلٍ اس کے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلتا رہا، یہاں تک کہ ارسلان خاں بن محمد خاں بن سلیمان سبق حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

قدر خاں کا خروج: ۴۹۴ھ میں قدر خاں نے ترکوں کو جمع کرکے اس پر خروج کیا ترکوں میں متعدد گروہ تھے اور ان میں سے فارغلیہ بھی تھے جنہوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسے تاخت وتاراج کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ارسلان خاں کا ایک بیٹا بقراخاں نامی تھا اس کی مصاحبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اس نے بقراخاں کو ارسلان خان کے خلاف حکومت وسلطنت حاصل کرنے پر ابھارا ارسلان خاں کو اس کی خبر لگ گئی دونوں کو گرفتار کرکے مار ڈالا۔ اس کے بعد فارغلیہ اور ارسلان خان میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔ رفتہ رفتہ بغاوت ومخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔

ارسلان خان کی گرفتاری: ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ۵۲۴ھ میں سلطان سنجر دریائے جیحوں عبور کرکے سمرقند پہنچا فارغلیہ مقابلہ نہ کرسکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے اس کے چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے۔ سلطان سنجر نے انہیں مشکوک سمجھ کر مارا پیٹا قتل کی دھمکی دی تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا تھا سلطان سنجر یہ سن کر غصہ کی حالت میں سمرقند کی جانب واپس ہوا شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا اور ارسلان خاں کو گرفتار کرکے بلخ بھیج دیا چنانچہ یہیں اس نے وفات پائی۔

حسین تکین: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حسین تکین کو سمرقند کی گورنری پر مامور کیا تھا حسین تکین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا۔ تھوڑے دن حکومت کرکے مرگیا تب سلطان سنجر نے اس کی جگہ محمود خان بن ارسلان خاں کو (جو اس کی بیوی کا بھائی تھا) سند حکومت عطا کی۔

شاہ چین کوخاں: ۵۲۲ھ میں کوخاں بادشاہ چین نے ایک بڑی فوج لے کر کاشغر پر چڑھائی کی۔ کو کے معنی چینی زبان میں بڑے کے ہیں اور لفظ خاں ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب ملایا جاتا تھا۔ کوخاں اعور (بھینگا) بادشاہان ترک کی طرح زریں تاج سر پر رکھتا اور حریر ودیبا زیب بدن کرتا تھا۔ الغرض جب کوخاں سرحد چین سے نکل کر ترکستان پہنچا۔ تاتاری ترکوں کا جم غفیر جو کوخاں کی فوج کشی سے مدتوں پہلے چین سے نکل کر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک غانیہ کی خدمت کو باعث عزت سمجھتا تھا کوخاں کی فوج میں داخل ہوگیا جس سے کوخاں کی فوج میں معقول اضافہ ہوگیا۔ والیٔ کاشغر

احمد خان بن حسین لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ تاتاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں ٹھہر گیا۔

محمود خاں بن ارسلان اور تاتار: ان تاتاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آ کر مقیم ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا تھا ان کو جاگیریں دے رکھی تھیں وظائف اور تنخواہیں دیتا تھا غرضیکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھے مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلادِ ساغون میں داخل ہو کر مقیم ہو گیا۔ ارسلان محمد نے انہیں واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ پھر جب کوخاں کے لشکر کا سیلاب ترکستان آیا تو یہ لوگ اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ممالک اسلامیہ پر لوٹ مار کا ہاتھ بڑھایا غارت گری شروع کر دی یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطور تاوان جنگ وصول کرتے تھے اور جو حکمران ان کا مطیع ہوتا تو اس کی پیٹھ میں ایک چپڑاس لگانے کا حکم دیتے تھے گویا یہ ان کی اطاعت کی علامت تھی اس کے بعد ۵۳۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے۔ محمود خاں بن ارسلان خاں مقابلہ پر آیا۔ تاتاریوں نے محمود کو شکست دی۔ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا۔ محمود خاں اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا۔ سلطان سنجر والیٔ ہجستان طوک غوری حکمرانانِ غزنی اور شاہانہ ماوراء النہر کو مسلمانوں کی مظلومی کے واقعات لکھے اور ان کو تاتاریوں کے مقابلہ پر اپنی مدد کو بلا بھیجا اور ماہ ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا عبور کر کے چینی اور تاتاری ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سامنے پڑ گیا۔ ان کی گرفتاری کی کوشش کامیاب نہ ہوا۔ فارغلیہ کوخاں کے پاس بھاگ گئے اور اس سے سلطان سنجر کو سفارش لکھنے کی درخواست کی۔

سلطان سنجر اور کوخاں: سلطان سنجر نے کوخاں کی سفارش قبول نہ کی اسلام قبول کرنے کے لئے لکھا اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں برے انجام کی دھمکی دی جس وقت یہ خط کوخاں کے پاس پہنچا غصہ سے کانپ اٹھا ایلچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنی ٹڈی دل فوج (جس میں ختنی تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے) مرتب کر کے سلطان سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ میمنہ پر امیر قماج تھا اور میسرہ پر والیٔ ہجستان' گھسان کی لڑائی ہوئی۔ فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ سلطان سنجر کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ عساکر اسلامیہ کو شکست ہوئی' دور تک ختنیوں اور تاتاریوں نے قتل و غارت کرتے ہوئے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

دولت خانیہ کا خاتمہ: والیٔ ہجستان امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خاں محمد کو گرفتار ہو گئی جنہیں کچھ عرصہ بعد فریق مخالف نے رہا کر دیا اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا۔ نہایت بری طرح سے مسلمان پامال کئے گئے۔ اسی زمانہ میں ماوراء النہر وغیرہ میں لشیرے تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور ان ممالک میں حکومت خانیہ جو قائم تھی اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت تک یہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

کوخاں کا کردار: ۵۳۷ھ میں کوخاں مر گیا۔ نہایت خوبصورت وجیہہ اور خوش آواز تھا چینی ریشم پہنتا تھا اس کا رعب و داب اس کے ہمراہیوں پر اس درجہ کا تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال و اسباب پر ہاتھ نہ بڑھاتا تھا کوئی امیر ایک سو سواروں سے زیادہ اپنی رکاب میں نہ رکھتا تھا۔ ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت کر دی تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے نہایت سخت سزا دیتا تھا۔ زنا کو برا نہ سمجھتا تھا' نہ اس کی کوئی سزا تھی۔ جب مر گیا تو اس کی بیٹی حکمران ہوئی لیکن تھوڑے دن بعد یہ بھی مر گی تب اس کے بعد اس کی ماں یعنی کوخاں کی بیوی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس زمانے سے ماوراء النہر برابر تاتاریوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ علاء الدین محمد بن خوارزم بانی دولت خوارزمیہ نے ۶۱۲ھ میں انہیں مغلوب اور زیروزبر کیا جیسا کہ آپ آئندہ حکومت خوارزمیہ کے سلسلہ میں پڑھیں گے۔

بقراخاں اور فارغلیہ: انہی واقعات کے دوران جس وقت دولت خانیہ میں سے جعفری بن حسین تکین نے ماوراء النہر سمرقند اور بخارا کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی انہی دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ کو صوبجات بخارا اور سمرقند سے جلاء وطن ہو کر کاشغر میں چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ انہیں کاشت کاری اور محنت و مزدوری پر مجبور کیا تھا۔ فارغلیہ نے اس سے انکار کیا' لڑائی پر آمادہ ہوئے' مسلح ہو کر بخارا کی جانب بڑھے تو جعفری خاں نے ان کو سمجھایا بجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے اتنے میں بقراخاں کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ اس نے نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کیا۔ ان کا اثر مٹا دیا۔ باقی ماندہ کو اطراف سمرقند کی جانب جلاء وطن کر کے بھیج دیا اس سے آئندہ ان اطراف میں فتنہ و فساد کا وجود باقی نہ رہا اور امن و امان قائم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب : ۱۳

سلاطینِ غور

بنی حسین: زمانہ حکومت امیر سبکتگین میں بنی حسین ممالک غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکومت کر رہے تھے۔ رعب و داب اور شان و شوکت والے تھے آخری دور حکومت بنی سبکتگین میں بنی حسین کے چار امیروں کے نام زیادہ مشہور ہوئے' انہی کے زمانے سے غوریوں کی حکومت و سلطنت مستحکم اور مستقل ہوئی۔ محمد شوری حسین شاہ اور سام یہ چاروں حسین کی نسل سے تھے۔ میں حسین کو نسباً کسی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

محمد بن حسین کا قتل: جن دنوں بہرام شاہ اور ان کے بھائی ارسلان شاہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ محمد بن حسین ارسلان شاہ سے مل گیا۔ بہرام شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی اتنے میں ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اور بہرام شاہ غزنین کا حکمران ہوا محمد بن حسین اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ۵۴۳ھ میں ملاقات کے ارادے سے آیا بہرام شاہ تاڑ گیا محمد بن حسین کا محض ملنے کی غرض سے غزنی آنا خالی از علت نہیں ہے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس سے غوریوں کو غصہ پیدا ہوا' غزنی پر غوریوں کی فوج کشی کا یہی باعث و محرک ہوا تھا۔

غزنی پر فوج کشی: محمد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بھائی حسین شاہ بن حسین نے عبائے حکمرانی زیب بدن کی پھر غوریوں میں باہم کچھ جھگڑا ہو گیا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غزنی پر فوج کشی کی یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔

بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا' غزنی کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ سیف الدین شوری نے غزنی پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے غزنی کو سیف الدین شوری کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے واپس ہوا۔ مقدمۃ الجیش پر سالار بن حسین امیر ہند اور ابراہیم بن علوی تھے۔ سیف الدین شوری بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ غزنی جو اس کی رکاب میں تھا مقابلہ کے وقت اپنے پرانے محسن بہرام شاہ سے مل گیا جس سے سیف الدین شوری کو شکست ہوئی خود لشکریوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ ماہ محرام ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کو تشہیر اکرا کے غزنی کی شہر پناہ کے دروازے پر سولی دے دی۔

---

۱ اسے عام مؤرخین قطب الدین محمد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین سوری کے نام سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

علاء الدین کا ہرات و بلخ پر قبضہ: سیف الدین شوری کے قتل کے بعد بلاد غور کی حکومت پر اس کا بھائی حسین شاہ ملقب بہ علاء الدین قابض ہوا۔ اس نے غور کی تمام پہاڑیوں اور شہر فیروزکوہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروزکوہ غزنی اور ہندوستان کے درمیان میں واقع تھا جس کی وسعت و آبادی خراسان کے قریب قریب تھی علاء الدین نے نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کی' خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اہل ہرات کی خواہش پر ہرات کا قصد کیا تین مرتبہ کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ قابض ہوا۔ سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اس وقت سلطان سنجر کی طرف سے امیر قماج بلخ کی گورنری پر مامور تھا۔ مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی' فوجیں لے کر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بالآخر سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی علاء الدین گرفتار کر لیا گیا۔ چند روز بعد سلطان سنجر نے خلعت دے کر پھر فیروزکوہ کی حکومت عطا کی۔

غزنی پر قبضہ: اس کے بعد ۵۴۷ھ میں علاء الدین نے غزنی پر حملہ کیا بہرام شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی غزنی چھوڑ دیا۔ علاء الدین نے غزنی پر قبضہ حاصل کر کے اور اپنے بھائی سیف الدین کو حکومت غزنی پر مامور کر کے فیروزکوہ کی جانب واپس ہوا۔ جس وقت موسم سرما آ گیا اور برفباری کی وجہ سے فیروزکوہ اور غزنی کا راستہ بند ہو گیا۔ اہل غزنی نے بہرام شاہ سے خط و کتابت کر کے بلا بھیجا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنی کے قریب پہنچا۔ اہل غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنی پر قبضہ کر کے سیف الدین کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد علاء الدین نے بغرض انتقام غزنی پر چڑھائی کی اور بزور تیغ فتح کر کے غزنی کو تاخت و تاراج کیا سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں مناقشہ: الغرض جس وقت علاء الدین کی حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا تو اپنے مقبوضہ اور مفتوحہ علاقہ کے انتظام کی جانب متوجہ ہوا بلاد غور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا' ان دونوں نے نہایت خوبی سے اپنے مقبوضہ ممالک کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی پورے طور پر نگہداشت کی جس سے عام طور سے لوگوں کے دل ان کی جانب مائل ہو گئے' لگانے بجھانے والوں نے ان کے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کیا اور موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ علاء الدین نے غیاث الدین اور شہاب الدین کو بلا بھیجا۔ یہ کسی وجہ سے نہ آ سکے علاء الدین کا شبہ یقین کی حد تک پہنچ گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے دونوں کی گرفتاری کر لئے بھیج دیں۔ اتفاق یہ کہ علاء الدین کی فوج کو شکست ہو گئی اور غیاث الدین اور شہاب الدین نے اعلانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اظہار کر کے اس کا نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں مصالحت: علاء الدین کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا' دوبارہ فوجیں مرتب کر کے خود بقصد جنگ غیاث الدین اور شہاب الدین پر فوج کشی کی سخت و خونریز جنگ ہوئی۔ بالآخر علاء الدین کی فوج میدان

سے بھاگ کھڑی ہوئی' علاء الدین نے امن کا جھنڈا بلند کیا خاتمہ جنگ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے تخت حکومت پر بٹھلا کر چھوٹوں کی طرف اس کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجوں کی مردانگی سعادت مندی سے نہایت خوش ہوا۔ اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے عقد میں دیا اور مرنے کے وقت اس کے حق میں حکومت وسلطنت کی وصیت کر گیا۔

ابوالفتح غیاث الدین: علاء الدین بادشاہ نے ۵۵۶ھ میں وفات پائی۔ ابوالفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دارالحکومت فیروزہ کوہ میں اپنے چچا علاء الدین کی وصیت کے مطابق تخت حکومت پر متمکن ہوا علاء الدین کی موت سے حکومت غزنی کے بہی خواہوں کو موقع مل گیا جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور غزنی کو امراء حکومت سے چھین لیا۔ غیاث الدین کے قبضہ میں دارالحکومت فیروزکوہ اور اس کے مضافات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی حکومت میں بلادِ غور باقی رہ گئے۔ پندرہ برس کے بعد امراء غزنویہ کی بدسلوکی سے اہل غزنی تنگ آ گئے۔

شہاب الدین کا غزنی پر قبضہ: اسی اثنا میں غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام ہو گیا تھا فوجیں آ رسانہ کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی خراسانی اور غوری فوجیں رکاب میں تھیں ۵۷۱ھ میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ امراء دولت غزنویہ کو شکست ہوئی۔ غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنی پر قبضہ کر لیا اس کے بعد کرمان اور شنوران پر دھاوا کیا (یہ کرمان ہندوستان اور غزنی کے درمیان واقع ہے اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنوران کے فتح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ آخری تاجدار دولت غزنویہ بن بہرام شاہ نے اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کیا اور دریا کو عبور نہ کرنے دیا مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا۔ واپسی کے وقت بعض پہاڑی مقامات پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ غزنی کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنے دارالحکومت فیروزکوہ کی جانب واپس ہوا۔

شہاب الدین کی لاہور پر فوج کشی: شہاب الدین نے غزنی فتح کرنے کے بعد اہل غزنی کے ساتھ مدارات اور نرمی کے برتاؤ کئے حسن سلوک سے پیش آیا جس سے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔ ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی ممالک کو فتح کر لیا' اس کی ملک گیری اور فتوحات کا سیلاب لاہور تک پہنچ گیا جو اس زمانہ میں خسرو ملک آخری تاجدار دولت غزنویہ کا پایہ تخت تھا۔ ۵۷۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلادِ غور سے فوجیں فراہم کر کے لاہور پر فوج کشی کی' دریا کو عبور کر کے لاہور پر محاصرہ ڈال دیا۔ باہم نامہ و پیام شروع ہوا' دامادی رشتہ قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی اور حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگا دی کہ میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا' تب شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی۔ اہل شہر شدت محاصرہ اور جنگ سے گھبرا گئے خسرو ملک کو برا بھلا کہنے لگے۔

لاہور پر قبضہ: خسرو ملک نے قاضی شہر اور خطیب جامع مسجد کو امن کی درخواست دے کر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شہاب الدین نے امن کی درخواست منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے لاہور میں داخل ہوا' چند روز تک

خسرو ملک عزت واحترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا' دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کا حکم پہنچا کہ خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال کے ساتھ میرے پاس فیروزکوہ بھیج دو۔ خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ شہاب الدین نے اطمینان دلایا قسمیں کھائیں۔ خسرو ملک تن بہ تقدیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ فوج کے ایک دستہ کے ساتھ حفاظت میں فیروزکوہ کی جانب روانہ ہوا۔ غیاث الدین نے پہنچتے ہی خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال کے ساتھ ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اس کے خاندان کی حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

ہرات پر قبضہ: جس وقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایۂ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا اپنے بھائی شہاب الدین کو جو لاہور کی فتح پر مامور ہوا تھا لکھ بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جاوے اور سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے اور میرے نام کے ساتھ بطور القاب یہ الفاظ بڑھائے جائیں۔ غیاث الدنیا والدین معین الاسلام والمسلمین قسیم امیر المومنین' ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی ''عز الدین'' کا خطاب عنایت کیا۔

شہاب الدین لاہور کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہنچا۔ دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنے کے بارے میں متفق الرائے ہوئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے اس وقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا پھریرا لہرا رہا تھا اور اس کا گورنر اپنی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا گورنر ہرات مقابلہ نہ کر سکا' امن حاصل کر کے شہر حوالے کر دیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد بوشنج کی طرف قدم بڑھایا۔ فتح مندی ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ بوشنج پر بھی قبضہ ہو گیا۔ بادغیش کی طرف روانہ ہوئے اور اسے بھی فتح کر لیا۔ فتحیابیوں کے بعد غیاث الدین نے فیروزکوہ کی جانب اور شہاب الدین غزنی کی طرف مظفر ومنصور واپس ہوئے۔

شہاب الدین اور رانی اجہ: شہاب الدین نے غزنی پہنچ کر چند دنوں تک آرام کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج سفر وجنگ کی تکان سے آرام حاصل کر چکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ ۵۷۴ھ میں غزنی سے روانہ ہو کر شہر اجرہ (یا اجہ) کا محاصرہ کر لیا راجہ اجراہ نے قلعہ بندی کر لی لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ شہاب الدین نے اس امر کا احساس کر کے کہ جنگ سے کامیابی بہ دقت اور بدیر حاصل ہو گی رانی سے خط وکتابت شروع کی اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اس کی فتحیابی میں میرا ہاتھ بٹاؤ گی اور میں شہر کو فتح کر لوں گا تو میں تم سے فتحیابی کے بعد نکاح کر لوں گا اور تمہیں ملکۂ جہاں بناؤں گا۔ رانی نے کہلا بھیجا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی البتہ میری لڑکی حاضری ہے آپ اس سے عقد کر لیجئے اور میرے مال واسباب کو ہاتھ نہ لگایئے گا۔ شہاب الدین نے اسے منظور کر لیا۔ رانی نے موقع پا کر راجہ کو زہر دے دیا۔ راجہ مر گیا۔

فتح اجہ (سندھ): شہاب الدین نے اس حیلہ سے بآسانی شہر پر قبضہ کر لیا اور حسب اقرار راجہ کی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنے نکاح میں لے لیا اور اسے اس کی ماں کے ساتھ ارکان اسلام کی تعلیم کی غرض سے عزت واحترام غزنی بھیج دیا۔ چند دن بعد رانی مر گئی اور دس برس کے بعد اس کی لڑکی بھی انتقال کر گئی۔ فتح اجرہ کے بعد شہاب الدین نے ہندوستان کو اپنے جہاد اور مذہبی جنگ کا میدان بنا لیا۔ متعدد اور بے شمار شہروں کو فتح کیا۔ ہندوستان میں اس کی فتحیابی کی موجیں اس حد تک پہنچیں جہاں

تک اس سے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گزر تک نہ ہوا تھا۔

ترائین کی پہلی جنگ: فتح اجہ (سندھ) سے راجگان ہندوستان میں ہلچل مچ گئی' ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) کے سنبھالنے کا خیال پیدا ہوا' ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کی بابت خط و کتابت کرنے لگے۔ نصیحت' فضیحت اور ملامت کی سب نے مل کر ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھائیں چاروں طرف سے فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے شہاب الدین بھی غوری' خلجی اور خراسانی فوجیں لے کر خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آیا' ہنگامہ کارزار گرم ہوا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی' راجپوتوں نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ قتل کرنا شروع کیا شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا' بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر شدید زخم پہنچا بھگدڑ میں کسی کو یہ خبر نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے اتنے میں رات نے پہنچ کر بیچ بچاؤ کرایا۔ راجپوتوں نے قتل و تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خدام دولت شہاب الدین کو ڈھونڈ کر زخمیوں اور مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لائے کوچ و قیام کرتے ہوئے غزنی پہنچے۔ ہوا خواہان دولت غوریہ اس خبر کو سن کر عیادت کے لئے آئے چاروں طرف سے وفد حاضر ہوئے۔ غیاث الدین نے تازہ دم فوج کمک پر بھیجی اور جنگ میں جلدی کرنے پر نصیحت و ملامت کی[1]۔

شہاب الدین اور پتھورا (پرتھوی راج) میں جنگ: اس شکست سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا مدتوں اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ راجگان ہند سے کب اور کس طرح انتقام لیا جائے۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج بطور امداد آ گئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا قصد کیا۔ پتھورا نے کہلا بھیجا کہ "بہتر ہو گا کہ آپ ہندوستان کا قصد نہ کیجئے بلکہ اپنے مقبوضات کو بھی ہمارے حوالے کر کے ہندوستان سے نکل جایئے ورنہ اس مرتبہ آپ کی خیر نہیں"۔ شہاب الدین نے جواب دیا "میں چونکہ خود مختار نہیں ہوں اس لئے اپنے بھائی کو اس سے مطلع کرتا ہوں اگر واپسی کی اجازت آ گئی تو بے شک میں واپس چلا جاؤں گا"۔ دونوں حریف مورچہ بندی کئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑے رہے۔ راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا دریائے سرستی کے پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دی

---

[1] شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں غزنی سے ہندوستان پر بغرض جہاد فوج کشی کی قلعہ بھٹنڈہ کو جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات میں سے تھا فتح کر لیا اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ دار مقرر کر کے واپس ہونا چاہتا تھا کہ دفعتہ یہ خبر سننے میں آئی کہ پتھورا اور اس کے بھائی کھانڈے رائے والئ دہلی راجاؤں کے اتفاق اور پشت پناہی سے قلعہ بھٹنڈہ واپس لینے کے لئے آ رہا ہے۔ شہاب الدین یہ سنتے ہی ارادہ ترک کر کے نکل پڑا۔ مقام ترائین دریائے سرستی کے کنارے پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ تھانیسر سے یہ مقام سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ پتھورا دو لاکھ سواروں اور تین ہزار زنجیر فیل کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا تھا۔ نہایت سخت و خونریز لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے شہاب الدین کا میمنہ و میسرہ بھاگ کھڑا ہوا۔ قلب لشکر میں بھگدڑ مچ گئی لشکریوں کے پاؤں ڈگمگا گئے لیکن شہاب الدین کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانگی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے گھوڑے کو ممیز کیا گھوڑے نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کی مستک پر رکھ دیئے۔ ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا۔ شہاب الدین نے برچھا کا وار کیا وار پورا نہ پڑا کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ کھانڈے رائے نے جھلا کر تلوار چلائی۔ شہاب الدین کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر بھی زخم آیا چکرا کر گرا چاہتا تھا کہ ایک خلجی سپاہی پیچھے سے اچانک شہاب الدین کے گھوڑے پر آ رہا اور اسے سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے نرغے سے نکل آیا۔ مسلمانوں کی شکست کے بعد کھانڈے رائے اور پتھورا نے قلعہ بھٹنڈہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ایک برس ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے قلعہ فتح ہوا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ و زین المآثر۔

تھیں کشتیاں بنا دی گئی تھیں شہاب الدین اس تہیہ وفکر میں تھا کہ کسی طرح دریا کو عبور کر کے پتھورا کی فوج پر حملہ کرنا چاہئے مگر موقع نہ ملتا تھا اور نہ دریا عبور کرنے کا کوئی سامان ہمراہ تھا۔ ایک روز ہندو سپاہی لشکر میں آیا اور اس نے ایک پایاب مقام کا پتہ بتلایا۔ شہاب الدین کو خطرہ ہوا کہ مبادا یہ دھوکا دیتا ہو۔

فتح دہلی۔ اسی پس وپیش میں تھا کہ اہل اجرہ اور ملتان کے ایک گروہ نے اس کی تصدیق کی پھر کیا تھا مسلمانوں کو موقع مل گیا امیر حسن بن حرمیہ غوری نے شب کے وقت اسی پایاب مقام سے ایک فوج دوسرے کنارے پر اتار دی لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ محافظین دریا سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا گھمسان کی لڑائی ہوئی شروع ہو گئی۔ لشکر اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل و پامال کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا چند افراد جانبر ہوئے ہزار ہا ہندو قید کر لئے گئے پتھورا اثناء جنگ میں مارا گیا۔ اس جنگ سے راجگان ہند کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر بآسانی قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے بخوشی خاطر اسے قبول کر کے مصالحت کر لی اور ضمانت دی شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایبک کو مامور کیا۔ دہلی اس زمانے میں بھی دار السلطنت تھی اس کے بعد اپنے لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیلا دیا جو مشرق میں ہندوستان کو سر کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور اس قدر فتوحات کیں کہ اس سے پیشتر کسی کو نصیب نہ ہوئی تھیں۔ یہ تمام واقعات ۵۸۸ھ کے ہیں۔[1]

قتل محمد بن علاء الدین: علاء الدین کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد غور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا ۵۵۸ھ میں

---

[1] (مترجم) کاتب کی غلطی ہے ۵۴۸ھ کی جگہ ۵۸۴ھ پڑھو کیونکہ ۵۷۹ھ تک لاہور خسرو ملک آخری فرمانروا الملوک غزنویہ کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی۔
یہ لڑائی ہندوستان کی فیصلہ کن لڑائی تھی۔ اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جم جاتے ہیں۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد پڑتی ہے اس لڑائی میں ڈیڑھ سو راجگان ہند شہاب الدین سے جنگ کرنے کے لئے آئے تھے تمام ہندوستانی فوجوں کا سردار پتھورا راجہ اجمیر اور کھانڈرائے راجہ دہلی تھا۔ تین ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور تین لاکھ سوار راجپوت اس کی رکاب میں تھے (۱) اور شہاب الدین نے ایک لاکھ فوج سے ان پر حملہ کیا تھا۔ لاہور پہنچ کر قوام الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیام دے کر راجہ پتھورا کے پاس بھیجا۔ پتھورا نے سختی سے جواب دیا پھر جو کچھ اور خط وکتابت ہوئی وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ غرض کہ مقام ترائین دریائے سرستی کے مقام کے قریب صف آرائی ہوئی۔ شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر فوج باری باری حملہ آور ہو۔ لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آ جائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہو کر آہستہ آہستہ پس پا ہوں۔ راجگان ہند لشکر اسلام کی پسپائی کا خیال کر کے آگے بڑھیں گے اس وقت ما بدولت اقبال کمین گاہ سے نکل کر راجپوتوں پر حملہ آور ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا لشکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب کیا۔ ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری طرف سے خرمیل نے دفعتہً حملہ کر دیا۔ راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش رک گیا۔ انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کھانڈرائے اور راجگان ہند کے ہاتھ مارا گیا۔ پتھورا دریائے سرستی کے کنارہ پر گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی، ہانسی، کہرام، سامانہ مسخر ومفتوح ہوئے۔ بے حد لونڈی غلام ہاتھ لگے۔ اگلے دن جس قدر راجپوت گرفتار کر لئے گئے شہاب الدین کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۵۸۔

فوجیں فراہم کر کے بلخ کا قصد کیا' ان دنوں بلخ ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر پا کر مدافعت کی غرض سے خروج کیا۔ ایک روز کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ہمراہ لے کر سیر و شکار کو نکلا ہے۔ چنانچہ چند سوار ان ترک یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں ملاقات ہو گئی۔ محمد بن علاء الدین اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دو چار بھاگ کر اپنے لشکر میں آئے اور اس وحشت ناک واقع سے لشکریوں کو مطلع کیا فوج نے اسی وقت لشکر گاہ اور تمام سامان و اسباب چھوڑ کر غور کا راستہ لیا۔ ترکوں نے مال و اسباب لوٹ لیا اور قتل و قتال کے بغیر مال غنیمت لے کر بلخ واپس ہوئے۔

خوارزم شاہ بن انس بن محمد: ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ غیاث الدین اور شہاب الدین پسران ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۷۲ھ میں خراسان کی جانب کوچ کیا تھا اور ہرات بوشنج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب کہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی اور اس کے امراء حکومت اور غلاموں نے باہم حصے بخرے کر لیا تھا تمام ملک میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ان سب میں خوارزم شاہ بن انس بن محمد بن انوش تکین والی خوارزم بہت دم خم والا آدمی تھا ۵۷۵ھ میں اس کا بیٹا سلطان شاہ حکمران ہوا۔ علاء الدین تکین (خوارزم شاہ کا دوسرا لڑکا) حکومت و امارت کی بابت اپنے بھائی سے جھگڑ پڑا اور خوارزم کو سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ خوارزم سے نکل کر مرو چلا آیا اور اسے ترکوں کے قبضہ سے نکال کر قابض ہو گیا۔ چند دن بعد ترکوں نے متفق ہو کر سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انہیں لوگوں سے فوجیں مرتب کر کے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو' سرخس' نساء اور ابیورد سے نکال کر ان پر قابض ہو گیا۔

غیاث الدین اور سلطان شاہ: اس کامیابی کے بعد خطا کو ان کے اصلی وطن کی طرف واپس کیا اور غیاث الدین کو تہدید آموز خط لکھا کہ "ہرات' بوشنج' بادغیس اور جس قدر مملکت خراسان کے شہروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے انہیں چھوڑ دو"۔ غیاث الدین نے جواب دیا "ان شہروں کا چھوڑنا تو ہمارے وارد کا مضمون ہے مناسب یہ ہے کہ مرو' سرخس اور خراسان کے جتنے مقامات پر تم نے قبضہ کر لیا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ سلطان شاہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور بوشنج کا محاصرہ کر لیا۔ مضافات بوشنج میں غارت گری شروع ہو گئی۔ غیاث الدین نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک فوج والی سجستان اور اپنے بھانجے بہاء الدین سام بن بامیان کی ماتحتی میں خراسان کی جانب روانہ کی۔ ان دنوں اس کا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہ تھا ہندوستان گیا ہوا تھا جس وقت غیاث الدین کا لشکر خراسان پہنچا۔

سلطان شاہ کا سفیر: اس وقت سلطان شاہ ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ مصلحتاً محاصرہ اٹھا کر لوٹ مار کرتا مرو کی جانب واپس آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ تہدید کا خط لکھا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے بہت جلد فراغت حاصل کر کے واپس ہوا اور فوجیں آراستہ کر کے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں فراہم کیں اور طالقان پر آ اترا سلطان شاہ اور غیاث الدین میں خط و کتابت شروع

ہوئی مصالحت کی گفتگو ہوئی بالآخر سلطان شاہ نے بوشنج اور بادغیس کی واپسی پر مصالحت کا اظہار کیا لیکن شہاب الدین اس پر راضی نہ تھا جنگ کی چیخ و پکار مچائے ہوئے تھا اور غیاث الدین اسے خونریزی اور جنگ سے روک رہا تھا اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی مصالحت کی غرض سے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہوا۔ شہاب الدین اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکا چلا اٹھا ''اس طرح سے کبھی صلح نہ ہوگی اور ہر ایسی صلح نہ کرو''۔ شہاب الدین یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لشکریوں سے مخاطب ہو کر بولا ''ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ''۔ غیاث الدین خاموش ہو گیا۔

سلطان شاہ کی شکست: سلطان شاہ کا ایلچی ناکام واپس ہوا اور شہاب الدین فوجیں لے کر مرو الرود کی طرف چلا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا۔ پہلی ہی جنگ میں شکست کھا کر بھاگا۔ صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ علاء الدین تکین (سلطان شاہ کا بھائی) اس شکست سے مطلع ہو کر سلطان شاہ کی روک ٹوک کے لئے جیحوں کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان شاہ نے جیحوں کا راستہ چھوڑ کر غیاث الدین کے دربار کا راستہ لیا۔ غیاث الدین نے اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی عزت افزائی کی اور نہایت عزت و احترام سے اپنے شاہی محل میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی۔ غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ ''ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کر دو ورنہ خیر نہیں ہے''۔ غیاث الدین نے جواباً لکھا ''وہ میرے پاس پناہ گزین ہوا ہے میں اس کی سفارش کرتا ہوں مناسب یہ ہے کہ اس سے تم مصالحت کر لو ورنہ میرے اور تمہارے دوستانہ تعلقات منقطع ہو جائیں گے اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور تعلقات مضبوط کرنے کی غرض سے اپنی بہن کا عقد میرے بھائی شہاب الدین سے کر دو۔ علاء الدین تکین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر سختی سے انکاری جواب دیا۔

غیاث الدین اور علاء الدین تکین: غیاث الدین نے اپنی تمام فوج کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ والئ نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ میرا لشکر خوارزم پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا ہے تم بھی اپنی تمام فوج کو جمع کر لو اور اس کی کمک پر تیار ہو جاؤ۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی تو پہلے اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر مستعد ہو کر خوارزم سے نکلا پھر یہ سوچ کر کہ مبادا دوسری جانب سے آ کر خوارزم پر قبضہ کر لیں خوارزم کی جانب واپس ہوا اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا وہ لے کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ فقہاء اور علماء خوارزم غوری لشکر گاہ میں حاضر ہوئے صلح کا پیام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطا سے میل جول پیدا کر لیا ہے مناسب ہے کہ آپ مرو کو اپنا مرکز حکومت بنائیں تا کہ علاء الدین کے آئندہ خطرات سے ہم لوگ محفوظ و مامون رہیں یا اس سے مصالحت کر لیجئے۔ شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کر لی اور بلا کسی شرط کے مصالحت کر کے واپس آیا۔

تسخیر بلادِ اجمیر: ۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اجمیر کے علاقے کو فتح کرنے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا بلادِ اجمیر کو اس وقت ولایت سواک کے نام سے موسوم کرتے تھے اس کے حکمران کا نام کوکہ تھا شہاب الدین نے دہلی کو فتح کے بعد جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قلعہ سرستی، ہانسی، سمانہ کہرام پر بھی قبضہ کر لیا اس سے راجہ اجمیر کو برہمی پیدا ہوئی، فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ فوج کو میمنہ و میسرہ پر مقرر کیا۔

ہراول دستہ میں ہاتھیوں کی ایک تعداد رکھی۔ شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آ گئی لڑائی نہایت سخت شروع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ عساکر اسلامیہ کا میمنہ و میسرہ (دایاں اور بایاں بازو) شکست اٹھا کر بھاگ نکلا' راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے' ایک فیل سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا شہاب الدین نے نیزہ چلایا وار پورا نہ پڑا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے راجپوت نے تلوار کا وار کیا۔ شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ شہاب الدین کے ہمراہی جی توڑ کر لڑتے رہے بالآخر اپنے فوجی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے بھاگے اتنے میں رات ہوگئی راجپوتوں نے تعاقب اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

معرکۂ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اس قدر خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہوگیا۔ پالکی میں سوار کرا کے لاہور لایا گیا۔ چند روز قیام کے بعد جب ذرا ہوش و حواس درست ہوئے تو غزنی کی طرف کوچ کیا چنانچہ غزنی میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔

شہاب الدین کی امراء سے برہمی: ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنی سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا مقصود یہ تھا کہ اس شکست کا جسے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ راجپوتوں سے بدلہ لے جس زمانہ سے شہاب الدین راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا سرداران لشکر اور امراء دربار کو حاضری کی اجازت نہ دی تھی ان کا منہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا چنانچہ سرداران لشکر کے مشورہ کے بغیر دفعتہً غزنی سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا پشاور پہنچا۔ سرداران غور میں سے ایک بوڑھے نے حاضر ہو کر معذرت کی دریافت کیا "کس طرف کا قصد ہے"۔ شہاب الدین نے جواب دیا "مجھے سرداران لشکر اور امراء دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گزشتہ لڑائی میں تنہا میدان جنگ میں چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے میں انہیں کوئی راز بتانا نہیں چاہتا اور نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا جب تک راجپوتوں سے شکست کا بدلہ نہ لے لوں مجھے چین نہ آئے گا"۔ بوڑھے نے عرض کیا "وہ ایک اتفاق اور تقدیری امر تھا جو پیش آ گیا۔ تمام سرداران لشکر جاں نثاری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں وہ خون گرانے کو موجود ہیں آپ ان کی خطائیں معاف فرما دیجئے وہ لوگ خود کردہ پشیمان اور نادم ہیں۔

شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آ گئیں۔ امراء لشکر کو حاضری کی اجازت دی اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودیٔ مزاج کا خلعت عنایت کیا۔

راجپوتوں کی شکست: پشاور سے نکل کر اسی میدان میں پہنچا جہاں پہلے لڑائی ہوئی تھی' اثناء راہ میں جس قدر دیہات

۱؎ اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دوبارہ شکست ہوئی ایک فتح دہلی سے پہلے دوسری اجمیر سے اور دونوں لڑائیوں میں اس کا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر آ رہا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں راجہ بھیم دیو والیٔ گجرات کے مقابلہ میں ہوئی تھی اور اس میں اس کے بازو پر کوئی زخم اور آسیب نہیں پہنچا تھا دوسری شکست فتح دہلی سے پہلے ہوئی جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ اس میں شہاب الدین کا بازو بے کار ہوا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہوگیا تھا کیونکہ دہلی کی فتح سے پہلے پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارے گئے تھے۔ لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی۔ (مترجم)

قصبات اور شہر ملے سب کو فتح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا یہاں تک کہ بلاد اسلامیہ کے قریب پہنچ گیا صرف تین منزل باقی رہ گیا راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے۔ شہاب الدین نے لشکر ظفر پیکر سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ مرکب ہمایوں سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس اثناء میں رات ہو گئی دونوں حریف جنگ وتعاقب سے رک رہے صبح ہوتے ہی ان سواروں نے جو مرکب ہمایوں سے علیحدہ ہو گئے تھے راجپوتوں پر پس پشت سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلواروں پر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہلچل مچ گئی راجپوتوں کا سردار لشکر ہاتھی پر تھا اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا ہمراہیوں نے اس کی مخالفت کی اور اسے دوبارہ ہاتھی پر سوار کرایا ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر گرفتار ہو کر دربار شاہی میں پیش کیا گیا لوگوں نے بنظر توہین اس کی داڑھی پکڑ کر اس قدر گھسیٹا کہ سر زمین سے لگ گیا پھر حکم شاہی سے قتل کر ڈالا گیا۔ راجپوتوں میں سے صرف چند افراد جانبر ہوئے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ہاتھیوں کی ایک خاصی تعداد تھی۔

فتح اجمیر: اس فتحیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا قصد کیا' بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کے دارالسلطنت ہونے کا اسے فخر حاصل تھا راجپوتوں میں اس کے بچانے کی قوت باقی نہ رہی تھی اس لئے آسانی سے فتح ہو گیا' اجمیر کے فتح ہونے سے جتنے شہر اس کے قرب وجوار میں تھے وہ بھی فتح ہو گئے اور شہاب الدین نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو جو اس کی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنی کی جانب واپس ہوا۔

فتح بنارس: شہاب الدین غزنی کی روانگی کے وقت اپنے غلام اور گورنر ہندوستان قطب الدین ایبک کو ہدایت کر گیا تھا کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا چنانچہ اس ہدایت کے مطابق ہی قطب الدین ایبک نے اکثر مقامات[1] پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور مظفر ومنصور ہوا۔ راجہ بنارس[2] کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔

راجہ بنارس راجگان ہند میں ایک خاص امتیازی درجہ رکھتا تھا۔ رقبۂ حکومت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا تھا' اس کی حکومت مشرق میں حدود چین تک پھیلی ہوئی تھی۔ مغرب میں لاہور کے قریب تک اس کی حکومت کا اثر پہنچا ہوا تھا' فوج وغیرہ بھی اس کے مقبوضات میں شامل تھے۔ ان شہروں میں سلطان محمود کے زمانے سے اسلام کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ان علاقوں میں مسلمانوں کی ایک خاصی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا اور نہایت اہتمام اور انتہائی غرور سے ایک بڑی فوج لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے مقبوضات کی طرف بڑھا' دریائے ماخون پر جو دجلہ

---

[1] میرٹھ کا قلعہ متھورا کے رشتہ داروں کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد اس پر جہاد کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد ۵۸۹ھ میں شہر کوئل (علی گڑھ) کو فتح کیا۔ دہلی کا قلعہ اس وقت تک ہندوؤں کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اسے بھی مفتوح کر لیا اور اپنا مرکز حکومت بنایا۔ (تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۵۸ طبقات ناصری صفحہ ۱۲۰)۔

[2] بنارس کے راجہ کا نام جے چند تھا قنوج بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا مقام چندوار اور اٹاوہ میں مسلمانوں اور راجپوتوں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش پر قطب الدین ایبک تھا۔ تقریباً پانچ سو زنجیر فیل جے چند کی فوج میں تھے (تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۵۸)۔

کے ہم پلہ ہے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی سخت اور خونریز[1] جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر فتح نصیب ہوئی۔ کفار لشکر پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس اثناء جنگ میں مارا گیا' بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزار ہا لونڈی غلام بنائے گئے۔ بڑے بڑے سورما راجپوتوں کے لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ نوے[2] ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور بعضے مار ڈالے گئے۔ شہاب الدین مظفر و منصور بنارس میں داخل ہوا۔ ایک ہزار چار سو اونٹوں پر خزانہ بار کرا کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔[3]

قلعہ گوالیار کی تسخیر: ۵۹۲ھ میں شہاب الدین نے پھر ہندوستان پر بغرض جہاد حملہ کیا اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے غزنی سے روانہ ہوا۔ قلعہ بھنکر پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ بصلح و امان فتح ہو گیا تھوڑی سی فوج ایک سردار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مامور کر کے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا۔ بھنکر سے گوالیار پانچ منزل کی مسافت پر تھا درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی' پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا۔ بالآخر گوالیار بھی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ سالانہ خراج مقرر کیا۔ راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا نذر کیا۔ شہاب الدین نے واپسی کا حکم دے دیا' بلاد ابی اسود کو غارت و پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی و غلام بناتا ہوا مظفر و منصور غزنی چلا گیا۔

بلخ پر فوج کشی: شہر بلخ پر ترکمان خطا نے قبضہ حاصل کر لیا تھا ازبہ نامی ایک سردار ان ترکمانوں کا حاکم تھا ماوراء النہر والے اسے سالانہ خراج دیا کرتے تھے ۵۹۴ھ میں ازبہ مر گیا بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والی بامیان نے اپنے مامون غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر فوج کشی کر دی اور قبضہ حاصل کر کے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا اور ممالک اسلامیہ میں داخل کر لیا اس سے پیشتر یہ کفار کے قبضہ میں تھا ترکمانوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا غوریوں سے مقابلہ پر تل گئے اتفاق یہ کہ انہی دنوں علاء الدین تکش والی خوارزم نے ان ترکمانوں کے پاس اپنی ایک سفارت بھیجی اور انہیں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے' ہمدان' اصفہان اور ان کے درمیانی شہروں کو دبا لیا تھا اور خلافت مآب کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامع بغداد میں ملوک سلجوقیہ کے بجائے میرا نام خطبہ میں داخل کیا جائے' خلافت مآب نے اس کا انکاری جواب دیا تھا اور ان افعال سے

---

[1] یہ لڑائی مقام چندواڑ و اٹاوہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہاب الدین کے لشکر کا قاضی اور اس کا ہمراہی تھا۔

[2] منہاج سراج میں لکھا ہے کہ تین سو زنجیر فیل اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

[3] شہاب الدین کی واپسی کے بعد ہیمراج نے جو پتھورا کا داماد تھا پتھورا کے لڑکے کے ساتھ مل کر اجمیر واپس لینے کی غرض سے خروج کیا والی اجمیر ان دنوں شہاب الدین کی طرف سے کولہ پتھورا کا لڑکا تھا چنانچہ کولہ نے اجمیر کو ہیمراج کے حوالے کر دیا۔ قطب الدین ایبک کو اس کی خبر لگی آگ بگولہ ہو گیا لشکر آراستہ کر کے ہیمراج پر چڑھ آیا۔ ہیمراج نے بھی ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار ہیمراج مارا گیا اور اجمیر پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ اسی زمانہ سے اجمیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایبک نے اجمیر پر فتح یابی حاصل کر کے نہروالہ گجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ بھیم دیو نہروانہ کا راجہ مقابلہ پر آیا۔ یہ وہی بھیم دیو ہے جس نے پہلی بار قبضہ لاہور سے قبل شہاب الدین کو شکست دی تھی غرضکہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایبک کو کامیابی ہوئی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد شہاب الدین غزنی گیا۔ پھر وہاں سے دہلی واپس آیا۔

بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی تھی۔ سلطان شاہ کے معاملات اور اس کے مقبوضات لے لینے پر دھمکی دی تھی۔ ان واقعات سے علاء الدین تکش کو ترکان خطا سے سازش کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

ترکوں کی پیش قدمی: چنانچہ علاء الدین کی ترغیب و سازش سے ادھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج اپنے سپہ سالار افواج کی ماتحتی میں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ دریا کو عبور کر کے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے' اُدھر علاء الدین تکش نے طوس کی طرف سے محاصرہ کی غرض سے قدم بڑھایا غیاث الدین اس وقت عارضہ نقرس میں مبتلا تھا نقل و حمل سے مجبور تھا۔ ترکوں نے غارت گری شروع کر دی جیسا کہ مشیت الٰہی تھی' بلاد اسلام آفات و مصیبت کا نشانہ بن گئے' ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس اثناء میں غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک آ پہنچی' لشکر اسلام کے دل ہاتھوں بڑھ گئے۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بیچوں کی طرف بھاگے' گرفتاری اور قید کے خوف سے دریا میں کود پڑے اور مورچوں کے پھیروں سے ہلاک ہو گئے' جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اور اکثر قتل و قید کر لئے گئے' صرف چند افراد جانبر ہو کر داستانِ غم سنانے کے لئے اپنے بادشاہ کے پاس پہنچے۔

علاء الدین اور ترکمانوں میں کشیدگی: بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ علاء الدین تکش کو لکھا تمہاری بدولت ہماری قوم اور فوج کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا' تمہارے ہی کہنے سے ہم نے غیاث الدین کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا تھا' تم نے ہمیں دھوکا دیا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو۔ ہمارے مقتولوں کا خون بہا دو اور جس طرح ممکن ہو ہمارے دربار میں حاضر ہو''۔ اس تحریر کے دیکھنے سے علاء الدین کے حواس بجا نہ رہے۔ غیاث الدین سے میل جول پیدا کیا۔ ترکمانوں کی شکایت کی غیاث الدین نے ملامتانہ جواب دیا۔ دربار خلافت کی نافرمانی پر نصیحت و فصیحت کی۔ یہی اسباب تھے جن سے علاء الدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور اس نے بخارا کو ان کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں لکھا جائے گا۔

علاء الدین ثانی: ان واقعات کے بعد علاء الدین تکش نے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس نے خراسان' بلاد رے اور بلاد جبالیہ پر اپنی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا اس کے مرنے پر اس کا بیٹا قطب الدین حکمران ہوا۔ علاء الدین کا لقب اختیار کیا۔ علاء الدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مامور کیا۔ نیشاپور کو بطور جاگیر مرحمت کیا۔ ہندوخان ابن ملک شاہ برادر علی شاہ اور علاء الدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے مرو چلا گیا فوج کی فراہمی اور ترتیب میں مصروف ہوا' اس کی خبر اس کے چچا علاء الدین محمد کو ہوئی ایک لشکر جنبقر ترکی کی ماتحتی میں ہندوخان کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ ہندوخاں نے مرو کو خیرباد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جا کر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کا خواستگار ہوا۔ غیاث الدین نے عزت و احترام سے ٹھہرایا اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔

مرو الرود پر قبضہ: جنبقر ترکی ہندوخاں کی روانگی کے بعد مرو میں داخل ہوا۔ ولاخاں اور اس کی ماں کو عزت و احترام کے ساتھ خوارزم بھیج دیا۔ غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے ہندوخاں سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے چچا علاء الدین سے چھیڑ چھاڑ

شروع کی' محمد بن حرنک والیٔ طالقان کو حنبقر ترکی کے مقبوضات کی طرف بڑھنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ محمد بن حرنک نے مرو الرود پر قبضہ حاصل کرلیا[1]..... اور حنبقر ترکی کو اس امر کا پیام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلاف ورزی کی صورت میں مرو کے قبضہ سے ہاتھ اٹھالیا جائے۔ حنبقر ترکی نے بظاہر اس پیغام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن در پردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیج دی کہ مرو آپ کا ہے میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امان دی جائے۔ غیاث الدین کو اس سے خراسان و مرو کے صوبوں پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین نے ۵۹۶ھ میں نصف سال گزرنے کے بعد غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت طالقان پہنچا۔ حنبقر ترکی والیٔ مرو نے در پردہ مقابلہ کی تیاری اور اعلانیہ کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ جب شہاب الدین مرو پہنچا حنبقر ترکی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ شہاب الدین نے اسے شکست دے کر شہر پناہ کے توڑنے کی غرض سے ہاتھیوں کو بڑھایا۔ حنبقر ترکی نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع و فرماں بردار ہوں آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجئے قلعہ کی کنجیاں حاضر ہیں۔ شہاب الدین نے مرو پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو فتح کا بشارت نامہ لکھا اور حنبقر ترکی کو بعزت و احترام ہرات بھیج دیا۔ بندوخاں بن ملک شاہ کو مرو کی حکومت عنایت کی اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی۔

نیشاپور کا تاراج: شہاب الدین نے مرو کی مہم سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھایا تین ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے شہر پر قبضہ حاصل کیا۔ علی شاہ اس وقت نیشاپور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر تم شاہی علم حکومت کی اطاعت قبول کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار رہو۔ علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا' شہر کی قلعہ بندی کر لی' بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرا دیں' باغات اور جنگل کٹوا ڈالے محمد بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کر دیا اور اتنے متواتر حملے کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا۔ شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار پر گاڑ دیا۔ دوسری جانب سے شہاب الدین نے حملہ کیا تھا اور اس طرف کی شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے زمین دوز ہو گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجا دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے۔ لشکریوں نے بھی تاخت و تاراج شروع کر دی' اہل شہر نے امن کی درخواست کی' لوٹ مار موقوف کر دی گئی۔ خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی۔ اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کر کے شہاب الدین کے حوالے کر دیا۔

اسماعیلیوں کی بربادی: خراسان کو سر کر کے شہاب الدین نے قہستان کی جانب کوچ کیا کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب و جوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب کے پیروکار ہیں شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر دھاوا کر دیا بزور تیغ گھس پڑا جو مقابلہ آیا اسے تہ تیغ کیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا قصبہ کو ویران کر دیا۔ اسی قصبہ کے قرب و جوار میں ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی اسماعیلیہ فرقہ کے تھے۔ شہاب الدین نے اس شہر کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے۔ والیٔ قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور معاہدۂ سابق کو یاد دلایا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو آئندہ حملہ کرنے سے روکا اور واپس آنے پر مجبور کیا چنانچہ شہاب الدین مجبوراً

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ جگہ خالی ہے۔

حسب حکم غیاث الدین قہستان سے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

فتح نہروالا (پنجاب): شہاب الدین اگرچہ اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے خراسان سے مجبوراً واپس ہوا لیکن غزنی نہ گیا جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا' ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۸ھ کا ہے مقدمۃ الجیش پر اس کا غلام قطب الدین ایبک تھا۔ ہندوستان فوج سے نہروالہ کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایبک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو شکست دی اور انہیں قتل و پامال کیا' نہروالہ کی طرف بڑھا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کرلیا۔ والیٔ نہروالہ بحال پریشان نہروالہ چھوڑ کر بھاگ گیا لیکن شہاب الدین نے یہ رائے قائم کر کے نہروالہ پر قیام کئے بغیر قبضہ میں نہیں رہ سکتا والیٔ نہروالہ سے سالانہ خراج پر مصالحت کرلی اور غزنی کی جانب واپس ہوا۔[1]

علاء الدین کا خراسان پر دوبارہ قبضہ: جس وقت غوری لشکر خراسان کے جن شہروں اور مقامات پر قبضہ کرنا تھا قبضہ کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا اور شہاب الدین غزنی واپس جانے کے بجائے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اس وقت علاء الدین محمد والیٔ خوارزم نے غیاث الدین کے پاس ڈانٹ کا خط بھیجا کہ شہاب الدین نے خراسان میں بے حد زیادتیاں کی ہیں بہتر یہ ہے کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ حاصل کیا ہے وہ پھر حکومت خوارزم کو واپس دے دیئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر لے آؤں گا۔ غیاث الدین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ علاء الدین نے ترکمانوں سے ساز باز شروع کی۔ اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ گیا۔ علاء الدین کو اس کی خبر نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے گورنر خراسان کو نیشاپور چھوڑنے کے لئے لکھا اور نیشاپور نہ چھوڑنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اس کی اطلاع رپورٹ بھیجی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اہل نیشاپور بھی دشمنان حکومت کی طرف مائل ہیں۔ غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کی مدافعت کی ہدایت و تاکید کی۔ آخر ۵۹۹ھ میں علاء الدین والیٔ خوارزم فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور واپس لینے کی غرض سے چلا جس وقت نسا اور ابیورد کے قریب پہنچا ہندوخان بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجا) بھاگ گیا۔ مرتا کھپتا بحال پریشان غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہنچا۔ علاء الدین نے جنگ کے بغیر شہر مرو پر قبضہ حاصل کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہا۔ جب گورنر نیشاپور کو غیاث الدین کی طرف سے کمک نہ پہنچی۔ وہ محاصرہ اور جنگ سے تنگ آ گیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی' شہر پناہ کی دیواروں پر امن کا پھریرا اڑا دیا خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ علاء الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔

سرخس پر فوج کشی: علاء الدین نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کو تو کرلیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کے خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا گورنر نیشاپور سے کہا کہ ''آئے دن لڑائی کی وجہ سے بے حد خونریزی ہوتی ہے' مناسب ہوگا کہ غیاث الدین اور شہاب الدین سے تم صلح کرا دو''۔ گورنر نیشاپور مصالحت کرانے کا اقرار اور وعدہ کر کے رخصت ہوا۔ چونکہ

---

[1] شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایبک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی قطب الدین نے انہیں نیچا دکھایا اور قلعہ کالپی' کالنجر اور بدایون کو ۵۹۹ھ میں فتح کرلیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

غیاث الدین سے کمک نہ بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس وجہ سے فیروز کوہ نہ گیا ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہیں جا کر قیام پزیر ہو گیا۔ نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مامور تھا۔ چالیس روز تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد زنگی نے اپنے لڑکے کی معرفت علاء الدین کو یہ پیام دیا کہ اگر شہر سے چند دن کے لئے محاصرہ اٹھا لیا جائے تو میں اور میرے تمام ہمراہی اور سرداران لشکر شہر چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین اس دھوکے میں آ گیا زنگی نے شہر کو رسد وغلہ سے پُر کر لیا اور جو لوگ سرداران لشکر سے گھبرا رہے تھے انہیں شہر سے باہر کر کے قلعہ بندی کر لی۔ والی خوارزم (علاء الدین) کو اس سے سخت ندامت ہوئی جھلا کر موجودہ فوج کو سرخس کے محاصرہ پر چھوڑ کر دوسری فوج کی فراہمی و تیاری کی غرض سے لوٹ کھڑا ہوا۔ جب علاء الدین سرخس سے دور نکل گیا تو محمد بن خرمک طالقان سے روانہ ہوا۔ ادھر زنگی کو یہ کہلا بھیجا کہ ''تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے اسے مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد کو موجود ہوں''۔ ادھر فوج محاصرہ کو یہ خبر دے دی کہ زنگی کی کمک آ گئی ہے اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ محاصرہ اٹھا کر چلتے بنو۔ علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ اختیار کیا۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری: محاصرہ اٹھ جانے پر زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرمک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبوں کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین اس خبر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ تین ہزار سواران کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے۔ محمد بن خرمک نے سو سواروں سے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ محمد بن خرمک کو جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ اس کے بعد علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا۔ علاء الدین نے حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا (مرغن غور کا ایک گاؤں تھا)

ہرات کا محاصرہ: حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کر لینے کے بعد علاء الدین محمد والیٔ خوارزم نے ہرات پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خادموں میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کی شہر پناہ کے محافظین کے سردار تھے۔ انہوں نے والیٔ خوارزم سے سازش کر لی اور حملہ کے وقت اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دیئے اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا۔ کسی ذریعہ سے امیر حسن غرنی کو اس کی خبر لگ گئی جو والیٔ خوارزم کے یہاں قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عروالیٔ ہرات کو اس راز سے مطلع کر دیا۔ عروالیٔ ہرات نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس اثناء میں غیاث الدین کا بھانجا الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک پر آ پہنچا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے والیٔ خوارزم کے لشکر کی رسد بند کر دی۔

شہاب الدین کی مراجعت: والیٔ خوارزم نے الپ غازی کی توجہ ہٹانے کی غرض سے ایک دستہ طالقان کی غارت گری کے لئے بھیج دیا۔ حسن بن خرمک والیٔ طالقان نے مدافعت کی اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی جانبر نہ ہو سکا۔ والیٔ خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون پیش آ گیا تھا۔ اس فوج کا ایک

حصہ جنگ طالقان میں کام آ گیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ وحشت اور افراتفری پیدا کر رہی تھیں ہندوستان سے شہاب الدین کی واپسی کا زمانہ بھی قریب آ گیا تھا اس وجہ سے والیٔ خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ والیٔ ہرات نے محاصرہ کی طوالت سے گھبرا کر مصالحت کا پیام دیا اور تاوانِ جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ والیٔ خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ہوئی بے حد برہم ہوا۔ فوجیں لئے ہوئے طوس پہنچا اور خوارزم کے محاصرہ کے ارادے سے موسم سرما گزارنے کے انتظار میں وہیں قیام کیا۔ موسم سرما ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ شہاب الدین نے ارادہ ترک کر کے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

غیاث الدین کی وفات: (۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام حکمران غزنی، خراسان، فیروز کوہ، لاہور اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس وقت طوس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین اس واقعہ جانکاہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات پہنچ کر غیاث الدین کی خبر وفات ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک لڑکا محمود نامی یادگار چھوڑا۔ اس نے اپنے باپ کا مبارک لقب غیاث الدین اختیار کیا۔

منصور ترکی کا قتل: شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرمک کو مامور کیا تھا۔ ادھر شہاب الدین کی عدم موجودگی ادھر غیاث الدین کی وفات سے والیٔ خوارزم کو مرو پر حملہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو کے سر کرنے کے لئے بھیج دی۔ امیر محمد بن خرمک نے اس فوج پر شب خون مارا چند افراد کے سوا کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کیا، والیٔ خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک بڑی فوج منصور ترکی کی ماتحتی میں پھر مرو سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر سے مطلع ہو کر مدافعت کی غرض سے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر منصور ترکی شکست اٹھا کر میدانِ جنگ سے بھاگا۔ فتح مند گروہ نے تعاقب کر کے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا لیکن والیٔ مرو نے منصور کو امن حاصل کرنے کے باوجود قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والیٔ خوارزم میں مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ لیکن کوئی امر طے نہ ہوا اور مصالحت طے نہ ہو سکی۔

شہاب الدین کی مراجعت غزنی: شہاب الدین نے جس وقت غزنی کی جانب واپسی کا قصد کیا انتظام مملکت کے خیال سے ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے الپ غازی کو مامور کیا۔ علاء الدین بن محمد غوری کو فیروز کوہ اور بلاد غور کی عنانِ حکومت عنایت کی۔ جنگ، خراسان اور دیگر امور انتظامیہ بھی اسی کے سپرد کئے گئے۔ محمود کو جو اس کے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور اسفرائن کی گورنری دی اس کے علاوہ ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی اسے ذمہ دار بنایا۔

غیاث الدین نے ایک مغنیہ (گانے والی) سے عقد کر لیا تھا جو اس کی محبوب ترین زوجہ تھی شہاب الدین نے غیاث الدین کی وفات کے بعد اسے گرفتار کر کے پٹوایا اور اس کے لڑکے کو بھی درے لگوائے۔ اس کی بہن سے نکاح کر لیا۔ پھر ان

لوگوں کو جلا وطن کر کے ہندوستان بھیج دیا[1]۔ غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ بذات لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا مگر اس کے باوجود کامیاب ہوتا تھا۔ رعب و داب اس کے حصہ میں آیا تھا۔ سخی، کریم النفس، خوش عقیدہ اور بے حد صدقہ کرنے والا تھا۔ خراسان اور دوسرے شہروں میں مسجدیں بنوائیں شافعیہ کے مدارس قائم کئے، راستہ میں حسب ضرورت جا بجا سرائیں تعمیر کرائیں اور ان سب کے مصارف کے لئے بہت بڑی جائیدادیں وقف کر دیں ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر لگے ہوئے تھے معاف کر دیئے۔ کسی کے مال سے کوئی شخص معترض نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اس کے ورثاء وہاں موجود نہ ہوتے تو اس کا مال شہر کے امانت دار تاجر کے سپرد کر دیا جاتا جب اس کے ورثا آتے تو انہیں مرنے والے کا متروکہ مال دے دیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں ایسا کوئی شخص ایسا امانت دار نہ ملتا تو وہ مال سربمہر کر کے قاضی شہر کے سپرد کر دیا جاتا اور اس کے مستحق کو دے دیتا اور اگر کوئی شخص لاوارث مر جاتا تو اس کے مال کو خیرات کر دیتا جس شہر پر قبضہ حاصل کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا تھا کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ رعایا پر ذرہ بھر بھی ظلم و ستم کر سکے۔ ہر سال شاہی خزانہ سے فقاء علماء کو وظائف اور عطیات دیتا تھا۔ فقراء شعراء اور سادات علویہ کو بھی اپنے فیض سے سرفراز اور مالا مال کرتا تھا۔ ادیب، بلیغ، خوش خط تھا، قرآن مجید لکھا کرتا اور مدارس میں جنہیں اس نے تعمیر کیا تھا تقسیم کر دیتا تھا۔ شافعی المذہب تھا تعصب کا لگاؤ مطلق نہ تھا۔ اس کا مقولہ تھا" التعصب فی المذاهب هلاک"۔

شہاب الدین اور خطا: غیاث الدین کی وفات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد بن تکش والیٔ خوارزم کو ہرات واپس لینے کی اس وجہ سے خواہش پیدا ہوئی کہ شہاب الدین نے آئے دن کی لڑائی اور خونریزی سے احتراز کرنے کے خیال سے صلح کا پیام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہنچ سکا اس کے بعد شہاب الدین غزنی سے لاہور کی جانب ہندوستان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ محمد بن تکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا۔ ۶۰۰ھ کا آدھا سال گزر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی جانب قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اس وقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجا الپ غازی مامور تھا۔ آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ دونوں حریفوں کی طرف سے ایک گروہ معرکۂ کارزار میں کام آ گیا۔ ان مقتولوں میں خراسان کا ایک نامی رئیس تھا جو ان دنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

محمد بن تکش: جنگ اور محاصرہ کے دوران حسین بن خرمیل نے جو سرداران غوریہ کا ایک بااثر ممبر تھا۔ جرجان وغیرہ اس کے مقبوضات اور جاگیر میں تھے محمد بن تکش سے اپنی محبت و اتحاد کا اظہار کر کے یہ کہلا بھیجا کہ آپ چند سرداران لشکر کو میرے پاس بھیج دیجئے تا کہ میں ضرورت جنگ کے لحاظ سے ہاتھی آپ کو دے دوں محمد بن تکش کو لالچ پیدا ہوا چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن خرمیل کے پاس روانہ کیا۔ حسین بن خرمیل حسین بن محمد مراغنی کے ہمراہ ایک کمین گاہ میں بیٹھ رہا جس وقت محمد بن تکش کے سرداران لشکر کمین گاہ سے آگے بڑھے حسین بن خرمیل نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور سب کو مار ڈالا۔ اتنے میں الپ غازی نے سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن تکش نے بھی محاصرہ ہرات سے تنگ آ کر اور قبضہ سے نا امید ہو کر محاصرہ اٹھا کر سرخس کی طرف کوچ کیا اور اسے بے یار و مددگار تصور کر کے محاصرہ کر لیا۔

---

[1] یہ واقعات شہاب الدین کے دامن پر داغ ہیں۔ مؤرخ ابن خلدون نے اس کا کوئی سبب نہیں بیان کیا۔ عجیب نہیں کہ شہاب الدین کو ان کی طرف سے کوئی بدظنی پیدا ہوئی ہو۔ (مترجم)

شہاب الدین کی خوارزم پر فوج کشی: ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلادِ ہند میں پہنچی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا اور محمد بن تکش کے دارالخلافت خوارزم کی جانب قدم بڑھا دیا محمد بن تکش یہ سن کر سرخس سے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کو بچانے کے لئے دوڑا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پہنچ گیا تھا۔ لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت دلیری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا۔ سخت خونریز جنگ ہوئی۔ غوری نبرد آزماؤں کا ایک گروہ کام آ گیا جس میں حسین بن محمد مراغنی بھی تھا۔ خوارزمی بھی کثرت سے گرفتار ہوئے جنہیں شہاب الدین نے قتل کر ڈالا۔

شہاب الدین اور ترکان خطا: محمد بن تکش نے گھبرا کر ترکانِ خطا کو لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد کو آئیے اور مدد کا بہترین طریقہ یہ ہوگا کہ شہاب الدین کے مقبوضات بلادِ غور کی طرف قدم بڑھائیے چنانچہ ترکانِ خطا اس کے ابھارنے کی وجہ سے بلادِ غور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سن کر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے مقبوضہ علاقے کو بچانے کے لئے لوٹا۔ صحرائے ایدخوی میں ترکانِ خطا کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی یہ مہینہ صفر ۶۰۱ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ انہیں پامال کر دیتا اس اثناء میں ترکانِ خطا کا ساقہ آ گیا اور اس نے شہاب الدین کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ شہاب الدین اس کا مقابلہ نہ کر سکا میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ بذاتِ خاص ایک ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ ایذخود میں جا کر پناہ گزین ہوا۔

حسین بن حرمیل کی گرفتاری: ترکانِ خطا نے وہاں پہنچ کر اسے گھیر لیا بالآخر شہاب الدین نے چند ہاتھی دے کر اپنی جان بچائی۔ سات سواروں کے ساتھ طالقان پہنچا۔ شہاب الدین کے طالقان پہنچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن حرمیل واقعہ متذکرہ بالا سے نجات پا کر طالقان پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و بار برداری کا معقول اور کافی انتظام کر دیا اور تمام اسباب اور سامان معاشرت مہیا کر دیئے چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی وجہ سے امراء لشکر سے بدگمانی اور ایک قسم کی نفرت پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے شہاب الدین نے حسین بن حرمیل کو گرفتار کر کے غزنی روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بے حد تعجب ہوا۔

تاج الدین کا غزنی پر حملہ: اس شکست کے بعد بلادِ غور میں شہاب الدین کے مارے جانے کی خبر غلط طور سے مشہور ہو گئی۔ تاج الدین (شہاب الدین کا غلام) نے فوجیں فراہم کر کے غزنی کے قلعہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے دھاوا کر دیا۔ والیٔ قلعہ نے نہایت استقلال کے ساتھ مدافعت کی۔ تاج الدین کو مجبوراً ہو کر پسپا ہونا پڑا۔ اپنے مقبوضہ علاقے میں پہنچ کر بدامنی اور فساد کی منادی بھی کرا دی۔ ترکانِ خلجیہ سے سازش کر لی لوٹ مار کی کثرت ہو گئی۔ شہاب الدین کا دوسرا غلام ایک نامی جو جنگ میں شریک تھا وہ شکست اٹھا کر بھاگا تھا۔ ہندوستان پہنچا اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان[1] پر

---

[1] ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا ایک نے ملتان پہنچ کر اس سے کہا کہ میں شاہی فرمان کے بموجب تم سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں امیر داد حسن کسی خوف و خطر کے بغیر ایک کو لے کر ایک کمرہ میں چلا گیا ایک ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا۔ جس وقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مامور کیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر اتار لیا۔ ایک نے باہر آ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے یہ کام بحکم سلطان کیا ہے اور مصنوعی فرمان دکھا کر ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

قابض ہو گیا۔ قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف سے یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہنچیں۔ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ فوج کی فراہمی کا حکم دیا چنانچہ ایک بڑا لشکر جمع کر کے ترکانِ خطا اور مفسدین کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کھوکھروں کی بغاوت: قوم گکر (کھکر) لاہور اور ملتان کے درمیان پہاڑوں میں رہتی تھی اور ان پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے قوم گکر کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا لیکن شہاب الدین کے رعب و خوف سے یہ اس قدر متاثر تھے کہ سالانہ خراج شاہی خزانے میں داخل کیا کرتے جس وقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہو گئی گکر بگڑ گئے بدعہدی و بغاوت پر کمریں باندھ لیں اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ و فساد' لوٹ مار کا دروازہ کھول دیا۔ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لینے لگے۔ غزنی اور لاہور کے راستے خطرناک ہو گئے۔ آمد و رفت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابوعلی کو لکھ بھیجا کہ گکر سے سالانہ خراج وصول کر کے بھیج دیا اور بدنظمیوں کو دفع کر کے امن و امان قائم کر دو۔ گکر نے محمد بن ابوعلی کی کسی بات کی پرواہ نہ کی۔ تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایبک کو قوم گکر کی سرکوبی اور سمجھانے بجھانے کے لئے روانہ کیا۔ گکروں کے سردار نے ایبک کو ٹکا سا جواب دے دیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اسے کہاں یہ تاب تھی کہ ہم خراج بند کر دیتے اور وہ خاموش بیٹھا رہتا غرض کہ گکر نے ایبک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہو کر قریہ شاپور میں لشکر مہیا کرنے کا حکم دیا چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد گکر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ جوں ہی شہاب الدین لاہور پہنچا گکر نے اطاعت قبول کی۔ شہاب الدین ماہ شعبان ۶۰۱ھ میں لوٹ کر غزنی آیا اور فوراً ہی ترکانِ خطا پر چڑھائی کر دی۔

کھوکھروں کی سرکوبی: شہاب الدین کی واپسی کے بعد گکروں نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ رہزنی اور غارت گری کرنے لگے اس مرتبہ ہندو اور قومیں بھی غارت گری اور بغاوت میں شریک ہو گئیں۔ شہاب الدین کو اس کی خبر لگی ہند کے مقبوضہ علاقہ میں بدامنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر واپس لے کر غزنی کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو از سر نو آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۶۰۲ھ میں گکروں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ نہایت تیزی سے کوچ و قیام کرتا ہوا گکروں کے سر پر پہنچ گیا۔ گکر بھی جنگ کے لئے پہاڑوں سے اتر کر میدان میں صف آرا ہوئے ایک شب و روز مسلسل لڑائی ہوتی رہی دورانِ جنگ میں جب کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی قطب الدین ایبک لشکر اسلام لئے ہوئے (دہلی سے) آ پہنچا اور تکبیریں کہتا ہوا گکروں پر حملہ کر دیا۔ گکروں کے پاؤں اکھڑ گئے نہایت ابتری سے شکست اٹھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے گکروں کو جہاں پایا مار ڈالا۔ گکروں کا ایک بڑا گروہ ایک گنجان جنگل میں گھس گیا لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی' بے انتہا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ عورتیں بچے گرفتار کر لئے گئے۔ لونڈی غلاموں کی اس قدر ارزانی ہو گئی کہ پانچ پانچ دینار پر فروخت ہوئے گکروں کا سردار مارا گیا۔ اس اثناء میں دانیال سردار لشکر جودی نے بھی سر اٹھایا۔ شہاب الدین اس کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ ماہ رجب سنہ اسی مہم میں گزر گیا۔

الغرض جس وقت باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہو گئی اس وقت شہاب الدین نے لاہور سے غزنی کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدین والیٔ بامیان کو لکھ بھیجا کہ مابدولت واقبال کا ارادہ سمرقند پر فوج کشی کرنے کا ہے لہٰذا تم

فوجیں فراہم رکھو اور دریائے جیحوں پر پل بھی بندھا ہوا ہوتا کہ لشکر ظفر پیکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

تراہیہ قبیلہ: کفار تراہیہ غزنی اور پنجاب کے درمیان پہاڑوں میں رہتے تھے مسلمانوں کی ایذا دہی ان کا مذہبی فرض تھا یہ بھی ایک قسم کے بت پرست مجوسی المذہب تھے ان کی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو اسے مکان کے دروازے پر لاتے اور آواز بلند سے کہتے تھے کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے۔ جو شخص اس کا اثباتی جواب دیتا تھا اسے فوراً اس کے حوالے کر دیتے ورنہ مار ڈالتے تھے۔ ان کی ایک بری رسم یہ بھی تھی کہ ایک عورت متعدد مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند اور قریب شاپور میں فتنہ مچا رکھا تھا۔ دن دہاڑ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے سلطان شہاب الدین کے آخری عہد حکومت میں ان کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

تراہیوں کی بغاوت: لیکن جب شہاب الدین کے قتل کی غلط خبر مشہور ہوئی تو اس قوم نے بھی بغاوت و سرکشی پر سر اٹھایا۔ عہد و پیماں کو بالائے طاق رکھ کر غارت گری شروع کر دی۔ سوار ان اور لگر ان کے حدود میں رہزنی کرنے لگے اور مسلمانوں کی ایذا دہی پر کمریں باندھیں۔ تاج الدین خلجی (جو شہاب الدین کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا۔) اس باغی قوم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ان پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ بری طرح پامال کئے گئے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیج دیا۔ جو شارع عام پر آویزاں کر دیئے گئے اور فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔[1]

شہاب الدین کی وفات: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہاب الدین نے ہندوستان کی مہم سے فراغت پا کر لاہور سے غزنی کی واپسی کا قصد کیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے ان کی پیش قدمی کا بدلہ لے۔ چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصہ جس وقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنی کے لئے روانہ ہوا۔ مقام دمیک میں جو لاہور کے قریب تھا پہنچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خیمے کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کیا شور و غوغا بلند ہوا محافظین خیمہ شاہی دوڑ پڑے جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے دو ایک خدمت گار جو خیمہ کے اندر تھے خوف زدہ ہو کر بے حس و حرکت ششدر کھڑے رہ گئے۔ شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا سجدہ میں تھا کہ ان بے دینوں نے اسی حالت میں شہید کیا۔ اسے قتل کر کے اس کے خدمت گاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ اوائل ماہ شعبان ۶۰۲ھ کا ہے۔

قاتلین شہاب الدین کی بابت مؤرخین میں اختلاف ہے۔ بعضوں[2] کا یہ خیال ہے کہ کرکروں (ککروں) نے

---

[1] کوکریا کھکر یا ککر اور کفار تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں۔ مذہباً یہ سب بت پرست تھے مسلمانوں کے پکے دشمن تھے ککر اطراف پشاور میں فتنہ مچاتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور کفار تراہیہ پنجاب اور غزنی کے درمیان پہاڑوں میں سکونت پذیر تھے۔ ان کا مذہب بھی مسلمانوں کی ایذا دہی کی تعلیم دیتا تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دائرہ اسلام میں بطیب خاطر اسلام میں داخل ہو گیا تھا جن کی تعداد تین چار لاکھ بتائی جاتی ہے دیکھو تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۶۰۔

[2] انگریز مؤرخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک مجنون مسلمان نے قتل کیا تھا۔ مگر یہ روایت اور اسی طرح اسماعیلیہ کے قاتل ہونے کی روایت قرین قیاس نہیں ہے۔ بظاہر قیاس یہ کہتا ہے کہ ککروں نے اسے قتل کیا ہے کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ ککروں کی سکونت کی جگہ تھی۔ (مترجم)

اسے شہید کیا تھا جن کے گھر بار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت وتاراج اور ان کے اعزہ واقارب کو قتل کیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ میں سے کسی شخص نے شہاب الدین کو شربتِ شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقۂ اسماعیلیہ نے بہت بڑی شورش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کے لئے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا اور اس کی فوجوں نے بلادِ اسماعیلیہ میں تاخت وتاراج کیا تھا۔

خواجہ مؤید الدین: شہاب الدین کے قتل ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ مؤید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ جب تک خاندان شاہی میں سے کوئی شخص تخت کا مالک نہ ہو اس وقت تک شاہی خزانوں کی کامل طور سے حفاظت کی جائے چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار لشکر کو طلب کر کے لشکریوں میں امن وامان قائم رکھنے اور نظام حکومت کے پابند رہنے کی ہدایت وتاکید کی اور نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر اور شاہی خزانے کے ساتھ غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا بائیس سو اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر غلامان شاہی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صریخ (دز کا سسرال رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے شہاب الدین تو اب باقی نہیں۔ لوٹنے کا قصد کیا سرداران لشکر اور امرایان دولت نے ان لوگوں کو اس برے کام سے باز رکھا اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان کی طرف واپس کر دیا۔ جن کے وظائف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضہ میں تھیں۔

شہاب الدین کی تجہیز وتکفین: اراکین سلطنت میں تخت نشینی میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بعضوں کا منشا یہ تھا کہ غیاث الدین محمد ابن سلطان غیاث الدین تخت آرائے حکومت ہو اور بعض یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام ہمشیرزادہ شہاب الدین کے قبضۂ اقتدار میں زمام سلطنت دی جائے۔ خواجہ مؤید الدین اور امرائے ترک کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور امرائے غور اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام کو حکومت دی جائے۔ غرض کہ ہر فریق یہ چاہتا تھا کہ قریب ترین راستہ کو طے کر کے خود ساختہ حکمران کو خزانہ ولشکر حوالے کر دے ایک مقام پر پہنچ کر دونوں فریق میں جھگڑا پڑ گیا۔ ترکوں نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا تا کہ فارس پہنچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی سپرد کر دیں اور اسے تخت پر بٹھا دیں۔ غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیاں کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ قتل وقتال کے خطرہ کا احساس کر کے امراء غور کو یہ سمجھا بجھا کر براہ کرمان غزنی چلنے پر راضی کیا۔ چنانچہ اسی راہ سے سب کے سب غزنی کی طرف روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں قبائل افغان اور کفار تراہیہ سے بے حد تکلیفیں اٹھائیں' انتہائی دشواریوں کے بعد کرمان کے قریب پہنچے۔ تاج الدین وز (ایلدوز) جنازہ شاہی کے استقبال کے لئے نکلا۔ جونہی اس کی نظر تابوت پر پڑی گھوڑے سے اتر کر زمین بوس ہوا۔ محضر کو اٹھا کر شہاب الدین کو دیکھا۔ ضبط نہ کر سکا چیخ مار کر رونے لگا۔ عمامہ پھینک دیا۔ پیراہن پھاڑ ڈالا۔ لوگوں نے زبردستی کھینچ کر تابوت کے پاس سے ہٹایا۔ القصہ شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنی پہنچا اور مدرسۂ شاہی میں بائیسویں تاریخ ماہ مذکور میں دفن ہوا۔

شہاب الدین کا کردار: شہاب الدین شجاع' عادل اور اپنے ارادوں میں پکا تھا۔ جہاد کے بے حد شائق تھا۔ اس کی ساری عمر جہاد ہی میں تمام ہوئی' ہر ہفتہ میں چار دن مقدمات فیصل کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہران

چاروں دن شاہی دربار میں آتا اور شرع شریعت کے مطابق مقدمات فیصل کرتا جس کی تعمیل امراء دولت اور ارا کین سلطنت کرتے تھے اور اگر فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کرے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اس کے دعوے کو سنتا اور بہ مشورۂ قاضی اس کا فیصلہ کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز : تاج الدین ایلدوز[1] سلطان شہاب الدین محمد غوری کے مخصوص اور مقرب غلاموں میں سے تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین الدوز کو غزنی کی حکومت کا شوق چرایا اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت وسلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس وجہ سے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنی کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی چنانچہ تاج الدین نے دار السلطنت سے خزانہ شاہی کا چارج لے کر غزنی کا قصد کیا۔

بہاء الدین سام : غیاث الدین نے اپنے چچازاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا تھا جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترک خاتون کے بطن سے بھی تھا۔ لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا شمس الدین کے مرنے کے بعد اس کا بڑا لڑکا عباس بامیان کے تخت وتاج کا مالک ہوا۔ سلطان غیاث الدین اور شہاب الدین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجے بہاء الدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہاء الدین ہوشیار سیاس امور سے آگاہ اور مدبر تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا رعب وداب بڑھ گیا۔ خزانہ مالا مال ہو گیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا میلان طبع اس کی طرف تھا اس وجہ سے اپنے ماموں شہاب الدین کے بعد حکومت غزنی کا دعوے دار ہوا۔

بہاء الدین سام کا انتقال : شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنی میں امیر واں نامی ایک شخص بطور نائب حکومت کر رہا تھا اس نے اپنے لڑکے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن حرمیل گورنر ہرات کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ لوگ اپنے مقبوضات کی حفاظت کیجئے اور اس میں غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنی میں پڑھواؤں گا اور اسی کے نام کا ممالک مقبوضہ میں سکہ چلاؤں گا۔ امراء غوریہ اور اتراک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تخت نشینی کی بابت اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہاء الدین سام اپنے ماموں کے قتل کی خبر سن کر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ علاء الدین اور جلال الدین اس کے دونوں بیٹے بھی ہمرکاب تھے۔ بہاء الدین سام نے ان دونوں کو غزنی اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا جب بہاء الدین سام نے اثناء راہ میں سفر آخرت اختیار کیا تو اس کے دونوں بیٹے علاء الدین اور جلال الدین نے پہلے غزنی پر دھاوا کیا۔

---

[1] سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو بحالت صغر سنی خرید کیا تھا۔ چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوش نما لباس سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اپنی خاص خدمت پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ امراء دارا کین دولت کے زمرے میں داخل ہو گیا کرمان اور سوران بطور جاگیر عنایت کیا گیا۔ اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک تو شاہی ارشاد کے مطابق قطب الدین ایبک سے منسوب تھی اور دوسری ملک ناصر الدین قباچہ سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۶۳۔

علاء الدین بن بہاء الدین: امراء غوریہ علاء الدین بن بہاء الدین سام کی آمد کی خبر پا کر استقبال کو آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امراء ترک بھی اس جلوس میں شریک تھے اگرچہ ان کے دل غیاث الدین محمد کی خیر خواہی میں تھے چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور قصر شاہی میں رمضان ۶۰۲ھ کی چاند رات کو قیام کیا ترکوں کو یہ امر ناگوار گزرا روک ٹوک پر تل گئے۔ وزیر السلطنت موید الملک نے اس مصلحت سے کہ بالفعل غیاث الدین محمد مہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس فعل سے روکا مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے' علاء الدین اور جلال الدین سے کہلا بھیجا کہ تم دونوں بھائی قصر شاہی سے قبضہ اٹھا لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ علاء الدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھ کر تاج الدین ایلدوز کے پاس پیام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں شاہی اعزاز سے سرفراز کریں گے انعام جائزے اور جاگیریں بھی عطا کی جائے گیں تم ہمارے ہم خیال ہو جاؤ اور جس ملک کی چاہو گے اسی کی حکومت دی جائے گی۔

علاء الدین اور ایلدوز: ادھر تاج الدین ایلدوز کو جس وقت کرمان میں شہاب الدین کی شہادت کی خبر پہنچی وزیر السلطنت موید الملک سے خزانہ کی کنجیاں لے لیں' اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت و سلطنت کی بیعت دینا شروع کی۔ ادھر بہاء الدین سام واقعہ شہادت سے مطلع ہو کر بامیان سے غزنی پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں اسے سفر آخرت درپیش آیا اس کا بیٹا علاء الدین غزنی پہنچا اور تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں علاء الدین نے ترکوں کو لانے کی کوشش کی' تاج الدین ایلدوز کے پاس محبت و اخلاص کا پیام بھیجا غرض کہ ہر طرح سے راضی رکھا اور اس سے سازش کرنا چاہی لیکن تاج الدین یلدوز نے اس کی اطاعت قبول نہ کی اور انتہائی سختی سے جواب دیا اور ترکوں خلجیوں اور تاتاریوں کی ایک بڑی فوج مرتب کر کرمان سے غزنی کی جانب روانہ ہوا۔ علاء الدین اور اس کے بھائی کو دھمکی کا خط لکھا۔ علاء الدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان بلخ اور ترمذ کی طرف فوجوں کی فراہمی کی غرض سے روانہ کیا۔

یلدوز کا غزنی پر قبضہ: اسی اثناء میں خفیہ طور سے تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں ترکوں کے پاس بھی کہلا بھیجا کہ غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے۔ یہ بہت بڑی نمک حرامی ہو گی اگر تم اس کا ساتھ نہ دو گے۔ القصہ ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں دونوں فریق صف آراء ہوئے سخت خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ ترکوں کی فوج علاء الدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایلدوز سے مل گئی جس سے محمد بن حدرون کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ تاج الدین ایلدوز کا لشکر غزنی میں داخل ہو گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین بیس سواروں کی جمعیت سے بامیان کی طرف بھاگا۔ تاج الدین ایلدوز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ علاء الدین نے امن کی درخواست کی کہ مجھے امن دیا جائے میں غزنی سے بامیان چلا جاؤں گا جب امن حاصل کر کے علاء الدین قلعہ غزنی سے نکلا اثناء راہ میں ترکوں سے بعض لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کی۔ گھوڑا چھین لیا مال و اسباب لے لیا۔ تاج الدین ایلدوز نے اس سے مطلع ہو کر گھوڑا اور مال و اسباب واپس بھجوا دیا۔ چنانچہ علاء الدین رفتہ رفتہ بامیان پہنچا اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں قیام کر کے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا گاڑا مگر اس کے نام کا خطبہ نہ

پڑھا۔ داؤد والیٔ قلعہ غزنی کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء و قضاۃ کو حاضری کا حکم دیا۔ خلافت مآب کی طرف سے مجد الدین ابو علی بن ربیع شافعی مدرس نظامیہ بغداد بطور وفد کے شہاب الدین کے پاس آئے ہوئے تھے اسی دربار میں تاج الدین ایلدوز نے انہیں بھی حاضر ہونے کی اجازت دی اور ان لوگوں نے شاہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے اپنے کو مخاطب کرنے کا مشورہ کیا' اس ارادے پر عمل بھی کیا۔ ترکوں کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی' بہت سے رونے لگے۔ ملوک غوریہ کی اولاد کی ایک جماعت اس وقت اس جلسہ میں موجود تھی۔ انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین کے پاس بامیان چلے آئے۔

غیاث الدین محمد: جس وقت شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اس وقت اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ بلادِ بست میں تھا۔ شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابو علی کو بلادِ غوریہ کی عنانِ حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب فرد تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے فیروز کوہ سے چلا آیا مگر امراء غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھے اور فیروز کوہ والے بھی اسی خیالی تمنا میں تھے۔ جب شاہِ خوارزم نے فیروز کوہ کا قصد کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمانی سردارانِ غور کو طلب کر کے محمد بن تکش والیٔ خوارزم سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بست میں ٹھہرا' انجام کار کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ والیٔ بامیان سے اور اس سے شہاب الدین ہی کے زمانہ حکومت میں یہ سمجھوتہ ہو چکا تھا کہ شہاب الدین کی وفات کے بعد خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان و غزنی بہاء الدین والیٔ بامیان کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا۔ لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے خلافِ معاہدہ ماہ رمضان ۶۰۳ھ میں تخت حکومت پر جلوس کیا اور حکومت و سلطنت کا دعویدار بن گیا۔ اراکین دولت سے اپنی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔ امراء لشکر جو اس کے ہوا خواہ تھے۔ وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

غیاث الدین اور حسن حرمیل: غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جامع مسجد میں جا کر نمازِ شکرانہ ادا کی۔ پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اور پرانے دستور کے مطابق تمام رسوم ادا کئے۔ عبد الجبار محمد بن عشیرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت) حاضرِ دربار ہوا غیاث الدین نے قلمدانِ وزارت حوالہ کر دیا۔ عدل و احسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے قدم بقدم چلنے لگا۔ اس کے بعد ابن حرمیل گورنر ہرات کو تالیف قلب کے خیال سے نرمی و ملاطفت کا خط لکھا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی ہدایت کی۔ جس وقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ سے عداوت سے ڈر کر سرداران شہر کو بلا بھیجا اور لوگوں سے اپنا ساتھ دینے کا حلف لیا۔ قاضی شہر اور ابن زیاد نے جواب دیا کہ دنیا بھر کے مقابلہ میں ہم تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں گے لیکن سلطان غیاث الدین کے بیٹے کے مقابلہ میں ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے۔ ابن حرمیل نے یہ سن کر سنی ان سنی کر دی اور خوارزم شاہ سے در پردہ سازش کرنے لگا۔ غیاث الدین کو کسی جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ فوجیں آراستہ کر کے ہرات کا قصد کیا ابن حرمیل نے یہ سن کر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا ابن حرمیل نے بظاہر ان کا مشورہ قبول کر لیا لیکن در پردہ خوارزم شاہ کو قبضۂ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی اثناء میں

غیاث الدین نے گورنر طالقان اور گورنر مرو کو خط لکھ بھیجا۔ ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور سوخ اپنے باپ کے ایک غلام مشہور بہ امیر شکار کو طالقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ اور ابن حرمیل: حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حکمران تھا۔ لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور در پردہ خوارزم شاہ سے سازش کی تھی' چنانچہ ادھر خوارزم شاہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیج دیجئے اور ادھر ابن زیاد کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے روانہ کیا حسن بن حرمیل ان کارروائیوں کے کرنے پر مطمئن نہ ہوا۔ پس وپیش کر رہا تھا کہ اس اثناء میں ابن زیاد سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لئے ہوئے واپس آیا۔ لیکن اس کے باوجود حسن بن حرمیل اپنی مکاری اور اپنے خیال سے باز نہ آیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کی فوجیں آ گئیں۔ نہایت عزت واحترام سے ملا۔ لیکن یہ خبر سن کر اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلے پر خوارزم شاہ بھی حواس باختہ ہو گیا۔ اپنے کئے پر پریشان ہوا۔ اسی وقت خوارزم شاہ کی فوجوں کو واپس کر دیا۔ ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو ہو گئی۔ سلطان نے حسن کو بلا بھیجا۔ اس کے مملوکات کی ضبطی اور اس کے مشیروں اور مصاحبوں کو ذلیل ورسوا کرنے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: حسن بن حرمیل کو اس کی خبر لگ گئی حسن نے ان لوگوں کو یہ فریب دیا کہ سلطان سے ان معاملات میں خود خط وکتابت کرتا ہوں تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں عجلت نہ کرو۔ قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آ گئے۔ قاصد کی روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ اپنی فوج کے ساتھ ہرات پہنچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔ قاضی بحال پریشان فیروزکوہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا' حالات عرض کئے۔ سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا قصد کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر سننے میں آئی۔ علاء الدین والی بامیان غزنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

محاصرۂ بلخ: قبضۂ ہرات کے بعد بلخ باقی رہ گیا تھا جس وقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہنچی' ان غوریوں کو جو اس کے یہاں مقیم تھے رہا کر دیا۔ خلعت دیا اور اپنے بھائی علی شاہ کو افواج کا افسر بنا کر بلخ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شاہ بھی امدادی فوجیں لے کر آ پہنچا۔ یہ واقعہ ۶۰۲ھ کا ہے جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھی اور عمر بن حسین نے اپنے مقابلہ کی قوت نہ دیکھی تو بامیان میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا۔ امداد کی درخواست کی لیکن ان دونوں کو غزنی کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دن تک بلخ کا محاصرہ کئے رہا۔ کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسے بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا تھا اور جاگیر دی تھی۔

فتح بلخ: محمود کو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والیٔ بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طور سے کروں گا۔ عمر بن حسین نے انکاری جواب دیا چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے نا

اُمید ہو کر ہرات کی طرف واپسی کا قصد کیا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ علاء الدین اور جلال الدین کو وزیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور وز نے ان دونوں کو قید کر لیا ہے۔ ہرات کی واپسی ملتوی کر دی اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر کو عمر بن حسین کے ساتھ دوبارہ پیام دے کر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکاری جواب دیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر جس وقت عمر بن حسین کو چاروں طرف سے نا اُمیدی محسوس ہوئی اطاعت قبول کر لی اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع بلخ میں پڑھا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کیمپ میں آیا۔ خوارزم شاہ نے اسے خلعت دیا اور گورنری بلخ پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ آخر ۶۰۳ھ کا ہے۔

عمر بن حسین غوری کی گرفتاری فتح بلخ سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ جورقان (جرجان) کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ علی بن ابی علی یہاں کا حاکم تھا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ جوزقان سے واپس ہو کر عمر بن حسین غوری والیٔ بلخ کو بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا اور بلخ جا کر قبضہ کر لیا۔ جعفر ترکی کو اپنی جانب سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم کی طرف واپس ہوا۔

علاء الدین اور وز (ایلدوز) کی جنگ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں وز نے غزنی پر قبضہ حاصل کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیان کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو ماہ تک یہ دونوں بامیان میں مقیم رہے۔ وز نے قبضہ غزنی کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے روکا دیا اور ترکوں کو اس خوف سے کہ مبادا ان لوگوں میں شورش اور عہد شکنی کا مادہ پیدا ہو یہ فریب دیتا رہا کہ غیاث الدین کے پاس سے ایلچی واپس نہیں آیا جب ان کو علاء الدین کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا اور تخت حکومت پر متمکن ہو گیا اس اثناء میں لشکر کا معتد بہ حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آ ملا۔ چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے فوجیں مرتب کر کے بامیان سے غزنی کی طرف کوچ کیا۔ وز کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دونوں نے وز کی فوجوں کو نہایت بری طرح سے پسپا کیا۔ فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا۔ وز کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعاقب کیا۔ وز نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔

علاء الدین کا غزنی پر قبضہ: علاء الدین اور اس کا بھائی جلال الدین مظفر و منصور غزنی میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوئے اور قابض ہو گئے۔ شہاب الدین کے اس خزانے پر قبضہ کر لیا جسے وزیر السلطنت موید الدین سے کرمان میں لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قبضہ غزنی کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانہ کی تقسیم اور موید الملک کی وزارت پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اہل غزنی کو ان کی اطلاع پر بے حد ندامت ہوئی مگر چارۂ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین عباس کے ساتھ بامیان چلا آیا اور علاء الدین غزنی میں ٹھہرا رہا وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے جس کا مال پایا لوٹ لیا جسے چاہا سزا دی۔ ظلم کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی تھی۔ لوگوں نے مال و اسباب کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکایتیں ہوتی تھیں لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ وز کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ترکوں، تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلدکز شرقی (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار جمعیت سے کرمان پر چڑھ آیا اور اس پر

قبضہ کرلیا اس کے بعد ہی وزآ پہنچا اسے ایلدکز کی کامیابی پسند نہ آئی ایلدکز کو نکال کر کرمان پر قابض ہوگیا۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف سے پیش آنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدین کو غزنی پہنچی اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ وز نے آخری ۶۰۳ھ میں شہر غزنی پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ علاء الدین قلعہ نشین ہوگیا۔

علاء الدین کی شکست وامان طلبی: وز نے اہل غزنی کو تشفی دی اور امن دیا۔ جب شہر کا ہلڑ ختم ہوگیا۔ تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں وز کو یہ خبر لگی کہ جلال الدین فوج لے کر آ گیا ہے وز یہ سن کر مقابلہ اور مدافعت کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں میں صف آرائی ہوئی۔ وز نے جلال الدین کو شکست دی اور گرفتار کر کے غزنی واپس کر دیا۔ علاء الدین اس وقت تک قلعہ نشین تھا وز نے کہلا بھیجا کہ اگر تم قلعہ کی کنجیاں میرے حوالے نہ کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ علاء الدین نے جواب میں ذرا ٹال مٹول سے کام لیا۔ وز نے چار سو قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا امن کی درخواست کی۔ وز نے امن دی اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکلا تو گرفتار کرلیا گیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک کو مار ڈالا اور فتح کی خوش خبری کا عریضہ غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا سلیمان بن بشیر ۶۰۳ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہنچا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور محل سرائے شاہی کا دروازہ مقرر کیا۔

عباس کی بغاوت: جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنی میں گرفتار کر لئے گئے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اس کی خبر ان کے چچا عباس کو بامیان میں پہنچی اس کے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا۔ چنانچہ وزیر السلطنت یہ خبر پا کر خوارزم شاہ کی طرف وز کے مقابلے کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ عباس نے وزیر السلطنت کی موجودگی کو غنیمت شمار کر کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور علاء الدین اور جلال الدین کے ہمراہیوں وہواخواہوں کو نکال دیا وزیر السلطنت کو اس کی خبر لگی اثناء راہ سے لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اس کے بعد جلال الدین رہا ہو کر بامیان پہنچا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بڑی قوت حاصل ہوگئی۔ عباس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم سرکشی چھوڑ کر اطاعت قبول کرلو عباس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کنجیاں حوالے کر دیں اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے خوارزم شاہ کے دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خودمختاری کا جھنڈا بلند کرتا۔

خوارزم شاہ کا ترمذ پر قبضہ: خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ چھین کر ترمذ کا قصد کیا اس وقت ترمذ میں عمر بن حسین کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا محمد بن بشیر نے ترمذ پہنچ کر بلخ کی حوالگی اور خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتائے اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظم ونسق خوارزم شاہ کے امراء وابراکین حکومت کر رہے ہیں اور عمر بن حسین خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا گیا اگر تم اطاعت قبول کرلو گے اور مقابلہ نہ کرو گے تو تمہیں انعامات دیئے جائیں گے۔ جاگیریں دی جائیں گی۔ چونکہ والی ترمذ تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آ گیا تھا اور غزنی پر وز کے قبضہ اور تصرف اور اپنے ہمراہیوں کی گرفتاری سے دل برداشتہ ہوگیا تھا اس وجہ سے اطاعت قبول کرلی اور امن کا خواستگار ہوا۔ خوارزم شاہ نے اسے امن دی اور ترمذ پر قبضہ کرلیا۔

فتح طالقان: قبضہ ترمذ سے فراغت حاصل کر کے طالقان کی طرف بڑھا۔ اس وقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث

الدین محمود کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تمہیں تمہاری حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ سونج نے انکاری جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت مقابلہ پر آیا گھوڑے سے اتر کر قدم بوس ہوا۔ معافی کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعض ارا کین دولت کو بھی گرفتار کر کے کاکوین اور سوار کے قلعوں کا رخ کیا' والیٔ قلعہ کوکا بن حسام الدین علی بن ابوعلی مقابلہ پر آیا۔ خوارزم شاہ نے اس سے شہر سپرد کرنے کا مطالبہ کیا۔ حسام الدین نے انکاری جواب دیا۔ خوارزم شاہ جواب صاف پا کر ہرات کی طرف چلا گیا اور ہرات کے باہر قیام پزیر ہوا چونکہ حسن بن حرمیل نے اطاعت قبول کر لی تھی اس وجہ سے خوارزم شاہ کے لشکر کے دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔ اسی مقام پر غیاث الدین کا ایلچی تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا۔ اسی زمانہ میں حسن بن حرمیل نے اسفرائین پر حملہ کیا۔ والیٔ اسفرائین غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا حسن نے شہر پر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل شہر نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے اور شہر کو با امن حوالے کر دیا۔

والیٔ سجستان کی اطاعت: اس کے بعد حسن بن حرمیل نے والیٔ سجستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آئندہ سے مسجدوں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا والیٔ سجستان نے خوارزم شاہ کا غاشیۂ اطاعت قبول کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی جسے غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا الغرض اسی زمانہ قیام ہرات میں قاضی ساعد بن فضل خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں حسن بن حرمیل نے شہر بدر کر دیا تھا اور غیاث الدین کے پاس فیروزکوہ چلے گئے تھے۔ حسن بن حرمیل نے کچھ ایسا جڑ دیا کہ خوارزم شاہ نے قاضی ساعد کو قلعہ روزن میں قید کر دیا اور ہرات کے عہدۂ قضا پر قاضی ابوبکر محمد بن خرمسی کو مامور کیا۔

دز (یلدوز) کی سرکشی: جس وقت دز نے غزنی پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین و جلال الدین کو بھی گرفتار کر لیا۔ غیاث الدین نے دز کو لکھنا شروع کیا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے دز حیلہ و حوالہ سے ٹالنے لگا۔ غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین کے لئے دعا کی جائے۔ ترکوں کو اس نامہ و پیام سے شبہ پیدا ہوا۔ دز نے غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ غیاث الدین نے چندے توقف کر کے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ حالانکہ اس کا قصد خوارزم شاہ سے مصالحت اور امداد لینے کا تھا۔ جب دز نے اپنی آزادی کا مطالبہ کیا تو غیاث الدین نے اس کو اور قطب الدین ایبک کو جو کہ اس کے چچا شہاب الدین کا غلام تھا اور اس کی طرف سے ملک ہند کا حکمران تھا آزاد کر دیا اور ہر ایک کو ہدایا اور خلعت روانہ کئے پھر یہ خبر آئی[1] ..... کہ دز خود مختار حکومت کا ڈنکا بجانے لگا اور قطب الدین ایبک آزاد ہونے کے باوجود مطیع و فرمانبردار رہا۔

دز (یلدوز) کی یکتاباد پر فوج کشی: غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے اس شرط سے کمک بھیجی کہ حسن بن حرمیل والیٔ ہرات میری اطاعت قبول کر لے اور مال غنیمت کے تین حصے کئے جائیں۔ ایک

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصہ ان دونوں کو۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے دز کو پہنچی۔ دز نے فوجیں مرتب کر کے یکتاباد پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بست اور اس کے متعلقات کا رخ کیا اور قبضہ کر لیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ والی سجستان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا نام خطبہ سے نکال دو۔

ایدکین کی مراجعت کابل: حسین بن خرمیل کو بھی اس پر ابھارا اور مخالفت کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ جلال الدین والی بامیان کو قید سے رہا کر کے اپنی بیٹی سے عقد کر دیا اور پانچ ہزار سواروں کو ایدکین کی افسری میں (یہ شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ بامیان پر قبضہ کر کے جلال الدین کو تخت حکومت پر بٹھا دیا جائے اور اس کے چچا زاد بھائی کو حکومت و سلطنت سے بے دخل کر دو۔ ابھی ایدکین بامیان نہیں پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ترکوں میں دز کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے غزنی کی طرف لوٹنا چاہا۔ جلال الدین نے اس کی مخالفت کی۔ تب ایدکین اپنے مقبوضات کابل کی طرف لوٹ آیا۔

غیاث الدین اور خوارزم شاہ میں مصالحت: قطب الدین ایبک کو جب یہ معلوم ہوا کہ دز نے غیاث الدین سے عداوت کی ہے تو بے حد برافروختہ ہوا۔ ادھر ایک قاصد دز کے پاس روانہ کیا۔ جنگ کی دھمکی دی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ ادھر غیاث الدین کی خدمت میں تحائف و ہدایا بھیج کر یہ رائے دی کہ آپ وقتی طور سے خوارزم شاہ کے تمام مطالبات تسلیم کر لیجئے تاکہ مہم غزنی سے فراغت حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین نے اس رائے کے مطابق خوارزم شاہ سے مصالحت کر لی اور ایبک کو لکھ بھیجا کہ دز سے جنگ کے لئے غزنی پر حملہ کر دو۔

ایبک کی کارگزاری: چنانچہ ایبک نے غزنی پر چڑھائی کر دی اتنے میں ایدکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنی آ گیا۔ شہر غزنی پر ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا لشکریوں نے شہر کو لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع دز کو ہوئی ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یکتاباد میں غیاث الدین کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا اور دز کا نام نکال ڈالا۔ کچھ عرصہ بعد ایدکین نے غزنی سے بلاد غور کی طرف کوچ کیا اور ان واقعات کی اطلاع عرضی غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کی اور بہت سا سامان و مال جو لوٹ میں ملا تھا تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے بے حد مسرت ہوئی خلعت بھیجے اور آزاد کر دیا اور ملک الامراء کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے بست اور اس کے مضافات کا قصد کیا چنانچہ بحسن و خوبی اسے پھر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر کے وہاں کی رعایا سے اچھے برتاؤ کئے۔

حسن بن حرمیل کی گرفتاری: حسن بن حرمیل نے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلا لیا تھا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کی فوج آ گئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ قیام پزیر ہوئی۔ خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگے۔ ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں خطا کی لڑائی میں مصروف تھا۔ حسن ابن حرمیل کو لکھ بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنہیں تم نے قید کیا ہے میرے پاس بھیج دو اور عزالدین خلدک کو در پردہ تحریر بھیجی کہ تم جس طرح ممکن ہو حسن بن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ خلدک نے دو

ہزار سواروں کو لے کر ہرات کا قصد کیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خلدک زمانہ حکومت سلطان سنجر میں ہرات کی گورنری کر چکا تھا۔ جس وقت خلدک ہرات کے قریب پہنچا ابن حرمیل استقبال کی غرض سے ہرات سے باہر آیا ایک دوسرے سے ملے خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔ ابن حرمیل کے ہمراہی شہر میں واپس آئے۔

ابن حرمیل کا خاتمہ: وزیر خواجہ حاجب نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مقابلہ کی تیاری کی غیاث الدین محمود کے نام کی منادی کرا دی خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور کہلا بھیجا کہ تمہیں امان دیتا ہوں اور اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر ڈالوں گا۔ وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے ان واقعات حاضرہ سے خوارزم شاہ کو مطلع کیا خوارزم شاہ نے اپنے ان گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر فوج کشی اور محاصرہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنران خرسان نے دس ہزار کی جمعیت سے ہرات پر حملہ کیا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے احتیاط کے طور پر ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا چار شہر پناہ نہایت مستحکم بنوائے تھے۔ شہر پناہ کے باہر متعدد خندقیں کھدوائیں تھیں۔ رسد غلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا اس لئے محاصرین کی دال نہ گلی اور ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس اثناء میں حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یا یہ کہ خوارزم شاہ کے سرداروں نے اسے قتل کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ: علی شاہ برادر غیاث الدین محمود نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں خود مختار حکومت کا جھنڈا بلند کیا لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہنچا تو علی شاہ بھاگ گیا فیروز کوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ شہاب الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔ خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسے بھی کزلک خان کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہرات کی طرف آیا اس وقت تک ہرات پر محاصرہ پڑا ہوا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ محاصرہ کے بڑھ جانے سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی۔ خوارزم شاہ کے آ جانے کا سن کر خائف ہو گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت جاتی رہی کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی فوراً حملہ کر دیا۔ شہر پناہ کے دو برجوں کو مسمار کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات پر مامور کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۵ھ کے ہیں قبضہ ہرات سے فراغت کر کے خطا کی جنگ پر واپس آیا۔

قتل غیاث الدین محمود: خوارزم شاہ نے شہر ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مامور کیا اور فیروز کوہ پر حملہ کرنے اور اس کے حکمران غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر ملک نے فوجیں آراستہ کر کے فیروز کوہ پر چڑھائی کی۔ غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی جسے امیر ملک نے منظور کر لیا۔ لیکن جس وقت غیاث الدین محمود اپنے بھائی علی شاہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مظفر و منصور ۶۰۵ھ میں فیروز کوہ میں داخل ہوا۔ فیروز کوہ کے فتح ہو جانے سے تمام خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ: جس وقت خوارزم شاہ نے کل صوبہ جات خراسان اور بامیان پر قبضہ حاصل کر لیا اس

وقت تاج الدین دز والیٔ غزنین کے پاس کہلا بھیجا کہ ''تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم مجھ سے برسر پیکار نہ ہو۔ مصالحت کر لو' میرے نام کا خطبہ پڑھو اور میرے نام کا سکہ جاری کرو''۔ دز نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ انہیں اراکین میں قطلوتکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنی بھی تھا۔ اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا مشورہ دیا جس سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ خوارزم شاہ کا ایلچی جواب باصواب لے کر واپس آیا۔ غزنی میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' اس کے بعد قطلوتکین نے پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ کو پیغام بھیجا کہ آپ غزنی تشریف لائیے میں غزنی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے بذات خود غزنی آیا اور قبضہ کر لیا۔ دز نے غزنی کو خیرباد کہہ کر لاہور کا راستہ لیا۔ قبضۂ غزنی کے بعد خوارزم شاہ نے قطلوتکین کو حاضری کا حکم دیا۔ شاہی خزانوں کی کنجیاں لے لیں' توشہ خانہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے قطلوتکین کو مار ڈالا۔ غزنی پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے شہر واپس آیا۔ یہ واقعات ۶۱۰ھ کے ہیں۔

دز (یلدوز) کا لاہور پر قبضہ: دز غزنی سے نکل کر ایک ہزار پانچ سو سواروں کی جمعیت سے لاہور پہنچا۔ اس وقت لاہور میں ناصر الدین قباچہ (شہاب الدین کا غلام) حکمرانی کر رہا تھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان' اُچ اور دیبل (ٹھٹھہ) ساحل دریا تک اس کے قبضہ میں تھے۔ پندرہ ہزار جنگ جو سواروں کو لے کر میدانِ جنگ میں آیا۔ بازار کارزار گرم ہو گیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈ تھا۔ دز کو پہلے حملہ میں شکست ہوئی' ہاتھیوں کا جھنڈ پکڑ لیا گیا۔ دز نے پلٹ کر حملہ کیا دز کو کامیابی ہوئی دز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ کہ جھنڈا گر گیا۔ قباچہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ دز نے شہر لاہور پر قبضہ کر لیا۔

تاج الدین یلدوز کا خاتمہ: اس کامیابی کے بعد دز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تاکہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں قابض ہو جائے۔ اس وقت دہلی میں قطب الدین ایبک کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سمایا کے قریب فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی تاج الدین دز شکست کھا کر بھاگا۔ سارا لشکر تتر بتر ہو گیا اور اثنائے جنگ میں مار ڈالا گیا۔

تاج الدین دز نہایت خلیق' عادل' رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا تھا اور بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا تھا۔ اس کے مرنے سے سلاطین غوریہ کا شیرازۂ حکومت بکھر گیا۔ والبقاء للہ وحدہ

باب: ۱۴

دولتِ دیلم

دیلمیوں کا سلسلۂ انساب: سلسلہ انساب عالم میں دیلمیوں کا نسب ہم بیان کر آئے ہیں کہ یہ مازائے بن یافث کی نسل سے ہیں اور مازائے تورات میں اولاد یافث میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں سے اسے نقل کیا ہے کہ دیلم' سام بن باسل بن اسور بن سام کی اولاد سے ہے اور توریت میں اسور کا ذکر سام کی اولاد میں آیا ہے۔ ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل' جرموق بن اسور اور فرس' کرد' خزر' ایران بن اسور اور نبط' سوریان نبط بن اسور کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

جیل علماء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی قبیلے کے شاخ ہیں' ان دیلم اور جیل کا پیدائش کے وقت سے پرانا وطن طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رے اور گیلان تک کے پہاڑوں میں واقعہ تھا۔ اسلام سے پہلے ان کی نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی سلطنت جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتوحات کا سیلاب تمام عالم میں پھیلا اور کسریٰ فارس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اور عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق مغرب جنوب اور شمال میں چلنے لگا جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں آپ پڑھ آئے ہیں تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اس وقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے۔ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک فتح نہیں ہوئے تھے یہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ سعید بن العاص نے ایک لاکھ سالانہ پر ان سے مصالحت کر لی تھی۔ جسے اکثر لوگ ادا کرتے تھے اور کبھی کبھی نہیں دیتے تھے۔

طبرستان کی تسخیر: سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا قصد نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستے میں قومس پر رہزنی کیا کرتے تھے اور قافلے صحیح وسلامت بچ کر نہیں جا سکتے تھے جس وقت یزید بن مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر ہو کر آیا' اس وقت تک طبرستان اور جرجان فتح نہیں ہوئے تھے۔ جب کبھی ان مقامات کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات تکمیل کو نہیں پہنچیں۔ طبرستان وغیرہ کا فتح کرنا ضروری ہے ورنہ قومس ونیشاپور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر ۹۹ھ میں متمکن ہوا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اس وقت تک جرجان شہر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اُسے چاروں طرف سے سر بفلک پہاڑ گھیرے ہوئے تھے ایک شخص درے پر کھڑا ہوا جاتا اور بڑے سے بڑے لشکر کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا البتہ طبرستان ایک آباد

شہر تھا۔ اس کا حکمران اصبہد نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراسہ نے جرجان کو سر کر لیا۔ بنو اُمیہ کے حکومت کے خاتمہ کے بعد ہادی نے ان دونوں مقامات کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں مقامات حکومت کے مطیع ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد باغی اور سرکش بن گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے طبرستان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے طبرستان کو زیروزبر کر کے دائرہ اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ زمانہ حکومت خلیفہ الرشید میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے طبرستان کا رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ۱۹۵ھ میں اس جنگ پر مامور کیا۔ فضل نے نہایت مردانگی سے ان مقامات کو سر کیا۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہو گئی مگر شرط یہ قرار پائی کہ تکمیل صلح تب متصور ہو گی جب کہ خلیفہ رشید کا دستخطی خط آئے جس پر اراکین سلطنت اکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ جیسا کہ برامکہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

شہریار بن سروین کی سرکشی: ۱۸۹ھ میں جس وقت الرشید رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور درنداہر مزدانیٔ دیلم کو امان کا خط لکھ کر حسن خادم کی معرفت طبرستان روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں دربارِ خلافت میں حاضر ہوئے۔ رشید نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ حسن اخلاق سے پیش آیا۔ درنداہ ہرمز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت اور ادائے خراج کی ضمانت دی۔ باطمینان تمام دونوں واپس ہوئے اس کے بعد سروین نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا شہریار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے خودمختاری کی ہوس پیدا کر دی۔ عبداللہ بن خرداذبہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور تمام بلاد دیلم کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ شہریار بن سروین نے اطاعت قبول کی مازیار بن قارن نے درنداہر مز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے کے لئے روانہ کیا اتنے میں شہریار بن سروین مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی نتیجہ یہ ہوا کہ شاپور کو شکست ہوئی۔ جنگ میں مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

مازیار کی بغاوت: اس کے بعد مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتصم کی خلافت کا تھا خلیفہ معتصم نے ان لوگوں کی گوشمالی کی، زبردستی اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لی اور ضمانت کے طور پر ان کے سرداروں کو اپنے یہاں نظر بند رکھا۔ پہلا اور موجودہ خراج وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کی شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلاوطن کر دیا اور جرجان کی سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی۔ اردگرد چاروں طرف ایک گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہانِ فارس نے ترکوں کے روکنے کے لئے ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

قارن بن شہریار کی اطاعت: اسی زمانے میں افشین (معتصم کا غلام) نے حکومت خراسان کے لالچ میں دیلمیوں سے سازش شروع کی۔ چنانچہ صوبہ خراسان میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ دیلم نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حبان بن جبلہ کی افسری میں فوجیں روانہ کیں خلیفہ معتصم نے پے در پے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کیں۔ چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔ قارن بن شہریار برادر مازیار ساریہ میں تھا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر نے قارن کی حکومت کی اطاعت قبول کرنے پر ابھارا۔ چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اس کے آباؤ اجداد کے سب پہاڑی مقامات کی حکومت اسے دی جائے گی۔ خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ عبداللہ بن طاہر نے صلح نامہ لکھ دیا۔ قارن نے

اپنے چچا مازیار کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دیا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر جبال قارن میں مظفر و منصور داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کر لیا۔

مازیار کی گرفتاری و قتل: اس کے بعد قوہیار برادر مازیار نے امن کی درخواست کی۔ عبداللہ بن طاہر نے امن دیا مگر باہم یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دے اور یہ مازیار کی جگہ اسے حکمرانی کی سند عطا کرے قوہیار نے اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے پابہ زنجیر بغداد روانہ کیا۔ خلیفہ معتصم نے سولی پر چڑھوا دیا۔ اس کے بعد کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہوگئی۔ خلیفہ معتصم کو بے حد طیش پیدا ہوا فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مازیار کی گرفتاری کے بعد اس کے غلاموں نے قوہیار پر حملہ کر دیا۔ قوہیار نے اس کا مقابلہ کیا۔ مازیار کے غلام مقابلہ نہ کر سکے، دیلم کی طرف بھاگے، شاہی فوجیں سامنے آ گئیں اور سب کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بدعہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا لڑکا تھا اس کی خواہش یہ تھی کہ مازیار کو جبال طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے خود حکمران بن جائے گا۔ اس بدعہدی میں مازیار کا غلام داریا بھی شریک تھا۔

محمد بن اوس: الغرض خلیفہ متوکل کے بعد خلافت عباسیہ کمزور ہوگئی اور حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ ہر صوبہ کے گورنر نے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ اسی زمانہ میں علویوں کے ایلچی ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہو کر چاروں طرف علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ خلافت مستعین کے عہد میں حسن بن زید (زید علوی کا ایلچی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اس کی نیابت میں طبرستان پر حکومت کر رہا تھا۔ نام کا حاکم سلیمان تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے جس سے اراکین حکومت بددل ہو کر بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ اپنے ہمسایہ دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ محمد بن اوس وہی شخص ہے جو زمانہ مصالحت میں دیلم کے ممالک میں بزور تیغ گھس گیا تھا اور انہیں انتہائی بے رحمی سے قتل کیا تھا اور بہت سوں کو قید کر لیا تھا۔

طبرستان پر حسن بن زید کا قبضہ: جب اراکین حکومت صوبہ طبرستان نے سلیمان اور اس کے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیلم کی مدد چاہی تو دیلم اس ناراضگی کی وجہ سے جو انہیں محمد بن اوس کی کج ادائی اور بے جا ظلم سے پیدا ہو گئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو بلا کر سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو آمل پر چڑھ آئے چنانچہ آمل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ پر حملہ کیا۔ سلیمان کو شکست ہوئی ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسین بن زید (ایلچی) نے رفتہ رفتہ تمام صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کی اور اس کے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی جیسا کہ اس کے حالات میں لکھا جا چکا ہے تقریباً چالیس سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت جاتی رہی۔

حسن اطروش: اس کے بعد حسن اطروش[1] نامی ایک شخص عمر بن زین العابدین کی اولاد میں سے دیلم میں داخل ہوا یہ شخص

---

[1] سعودی میں اطروش حسن بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب لکھا ہے۔

عمر بن زین العابدین کی اولاد میں سے دیلم میں داخل ہوا یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ برس تک دیلم میں رہا۔ ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن وہشودان تھا اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ان سے عشر اور زکوٰۃ وصول کرتا تھا چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں پھر انہیں مسلح کر کے قزوین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سالوس کو بھی لے لیا۔ غرض کہ رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی بلاد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا جاتا تھا۔ آمل بھی اس کے قبضۂ اقتدار میں آ گیا۔ جب اطروش کو کچھ اطمینان حاصل ہو گیا اور گردونواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے سب کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔

اطروش کا طبرستان پر اقتدار: اس وقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ سب نے اطروش کے کہنے پر کمریں باندھ لیں اور ۳۰۱ھ میں طبرستان پر چڑھ آئے ابن صعلوک حاکم طبرستان مقابلہ پر آیا اطروش نے اسے شکست دی اور اس کے تمام ہمراہیوں اور ہواخواہوں کو بری طرح پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر رے پہنچا۔ پھر رے سے بغداد چلا آیا۔ اطروش نے طبرستان اور اس کے تمام صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ تمام واقعات اور اس کی حکومت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ چکے ہیں دیلم اس کی پشت پناہی کر رہے تھے اور دیلم ہی کے سردار لڑائیوں میں اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اس کے ارکین حکومت تھے۔ پھر اسے سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۴ھ میں مار ڈالا اور زمام حکومت سرداران کے قبضۂ اقتدار میں چلی گئی جیسا کہ ہم دیلم کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

دیلمی سپہ سالار: دیلم کے سپہ سالاروں کی ایک جماعت تھی جو اطروش اور اسکے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتے تھے ان میں سے سرخاب بن وہشودان برادر حسان تھا جس کا شمار دیلم کے بادشاہوں میں تھا یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا۔ اسکے بھائی علی کو مقتدر نے اصفہان کی حکومت عنایت کی تھی لیلیٰ بن نعمان بن دیلم کے بادشاہوں میں تھا۔ یہ اطروش کا ایک نامور سپہ سالار تھا اسکے بعد اسکا داماد حسن معروف بہ داعی صغیر جرجان پر مامور کیا۔ ماکان بن کالی برادر عم زاد سرخاب وحسان بھی سرداران دیلم میں سے تھے۔ اسے ابوالحسن بن اطروش نے شہر استرآباد اور اسکے مضافات پر متعین کیا تھا۔

سرداران دیلم: ان لوگوں کے علاوہ ایک دوسرا گروہ بھی دیلم کے سرداران کا تھا جن میں ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے اسفار بن شیرویہ مرداویج بن زیاد بن بادر اور اس کا بھائی وشمگیر اور یشکری کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ مرداویج کے ہمراہیوں میں سے بنو بویہ تھے۔ جو بغداد عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس وقت دولت علویہ کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ان سپہ سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں خودمختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔

بنو سامان اور دیلم: خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ مدتوں باہم جھگڑا ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی حکومت کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ لیکن بنو سامان کے تمام حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے۔ ان سامانیوں کا مرکز حکومت ماوراء النہر میں تھا۔ تمام خراسان اور اس کا متعلقہ صوبہ انہی کے صوبۂ اقتدار میں تھا۔ جب خلافت بہت زیادہ کمزور ہو گئی تو ملوک دیلم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے سپہ سالاروں نے طبرستان میں اپنی حکومتیں قائم کر

لیں اور اپنی قوت کے غرور میں ابن سامان سے بھڑ گئے تمام بلاد اسلامیہ میں مور و ملخ کی طرح پھیل گئے۔ جہاں دیکھو وہیں ان کا غلبہ اور تصرف ہو گیا ہر شخص نے جس ملک کو پایا دبالیا۔ طبرستان اور جرجان کے علاوہ بلاد رے بھی انہی کے قبضہ میں تھا۔ ان میں سے بنو بویہ کا بہت بڑا دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمران ہوئے۔ دارالخلافت بغداد میں بھی ان کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور تمام پہلی فضیلتوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جسے ہم ان کی حکومت کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔

لیلیٰ بن نعمان: لیلیٰ بن نعمان دیلم کے نامور سپہ سالاروں سے تھا۔ اطروش کی اولاد ''المویدالدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ'' کے القاب سے اسے مخاطب کرتی تھی۔ نہایت سخی اور شجاع تھا اسے حسن بن قاسم داعی صغیر نے اطروش کے بعد ۳۰۸ھ میں جرجان پر مامور کیا تھا اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی۔ دامغان ابن سامان کے بادشاہوں کی حکومت میں داخل تھا۔ قراتکین نامی سامانی بادشاہوں کا غلام حکومت کر رہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلیٰ کو جرجان واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا۔ پھر قراتکین نے فوجیں فراہم کر کے لیلیٰ پر چڑھائی کر دی، لیلیٰ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جرجان سے پندرہ کوس پر جنگ کا مورچہ قائم کیا گیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر نہایت بری طرح پامال کیا گیا۔ قراتکین کا غلام فارس لیلیٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا۔ لیلیٰ نے اسے نہایت عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ لشکریوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ خرچ کی زیادتی ہوئی، ابوحفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشاپور پر قبضہ کر لو مال کی کمی کی شکایت جاتی رہے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشاپور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلیٰ نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور آخری ۳۰۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سعید نصر بن سامان کو اس کی خبر لگی غصہ سے کانپ اٹھا اپنے سرداروں حمویہ بن علی، محمد بن عبداللہ بلعمی، ابوالحسن صعلوک اور سیجور دوانی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلیٰ بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے لیلیٰ کو شکست دی۔ یہ بھاگ کر آمل آ پہنچا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ بقرا خاں نے پہنچ کر اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے حمویہ کو اس سے مطلع کیا۔ حمویہ نے اس کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کو امن دینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ بقرا خاں نے لیلیٰ بن نعمان کو قتل کر کے اس کا سر دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا۔ جس وقت قراتکین جرجان واپس آیا۔ فارس نے اپنے پرانے آقا سے امن کی درخواست کی۔ قراتکین نے امن نہ دیا اور اسے قتل کر کے جرجان لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشودان: سرخاب بن دہشودان دیلمی اطروش اور اس کے لڑکوں کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن ناصر کے ہاتھ پر طبرستان اور استرآباد میں بیعت کی اس کی فوج کا نامور اور ایک بااثر سپہ سالار تھا۔ جس وقت قراتکین لیلیٰ بن نعمان کے قتل کے بعد جرجان سے واپس ہوا تو ابوالحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشودان نے جرجان پر حملہ کیا اور قابض ہو گیا ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن سامان نے یہ سن کر چار ہزار سواروں کی جمعیت سے سیجور دوانی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی سیجور نے فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا کر مقابلہ کیا اور

لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جب سرخاب کمین گاہ سے نکل آیا سیجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سرخاب کو شکست ہوئی۔ ابوالحسن بھاگ کر استرآباد پہنچا۔ سرخاب باقی ماندہ فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر سیجور نے جرجان کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

ماکان بن کالی: اس کے بعد سرخاب مر گیا اور ابوالحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اور سرخاب کی جگہ ماکان بن کالی کو مامور کیا یہ سرخاب کا چچازاد بھائی تھا۔ محمد بن عبیداللہ بلعمی اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ سیجور نے ماکان پر محاصرہ ڈال دیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جب محاصرہ سے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محصورین نے کچھ مال دے کر ماکان سے مصالحت کر لی۔ ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا۔ ساریہ سے ثمایہ سے استرآباد چلا آیا۔ سامانیوں نے ان ملکوں پر بقراخاں کو مامور کیا ماکان نے موقع پا کر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بقراخاں اپنے ہمراہیوں کے پاس نیشاپور چلا آیا۔

اسفار بن شہرویہ: اسفار بن دیلم کے سرداروں میں اور ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ نہایت بداخلاق، ظالم اور تندی مزاج تھا۔ ماکان نے اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار بہاں پریشان بکر بن محمد الیسع والی نیشاپور کے پاس چلا گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مامور کیا اور جرجان فتح کرنے کے لئے اسے منتخب کیا۔ ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کر رکھا تھا۔ اس نے ابوعلی بن اطروش کو کسی شبہ کے باعث جرجان میں اپنے مکان میں قید کر رکھا تھا۔ ایک روز شب کے وقت ابوعلی کے قتل پر آمادہ ہوا۔ اس کی خواب گاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھ پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعلی بن اطروش) کو کامیاب کر دیا اس نے ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت کی کرسی پر بٹھایا اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشیہ کو سردار بنایا اور اسفار بن شرویہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور بلا بھیجا چنانچہ اسفار نے بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعلی کی طرف کوچ کیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان اور اس کے گرد و نواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔ طبرستان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور اسے بھی اس کے قبضہ سے نکال کر اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار اور ماکان کی جنگ: اس اثناء میں ابوعلی بن اطروش اور سپہ سالار فوج علی بن خرشیہ مر گیا۔ اسفار تنہا طبرستان کا مالک بن گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے انہی دنوں جرجان پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ماکان طبرستان کی جانب واپس ہوا اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہوئی، ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار نے جرجان میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ بکر بن محمد الیسع نے وفات پائی اور سعید بن نصر نے اسے ۳۱۸ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر سعید بن سامان نے زمانہ خلافت مقتدر میں رے پر قبضہ حاصل کیا اور محمد بن علی صعلوک کو اس کی حکومت عنایت کی۔

ماہ شعبان ۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا۔ حسن داعی کی تحریک سے اسفار والی جرجان ین مرداویج بن زیار کو جو کہ ملوک جبل سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا طبرستان پر چڑھائی کی اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ: جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کیا تو مرداویج اس کے ہمراہ تھا۔ رے پر ان دنوں ابن صعلوک حکومت کر رہا تھا۔ اسفار نے رے کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد قزوین' زنجان' ابہر' قم اور کرخ وغیرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اس کے ساتھ تھا۔ جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر لیا اور جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تو ماکان اور حسن داعی نے سفار پر چڑھائی کی۔ مقام ساریہ میں فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگا حسن داعی مارا گیا۔

حسن داعی کا خاتمہ: شکست کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی دیلم کو منکرات اور ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی تاکید کیا کرتا اور احکام شرعیہ کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا۔ یہ امر دیلم کو ناگوار گزر رہا تھا آپس میں مشورہ کیا کہ حسن داعی کی جگہ ابوالحسن بن اطروش کو اور ماکان کی ہزبر (مرداویج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے چنانچہ امداد کے حیلہ سے ہزبر میدان کو دامغان سے بلایا۔ یہ احمد طویل کے پاس دامغان میں تھا جب ہزبر میدان جرجان میں پہنچا تو حسن داعی اسے اور دیگر سپہ سالاران دیلم کو محل سرا لے گیا اور سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جاں باختہ سازش کرنے والوں کے مال و اسباب کو لوٹ لو۔ دیلم کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وقت کے منتظر رہے۔ جب اسفار سے ابن سامان کے اراکین دولت کو بھی ملا لیا۔ ابن سامان اس شرط سے واپس ہوا کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اسفار آئندہ ہمیشہ مطیع رہے۔ اسفار نے بھی ان شرطوں کو قبول کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ اسفار نے ابن سامان کی واپسی کے بعد اہل رے پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کئے اور ان پر ظلم و ستم کرنے لگا اہل قزوین کو لٹوایا اور ان پر دیلم کو مامور کیا جس سے ان لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

اسفار اور مرداویج: مرداویج بن زیار اسفار کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا۔ رعایا کو بے حد شکایتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس نے مرداویج کو اپنی اطاعت کا پیام دے کر سمیران ..... طرحاکم آذربائیجان کے پاس روانہ کیا۔ مرداویج کے روانہ ہونے کو تو روانہ ہو رہا تھا مگر اسفار کے ظلم اور عوام الناس کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنے کی وجہ سے رک گیا۔ اسفار کو یہ امر ناگوار گزرا' مرداویج پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ سرداران لشکر نے بھی مشورہ دے دیا۔ جن میں اس کا وزیر معروف بہ محمد بھی تھا۔ چنانچہ اسفار سپہ سالار کے ساتھ مرداویج کی طرف بڑھا۔ مرداویج کو اس کی خبر ہو گئی۔ رے کی طرف چلا گیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسے اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔

اسفار کا خاتمہ: چنانچہ ماکان فوجیں آراستہ کر کے اسفار کی طرف بڑھا۔ اسفار یہ سن سے بھاگ کر بست پہنچا' پھر رے کی طرف سے قلعہ موت کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ اس کے ساتھ اہل و عیال اور خزانہ تھا' اس تگ و دو میں اس کے بعض ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور مرداویج کو اس کی خبر کر دی۔ مرداویج اسفار کی طرف بڑھا اور اپنے ایک دوسرے سپہ سالاروں کو بھیجا۔ اسفار نے ملاقات کی اور ان سپہ سالاروں کا حال دریافت کیا جنہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ان لوگوں نے ظاہر

کیا کہ مرداویج نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اسفار کے بے حد خوشی ہوئی اس کے بعد موقع پا کر مرداویج کے بھیجے ہوئے سپہ سالار نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداویج کے پاس پہنچا دیا۔ مرداویج نے اسے رے میں قید رکھنا چاہا لیکن ہمراہیوں نے اسفار کے مکر و فریب کی وجہ سے اختلاف کیا۔ مرداویج نے اسفار کو قتل کر ڈالا اور رے کی طرف لوٹ گیا۔

مرداویج کی فتوحات: اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداویج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف و جوانب پر پھر حملے شروع کر دیئے۔ قزوین، رے، ہمدان، کنکور، دینور، وجرد، قم، قاسان، اصفہان اور خیر باد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اور استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ دماغ میں غرور و تکبر پیدا ہو گیا، سونے کے تخت پر بیٹھا، تاج پہنا۔ اس کے سپہ سالار چاندی کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ لشکر کو کچھ فاصلے پر کھڑے ہونے کا حکم دیا، حاجب مقرر کئے۔

طبرستان پر قبضہ: تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ مرداویج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا اور اسفار مار ڈالا گیا تھا۔ اس سے مرداویج کے قدم حکومت و سلطنت پر نہایت مضبوطی سے جم گئے۔ طبرستان اور جرجان کے قصد سے ۳۱۶ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اصفہلان کو زمام حکومت دی اور اس کی فوج پر ابوالقاسم کو مامور کیا۔

فتح جرجان: ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع تھا۔ طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ نکلا۔ مرداویج نے جرجان پر قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم مذکور کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب لوٹا، ابوالقاسم بھی آ ملا۔ والیٔ اصفہان کو شکست ہوئی۔ غرضکہ رفتہ رفتہ ان تمام شہروں پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا۔ ماکان نے نیشاپور جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد کا طالب ہوا۔ چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے مرداویج کی طرف بڑھا۔ ابوالقاسم نے ان دونوں کو شکست دی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے۔ اس کے بعد ماکان نے دامغان کا رخ کیا۔ ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اسے مار بھگایا۔ مجبوراً خراسان آیا۔

ہمدان اور بلادِ جبل کی تسخیر: جس وقت مرداویج نے بلاد رے پر قبضہ کر لیا۔ دیلم چاروں طرف سے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ مرداویج نے انہیں انعامات دیئے۔ وظائف مقرر کئے۔ فوجوں کی تعداد بڑھ گئی۔ جس کے باعث آمدنی کافی ہو گئی۔ قرب و جوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج اپنے بھانجا کی ماتحتی میں روانہ کی اس وقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا۔ خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی دونوں فریقوں میں معرکۂ کارزار گرم ہو گیا۔ شاہی فوج نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔ سینکڑوں ہزاروں دیلمی مارے گئے۔ مرداویج کا بھانجا بھی اس معرکہ میں کام آ گیا۔ مرداویج کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر چڑھ آیا۔ خلافت مآب کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مرداویج بزور تیغ ہمدان میں گھس پڑا۔ کشت و خون کی کوئی حد نہ رہی اور اہل ہمدان کو بہت بڑی طرح پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لے گئے، لونڈی غلام بنا لیا اس کے بعد لوگوں کو امن دیا۔ خلیفہ مقتدر کی فوجیں جمع ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الحال سپہ سالار فوج تھا۔ ہمدان کے باہر فریقین صف آرائی کی۔ مرداویج نے انہیں بھی شکست دی۔ ہمدان کے علاوہ بلادِ جبل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک سپہ سالار کو دینور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے دینور بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ مرداویج کا لشکر قتل و غارت کرتا ہوا حلوان تک پہنچ

گیا' مال واسباب سونا چاندی اور قیدیوں سے مالا مال ہو کر واپس ہوا۔

یشکری کا قتل: یشکری بھی دیلمی اور اسفار کے ہمراہیوں سے تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر کے ہارون بن غریب الحال کی فوج میں داخل ہو گیا تھا۔ جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداویج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے یشکر کو نہاوند' مال اور کمک لینے کے لئے بھیجا۔ یشکری نے نہاوند پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مال اور سامانِ جنگ درست کر کے فوجیں مرتب کر لیں اور اصفہان پر دھاوا کر دیا' اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا۔ یہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ یشکری نے اسے شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرونِ شہر قیام کیا۔ یشکری یہ خیال کر کے میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس گیا۔ احمد بن کیغلغ نے اسے پہچان لیا' جونہی قریب آیا ایک وار سے ختم کر دیا۔ اس واقعہ سے اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ پھر اصفہان آ گیا۔

اصفہان پر قبضہ: آخر ۳۱۹ھ میں مرداویج نے ایک فوج اصفہان سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی محل سرا کو از سرِ نو بنوایا۔ جس میں مرداویج نے آ کر قیام کیا۔ اس وقت اس کی فوج کی تعداد چالیس پچاس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ فتح اصفہان کے بعد اہواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اہواز اور خراسان بھی مرداویج کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد مرداویج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں کے قبضہ کے عوض دو لاکھ دینار سالانہ حاضر کروں گا۔ خلیفہ نے اسے منظور کر لیا' ہمدان اور ماہ کوفہ میں جاگیر عطا کی۔

دشمگیر اور مرداویج: ۳۱۶ھ میں مرداویج نے اپنی فوج سے ایک ایلچی اپنے بھائی دشمگیر کو لانے کیلئے روانہ کیا چنانچہ ایلچی نے دشمگیر کے پاس پہنچ کر مرداویج کا پیغام پہنچایا اور جاہ وجلال کے حالات بتلائے' دشمگیر کو اس سے بے حد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداویج کی حرکات کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھا یہی وجہ تھی کہ دیلم اور طبرستان کے علویوں کے ہواخواہوں میں سے تھے اور مرداویہ نے خلافتِ بغداد کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ایلچی دشمگیر کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ دشمگیر اپنے بھائی سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ قزوین پہنچا اور مرداویج سے ملاقات ہوئی۔ مرداویج نے تبادلۂ خیال کے بعد اسے سیاہ کپڑے پہنائے اور اپنے پاس ٹھہرایا دشمگیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ تھا اس وجہ سے ملک کی خوشحالی بڑھ گئی رعایا اور سرسبز ہو گئی۔

مطرف بن محمد کا قتل: ابوبکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا سپہ سالار تھا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا مرداویج خراسان اور اہواز کی مہم سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا اور رے سے فوجیں آراستہ کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ ابوبکر مظفر جرجان سے امداد کی غرض سے نیشاپور چلا آیا۔ اس زمانہ میں نیشاپور میں سعید بن نصر بن سامان بھی موجود تھا۔ ابوبکر مظفر نے حاضر ہو کر حالات عرض کئے سعید بن نصر نے مرداویج کے مقابلہ پر کمر باندھی۔ محمد بن عبداللہ بلعمی سپہ سالار ابن سامان نے مرداویج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط وکتابت شروع کی اور کچھ دن بعد اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مرداویج کو اسکی خبر ہو گئی اس نے اپنے وزیر کو مار ڈالا۔

مرداویج اور سعید بن نصر میں مصالحت: تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداویج کے پاس ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی' تمہیں سعید بن سامان کے مقابلہ پر نہ آنا تھا' اس کے حقوق اور احسان تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان سے اتر آؤ میں تمہیں رے میں بہت سا سامان اور روپیہ دلوا دوں۔ مرداویج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا۔ جرجان سے واپس آیا۔ فریقین میں صلح ہو گئی۔

باب : ۱۵

دولتِ بنی بویہ

بنی بویہ کی ابتدا: بنی بویہ تین بھائی تھے' عماد الدولہ ابوالحسن علی' رکن الدولہ حسن اور معز الدولہ ابوالحسن احمد۔ ان سب میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بڑا تھا۔ جس وقت ان لوگوں نے ممالک اسلامیہ کے صوبوں پر قبضہ حاصل کرلیا اور خلافت کی طرف سے انہیں عنان حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے انہیں ان القاب سے مخاطب کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے دارالخلافت میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبالیا تھا جیسا آپ آگے پڑھیں گے۔

ابوشجاع بویہ بن فناخس: ان کے باپ کا نام شجاع بن بویہ فناخس تھا۔ ان کے نسب میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے ابو نصر بن ماکولا نے انہیں کوہی شیر زیک اصغر بن شیر کوہ بن شیر زیک اکبر بن سران شاہ بن شیر قند بن سیمان شاہ بن سیرین فیروز بن شروزیلی بن سنساد بن بہرام جور کی طرف منسوب کیا ہے ان کا بقیہ نسب ملوک فارس کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا دعوے ہے کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار کی آخری تاجدار فارس کی اولاد سے تھے۔ سچی بات تو یہ یہ کہ نسب نامہ بنایا ہوا ہے وہی شخص اس کا قائل ہوگا جو نسب سے واقف نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے اس نسب نامے کے ذریعے اپنے کو بااثر بنانا چاہا تھا۔ اگر وہ لوگ نسباً دیلم میں داخل اور شامل نہ ہوتے تو انہیں ان پر ریاست وسرداری ہرگز حاصل نہ ہوتی۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے امور مخفی ہو جاتے ہیں۔ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف' ایک قوم دوسری قوم میں نسب منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جس کی طویل مدتیں گزر جائیں اگلی نسلیں فنا ہو جائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہو جائیں بنی بویہ سے یزدجرد اور حکومت فارس کے خاتمہ تک تین سو برس کا زمانہ ہوتا ہے جس میں سات یا آٹھ گروہ گزرے جن میں ان کے نسب مل جل گئے۔ پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہوگئیں۔ ایسی حالت میں ایسے طویل زمانہ میں نسلوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سلجھ سکتی ہے اور اگر ہم اس امر کو تسلیم کرلیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک ظاہر طور سے مل جاتا ہے تو اس طرح دیلم پر ان کی ریاست وسرداری قائم نہیں ہو سکتی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان کے انساب محفوظ نہیں رہے اور ضائع ہوگئے۔ واللہ اعلم۔

بنو بویہ دیلم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے۔ ان کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابوشجاع فقیر تھا۔ اس نے ایک روز سب میں یہ خواب دیکھا کہ ''میں پیشاب کر رہا ہوں اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہوگئی پھر یہ آگ بڑھی بلند ہوئی اور آسمان تک پہنچی پھر اس کی تین شاخیں ہوگئیں' ہر ایک شاخ سے متعدد

شاخیں نکلیں ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی'۔ ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابوشجاع کے تینوں لڑکے ملک میں حکومت کریں گے۔ ان کا ذکر تمام دنیا میں پھیل جائے گا جیسا کہ آگ بلند ہوئی تھی اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد بادشاہ ہوں گے۔ ابوشجاع کو یہ امر دور از قیاس معلوم ہوا کیونکہ غربت کی حالت میں تھا تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے۔ ابوشجاع نے ان کی پیدائش کے اوقات بتلائے۔ تعبیر کرنے والا منجم بھی تھا۔ اس نے ان تینوں لڑکے کے زائچے درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت و ریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے اور بادشاہت کریں گے۔

بنو بویہ اور ماکان: جب سپہ سالاران دیلم' لیلیٰ' ماکان' اسفار اور مرداویج وغیرہم نے ملک گیری کے ارادے سے خروج کیا اور تمام ممالک میں پھیل گئے ہر ایک سپہ سالار کے ساتھ دیلم اور ان کے رؤساء اور متبعین کا ایک گروہ تھا بنو بویہ بھی ان لوگوں کے ہمراہ نکلے' ماکان کے اسٹاف میں داخل ہوئے پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداویج نے اس کو پے در پے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے نکال باہر کیا تو شکست کھا کر نیشاپور چلا آیا۔ بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا قصد کیا۔ اجازت طلب کی اور یہ عرض کی کہ ہم لوگ آپ سے تخفیف مصارف کے خیال سے علیحدہ ہوتے ہیں جس وقت آپ کا نظام حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ پھر حاضر خدمت ہو جائیں گے۔ ماکان نے اجازت دی۔

بنو بویہ اور مرداویج: چنانچہ بنو بویہ مرداویج کے پاس چلے آئے۔ ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے سرداروں کا ایک گروہ بھی چلا آیا۔ مرداویج نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا ہر ایک کو اپنے ممالک مفتوحہ میں سے ایک ایک طرف کا حاکم بنایا۔ عہد نامے لکھ دئے' علی ابن بویہ کو کرخس کی عنان حکومت سپرد کی چنانچہ بنو بویہ رے چلے آئے۔ اس وقت رے میں دشمگیر بردار مرداویج موجود تھا اس کا وزیر حسین بن محمد عمید پدر ابوالفضل بھی تھا ابوی بنو بویہ اپنے علاقہ بلاد میں نہ گئے تھے کہ مرداویج نے اپنے بھائی دشمگیر اور اس کے وزیر عمید کو لکھ بھیجا کہ ان پناہ گزین سرداروں کو میرے پاس بھیج دو چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے تھے' اس وجہ سے عمید نے بنو بویہ کو مرداویج کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسی وقت اپنے مقبوضہ صوبہ کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو چنانچہ بنو بویہ تو اپنے علاقے کی جانب چلے گئے' اس کے دوسرے دن دشمگیر نے بقیہ سالاروں کو مرداویج کے پاس بھیج دیا اور مرداویج نے عہد نامے واپس لے لئے بنو بویہ کی بابت اراکین دولت نے رائے دی کہ انہیں بحال رہنے دیجئے' ان لوگوں کو واپس بلانے یا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں اندیشۂ فساد ہے مرداویج نے ان سے تعرض نہ کیا۔

عماد الدولہ ابوالحسن علی: جس وقت عماد الدولہ کرخ پہنچا اور اس کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کے نظم و نسق کو جیسا کہ چاہئے درست کیا۔ سمجھداری سے امور سلطنت کو سنبھالا۔ رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا' حرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی اور ان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ہاتھ آیا جسے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔ اس سے لوگوں کی زبانوں پر اس کا ذکر خیر جاری ہو گیا۔ اس کے حسن اخلاق اور داد و دہش کا تمام آفاق میں شہرہ ہو گیا۔ گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداویج کو اس سے مطلع کیا' مرداویج کو اس خبر سے فکر پیدا ہو گئی۔

طبرستان سے رے آیا اور اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو ملا لیا۔ یہ لوگ عماد الدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔

عماد الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: مرداویج کو شبہ پیدا ہوا۔ عماد الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تم ان سپہ سالاروں کو میرے پاس بھیج دو۔ عماد الدولہ نے انہیں اس پیام سے مطلع کیا اور اس سے جدا ہونے کی رائے دی۔ یہ لوگ مرداویج کے پاس نہ گئے اور اس سے علیحدہ ہو گئے اس پر طرہ یہ ہوا کہ مرداویج کے سپہ سالاروں میں سے شیرزاد نامی سپہ سالار عماد الدولہ سے آ ملا۔ جس سے عماد الدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی' اصفہان کا قصد کیا۔ مظفر بن یعقوب خلیفہ قائز کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار جنگ آور اس کے پاس تھے اور محکمۂ مال پر ابوعلی بن رستم مامور تھا عماد الدولہ نے پیام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالے کر دو مظفر نے انکاری جواب دیا اس اثناء میں ابوعلی بن رستم مر گیا۔ مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل کر مدافعانہ حملہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا' دیلم اور جبل کے جس قدر سردار تھے سب نے عماد الدولہ کی حکومت قبول کر لی اور اس کو حاصل کر کے چلے آئے عماد الدولہ نے نوسو کی جمعیت سے حملہ کیا اور مظفر کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

عماد الدولہ اور مرداویج: جس وقت مرداویج کو واقعۂ اصفہان کی خبر لگی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے غصہ سے کانپ اٹھا عماد الدولہ کو اس وقت دھوکہ دینے کی راہ سے خط لکھا۔ تم میری اطاعت سے منحرف نہ ہو' میں بے شمار فوج سے تمہاری مدد کروں گا تم اپنے ممالک مقبوضہ میں میرے نام کا خطبہ پڑھو میں تمہیں اپنی طرف سے ان علاقوں پر مامور کرتا ہوں۔ خط کی روانگی کے بعد ایک بڑی فوج اپنے بھائی دشمگیر کی ماتحتی میں عماد الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور اپنی اس تدبیر سے مطمئن ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) اس چال کو تاڑ گیا۔ دو مہینہ بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کر کے ارجان کی جانب کوچ کیا۔ ابوبکر بن یعقوب اس کا گورنر تھا عماد الدولہ کی آمد کی خبر پا کر ارجان چھوڑ دیا۔ عماد الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ والی شیراز کو اس کی اطلاع ہوئی۔

عماد الدولہ کا نوبندجان پر قبضہ: شیراز پر اس وقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا یہ نہایت ظالم اور بداخلاق تھا۔ اس کے ظلم وستم سے اہل شیراز نالاں تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے کچھ پس وپیش کیا اتنے میں اہل شیراز کا طلبی کا دوسرا خط آ گیا اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت سے مصالحت کا نامہ و پیام ہو رہا ہے اس سے قبل کہ یہ دونوں متفق ہوں تم بہت جلد شیراز پر آ کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں نوبندجان کی جانب قدم بڑھائے یاقوت کا مقدمۃ الجیش دو ہزار کی جمعیت لے مقابلہ پر آیا۔ جس میں اس کی قوم کے نامی نامی سور ما تھا۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی نوبندجان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمۃ الجیش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگا۔ یاقوت اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی فوج لے کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ عماد الدولہ نے نوبندجان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو گازرون وشیرہ صوبجات کی طرف بڑھنے کا حکم دیا' یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا رکن الدولہ نے انہیں شکست دے کر ان صوبجات پر قبضہ کر لیا۔ نظم ونسق درست کر کے مالگذاری واصول کی اور بہت سا مال واسباب لے کر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آیا۔

عماد الدولہ اور یاقوت کی جنگ: ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول ہو گیا۔ ایک دوسرے کی امداد کا عہد و پیمان ہوا۔ دشمگیر فوجیں لے کر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان دونوں کے مل جانے سے خائف ہو کر نوبندجان چھوڑ کر اصطخر گیا اور پھر اصطخر سے بیف کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اس کے تعاقب میں تھا بڑھ کر کرمان کر پل پر قبضہ کر لیا اور راستہ روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کیا۔ ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا' معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند سرداران لشکر امن حاصل کر کے یاقوت کے پاس چلے آئے' یاقوت نے ان لوگوں سے بدعہدی کی سب کو مار ڈالا۔

یاقوت کی شکست: اس سے عماد الدولہ کے بقیہ سرداران لشکر پر بہت برا اثر پڑا سب نے مرنے اور مارنے اور مر جانے پر کمریں باندھیں۔ یاقوت نے پیادوں کی فوج لے کر عماد الدولہ پر حملہ کیا۔ لشکر کے آگے آگ پھینکنے والوں کا گروہ تھا جب ان لوگوں نے نفط کے شیشوں میں آگ لگا کر فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا تو ہوائے مخالف نے اسے لوٹا دیا اور یاقوت ہی فوج پر گرا دیا پریشان ہو کر بھاگے۔ عماد الدولہ کے لشکریوں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ یاقوت نے ایک مقام پر چڑھ کر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا' چار ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے چونکہ عماد الدولہ کے فوجی لوٹ میں مصروف تھے یاقوت نے پھر حملہ کر دیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس امر کا احساس کر کے غارت گری چھوڑ کر بھڑ گیا یاقوت کو دوبارہ شکست ہوئی انتہائی بے سروسامانی سے بھاگا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے پامال کرنے لگا فخر الدولہ احمد بن بویہ نے اس معرکہ میں نہایت مردانگی سے کام لیا' بڑے بڑے نمایاں کام کئے' اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال تھی۔ سبزہ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔

سواد کا تاراج: اس کامیابی کے بعد فتح مند گروہ نے سواد کا رخ کیا اسے بھی تاخت و تاراج کر کے ایک گروہ کو قید کر لیا ابن بویہ نے ان لوگوں کو رہا کر کے اختیار دے دیا کہ چاہیں قیام کریں اور چاہیں چلے جائیں ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کیا ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کئے اس کے بعد شیراز پر چڑھائی کی اہل شیراز نے امن کی درخواست کی۔ ابن بویہ نے امن دیا اور منادی کرا دی کہ کوئی شخص کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے۔ غرض رفتہ رفتہ تمام بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سلوک کی وجہ سے دارالامارت کے خزانوں' یاقوت کی امانتوں اور بنو صفار کے ذخیروں کا پتہ بتلا دیا' ابن بویہ نے اسے برآمد کر کے اپنی فوج میں تقسیم کیا جس سے ان لوگوں کی فقر و فاقہ کی تکلیفیں رفع ہو گئیں اور اپنے خزانہ کو بھی پُر کر لیا۔

دشمگیر کا اصفہان پر قبضہ: ملک کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خلیفہ راضی اور اس کے وزیر السلطنت ابوعلی بن مقلہ کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی کہ مجھے اس بلاد کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ دینار سالانہ خزانہ عامرہ میں داخل کیا کروں گا۔ دارالخلافت سے درخواست منظور ہو گئی خلعت اور لواء بھیجا گیا۔ محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جب کہ خلیفہ قاہر نے اپنے کو معزول کر لیا تھا اور تخت خلافت پر خلیفہ راضی متمکن ہوا تھا۔ اصفہان چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بلا امیر کے رہا اس کے بعد دشمگیر نے آ کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابن بویہ کے بلاد فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداویج تک

پہنچی تو اس نے نظم ونسق کی غرض سے اصفہان کی طرف کوچ کیا اور اپنے بھائی دشمگیر کو رے کی جانب بھیج دیا۔

ماکان کا رے پر قبضہ: حکومت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۶ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی سعید نے اسی سنہ میں ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے کرمان پر قبضہ کرلیا اور بنی سامان کی حکومت قائم ہوگئی۔

ابوعلی بن الیاس سعید کے سرداروں میں سے تھا کسی بات پر سعید نے ناراض ہو کر قید کر دیا۔ پھر بلعمی کی سفارش سے رہا کیا گیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کیا جب اس کے بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی تو ابوعلی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا نیشاپور سے کرمان چلا آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ سعید کرمانی نے ماکان کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا چنانچہ ماکان نے ابوعلی محمد بن الیاس کو رے سے نکال دیا ابو علی نے دینور جا کر قیام کیا اور ماکان حکومت بنی سامان کی ماتحتی میں کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

ترکوں کی مرداویج سے برہمی: جب مرداویج کی حکومت کو استحکام ہوگیا اور اس کا دوسرا مقابل نہ رہا تو غرور ونخوت کی ہوا دماغ میں سمائی۔ حکومت پر اترا گیا ظلم وستم پر کمر باندھ لی' کسرائے فارس کا مرصع تاج زیب کیا سونے کی کرسی پر بیٹھا سرداران لشکر چاندی کی کرسی پر بیٹھے۔ عراق' مدائن اور کسریٰ کے محلات فتح کرنے کا قصد کیا اور اپنے کو شاہ کے لقب سے مخاطب کرنے کا حکم دیا اس کی ایک فوج ترکوں کی تھی جس کے ساتھ وہ نہایت برے برتاؤ کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود رکھ چھوڑے تھے اس وجہ سے ان لوگوں میں بددلی پیدا ہوگئی تھی۔

شب میلاد: دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جا کر تمام پہاڑوں پر آگ روشن کرتے طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے یہ اس شب کو وہ بقعہ الوفود کہا کرتے تھے چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداویج شب میلاد ۳۲۳ھ میں جبال واصبہان پر گیا پہاڑ پر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے دو ہزار چیل اور کوے پکڑ کر ان کے پیروں میں روغن نفط لگا کر چھوڑ دیئے تاکہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باقی نہ رہے غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے بنائے گئے۔ ایک سو اونٹ' دو سو گائیں' تین ہزار بھیڑیں' دس ہزار مرغیاں اور بہت سے پرندے طرح طرح کے حلوہ جات کھانے کے لئے تیار کئے گئے' مجلس شراب ورقص منعقد کی گئی۔

مرداویج کا قتل: شام کے وقت مرداویج دیکھنے کی غرض سے سوار ہوا۔ انتظام پسند نہ آیا۔ منتظم پر بگڑ پڑا لوٹ کر خیمہ میں آ گیا اور سو گیا۔ سرداران لشکر میں اس کی موت کی خبر اڑ گئی' اس کا وزیر عمید خیمہ میں دوڑا آیا اور اسے جگایا لوگوں کے خیالات بتائے۔ مرداویج خیمہ سے باہر آیا دستر خوان پر بیٹھا چند لقمے کھا کر اپنے خیمہ میں واپس آیا تین روز تک اصفہان سے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا لیکن کسی سے نہ ملا چوتھے اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا آیا اور اپنے محل میں قیام کیا سوار اور پیادے دروازہ پر آ کر جمع ہو گئے گھوڑوں کے ہنہنانے اور اچھلنے کودنے سے ایک شور سا برپا ہوگیا مرداویج کو ناگوار گزرا غصہ سے کانپنے لگا۔ دریافت کیا' یہ گھوڑے کس کے ہیں اور غل کیوں ہو رہا ہے؟ خادموں نے گزارش کی کہ یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کی غرض سے آئے ہیں گھوڑوں کو سائیسوں کے ہاتھ چھوڑ دیا ہے اس لئے شور وغل ہو رہا ہے۔ مرداویج

نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چارجامے اور زینیں کھول کر انہیں ترکوں کے کی پیٹھوں پر باندھ دیے جائیں اور گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندھ دیئے جائیں جو شخص اس سے انکار کرے وہ مار ڈالا جائے اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لے جا کر اصطبل پہنچا دیا۔ اس سے ترکوں کے دل کو بے حد صدمہ پہنچا سب نے اتفاق کر لیا کہ جس وقت مرداویج حمام میں جائے مار ڈالا جائے۔ کورتکین باڈی گارڈ کا سردار تھا خواب گاہ اور حمام کی حفاظت یہی کرتا تھا۔ اس واقعہ سے ہم قوم ہونے کی وجہ سے اسے بھی ناراضگی پیدا ہوگئی' مزید برآں مرداویج نے اسے نکال بھی دیا تھا۔ اس واقعہ کے دوسرے مرداویج حمام کرنے گیا۔ مرداویج کی حفاظت کے لئے کورتکین حمام میں نہ گیا ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا۔ خادموں نے مرداویج کے ہتھیار چھپا دیئے خنجر کی دھار توڑ دی حمام کے دروازے بند کر دیئے چھت پر چڑھ گئے اور چھت توڑ کر چاروں طرف سے پتھر برسانے لگے۔ مرداویج غضب ناک ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگا مگر کچھ نہ بن پڑتا تھا جب زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر گھس آئے اور تکہ بوٹی کر ڈالی۔

ترک اُمراء: اس مہم کا جس نے بیڑا اٹھایا تھا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا جس میں توزون بھی تھا یہ وہی شخص تھا جو اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ یارق بن بقراخاں ' محمد بن نیال ترجمان اور تحکم وغیرہم سازشیوں کے بڑے سرداروں میں داخل تھے یہ وہی تحکم ہے جسے توزون سے پہلے امیر الامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

دشمکیر بن زیار کی امارت: مرداویج کے بعد ترکوں نے اس کے ہمراہیوں اور محلسرا کا قصد کیا سارا سامان و اسباب لوٹ کر بھاگ گئے۔ دیلم اور جبل شہر میں تھے اس خبر کو سن کر سوار ہوئے اور تعاقب کیا۔ لیکن انہیں نہ پا سکے صرف وہی ہاتھ آئے جن کے گھوڑے اڑے گئے تھے۔ انہوں نے ان کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا پھر ترک خزانہ لوٹنے کی غرض سے واپس ہوئے لیکن چونکہ وزیر السلطنت عمید نے خزانے کے چاروں طرف آگ روشن کر دی تھی اس وجہ سے ناکام واپس ہوئے اس کے بعد دیلم اور جبل نے جمع ہو کر رے میں مرداویج کے بھائی دشمکیر بن زیار کی بیعت کی اور مرداویج کا جنازہ اٹھا کر لے چلے دشمکیر اور اس کے سرداروں نے پیادہ پا چار کوس سے استقبال کیا لشکر اہواز نے بھی حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اہواز میں یاقوت اکیلا رہ گیا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور دشمکیر نے اپنے بھائی مرداویج کے بلاد پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا جرجان کو بھی لے لیا۔ تمام دیلم اور جبل کا بھی مسلمہ سردار ہوا۔

ابوعلی بن الیاس: سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن کالی حاکم کرمان کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کے لئے لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف قدم بڑھائے پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامغان اور رے پر حملہ کیا دشمکیر کے سرداروں نے ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا۔ ماکان کو شکست ہوئی نیشاپور جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ آخری ۳۲۳ھ کا ہے۔ اس کے بعد نیشاپور کی حکومت.....

.....اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا ابوعلی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے بعد کرمان پر چڑھائی کر دی۔ سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر ایک طویل جنگ کے بعد ابوعلی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوگئی اور کرمان پر قابض ہو گیا۔

ابن رائق اور ترک: جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا وہ اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ جو قلیل تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلا گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جبل کی طرف چلا گیا اور تحکم سے جا ملا۔ ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کیا پھر نہروان کی جانب روانہ ہوئے خلیفہ راضی کی خدمت میں عرض داشت بھیجی۔ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی خلیفہ راضی نے اجازت دے دی لیکن خدام دربار خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دارالخلافت بغداد آنے سے روک کر بلاد جبل کی طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے عنایت کئے وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے۔ ابن رائق سے خط و کتابت شروع کی۔ ابن رائق ان دنوں واسط اور بصرہ کا حاکم تھا چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر تحکم کو سردار بنایا پھر ان ترکوں سے خط و کتابت کی جو مرداویج کے پاس رہ گئے تھے۔ ان میں سے یہی ایک بڑی جماعت ان سے آملی۔ ان لوگوں نے بھی تحکم کی ماتحتی میں بھیج دیا اور راقی کے لقب سے ان کو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتابت میں لکھا جائے۔

باب : ۱۶

رکن الدولہ حسن بن بویہ

معز الدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ: عماد الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا چنانچہ معز الدولہ ایک جرار فوج لے کر ۳۲۴ھ میں کرمان کی طرف بڑھا اور سیرجان پر قابض ہو گیا ابراہیم بن سیکور ابن سامان کا سپہ سالار محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ معز الدولہ کے آنے کی خبر پا کر محاصرہ اٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر کرمان و بجستان کے درے کے راستے سے قم کا راستہ لیا' اس اثناء میں معز الدولہ جیرفت کے قریب گیا جیرفت کرمان کا ایک قصبہ تھا' علی بن الوالزنجی معروف بہ علی کلونہ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے علی بن کلونہ اور اس کے اسلاف اس اطراف کے حکمران تھے ایک مدت سے ان کا قبضہ چلا آتا تھا۔ امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے اور سالانہ خراج دیا کرتے تھے' غرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیام عرض کیا اور اس کا مرسلہ روپیہ پیش کیا معز الدولہ نے جواب دیا کہ میں اسے اسی وقت قبول کروں گا جب جیرفت میں داخل ہوں گا جب جیرفت میں داخل ہوا تو علی بن کلونہ سے مصالحت کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔

معز الدولہ اور علی بن کالونہ کی جنگ: علی بن کالونہ اس وقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا معز الدولہ کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ علی بن کلونہ کو کسی حیلہ سے طلب کر کے گرفتار کر لینا چاہئے' معز الدولہ اس پر آمادہ ہو گیا۔ علی بن کلونہ کے جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ علی بن کلونہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت معز الدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا۔ ان لوگوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چند ہمراہی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے معز الدولہ کے کاری زخم لگے بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئی۔ مقتولین میں دب کر رہ گیا۔ یہ خبر جیرفت پہنچی۔ سارے ہمراہی اور فوجی بھاگ گئے۔ علی بن کلونہ مقتولین کو دیکھنے کے لئے آیا معز الدولہ کو مقتولین سے اٹھا کر لے گیا۔ طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا اس کے بھائی عماد الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے معذرت کی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار و اقرار کیا عماد الدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا باہم مصالحت ہو گئی۔

محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی جنگ: آپ کو یاد ہو گا کہ محمد بن الیاس نے محاصرہ سے نکل کر کرمان و بجستان کے درہ کی راہ سے قم کا راستہ لیا تھا قم پہنچ کر کچھ روز قیام کیا پھر وہاں سے بجستان واپس آیا اور بجستان سے شہر جنابہ کی طرف روانہ

ہوا معز الدولہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور فتحیاب ہو کر علی بن کلونہ پر چڑھائی کر دی دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلونہ کو شکست ہوئی' اس کے ہمراہی نہایت سختی سے پامال کئے گئے۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی لڑائیوں اور شکست کے حالات لکھ بھیجے۔ عماد الدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیج کر معز الدولہ کو فارس سے بلوا لیا چنانچہ معز الدولہ اس کے پاس اصطخر میں مقیم رہا یہاں تک کہ ابو عبداللہ بریدی' ابن رائق اور تحکم سے جو خلافت بغداد پر قابض ہو رہے تھے شکست کھا کر عماد الدولہ کے پاس حاضر ہوا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی جگہ عراق کا حاکم مقرر کر کے عراق روانہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ لکھیں گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف: جرجان سے زمانہ بانجین دیلمی میں ماکان کے شکست اٹھانے اور نیشاپور واپس آ کر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں قیام نیشاپور کے چند دن بعد بانجین کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی ماکان نے محمد بن مظفر سے بانجین کے ہمراہیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب چنانچہ محمد بن مظفر نے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دی ماکان نے اسفرائن کی طرف کوچ کیا پھر اسفرائن سے جرجان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن مظفر سے بدعہدی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا اور نیشاپور کی طرف روانہ ہوا' نیشاپور پہنچ کر اس کے ہمراہی اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ آئے' ماکان لشکر جمع ہونے کے خوف سے نیشاپور سے جرجان واپس آیا' یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۲۴ھ کا ہے۔

بنی بویہ دیلمی کی فتوحات: ہم اوپر بنی بویہ کی تعریف اور ان کا نسب بیان کر آئے ہیں یہ بھی دیلم ان سرداروں میں سے تھے جنہوں نے خلفائے عباسیہ کے صوبوں اور مقبوضہ ممالک پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے اس امر کا احساس کر کے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان ممالک کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مدافعت پر کمربستہ ہو سکتا ہے۔ سرداران دیلم تمام اطراف و جوانب میں ٹڈی دل کی طرف پھیل گئے اور ہر ایک نے ان میں سے ایک ایک صوبہ دبا لیا بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا پھر بلادِ فارس کی طرف جھکے ارجان اور اس کے مضافات پر قابض ہوئے اس کے بعد شیراز اور اس کے صوبے پر قابض ہوئے۔ رفتہ رفتہ دار الخلافت بغداد کے گرد و نواح تک شرقاً و غرباً تمام علاقہ دبا لیا۔ اس وقت خلافت بے حد کمزور ہو رہی تھی طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں خدام اور خواجہ سرا خلافت مآب پر غالب ہو رہے تھے ابو بکر محمد بن رائق صوبہ واسط کا گورنر تھا۔

ابو بکر محمد بن رائق: جب خلیفہ راضی کا دار الخلافت بغداد میں حال پتلا ہو گیا تو محمد بن رائق کو واسط سے طلب کر کے فوج شاہی کی سرداری عنایت کی۔ عنان حکومت سپرد کر کے امیر الامراء کا خطاب مرحمت کیا ان دنوں ابن بریدی خوزستان اور اہواز میں تھا اس سے ان کو ناراضگی پیدا ہو گئی باہم منافرت اور رنجش بڑھ گئی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ محمد بن رائق نے بدر خرشی اور تحکم کو (جو ترکان مرداویج کو لے کر محمد ابن رائق کے پاس چلے آئے تھے) افواج شاہی کا افسر بنا کر ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ بدر اور تحکم نے اہواز کو ۳۲۵ھ میں ابن بریدی کے قبضہ سے نکال لیا ابن بریدی نے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس جس وقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جا کر پناہ لی اس سے اس کے کاموں میں بہت آسانی

پیدا ہوگئی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ معز الدولہ کرمان سے ناکام واپس آیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ عماد الدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

معز الدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ جس وقت ابوعبداللہ بریدی اہواز سے بھاگ کر عماد الدولہ کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کی امداد پر ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ان کے دونوں بیٹوں ابوالحسن محمد اور ابوجعفر کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ معز الدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ارجان پہنچا۔ تحکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگا معز الدولہ نے ارجان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصہ کو مکرم کے لشکر گاہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق گتھے رہے بالآخر تحکم کا لشکر شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگا معز الدولہ نے مکرم کے لشکر گاہ پر بھی قبضہ کر لیا اور ابوعبداللہ بن بریدی کو اہواز کی طرف بھیج دیا ابو عبداللہ بن بریدی نے اس خیال سے کہ معز الدولہ مجھ سے دور ہو جائے اور میں کسی خطرہ کے بغیر اہواز پر قابض ہو جاؤں معز الدولہ کو یہ فریب دیا کہ آپ سوس چلے جایئے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معز الدولہ کا وزیر ابو محمد ضمیری اور اس کا اسٹاف اس بات کو تاڑ گیا۔ معز الدولہ کو اس پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کی فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ معز الدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا اس سے دونوں میں رنجش پیدا ہوگئیں۔ اس باہمی اختلاف کی خبر تحکم کو پہنچ گئی۔ تحکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا بقیہ اہواز بریدی کے قبضہ میں رہا اور مکرم کے لشکر گاہ پر معز الدولہ قابض ہوا خرچ کی زیادتی آمدنی کی کمی سے فوجیں پریشان ہوگئی آپس میں فارس واپس جانے کا مشورہ ہونے لگا۔ معز الدولہ نے ایک مہینے کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عماد الدولہ کو یہ حالات لکھے۔ عماد الدولہ نے معز الدولہ کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس سے معز الدولہ کی قوت بڑھ گئی اہواز پر قابض ہوگیا۔ تحکم واسط سے دار الخلافت بغداد پہنچا' اور اپنی حکومت کا سکہ جما دیا۔ خلیفہ راضی نے امارت الامراء کا عہدہ عنایت کیا۔ ابن رائق بھاگ نکلا اور دار الخلافت بغداد میں روپوش ہوگیا۔

ابن بریدی کا سوس پر قبضہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ مرداویج کے بعد اس کا بھائی وشمگیر رے پر قابض ہوگیا تھا اور عماد الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو عنان حکومت دے دی تھی ۳۲۷ھ میں وشمگیر نے ایک بڑی فوج اصفہان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جامع مسجد میں وشمگیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد وشمگیر نے قلعۂ موت پر چڑھائی کی اور اس پر بھی قابض ہو کر واپس آیا۔ رکن الدولہ نے اصطخر میں جا کر دم لیا۔ اصطخر میں اس کے بھائی معز الدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لے کر پہنچا کہ ابن بریدی نے ایک فوج سوس کی طرف بھیج دی ہے اور اس کے حکمران کو جو کہ دیلم سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابوجعفر ضمیری جو سوس کے محکمہ مال کا افسر اعلیٰ تھا وہ قلعہ میں قید ہے۔

رکن الدولہ کی سوس کی جانب پیش قدمی رکن الدولہ یہ سنتے ہی سوس کی جانب روانہ ہوگیا۔ ابن بریدی مقابلہ نہ کر سکا سوس چھوڑ کر بھاگ نکلا اور واسط کی طرف قبضہ کے خیال سے روانہ ہوا کیونکہ اصفہان کے نکل جانے کے بعد کوئی ملک اس کے قبضہ میں باقی نہ رہا تھا جسے یہ اپنا مرکز حکومت بناتا چنانچہ واسط کے شرقی جانب پہنچ کر اتر پڑا۔ خلیفہ راضی اور تحکم اس

سے مطلع ہو کر دار الخلافت بغداد سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے ابن بریدی کے ہمراہیوں اور فوج میں اس سے ہلچل پڑ گئی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی کے لئے امن حاصل کر لیا۔

رکن الدولہ اور دشمکیر کی جنگ: رکن الدولہ سوس سے اہواز کی طرف واپس ہوا پھر اصفہان کی جانب بڑھا دشمکیر کو شکست ہوئی۔ رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ ابن محتاج والی خراسان سے ماکان اور دشمکیر کے مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی بابت سازش کر رہے تھے چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے اور باہم دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

ابن بریدی اور امیر الامراء تیکم: ابن بریدی نے جب کہ وہ بصرہ اور واسط میں تھا امیر الامراء تیکم سے دار الخلافت بغداد میں مصالحت کر لی تھی اور اسے جبل پر فوج کشی کر کے رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لینے کی ترغیب دی اور خود اہواز کی جانب معز الدولہ کے نکالنے کی غرض سے روانگی کا قصد کیا۔ تیکم نے پانچ سو فوج کی امداد طلب کی اور حلوان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن بریدی اس خیال سے کہ تیکم کسی طرح دار الخلافت سے دور ہو جائے تو میں بغداد پہنچ کر قبضہ کر لوں واسط میں ٹھہرا رہا۔ تیکم اسے تاڑ گیا بغداد لوٹ آیا پھر واسط کی جانب گیا اور اسے ابن بریدی کے قبضہ سے ۳۲۸ھ میں نکال لیا اور تختِ خلافت پر خلیفہ متقی کو متمکن کیا اس وقت خلافت عباسیہ کا آفتاب حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ تیکم، ابن رائق ابن بریدی کے بعد جو کہ غلبہ میں رکاوٹ تھے خلافت مآب پر غالب ہو گیا۔ ابن بریدی نے بصرہ سے واسط کی جانب فوجیں روانہ کیں تیکم نے ان کے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم توزون کی ماتحتی میں روانہ کیا جس نے انہیں شکست دے دی۔ اس کے بعد ہی تیکم بھی آ پہنچا، ان کی شکست کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ نظم و نسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔

تیکم کا قتل: اس اثناء میں ایک روز ایک نوجوان کردی سے اثناء راہ میں ملاقات ہو گئی، تیکم اس وقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے جا رہا تھا۔ کردی کو کسی وجہ سے اس سے رنجش پیدا ہو گئی تھی وہ موقع کا منتظر تھا تنہا دیکھ کر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ تیکم کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ ترکوں کی ایک جماعت شام پہنچ گئی جن کا سردار توزون تھا بقیہ ترکوں نے بکسک (تیکم کے خادم) کو اپنا سردار بنا لیا۔ دیلمیوں نے اس کے قتل ہو جانے کے بعد باسورین ملک بن مسافر بن سالار کو اپنی امارت و سرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سالار شمیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرداویج کا شریک سازش تھا۔ اس کے بیٹے محمد بن مسافر بن سالار نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا جہاں پر اس کے اور اس کے بیٹوں کی حکومت و ریاست قائم ہوئی۔

ابن بریدی اور دیلم: اس کے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا تب دیلم نے اس کی جگہ کورتکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے۔ چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لے کر دار الخلافت بغداد پر چڑھ آیا۔ پھر کسی وجہ سے دیلم ابن بریدی سے نفرت کرنے لگے ترکوں سے مل کر ابن بریدی کے نکالنے پر کمر بستہ ہوئے۔ ابن بریدی واسط چلا آیا۔ دیلم کے قدم بغداد میں جم گئے۔ ترکوں کو دبا لیا۔ کورتکین نے ..... مار ڈالا اور دار الخلافت بغداد کی امیر الامرائی کے عہدہ پر متمکن ہو گیا اس کے بعد توزون ابن رائق کے ساتھ شام سے آیا۔ کورتکین

دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا بہت سے دیلمی مارڈالے گئے ابن رائق تنہا دارالخلافت بغداد پر قابض ہو کر امیر الامراء بن بیٹھا یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

ابن بریدی اور ابن رائق: ابن بریدی اس زمانہ طوائف الملوکی میں بحکم کے بعد واسط پر قابض ہو گیا تھا ابن رائق نے اس سے خط و کتابت کی اور عہدۂ وزارت قبول کرنے کے لئے لکھا۔ ابن بریدی نے اس شرط سے قبول کیا کہ میں اپنے ہی مرکز حکومت میں قیام کروں گا اور ابن شیرزاد کو اپنی جگہ دارالخلافت بغداد میں مقرر کروں گا۔ اس کے بعد ابن بریدی نے واسط سے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن رائق اور خلیفہ متقی موصل کی طرف بھاگ گئے اور توزون ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں نے دارالخلافت بغداد میں فتنہ مچا دیا۔ لوگوں کو ان کے ظلم و ستم کی شکایتیں پیدا ہو گئیں۔

سیف الدولہ اور ابن بریدی کی جنگ: خلیفہ مقتفی نے موصل پہنچ کر ابن رائق کی بجائے ابن حمدان کو امیر الامراء بنایا اور جمع ہو کر بغداد کی طرف بڑھے ابن بریدی اس خبر کو سن کر بھاگ گیا۔ توزون خلیفہ مقتفی اور ابن حمدان سے مل گیا۔ خلافت مآب بغداد پر قبضہ ہو گیا۔ سیف الدولہ روم تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصر الدولہ نے ابن بریدی کے تعاقب کی غرض سے کوچ کیا۔ مدائن پہنچ کر قیام کر دیا۔ سیف الدولہ کچھ دور چل کر اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس مدائن چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے اسباب و آلات حرب اور مال سے اس کی مدد کی۔ اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کر دیا۔ ابن بریدی کو شکست ہوئی۔

سیف الدولہ کی مراجعت موصل: سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی نے بصرہ جا کر دم لیا اور سیف الدولہ نے امداد کے انتظار میں واسط میں قیام کر دیا۔ اس اثناء میں ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لے کر آ گیا۔ ترکوں نے مال کے طلب کرنے میں شور مچایا اور سب کے سب متفق ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوئے۔ توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہنچا اور وہ سب اس کے تعاقب میں تھے اس کا بھائی ناصر الدولہ بغداد کی جانب اور پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا آیا تھا۔ سیف الدولہ بھی اس کے پاس چلا آیا اور توزون دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب خلیفہ مقتفی سے ان بن ہو گئی۔ ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۱ھ میں موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

توزون کی معزولی: ان واقعات کے اثناء میں معز الدولہ بن بویہ اہواز میں ٹھہرا ہوا دارالخلافت بغداد اور خلافت مآب کے مقبوضات پر حملے کر رہا تھا اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ اس کا ایک بھائی عماد الدولہ فارس اور دوسرا بھائی رکن الدولہ اصفہان میں اور رے میں حکومت کر رہا تھا جب خلیفہ مقتفی رقہ سے بغداد میں داخل ہوا تو توزون کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ ہم ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کیونکر دارالخلافت بغداد پر قابض ہوئے اور کیونکر خلافت مآب کو دبا لیا الغرض معز الدولہ نے ۳۳۳ھ میں واسط کی جانب کوچ کیا۔ توزون اور خلیفہ مقتفی اس کے مقابلہ پر تیار ہوئے۔

معز الدولہ واسط چھوڑ کر اہواز چلا آیا۔

ابن شیرزاد: توزون نے شروع ۳۳۴ھ میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وظائف اور تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت سپرد کی۔ ممالک مقبوضہ اور صوبوں کی آمدنی کم ہوگئی' مصارف پورے نہ ہو سکے۔ گورنر' وزراء اور تاجر تنگی سے بسر اوقات کرنے لگے۔ رعایا کے مال پر ہاتھ بڑھایا' ظلم وستم کا بازار گرم ہو گیا۔ کھلم کھلا چوریاں ہونے لگیں۔ لٹیرے دن دہاڑے مکانات لوٹنے لگے۔ مجبوری لوگوں نے دارالخلافت بغداد سے جلاوطنی شروع کر دی۔

نیال کوشہ اور فتح یشکری کی عہد شکنی: اس کے بعد ابن شیرزاد نے نیال کوشہ کو حکومت موصل پر اور فتح یشکری کو تکریت کی حکومت پر مامور کیا' ان دونوں نے بدعہدی کی بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ فتح تو ابن حمدان سے مل گیا۔ احمد حمدان نے اسے اپنی طرف سے تکریت پر متعین کیا۔ فتح ابن حمدان کے ماتحت حکومت کرنے لگا باقی رہا نیال کوشہ اس نے معز الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں' موقع مناسب ہے بغداد پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ معز الدولہ لشکر دیلم آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ آور ہوا۔ ابن شیرزاد اور اکراد مقابلہ پر آئے لیکن شکست اٹھا کر موصل چلے گئے اور خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا۔ معز الدولہ نے اپنے سیکرٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

معز الدولہ کا بغداد پر قبضہ: جب مہلبی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلافت مآب پناہ گاہ سے نکل کر مہلبی کے پاس تشریف لائے۔ مہلبی نے معز الدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائی عماد الدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلافت مآب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں کی حکومت پر مامور فرمایا اور انہیں خطابات سے انہیں مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب مسکوک کرائے اس کے بعد معز الدولہ کامیابی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نام کے خلیفہ رہ گئے حکومت اس کی تھی' سکہ اس کا تھا' سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابوالقاسم بریدی والی بصرہ نے یہ رنگ دیکھ کر معز الدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ معز الدولہ نے سابے واسط اور اس کے صوبے پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ مستکفی کی گرفتاری: قبضۂ بغداد کے چند مہینے بعد معز الدولہ تک یہ خبر پہنچی کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے۔ معز الدولہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک روز خراسان کے وفد سے ملنے کی غرض سے خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں بٹھایا۔ اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ دیلم کے نقیبوں میں سے دو شخصوں کو خلیفہ مستکفی کی گرفتاری کا اشارہ کر دیا چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلافت مآب کی طرف سے دست بوسی کے اظہار سے بڑھے اور خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ پیادہ پا کھینچتے ہوئے محلسرائے خلافت میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۴ھ کے نصف کا ہے۔ اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محلسرائے خلافت لٹ گیا۔ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے معز الدولہ نے فضل بن مقدر کی بیعت کی۔ مطیع اللہ کا لقب دیا اور خلیفہ مستکفی کو سردربار طلب کیا۔ اس غریب نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور خلافت کو مطیع کے سپرد کر دیا۔

نام نہاد خلافت: اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی خلیفہ کو کسی قسم کا نظم ونسق کا اختیار نہیں تھا وزارت معز الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں تھی جسے چاہتا تھا مقرر کرتا تھا خلیفہ کے وزیر السلطنت کے اختیارات محلسرائے خلافت اور اس کی جاگیروں تک محدود تھے معز الدولہ اور اس کے لشکریان دیلم تمام صوبہ جات عراق اور ممالک مقبوضہ پر قابض تھے۔ کسی کے گورنر ہونے اور کسی کے جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک تھے اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے علاقہ پر معز الدولہ کے دستخط کے بغیر کوئی حکم صادر نہ کرسکتا تھا۔ صرف تختِ خلافت' منبر' سکہ' خطوط اور فرامین پر دستخط کرنے اور وفود سے ملنے اور خطابات دینے کا خلیفہ مالک تھا۔ حکومت وسلطنت اور اس کا انتظام اور احکامات ان لوگوں کے قبضہ میں تھے جو قابض تھے دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو امراء اس درجہ پر پہنچ گئے تھے وہ اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص اس میں اس کا شریک نہ ہوتا تھا حکم' عدل' عزت' انتظام واحکامات کے مالک یہی لوگ تھے۔ خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہ تھا زمام خلافت نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اس کے معنی ختم ہو کر رہ گئے تھے۔

طوائف الملوکی: المختصر دولت وحکومت کی تبدیلی کی وجہ سے لشکر نے اس سے زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جو ان کو ہمیشہ سے ملا کرتی تھی' مجبوراً رعایا پر ٹیکس لگائے اور آمدنی بڑھائی۔ تجارت پیشہ اور مال داروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا' دیہات' قصبات بلکہ صوبے بھی لشکریوں کو جاگیروں میں دے دیئے۔ گورنروں کا قبضہ اٹھ گیا' شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے۔ کیونکہ رؤساء اور امراء عیش پرستی اور آرام طلبی کی وجہ سے اپنے مقبوضات کی نگرانی نہ کر سکتے اور جن پر لشکری یا ملازمین دولت قابض اور نگران قابض تھے وہ ظلم وزیادتی ٹیکس اور خراج کی وجہ سے خراب اور ویران ہو رہے تھے کوئی شخص ان کا پرسان اور نگران حال نہ تھا نہ ان کے راستوں کی اصلاح ہوتی تھی اور نہ ان کے پلوں کی مرمت کی جاتی تھی۔ جو شہر ویران ہو جاتے تھے ان کے بجائے لشکری دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیتے تھے اور انہیں بھی پہلے شہروں کی طرف ویران اور برباد کر ڈالتے تھے۔ رفتہ رفتہ ٹیکس اور مظالم کی وہ بھرمار ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سلطان اور اس کے نائبین انتظام ملک سے مجبور ہو گئے۔ غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے اس سے ان میں غیرت قومی پیدا ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نفرت کی بنیاد پڑ گئی اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے جیسا کہ ان کی حکومتوں پر یہ حادثات گزرا کرتے ہیں۔

ابن حمدان کی بغداد پر فوج کشی: جس وقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر لگی کہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزول کر دیا ہے غصہ سے کانپ اٹھا۔ فوراً فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ شعبان ۳۳۴ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ معز الدول نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنی فوجوں کو بڑھایا۔ مقام عکبرا میں ابن حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ معز الدولہ بھی خلیفہ مطیع کے ہمراہ ابن حمدان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ادھر ابن شیرزاد ۳۳۴ھ میں ابن حمدان کے پاس چلا آیا۔ بغداد پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خالی پا کر تکریت پر حملہ کر دیا۔ تاخت و تاراج کر کے پھر بغداد واپس آیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کے شرقی جانب پڑاؤ کیا اور احمد بن حمدان نے غربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کا سلسلۂ رسد بند کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں بے حد تشویش اور

پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکوں مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہوگئی۔ معز الدولہ نے تنگ ہوکر اہواز کی جانب واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن وزیر السلطنت ابوجعفر ضمیری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کر کے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی۔ دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کر کے مال و اسباب کو لوٹ لیا خاتمۂ جنگ کے بعد معز الدولہ نے امن کی منادی کرادی خلیفہ مطیع محلسرائے میں واپس آیا اور ابن حمدان شکست کھا کر عکبرا لوٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

ابن حمدان اور معز الدولہ میں مصالحت: اس کے بعد ابن حمدان نے خفیہ طور سے معز الدولہ کے پاس پیام صلح بھیجا تو زونیہ ترکوں کو اس کی خبر ہوگئی بگڑ گئے۔ قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ابن حمدان ابن شیرزاد کے ہمراہ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیام بھیجا تھا مصالحت کر لی۔ تکین شیرازی نے توزونیہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کردی توزونیہ ترکوں نے ابن حمدان کے بچے ہوئے ہمراہیوں کو گرفتار کرلیا اور اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے اثناء راہ میں ابن حمدان کو کچھ شبہ ہوا جس کے باعث اس نے ابن شیرزاد کو گرفتار کرلیا اور موصل ہوتا ہوا نصیبین پہنچا۔ تکین نے موصل پر قبضہ کرلیا۔ ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو سندکا راستہ لیا اور تکین اس کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق یہ کہ اس مقام پر معز الدولہ کا لشکر وزیر ابوجعفر ضمیری کی ماتحتی میں حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آ گیا۔ توزونیہ ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ وزیر ابوجعفر کو فتح ہوئی توزونیہ ترک شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ابن حمدان وزیر السلطنت ابوجعفر کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچ کر ابن شیرزاد کو وزیر ابوجعفر کے حوالے کر دیا۔ وزیر ابو جعفر نے اسے معز الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ ۳۳۵ھ میں ابوالقاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ معز الدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کردی۔ دریا کے کنارے پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی اور بصرہ کا رُخ کیا۔ اس کے سرداران لشکر کی ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔ ۳۳۶ھ میں معز الدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ خلیفہ مطیع ابوالقاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہ کرتا تھا مگر مجبوراً معز الدولہ کے ہمراہ تھا براہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ قرامطہ نے معز الدولہ کو ابن بریدی کے جنگ کرنے پر ملامت کی۔ معز الدولہ نے ڈانٹ کا خط لکھا۔ جونہی بصرہ کے قریب پہنچا ابولقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ نکلا قرامطہ کے پاس پناہ لی قرامطہ نے اسے پناہ دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ معز الدولہ نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کرلیا اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابوجعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہوگیا۔

فتح موصل: اس اثناء میں سرداران دیلم میں سے کوکیز نامی ایک سردار باغی ہوگیا۔ وزیر ابوجعفر ضمیری نے اس سے معرکہ آرائی کی اور اسے شکست دے کر گرفتار کرلیا اور معز الدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ زاہر مز میں قید کر دیا۔ مقام ارجان میں اسی سنہ کے ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہوئی معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کی حد سے زیادہ تعظیم کی۔ عماد

الدولہ معز الدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معز الدولہ پاس ادب سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القصہ معز الدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر خلیفہ مطیع کے ساتھ دار الخلافت بغداد واپس آیا اور موصل پر فوج کشی کرنے کی منادی کرا دی ابن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی صلح کا پیام بھیجا' بہت سے تحائف اور بے شمار مال روانہ کیا لیکن معز الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ رمضان ۳۳۷ھ میں موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا' قصد یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ بلاد کو دل کھول کر سختی سے پامال کرے کہ اتفاقیہ اس کے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا قصد کیا ہے معاملہ نازک ہو گیا ہے مجبوراً ابن حمدان سے مصالحت کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ دینار خراج ادا کرنے کی شرط پر موصل جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دے دی۔ اس کے ساتھ ہی یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ عماد الدولہ اور معز الدولہ کے نام کا خطبہ اس کے تمام مقبوضہ شہروں پر پڑھا جائے چنانچہ مصالحت کر کے معز الدولہ بغداد واپس آیا۔

رکن الدولہ کا رے پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو دشمگیر کے قبضہ سے اسی زمانے میں نکال لیا تھا۔ جس زمانے میں دشمگیر نے اپنی فوجیں ماکان بن کالی کی کمک پر بھیجی تھیں۔ رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ۔ ابو علی بن محتاج سپہ سالار ملوک بنی سامان کو ماکان اور دشمگیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھار رہا تھا اور اس کے مقابلہ پر مدد دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ چنانچہ ابو علی نے دشمگیر پر جس وقت کہ وہ رے میں تھا فوج کشی کر دی۔ رکن الدولہ خود ابو علی کی مدد پر آیا اور دشمگیر نے ماکان سے امداد چاہی۔ ماکان اپنی فوجیں لے کر بلاد جبل کی طرف گیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے زنجان' ابہر' قزوین' قم' کرخ' ہمدان' نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک فتح کر لیا' اپنے گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا۔ اس کے بعد دشمگیر اور حسن بن فیرزان برادر عم زاد ماکان سے ان بن ہو گئی۔ حسن نے ابو علی سے امداد کی درخواست کی ابو علی اس کی کمک پر کمر بستہ ہو گیا۔ مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی' فریقین میں مصالحت ہو گئی ابو علی اپنی فوج کے ساتھ خراسان کی جانب واپس ہوا حسن بن فیرزان بھی اس کے ساتھ تھا۔ اثناء راہ میں سعد بن سامان کا ایلچی ملا حسن کو ابو علی کے ساتھ دھوکا دینے اور اس کے بلاد مقبوضہ پر قبضہ کرنے کا پیام دیا۔ چنانچہ حسن نے ابو علی کی رفاقت چھوڑ کر جرجان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے دامغان اور سمنان کو بھی دبا لیا۔ دشمگیر طبرستان سے رے کی طرف چلا گیا اور پورے رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت اس کی رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ابو علی بن محتاج اور حسن بن فیرزان کی لڑائیوں میں کام آ گیا تھا۔ رکن الدولہ نے موقع پا کر رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے چڑھائی کر دی۔ دشمگیر مدافعت کرنے کے لئے میدان میں آیا لیکن شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا حسن بن فیرزان سے تعلقات بڑھائے' اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر دیا اس تعلق و محبت کے ذریعہ بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے تمام صوبجات رے' جبل' فارس' اہواز اور عراق قبضہ میں آ گئے۔ موصل اور دیار بکر پر بھی قبضہ حاصل ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر تصرف: اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد مقبوضہ دشمگیر کی طرف ۳۳۶ھ میں قدم بڑھائے حسن بن فیرزان اس کی پشت پناہی پر تھا۔ دشمگیر اس خبر کو سن کر فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا' لڑا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ خراسان پہنچا ابن سامان سے امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف گیا۔ حسن بن فیرزان نے بے حد مدارات کی اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔ رکن الدولہ نے اسے اپنی طرف سے جرجان کی

سندِ حکومت عطا کی۔ دشمگیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اصفہان کی جانب واپس آیا۔

عمران بن شاہین: عمران بن شاہین اہل جامدہ سے تھا اور بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مامور تھا' ایک مرتبہ بہت سا روپیہ خراج وصول کر کے بطیحہ بھاگ گیا۔ بطیحہ میں بانس اور جنگلی درختوں کا ایک بہت بڑا جنگل تھا متعدد چشمے اور تالاب تھے۔ اس مقام پر عمران نے قیام اختیار کیا اور رہزنی کرنے لگا رفتہ رفتہ لٹیروں کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر جمع ہوگئی جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ بنی بویہ سے باغی ہو کر ابوالقاسم بریدی سے مل گیا۔ ابن بریدی نے اسے جامدہ' بطائح اور اس کے اطراف و جوانب کی حمایت و نگرانی کی خدمت سپرد کی چنانچہ اس نے کما حقہ ان مقامات کی نگرانی کی' بہت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھا کر لی' سامان جنگ بھی کافی مقدار میں مہیا کر لیا بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر قیام اختیار کیا اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔ معز الدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں ایک فوج کا افسر بنا کر عمران کی گوشمالی پر مامور کیا۔ وزیر السلطنت نے بطیحہ پہنچ کر عمران پر محاصرہ ڈال دیا عمران کی تباہی و ہلاکت کی کوئی کسر باقی نہ تھی۔ ساری قوت فنا ہو چکی تھی قریب تھا کہ ہتھیار ڈال دیتا۔ کہ اسی اثناء میں عماد الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہنچ گئی وزیر السلطنت محاصرہ اٹھا کر شیراز واپس آیا اور عمران بدستور اپنی حالت پر آ گیا' کھوئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی جیسا کہ آئندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں لکھا جائے گا۔

عماد الدولہ کی وفات: عماد الدولہ ابوالحسن علی بن بویہ نے دار الحکومت شیراز میں نصف ۳۳۲ھ میں وفات پائی۔ اپنی موت سے ایک سال پیشتر اپنے بھتیجے عضد الدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلا بھیجا اس وجہ سے کہ خود اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔

عضد الدولہ کی حکومت: چنانچہ رکن الدولہ نے عضد الدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عماد الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے نہایت جوش سے استقبال کیا' دربارِ عام کے دن تخت حکومت پر بٹھایا سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب سے دربار میں حاضر ہوں اور بادشاہوں کی طرح عضد الدولہ کو نذر اور سلامی دیں۔ عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے بااثر سرداروں کا ایک گروہ جو عماد الدولہ کے زمانے میں بھی قابو یافتہ تھا فارس پر عضد الدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا مخالفت کا اعلان کر دیا۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر رے میں اپنی جگہ علی بن کتامہ کو مقرر کر کے اور فوجیں آراستہ کر کے شیراز آ پہنچا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ چھوڑ دو اور جس قدر جلد ممکن ہو عضد الدولہ کی مدد کو شیراز پہنچ جاؤ' ان لوگوں کے آ جانے سے مخالف سرداروں کا گروہ دب گیا' نو ماہ تک رکن الدولہ شیراز میں مقیم رہا۔ شیراز کا انتظام درست ہونے کے بعد اپنے بھائی معز الدولہ کو بہت سا سامانِ جنگ اور بہت سا مال بطور تحفہ روانہ کیا۔

معز الدولہ: عماد الدولہ دار الخلافت بغداد کا امیر الامراء تھا اور معز الدولہ اس کا نائب تھا۔ خراج کی نگرانی ذمہ داری اور عراق کے صوبوں کی گورنری کی تقرری اسی کے قبضہ میں تھی۔ عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیر الامراء کا عہدہ

ملا۔ معز الدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ حیات میں کرتا تھا کرتا رہا کیونکہ معز الدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

مہلبی کی وزارت: ابو جعفر ضمیری وزیر السلطنت فارس سے واپس ہو کر صوبہ جامدہ کی طرف آیا اور عمران بن شاہین پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۳۹ھ کے نصف گزر جانے پر انتقال کر گیا چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت ابو محمد حسن بن محمد مہلبی کو اپنی جگہ وزارت پر مقرر کیا کرتا تھا اور معز الدولہ اسے برت چکا تھا اس کی کفایت شعاری اور انتظام مملکت سے واقفیت رکھتا تھا اس وجہ سے ضمیری کے انتقال کے بعد معز الدولہ نے مہلبی کو قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا۔ اس نے نہایت خوبی سے عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا۔ خزانہ کو روپوں سے بھر دیا اہل علم اور فن کو دور دراز سے بلا کر جمع کر لیا اور ان کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی عزت بڑھ گئی۔

منصور بن قراتکین: جس زمانے میں رکن الدولہ بلادِ فارس کی طرف گیا ہوا تھا امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالار خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر حملہ کیا اس وقت علی بن کتامہ رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حاکم تھا اس نے منصور کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ دیا' اصفہان چھوڑ دیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و جوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا جبل پر قرامیس تک قابض ہو گیا اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معز الدولہ کو ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر بھیجنے کے لئے لکھ بھیجا۔ معز الدولہ نے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) امیر سبکتگین کو دیلم وغیرہ کی ایک بڑی فوج کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

منصور اور سبکتگین کی جنگ: سبکتگین نے پہنچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے سردار کو گرفتار کر لیا۔ منصور بے سروسامانی سے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ سبکتگین نے تعاقب کیا۔ منصور بن قراتکین نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ رکن الدولہ نے بھی اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ سبکتگین اس کے ہراول پر تھا ترکوں نے شور مچایا۔ سبکتگین نے ترکوں پر حملہ کر دیا جس سے ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ معز الدولہ نے ابن ابی الشوک کردی کو ان بھگوڑے ترکوں کے تعاقب کے لئے لکھا چنانچہ اس نے بہت سے ترکوں کو مار ڈالا کچھ کو قید کر لیا باقی ماندہ موصل کی جانب جان بچا کر بھاگ گئے۔ لیکن اس کے باوجود منصور نے اصفہان کے قبضہ کو نہ چھوڑا۔ رکن الدولہ سے برابر معرکہ آرا ہوتا رہا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں خونریزی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی فریقین رسد کی کمی کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ فوج بھوکوں مرنے لگی۔

اصفہان پر رکن الدولہ کا قبضہ: چونکہ دیلم دیہاتیت کے زمانے سے قریب تھے اور حال ہی میں شہری زندگی اختیار کی تھی اس وجہ سے اہل خراسان کے مقابلہ میں بھوک و پیاس کے زیادہ متحمل تھے آرام طلبی اور عشرت سے دور تھے مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کر کے بھاگ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی "حضور والا بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے میدانِ جنگ سے فرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے آپ مطمئن رہیے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا نہ ہونے پائے گی"۔ رکن الدولہ نے بھاگنے کا

ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس اثناء میں منصور قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے ہلڑ مچ گیا سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا نا کہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۴۰ھ کا ہے اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے پہنچ کر مر گیا اور اس کا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

امیر نوح اور منصور میں مصالحت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے ۳۳۹ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن قیرزان کو مامور کیا تھا اور دشمگیر ابن سامان سے امداد حاصل کرنے کے لئے خراسان چلا گیا تھا۔ چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو دشمگیر کی امداد پر مامور کیا اس نے جرجان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ مصالحت کے نامہ و پیام ہونے لگے۔ آخر کار منصور نے دشمگیر کے خلاف مرضی امیر نوح کا مخالف ہو کر حسن سے مصالحت کر لی اور نیشاپور لوٹ آیا اور دشمگیر حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد رکن الدولہ نے ۳۴۰ھ میں رے سے طبرستان اور جرجان پہنچ کر حسن بن قیرزان اور علی بن کتامہ کو بطور نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا دشمگیر کو موقع مل گیا فوجیں مہیا کر کے حسن اور علی پر چڑھ آیا اتفاق یہ کہ ان دونوں کو شکست ہوئی۔ دشمگیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ امیر نوح سامانی کو عرضداشت لکھی۔ رکن الدولہ نے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔

ابوعلی بن محتاج کی معزولی: امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی فوج کا افسر بنا کر دشمگیر کی کمک پر روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی میں ابوعلی محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابوعلی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ اس سے پریشانی بڑھ گئی۔ صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ بالآخر دو لاکھ دینار سالانہ رکن الدولہ کو دینے کا اقرار کیا اور مصالحت ہو گئی۔ ابوعلی بن محتاج خراسان واپس آیا۔ دشمگیر نے امیر نوح کو ابوعلی ابن محتاج کی شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا بلکہ اس سے سازش کر لی ہے۔ امیر نوح کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ابوعلی کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ ابوعلی بن محتاج کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے دشمگیر پر حملہ کیا۔ دشمگیر شکست کھا کر اسفرائن چلا آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

خراسان میں بنی بویہ: امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے ابوسعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا۔ ابوعلی بن محتاج نے معزول ہوتے ہی علم مخالفت بلند کر دیا۔ نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حسن بن قیرزان کو اس سے سخت پیچ و تاب پیدا ہوا۔ دشمگیر کے ذریعہ سے امیر نوح سے میل جول پیدا کیا ابوعلی بن محتاج کو ان لوگوں کی دشمنی کا خطرہ پیدا ہوا۔ رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ ۳۴۳ھ میں اس کے پاس چلا گیا۔ رکن الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا ابوعلی بن محتاج نے درخواست کی آپ مجھے دربار خلافت سے خراسان کی گورنری دلوا دیجئے۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کی تحریک کی معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابوعلی بن محتاج کو خراسان کی سند اور امدادی فوج بھیج دی۔ ابوعلی محتاج خراسان پہنچا خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس اثناء میں امیر نوح کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا عبدالملک تخت آرائے حکومت ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابوعلی بن محتاج کی گوشمالی کیے لئے خراسان کی طرف

روانگی کا حکم دیا جونہی ابوسعید خراسان کے قریب پہنچا ابوعلی بن محتاج خراسان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے اسے پناہ دی اپنے پاس ٹھہرایا۔ ابوسعید خراسان پر قابض ہوگیا اس کے بعد رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابو علی اس کی رکاب میں تھا۔ ابوسعید نے جرجان چھوڑ دیا رکن الدولہ نے اس پر قبضہ کرلیا۔

رکن الدولہ اور ابوسعید میں مصالحت: ابوسعید مہم خراسان اور ابوعلی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۴ھ میں ابوعلی کے تعاقب کی غرض سے رے اور اصفہان کی جانب بڑھا' اس وقت رکن الدولہ جرجان کی مہم میں مصروف تھا۔ قبضۂ جرجان کے بعد ماہِ محرم میں رے کی طرف لوٹا۔ اپنے بھائی معزالدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے' امداد کی درخواست کی۔ معزالدولہ نے ابن سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ ابوسعید کی فوج کا ہراول خراسان سے جنگلی راستہ سے اصفہان پہنچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا۔ سپہ سالار ہراول محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کرلیا اور امیر منصور کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مڈبھیڑ ہوگئی' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ محمد بن ماکان نے اس کو شکست دی' رکن الدولہ کی اولاد اور عورتیں اصفہان واپس آئیں۔ رکن الدولہ نے ابوسعید سپہ سالار لشکر خراسان سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت کا پیام دیا۔ رے اور جبل کو ضمانت میں دینے کا اقرار کیا ابوسعید اس پر راضی ہوگیا۔ باہم مصالحت ہوگئی۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معزالدولہ کو لکھ بھیجا کہ دربارِ خلافت سے خلعت فاخرہ لواء اور خراسان کی گورنری کی سند ابوسعید کو بھیج دو۔ چنانچہ ماہِ ذی قعدہ سنہ مذکور میں معزالدولہ نے دربارِ خلافت سے ابوسعید کے پاس خلعت لواء اور سند گورنری خراسان بھیج دی۔

روز بھان کا خروج: روز بھان دنداخرسیہ' دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا۔ معزالدولہ کی وجہ سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے اس کے نام کو مشہور کیا۔ ۳۴۵ھ میں روز بھان نے اہواز میں خروج کیا اس کا بھائی اسفار بھی اس کا ہم خیال تھا (اسی زمانہ میں اس کے دوسرے بھائی بلکا نے شیراز میں علم مخالفت بلند کیا۔ وزیر السلطنت مہلبی نے روز بھان کے مقابلہ پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے حملہ آور ہوا۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے وزیر مہلبی کے ہمراہیوں کی ایک بڑی جماعت روز بھان سے مل گئی۔ مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے کنارہ کش ہونا پڑا۔ معزالدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا چنانچہ معزالدولہ پانچویں شعبان سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے روز بھان سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصرالدولہ بن حمدان تک پہنچ گئی۔ اپنے بیٹے ابوالرجاء کی ایک بڑی فوج کے ساتھ دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اس کی آمد کی خبر سن کر دارالخلافت چھوڑ دیا۔ معزالدولہ نے خلافت مآب کو سمجھا بجھا کر دارالخلافت واپس کیا ساتھ ہی اس کے سبکتگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر کے مقابلہ پر بھیج دیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔

روز بھان اور معزالدولہ کی جنگ: اس وقت دیلم میں ایک شورش پیدا ہو رہی تھی سب کے سب روز بھان سے مل جانے پر تلے ہوئے تھے صرف چند دیلمی اور ترک اس شورش میں شریک نہ تھے یہ وہ تھے جو معزالدولہ کے خاص ہوا خواہوں اور معتمدوں میں سے تھے۔ معزالدولہ نے دیلمیوں کا رنگ دیکھ کر داد و دہش شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیلمی اپنے خیال سے باز آ گئے۔ آخر ماہِ رمضان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ روز بھان کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معزالدولہ فتحیاب

ہوا۔ اثناء جنگ میں روز بھان گرفتار کرلیا گیا۔

روز بھان کا خاتمہ: اس کامیابی کے بعد معز الدولہ نے ابوالرجاء کی سرکوبی کی غرض سے دارالخلافت بغداد کی جانب تیزی سے کوچ کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا کیونکہ وہ عکبرا سے روز بھان کی گرفتاری کا حال سن کر موصل کی طرف نہایت تیزی سے واپس ہوگیا تھا۔ اسی اثناء میں روز بھان موقع پا کر دجلہ میں ڈوب گیا۔

بلکا کی بغاوت: روز بھان کا بھائی بلکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عزالدولہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کردیا۔ ابوالفضل بن عمید اس خبر کو سن کر عزالدولہ کی کمک پر فوجیں لے کر آ گیا انتہائی مردانگی سے جنگ چھیڑ دی اور کامیاب ہوا۔ عضدالدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روز بھان اور اس کے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہوگیا۔ معز الدولہ نے ان سب دیلمیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جنہوں نے فتنہ پردازی کی غرض سے روز بھان سے ملنے کی کوشش کی تھی اور ترکوں کو جاگیریں دیں' عزت بڑھائی' بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جس سے ان کی قوت زیادہ ہوگئی۔

معز الدولہ کی موصل پر فوج کشی: ناصر الدولہ بن حمدان نے معز الدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی تھی لیکن خراج ادا نہ کیا۔ معز الدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ۳۴۷ھ کے نصف میں فوجیں مرتب کر کے موصل پر چڑھائی کر دی' ناصر الدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا آیا اور اپنے تمام اراکین دولت' وکلاء' کاتبوں اور مال داروں کو اپنے ہمراہ لیتا آیا' ان سب کو اپنے قلعوں کو اشی' زعفران وغیرہا میں ٹھہرایا اور معز الدولہ کے لشکر سے سلسلۂ رسد منقطع کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔ معز الدولہ نے نصیبین کے سر کرنے کی طرف توجہ کی' اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوالرجاء اور بہبتہ اللہ فوجیں لئے ہوئے بخارا آ گئے ہیں معز الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان لوگوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جس کا ابوالرجاء اور بہبتہ اللہ نے جوش و خروش سے خیر مقدم کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہوگیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوئے۔ معز الدولہ کی فوج نے ان کے مورچوں پر قبضہ کرلیا اور انہیں کے خیموں میں اتر پڑی۔ اس کے بعد ناصر الدولہ کے لڑکوں نے معز الدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور نہایت سختی سے اسے پسپا کیا اور سنجار پر قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں مصالحت: ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معز الدولہ نصیبین کی طرف آ رہا ہے۔ میافارقین چلا گیا اس کے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کرلیا۔ جس سے ناصر الدولہ کی قوت کم ہوگئی اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا سیف الدولہ نے بے حد تعظیم و تکریم کی انتہائی عزت سے ٹھہرایا اور درمیان میں پڑ کر معز الدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر مصالحت کرادی۔ تکمیل صلح کے بعد معز الدولہ محرم ۳۴۸ھ میں عراق واپس آیا اور ناصر الدولہ موصل چلا گیا۔

بختیار کی ولی عہدی: ۳۵۰ھ میں معز الدولہ مختلف امراض میں مبتلا ہوگیا۔ امراض کی شدت بڑھتی گئی اپنی زندگی سے نا امید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا خزانہ کی کنجیاں حوالہ کیں۔ اس کے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک مدت سے جھگڑا اور رنجش آ رہی تھی۔ دونوں کو بلا کر باہم مصالحت کرادی اور ان دونوں کو وصیت کی کہ بختیار کا ساتھ دینا۔ ابتری سے بچانا۔ نظام حکومت کو درست رکھنا۔ سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقائے نعمت کی وصیت کو غور سے سنا اور اس پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معز الدولہ نے آب و ہوا کی تبدیلی کے خیال سے دارالخلافت بغداد سے اہواز کی جانب کوچ کیا جب

اسے یہ خبر پہنچی کہ اس کے اکثر ہمراہی کلواذا کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور عنقریب کوئی فتنہ اٹھا چاہتا ہے تو معز الدولہ کے حامیوں نے اہواز جانے کی مخالفت کی اور اس کی رائے کی غلطی کو ظاہر کر کے یہ مشورہ دیا کہ آپ دار الخلافت بغداد فوراً واپس چلئے اور بغداد کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے ورنہ دار الخلافت بغداد سے آپ کا قبضہ اٹھ جائے گا۔ معز الدولہ اس مشورہ کے مطابق دار الخلافت بغداد واپس آیا اور رہائش کے لئے ایک محل بنوایا جس کی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے جن لوگوں نے کلواذا سے سازش کی تھی ان پر جرمانے کی سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ: ۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان کے قبضہ کی ہوش پیدا ہوئی۔ ان دنوں طبرستان میں دشمکیر حکومت کر رہا تھا۔ شہر ساریہ میں دشمکیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ دشمکیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں دشمکیر مقابلہ نہ کر سکا طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و انتظام اور افسروں کی تقرری سے فارغ ہو کر جرجان پر دھاوا کیا۔ دشمکیر جرجان کو بھی خیر باد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ پریشان حال گرتا پڑتا بلادِ جبل چلا گیا رکن الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ لشکریان دشمکیر میں سے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی۔ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اپنی فوج میں داخل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ سنی فساد: اسی ۳۵۱ھ میں دار الخلافت بغداد کی مسجدوں پر معز الدولہ کے حکم سے شیعوں نے لکھ دیا۔ ''معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہؓ سے باغ فدک چھین لیا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسنؓ کو ان کے دادا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے نکال دیا''۔ چونکہ خلیفہ موم کی ناک بنا ہوا تھا۔ معز الدولہ جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس وجہ سے معز الدولہ کو اس کی جرأت ہوئی۔ صبح کو اہل سنت نے اسے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے رائے دی کہ اس کے بدلے صرف اس قدر لکھوایئے ''لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم''۔ (آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو) اور معاویہ کے علاوہ اور کسی پر لعنت نہ لکھوایئے۔

وفات وزیر مہلبی: ۳۵۲ھ میں مہلبی (معز الدولہ کا وزیر السلطنت) عمان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور دریا کا سفر زیادہ طے نہیں کر پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ مجبوراً بغداد کی طرف لوٹا اثناء راہ میں ماہ شعبان میں انتقال کر گیا۔ بغداد میں مدفون ہوا۔ معز الدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اس کے مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے حامیوں اور ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ابو الفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابو الفرج محمد بن عباس بن نساء اس کی جگہ کام کرنے لگا یہ لوگ وزیر کے لقب سے ملقب و موسوم نہیں ہوئے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ سے باہم مصالحت ہو گئی تھی اور ناصر الدولہ نے موصل کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصر الدولہ نے مصالحت کے بعد ابو تغلب اور فضل اللہ غضنفر کو صلح میں داخل کرنا چاہا۔ معز الدولہ نے اس سے انکار کیا۔ باہم اختلاف پیدا ہوا معز الدولہ چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے

موصل پر قبضہ کر کے بکتوزون اور سبکتگین عجمی کو مامور کیا۔ پھر ماہ شعبان سنہ مذکور کے نصف کو ختم کر کے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو چھوڑ دیا۔ معز الدولہ نے قبضہ کر لیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے موصل پر حملہ کر دیا۔ معز الدولہ کے لشکر سے معرکہ آراء ہوا۔ معز الدولہ نے اس خبر کو سن کر موصل کی جانب کوچ کیا۔ بہت بڑی لڑائی کے بعد معز الدول کے لشکر نے ناصر الدولہ کو شکست دی۔ ناصر الدولہ نے جزیرہ عمر میں جا کر پناہ لی۔ معز الدولہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چھٹی رمضان کو جزیرۂ ابن عمر پہنچا۔ ناصر الدولہ اپنے لڑکوں اور فوج کو جمع کر کے موصل پر آ اترا اور معز الدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا اس حملہ میں ناصر الدولہ کو کامیابی ہوئی۔ ان دونوں سرداروں کو جنہیں معز الدولہ نے موصل کا حاکم مقرر کیا تھا گرفتار کر لیا۔ بہت سا مال و اسباب ہاتھ لگا۔ ناصر الدولہ نے قیدیوں کو مال و اسباب کے ساتھ قلعۂ کواشی پہنچایا معز الدولہ کو یہ خبر لگی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا ناصر الدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصر الدولہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھرتا تھا اور معز الدولہ اس کے تعاقب میں تھا۔ آخر کار معز الدولہ نے زچ ہو کر صلح کا پیام دیا۔ ناصر الدولہ بھی روز انہ تگ و دو اور جنگ سے پریشان ہو گیا تھا مصالحت پر تیار ہو گیا۔ موصل دیار ربیعہ اور رحبہ بشرط ادائے خراج مقررہ ناصر الدولہ کے حوالے کر دیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور معز الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ اور قرامطہ: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ عمان یوسف بن وجیہ کے قبضہ میں تھا۔ اس سے اور بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوان جنگ ایسا ہو گیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہو جاتا یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرا دی اور آتش باری کرنے لگا۔ اس وجہ سے بریدی بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سنہ میں اس کا غلام اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ جب معز الدولہ اور قرامطہ میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہوا تو یوسف والیٔ عمان نے معز الدولہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے پر اُبھارا اور اس سے براہ خشکی امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ۳۴۱ھ میں براہ دریا بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ معز الدولہ کے پہنچنے سے پہلے وزیر السلطنت مہلبی بھی فوجیں لے کر اہواز سے آ پہنچا۔ معز الدولہ نے مالی اور فوجی امداد دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار مہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔

قرامطیوں کے بصرہ پر حملے: اس زمانے سے قرامطہ برابر بصرہ پر حملے کرتے رہے یہاں تک کہ ۳۴۵ھ میں اس پر قابض ہو گئے اور رافع حاکم بصرہ بھاگ نکلا۔ علی بن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا اور قرامطہ بدستور اپنے مرکز حکومت ہجر میں ٹھہرے رہے۔ قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا۔ اس کے اعزہ و اقارب بھی کثرت سے تھے خاندان بھی بہت بڑا تھا۔ اس نے قرامطہ کو کہلا بھیجا کہ کسی سردار لشکر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیج دیجئے۔ قرامطہ نے ابن طغان کو مامور کیا۔ ابن طغان بصرہ پہنچتے ہی ان تمام سرداروں کے ساتھ برے برتاؤ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے۔ قاضی کے قرابتداروں کو یہ ناگوار گزرا سب نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور ابن طغان کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ عبد الوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں میں سے تھا۔ ابن طغان کی جگہ مقرر کیا۔ علی بن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ بھیجے۔ قرامطہ نے بڑے غور و فکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے لکھا چنانچہ ان لوگوں نے بیعت

کر لی۔ قرامطہ نے انہیں اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے۔ قرامطہ کے لشکریوں میں اس سے شورش پیدا ہو گئی۔ اہل بصرہ سے بھڑ گئے جھگڑا بڑھنے نہیں پایا۔ لڑائی رک گئی لیکن سب نے متفق ہو کر عبدالوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنایا۔

معز الدولہ کا عمان پر قبضہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ نے واسط کی جانب کوچ کیا اس کے بھائی کا غلام نافع بھی آ گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عمران بن شاہین کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوئی رمضان سنہ مذکور میں ایلہ چلا آیا اور ایک سو کشتیوں کا بیڑا عمان سر کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں بے شمار سامان جنگ اور جنگ آور تھے۔ ابوالفتوح محمد بن عباس کو اس بیڑے کی افسری دی گئی۔ بیڑے کی روانگی کے بعد عضد الدولہ کے پاس فارس میں گیا اور اس سے امدادی فوجیں بھیجنے کے لئے کہا چنانچہ عضد الدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آ ملیں سب نے متفق ہو کر عمان پر حملہ کیا۔ اہل عمان کی نو کشتیوں کو جلا ڈالا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سنہ کا یوم عرفہ تھا۔ عمان پر معز الدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے مقبوضات میں داخل ہو گیا۔

وفات معز الدولہ تمہیں یاد ہو گا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ عمران بن شاہین سے لڑنے کے لئے واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دار الخلافت بغداد چلا آیا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو واسط ہی میں چھوڑ آیا تھا۔ بغداد پہنچ کر مرض کی شدت بڑھ گئی۔ زندگی سے نا امید ہو کر اپنے لڑکے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

باب: ۱۷

عزالدولہ بختیار بن معزالدولہ

عزالدولہ بختیار اپنے باپ معزالدولہ کی وفات کے بعد حکمرانی کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں جنگ کر رہا تھا مصالحت کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ وہ مصالحت کر کے واپس آیا اور وصیتوں کے علاوہ جو کہ معزالدولہ نے اپنے بیٹے عزالدولہ کو کی تھیں یہ بھی وصیت کی تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے نہ ہٹنا۔ اسی کے اشارہ اور حکم پر عملدرآمد کرنا اور اپنے برادر عم زاد عضدالدولہ کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینا۔ وہ تم سے عمر میں بھی زیادہ ہے اور اسے امور سیاسی میں بہت بڑا دخل ہے اور میرے سیکرٹریوں ابوالفرج بن عباس بن حسن اور حاجب سبکتگین سے اچھے برتاؤ کرنا۔ عزالدولہ نے ان وصایا میں سے ایک وصیت پر بھی عمل درآمد نہ کیا۔ لہو ولعب، گانے بجانے، گویوں اور عورتوں میں مصروف اور منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ سیکرٹریوں اور حاجب کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ حاجب سبکتگین نے دربار میں آنا ترک کر دیا عزالدولہ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس لالچ میں کہ بہت سی جاگیریں ضبطی میں آ جائیں گی، دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنی حکومت سے نکلوا دیا۔ اس سے حکومت کا رعب و داب جاتا رہا۔ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اٹھ کھڑے ہوئے ترکوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور تنخواہوں کے اضافہ کا مطالبہ کیا۔

ابوالفضل عباس بن حسن کی وزارت: دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کی غرض سے شہر چھوڑ کر صحرا و بیابان کی طرف نکل کھڑے ہوئے عزالدولہ انہیں روک نہ سکا۔ کیونکہ سبکتگین کو بھی اس سے سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے عزالدولہ کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ابوالفرج بن عباس سیکرٹری جس زمانے سے عمان فتح ہوا تھا عمان ہی میں تھا۔ جب اسے معزالدولہ کے مرنے کی خبر لگی تو اس خوف سے کہ کہیں میرا دوست ابوالفضل عباس بن حسن تنہا ہی دولت بویہ کو اپنے قبضہ میں نہ لے لے۔ عمان عضدالدولہ کے سپرد کر کے دارالخلافت بغداد چلا آیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر ابوالفضل عباس قلمدانِ وزارت کا مالک ہو چکا تھا اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔

رے پر فوج کشی: ابوعلی بن الیاس کرمان سے بخارا امیر منصور بن نوح بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا تھا۔ امیر منصور نے نہایت احترام اور عزت سے ملاقات کی۔ ابوعلی نے اسے مقبوضات بنی بویہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور دشمگیر اور حسن بن قیرزان کو رے پر فوج کشی کرنے کے لئے کہا چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور دوانی گورنر خراسان کو ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا اور دشمگیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔

۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی۔ رکن الدولہ نے اپنے اہل وعیال کو اصفہان بھیج دیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو فارس میں اور اپنے بھتیجے عز الدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی۔ عضد الدولہ نے خراسان کی راہ سے فوجیں روانہ کیں۔ یہ ٹڈی دل دامغان سے فارس کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بھی رے سے اپنی فوجیں لے کر بڑھا۔ اس اثناء میں دشمکیر کی موت آ گئی۔

دشمکیر کی موت: دشمکیر کا واقعہ موت یوں پیش آیا کہ ایک روز دشمکیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے۔ دشمکیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاق یہ کہ ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا۔ دشمکیر نے تیر چلایا۔ نشانہ خطا ہو گیا۔ سؤر نے پلٹ کر حملہ کر دیا گھوڑا زخمی ہو کر گرا پڑا۔ دشمکیر زمین پر آ رہا اور مر گیا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو کر خراسان کی جانب لوٹ آئے۔

ابوعلی بن الیاس: ابوعلی بن الیاس نے بنی سامان کی حکومت کے زیر اثر کرمان پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ملوک بنی سامان کے حالات میں لکھا گیا ہے کچھ عرصہ بعد ابوعلی عارضۂ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ جب مرض بڑھتا گیا تو اس نے اپنے بیٹے الیسع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولی عہد مقرر کیا اور چونکہ سلیمان اور الیسع میں باہم اختلاف تھا اس وجہ سے الیسع کو یہ ہدایت کہ کہ اپنے بھائی سلیمان کو بلاد روم کے مال ومقبوضات کی نگرانی کرنے کے لئے بلاد روم بھیج دینا لیکن سلیمان اس پر راضی نہ ہوا علیحدہ ہو کر فوجیں مرتب کیں اور شیر خان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ الیسع کو یہ خبر لگی لشکر آراستہ کر کے شیر خان پر چڑھائی کر دی اس نے اسے گرفتار کر لیا موقع پا کر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے جمع ہو کر پھر اس کی اطاعت کی اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔

عضد الدولہ اور الیسع کی جنگ: اس واقعہ کے بعد ابوعلی خراسان چلا گیا پھر خراسان سے امیر ابوالحرث منصور کے پاس بخارا پہنچا اور اسے رے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس اثناء میں ۳۵۶ھ کا دور آ گیا' داعی اجل کو لبیک کہہ کر آخرت کا راستہ لیا اور کرمان پر الیسع کی خالص حکومت قائم ہو گئی چونکہ عضد الدولہ کے بعض سرحدی مقامات الیسع کے مقبوضات سے ملے ہوئے تھے اس وجہ سے دونوں میں ایک قسم کی رنجش چلی آ رہی تھی رفتہ رفتہ اس رنجش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی عضد الدولہ کے بعض ہمراہی الیسع کے پاس چلے آئے الیسع کی جمعیت بڑھ گئی۔ عضد الدولہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن جنگ کے وقت الیسع کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کی' گنتی کے چند افراد اس کے پاس باقی رہ گئے۔ مجبوراً اہل وعیال اور مال واسباب کو لے کر بخارا چلا آیا۔

عضد الدولہ کا کرمان پر قبضہ: عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابوالفوارس کو جاگیر میں دے دیا' یہ وہی ابوالفوارس ہے جس نے عراق میں اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔ عضد الدولہ کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد اور کورتکین جستان کو اپنی قائم مقامی عطا کر کے فارس کی جانب واپس ہوا۔ والیٔ جستان نے اظہار اطاعت کی عرضداشت روانہ کی اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجد میں پڑھا۔

الیسع کا انتقال: الیسع بخارا پہنچا' بنی سامان سے امداد کا خواستگار رہا۔ بنی سامان کو الیسع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہوا۔

حکمت عملی سے بخارا سے نکال کر خوارزم بھیج دیا۔ البیع اپنا مال واسباب کرمان چھوڑنے کے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابوعلی بن سیجور کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ اس پر قبضہ کرلیا اس کے بعد البیع کو خوارزم میں آشوب چشم کی شکایت ہو گئی۔ روز بروز آشوب چشم کی شکایت بڑھتی گئی ابن طبیبوں نے سر رو کی فصد لی جو اس کی موت کا ظاہری سبب ہوا' اس کے مرنے کے بعد کسی شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

حسنویہ بن حسین کردی اور سلار کی جنگ: حسنویہ بن حسین کردی کرد کے سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کرلی تھی جو قافلہ اس طرف سے گزرتا تھا اس کی چنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں انہیں اس سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا خود رکن الدولہ اس کی برائیوں سے ڈرتا رہتا تھا اکثر موقع پر دب جاتا تھا اتفاقاً حسنویہ اور سالار بن مسافر بن سلار سے کسی بات پر جھگڑا ہوگیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچ گئی۔ حسنویہ نے سلار کو شکست فاش دی اور اس کے لشکر گاہ اور سرداروں پر محاصرہ ڈال دیا اس کے بعد حسنویہ نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی سلار کی فوج اور اس کے سردار اپنی موت کا احساس کر کے حسنویہ کے حکم پر اتر آئے۔ حسنویہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔

وزیر ابن عمید کی وفات: اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانب داری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے جوش انتقام پیدا ہوا۔ اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کر کے حسنویہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید حسنویہ کی جانب روانہ ہوا۔ چونکہ عارضہ نقرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ میدان میں پہنچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال سفر آخرت اختیار کیا اس کے بجائے اس کا لڑکا ابوالفتح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ یہ ایک نوجوان ملیح صورت اور اخلاق حسنہ سے متصف تھا۔ اس نے حسنویہ سے وہ جس حال پر تھا مصالحت کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رے واپس آیا۔

وزیر السلطنت ابوالفضل ابن عمید مختلف علوم وفنون کا عالم' فصیح' بلیغ' کاتب' امور سیاست اور ملک داری سے کما حقہ واقف تھا اور اس کے ساتھ ہی نہایت درجہ خلیق' نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنون جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنون جنگ میں اس کا شاگرد تھا۔

اہل کرمان کی بغاوت: جس وقت عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کرلیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں تو پہاڑی جرگوں اور بادیہ نشینوں نے جمع ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمریں باندھیں ان میں ابوسعید اور ان کے لڑکے تھے۔ عضد الدولہ نے کورتکین بن خشتان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور کیا۔ عابد بن علی فوجیں لے کر جیرفت کی طرف بڑھا اور ان باغیوں سے معرکہ آراء ہوا اور انہیں شکست دے کر نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر کے مار ڈالا انہیں مقتولوں میں ابوسعید کا لڑکا بھی تھا اس کے بعد عابد بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور چند بار ان پر حملہ آور ہوا اور خوب خوب پامال کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ہرمز تک پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کرلیا۔ تیریز اور مکران پر بھی قابض ہوگیا ان میں سے ایک ہزار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر سب نے اطاعت قبول کر لی اور صدور اسلام کے قائم رکھنے

میں راضی ہو گئے۔

عضد الدولہ کی کرمان پر فوج کشی: اس کے بعد عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی غرض سے لشکر آرائی کی جو حروسیہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ خشکی اور دریا میں رہزنی کرتے دن دہاڑے مسافروں کے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابوعلی بن الیاس ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور بزور تیغ پامال کرنے لگا تو انہوں نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن وامان قائم رہا۔ کچھ عرصہ بعد بلوائی جمع ہوئے اور رہزنی شروع کر دی۔ ذی قعدہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ نے ان لوگوں کی گوشمالی کی غرض سے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا کرمان تک پہنچا عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔

باغیوں کی سرکوبی: عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کیا۔ بلوائی ایک تنگ وتاریک درہ میں اس خیال سے کہ یہ انہیں حملہ آوروں کے حملے سے بچانے کا داخل ہو گئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انہیں وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب وروز تو استقلال ومردانگی سے مقابلہ کرتے رہے بالآخر شام ہوتے ہوتے شکست کھا کر بھاگ نکلے بڑے بڑے سور مارے گئے۔ لڑکے عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ صرف چند افراد کی جانیں بچیں امن کے خواستگار ہوئے امن دیا گیا اور ان پہاڑوں سے جلاوطن کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیا گیا۔ عابد بن علی ان دیہاتی بلوائیوں پر برابر حملے کرتا چلا آیا تھا یہاں تک کہ ان کی جماعت ختم ہو گئی اور ان کا نام ونشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

وزیر ابوالفضل عباس کا ظلم وستم: معز الدولہ کے عہد حکومت اور اس کے بعد اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار کے زمانہ حکمرانی میں بھی ابوالفضل عباس بن حسین قلمدانِ وزارت کا مالک تھا۔ اس کے برتاؤ نہایت سختی کے تھے۔ رعایا کے ساتھ بے حد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال واسباب چھین لیتا تھا امور دیوانی میں تفریط سے کام لیتا تھا اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلہ کرخ بغداد میں آگ لگوا دی تھی جس میں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے تین سو دکانیں جل کر خاکستر وسیاہ ہو گئیں۔ ۳۳ مسجدیں شہید ہوئیں۔ جس قدر مال واسباب جلا اس کا کوئی شمار نہیں۔ اس محلے میں رہنے والے سب شیعہ تھے۔

ابوالفضل عباس کی معزولی: محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار محنتی اور زراعت پیشہ شخص تھا۔ کسی ذریعہ سے عز الدولہ تک رسائی ہو گئی باورچی خانے کی ملازمت کر لی اپنے سر پر خوان لاتا اور عز الدولہ کو کھانا کھلاتا تھا جب وزیر السلطنت ابوالفضل کی حالت ابتر ہوئی مطالبات کی زیادتی ہوئی مصارف دو چند سہ چند ہو گئے اور آمدنی کافی نہ ہو سکی تو عز الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور اس نے اس کے تمام مصاحبوں اور حامیوں سے بہت سا روپیہ بطور جرمانہ وصول کیا۔

محمد بن بقیہ کی وزارت: محمد بن بقیہ کے اچھے دن آ گئے تھے قلمدان وزارت اس کے حوالے کر دیا کام جیسا چاہیے چلنے لگا۔ جرمانے کی وجہ سے بدنظمیاں دور ہو گئیں۔ تھوڑے دن بعد روپیہ خرچ ہو گیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہو گئی۔ فوجی سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ لشکروں اور بازاریوں کا فتنہ پھیل گیا۔ سارا بغداد فتنہ وفساد میں مبتلا ہو گیا۔ عز الدولہ اور ترکوں میں مال کی کمی کی وجہ سے ان بن ہو گئی۔

عزالدولہ اور سبکتگین: ان دنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا۔ سبکتگین کی نفرت حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے درمیان میں پڑ کر صفائی کرانے کی کوشش کی۔ سبکتگین کو سمجھا بجھا کر عزالدولہ کے پاس لے آیا اور مصالحت کرادی' ترکوں کی ایک جماعت بھی سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی' ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کر دیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو للکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے سبکتگین نے اس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عزالدولہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ یہ خیال کر لیا کہ عزالدولہ نے افشائے راز کے خیال سے اسے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے باہمی منافرت اور بڑھ گئی۔ فتنہ کا دروازہ بڑھ گیا۔ دیلم نے سبکتگین کے قتل کر ڈالنے پر کمر باندھی عزالدولہ نے انہیں بہت سا روپیہ دے کر راضی کر لیا اور فتنہ دب گیا۔

ابوتغلب بن ناصرالدولہ: جس وقت ابوتغلب بن ناصرالدولہ بن حمدان نے اپنے باپ کو قید کر کے جیل[1] میں ڈال دیا اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بھائیوں نے ہر طرف سے مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ (احمد اور ابراہیم یہ دونوں تغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہنچے' اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی۔ عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے مقبوضات تمہیں دلادوں گا لیکن پھر کسی وجہ سے اس وعدہ کو پورا نہ کر سکا۔ ابراہیم اپنے بھائی تغلب کے پاس چلا آیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمد بن بقیہ کو وزارت کا عہدہ دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کر دیا گیا۔

عزالدولہ کا موصل پر قبضہ: محمد بن بقیہ نے ابوتغلب کو خط لکھا۔ ابوتغلب نے القاب و آداب لکھنے میں کمی اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو قبضۂ موصل پر ابھارا چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اعلیٰ) موصل پر جا اترا۔ ابوتغلب اس سے مطلع ہو کر موصل چھوڑ کر سنجار چلا گیا۔ رسد' غلہ' خزانہ اور دفاتر سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجار سے دارالخلافت بغداد کو روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں کسی سے معترض نہ ہوا بلکہ اس کے تمام ہمراہی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پر خریدتے تھے جس قیمت پر عوام خرید کرتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی ابوتغلب کے پیچھے پیچھے وزیرالسلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور وزیرالسلطنت محمد بن بقیہ بغداد میں داخل ہو گیا اور حاجب سبکتگین حربی میں ٹھہر گیا۔ اس وقت ابوتغلب بغداد کے قریب پہنچ گیا تھا۔ بازاریوں اور فتنہ پردازوں کی بن آئی شور و شر بپا کر دیا۔ شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگ جمل[2] کی نقل نکالی۔ یہ سب فتنہ و فساد دارالخلافت بغداد کے غربی جانب برپا ہو

---

[1] یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی اولیٰ یوم شنبہ کا ہے گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ ناصرالدولہ زیادتی ظلم کی وجہ سے بداخلاق ہو گیا تھا۔ اپنی اولاد اور اپنے مصاحبوں سے سختی سے پیش آتا تھا ان کے اغراض و مقاصد کی مخالفت کرتا تھا اس وجہ سے ابوتغلب نے حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۹۔

[2] سنیوں نے ایک عورت کو اونٹنی پر سوار کرایا اور اس کا نام عائشہ رکھا اور ان میں سے کوئی طلحہ بنا کوئی زبیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو علی بنایا۔ غرض اسی قسم کے لغو تماشے بنا کر ہر دو فریق خوب لڑے۔ یہ واقعات ۳۶۲ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۹۔

رہا تھا۔ شرقی بغداد میں امن وامان تھا۔

ابوتغلب اور عزالدولہ کی مصالحت: ابوتغلب نے دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچ کر محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کے قریب مقام حربی میں قیام کیا دونوں میں خفیف سے جھگڑا ہوا۔ پھر دونوں نے درپردہ سازش کر لی قرار پایا کہ خلیفہ کو معزول کر دیا جائے۔ اس کے بجائے دوسرا شخص تختِ خلافت پر متمکن کیا جائے۔ وزیر ابن بقیہ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو زمام حکومت حاجب سبکتگین کو دی جائے اور ابوتغلب حکومت موصل پر چلا جائے لیکن سبکتگین فتنہ کے خیال سے رک رہا اتنے میں ابن بقیہ وزیر آ گیا پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے ابوتغلب کو صلح کا پیغام دیا چنانچہ ابوتغلب نے خراج سابق کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا اقرار کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اس کے مقبوضات' املاک ماردین کے علاوہ سب دے دیئے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے آنے کے لئے لکھا اور ابوتغلب بغداد سے موصل پہنچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری سمت میں پڑاؤ ڈالے تھے۔ اہل موصل ابوتغلب کو دیکھ کر اظہار محبت کرنے لگے کیونکہ انہیں اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت سی تکلیفیں پیش آئی تھیں عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' دوبارہ صلح نامہ لکھا گیا۔ اہل موصل بھی صلح میں داخل کر لئے گئے۔ اس مرتبہ ابوتغلب نے بھی شرط لگائی تھی کہ میں آئندہ سے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کروں گا اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دے دی جائے۔ چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اہل موصل نے گھی کے چراغ جلائے سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

ابوتغلب کی عہد شکنی و اطاعت: عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اسے یہ خبر لگی کہ موصل میں جس قدر میرے حامی اور دوست تھے انہیں ابوتغلب نے قتل کر ڈالا۔ اس خبر کو سن کر مقام کحیل میں قیام کر دیا اور اپنے وزیر محمد ابن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا اور خود بھی کحیل سے موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ دیر اعلیٰ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالے۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کی آمد کی خبر سن کر موصل چھوڑ دیا۔ یعفر کے ٹیلے پر آ کر ٹھہرا اور وزیر السلطنت اور عزالدولہ کی خدمت میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب ابن حوقل کو معذرت کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے عزالدولہ نے اس عذر کو منظور و قبول کر لیا مصالحت بدستور قائم رہی عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا اور ابوتغلب موصل واپس آیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی (زوجہ ابوتغلب) کو ابوتغلب کے پاس بھیج دیا ان دونوں کی مصالحت اسی پر قائم و مستحکم ہو گئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں فساد: عزالدولہ اور اس کے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قومیں تھیں ایک تو وہ دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی دوسرے ترک تھے جو اس کے پاس رہ کر پناہ گزین ہوئے تھے فوج کی جمعیت بہت زیادہ ہو گئی تھی مصارف کی کوئی انتہا نہ تھی آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی فوجیں نے شور مچایا ہلڑ مچاتے ہوئے موصل کی طرف گئے مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا تب اہواز کی جانب متوجہ ہوئے کہ والی اہواز سے کچھ حاصل کریں عزالدولہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ سبکتگین بغداد میں رہ گیا تھا اہواز پہنچے تو گورنر اہواز نے بہت سا مال کثیر التعداد روپیہ اور قیمتی قیمتی تحائف و ہدایا پیش کئے جس سے عزالدولہ کی

آنکھیں چکا چوند ہو گئیں فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اہواز کو لینا چاہئے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام سے کچھ جھگڑا ہو گیا ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو پکارا ترکی اور دیلمی مسلح ہو کر نکل پڑے۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ عزالدولہ نے فتنہ وفساد ختم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ دیلم نے یہ رائے دی کہ ترکی کے سرداروں کو مصالحت کے حیلے سے بلا کر قید کر لیجئے تو فتنہ وفساد ختم ہو جائے گا۔ عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق رؤساء اور سرداران ترک کو بلا کر قید کر لیا دیلم کی بن پڑی آزاد ہو گئے ترکوں کو جی کھول کر لوٹا پامال کیا ترک بے سردار ہو گئے۔ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے بصرہ میں منادی کرا دی گئی کہ ترکوں کا خون مباح ہے جہاں پاؤ مار ڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر ترک قتل نہ کئے گئے ہوں۔

سبکتگین کے خلاف سازش: سبکتگین کے مقبوضات اور جاگیر پر عزالدولہ نے قبضہ کر لیا اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دارالخلافت بغداد میں پوشیدہ طور پر یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ یہ مشہور کر دو کہ عزالدولہ مر گیا ہے رونا پیٹنا شروع کر دو۔ سبکتگین یہ سن کر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا اور جب وہ آئے تو گرفتار کر لینا عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ وزاری سے ایک شور برپا کر دیا سبکتگین کو اس کا یقین نہ ہوا اور اس کی کریہ میں لگ گیا عقدہ یہ کہلا یہ سب فریب اور مکر ہے اس کے پردے میں کوئی راز ہے سبکتگین نے دریافت حال کی غرض سے ابواسحاق (برادر عزالدولہ) کو بلا بھیجا ماں نے روک دیا اتنے میں ترکوں کا ایلچی پہنچ گیا اس نے سارا قصہ گوش گزار کر دیا۔ اس وقت سبکتگین نے سوار ہو کر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ دو دو دن تک محاصرہ کئے رہا تیسرے دن آگ لگا دی' ابواسحاق اور ابو طاہر پسران معزالدولہ کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا عزالدولہ کے تمام مال واسباب اور مکانات پر قبضہ کر لیا دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی ترکوں کی مدد پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ حسنی شیعہ سے بھڑ گئے کرخ کو جلا دیا جہاں پر شیعوں کی آبادی تھی اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھول کر نکالا۔[1]

ترکوں کی بغاوت: عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا چاروں طرف بدامنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے غلاموں اور خادموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا' باغی ہو گئے۔ بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ عزالدولہ کے پاس آئے اور اس کے افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے تھے ملامت کی' ناراضگی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی اسے نصیحت کی اور اس خیال سے کہ ترکوں کا جوش کم ہو جائے گا۔ ترکوں کو قید سے رہا کر دینے کی ہدایت کی۔ عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کر دیا۔ اس پر بھی ترکوں کا جوش کم نہ ہوا۔ تمام ممالک میں فتنہ وفساد برپا تھا۔ امن وامان کا نشان تک باقی نہ رہا۔

عزالدولہ کی امداد طلبی: تب عزالدولہ نے پریشان ہو کر اپنے چچا رکن الدولہ اور اس کے بیٹے عضد الدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی۔ ابوتغلب بن حمدان سے امداد چاہی اور لکھا کہ اگر آپ اس وقت میری امداد پر کمربستہ ہو کر آ جائیں تو میں آپ کا سالانہ خراج معاف کر دوں گا۔ عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ رکن الدولہ

[1] یہ واقعات ماہ ذی قعدہ ۳۶۳ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۔

نے ایک لشکر وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کی ماتحتی میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لے کر وزیر السلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک پر روانہ ہو جاؤ۔ عضد الدولہ اس حکم کے مطابق روانہ تو ہو گیا لیکن کچھ دور چل کر انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کی حالت ذرا بہتر ہو تو میں عراق پر قبضہ کر لوں۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابوعبداللہ حسین بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ابوعبداللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ الغرض سبکتگین ترکوں کے ساتھ بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ خلیفہ طائع جسے اس نے تختِ خلافت پر متمکن کیا تھا اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لیا' دیر عاقول میں پہنچ کر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین علیل ہو کر مر گیا۔ دونوں جنازے بغداد میں لا کر دفنائے گئے۔

محاصرۂ واسط: اس کے بعد ترکوں نے سبکتگین کی جگہ ایلتگین کو اپنا سردار بنایا وہ کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا۔ عزالدولہ واسط ہی میں تھا محاصرہ ڈال دیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔ عضد الدولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا تھا اور اپنی امداد پر اسے تیار کرنا چاہتا تھا۔

عضد الدولہ اور ترکوں کی جنگ: جب عضد الدولہ کو معتبر ذریعوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ عزالدولہ ترکوں کے ہاتھ تنگ ہو گیا ہے تو واسط کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ لشکر فارس اس کی رکاب میں تھا ابوالقاسم ابن عمید اس کے باپ کا وزیر السلطنت بھی اہواز اور رے کی فوجوں کے ساتھ ایلتگین اور ترک اس خبر کو سن کر واسط سے دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوئے۔ ابوتغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ اس خبر کو سن کر ابوتغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں ایلتگین بغداد میں داخل ہو گیا۔ عزالدولہ طبہ (یا ضبہ بن مسجد) اسدی والی عین التمر اور بنی شیبان کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ دار الخلافت بغداد میں رسد و غلہ کی آمد روک دو اس سے بغداد میں خوردنی چیزوں کی قیمتیں بے حد بڑھ گئیں' لوگ بھوکے مرنے لگے عضد الدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عزالدولہ غربی بغداد میں اترا۔ ایلتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکہ کارزار گرم کیا اور پندرہویں جمادی الثانی ۳۶۴ھ میں دیالی اور مدائن کے درمیان عضد الدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزاروں جانیں کام آئیں۔ سینکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی۔ تکریت کی جانب بھاگے۔ عضد الدولہ نے دار الخلافت بغداد میں داخل ہو کر محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔

خلیفہ طائع کی مراجعت بغداد: اس واقعہ کے بعد عضد الدولہ نے ایلتگین اور ترکوں سے خلیفہ طائع کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے ایلتگین اور ترک زبردستی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضد الدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طائع کو بغداد واپس کر دیا۔ آٹھویں رجب سنہ مذکور میں براہ دجلہ خلیفہ طائع بغداد پہنچا عضد الدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا' محل سرائے خلافت میں لا ٹھہرایا۔

عضد الدولہ کی حکمتِ عملی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضد الدولہ کی یہ ساری کارروائیاں محض اس غرض سے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ مبادا اس کے مزاج کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنے بھتیجے عزالدولہ کو بے حد پیار کرتا تھا اس وجہ سے عزالدولہ نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ لشکریوں نے تنخواہوں

کے بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کیے اور ہلڑ مچا دیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا؟ نام کی حکومت اس کے قبضہ میں تھے' خزانہ خالی پڑا تھا خراج کہیں سے نہ آتا تھا ملک ویران اور کھیتیاں برباد تھیں۔

عزالدولہ کی گرفتاری: عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا بھائی جان آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے آپ امارت سے مستعفی ہونے کا اظہار تو کیجئے' ابھی ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہو جاتے ہیں' میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے مصالحت کرا دوں گا۔ عزالدولہ اس کے دھوکے میں آ گیا امارت سے مستعفی ہو کر دارالامارت کے دروازے بند کر دیئے عضدالدولہ نے عزالدولہ کے سرداران لشکر کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور در پردہ یہ کہلا بھیجا کہ آپ اس سے انکار کر جایئے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر نہ کیجئے گا میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں۔ تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ ادھر لشکریوں کو اُبھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست کش نہ ہونا ادھر عزالدولہ کو یہ سمجھتا تھا کہ تم اپنی بات پر اڑے رہے ابھی لشکریوں کا مزاج درست ہو جاتا ہے۔ بالآخر جب شور و شر بڑھا فتنہ و فساد کی نوبت پہنچ گئی تو عضدالدولہ نے عزالدولہ کو گرفتار[1] کر لیا اور لشکریوں کو جمع کر کے ان کے مطالبات سنے' عزالدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفیٰ کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہوں کے بڑھانے کا اقرار کیا۔ شور و شر ختم ہو گیا۔

خلیفہ طائع اور عضدالدولہ: چونکہ خلافت مآب کو عزالدولہ سے دلی رنجش تھی اس وجہ سے عزالدولہ کی گرفتاری سے بے حد خوش ہوا۔ عضدالدولہ کے پاس مبارکباد دینے گیا۔ عضدالدولہ اسی تعظیم و تکریم سے پیش آیا جو خلفائے بغداد کی کمزوری کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی اس کے بعد دارالخلافت بغداد کی درستی کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر فسادات سے جو عمارتیں خراب و مسمار ہو گئیں تھیں ان کے بنانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب کے مقبوضات خاص کی حمایت پر کمر باندھی' قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کیے۔[2]

عضدالدولہ اور ابن بقیہ کی جنگ: عضدالدولہ نے ایک لشکر محمد ابن بقیہ کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عضدالدولہ کی فوج میدان سے بھاگ

---

[1] عزالدولہ کا بیٹا زیان بصرہ کا حاکم تھا اسے جب اس کے باپ عزالدولہ کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو بے حد رنجیدہ ہوا۔ عضدالدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضدالدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا عریضہ روانہ کیا۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر بے ہوش ہو کر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ اور رنج سے بیمار رہا۔ محمد بن بقیہ عزالدولہ کی گرفتاری کے بعد عضدالدولہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ عضدالدولہ نے اسے واسط کی حکومت پر متعین کیا جب محمد بن بقیہ واسط پہنچا اور واسط کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو عضدالدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضدالدولہ سے باغی اور مخالف ہو گیا عمران بن شاہین کو عضدالدولہ کے مکر و فریب اور عزالدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ بھیجے اور اسے اپنا ہم خیال اور مددگار بنا لیا۔ سہل بن بشر وزیر افلین جسے عضدالدولہ نے صوبہ اہواز پر مامور کیا تھا۔ وہ محمد بن بقیہ سے مل گیا کیونکہ یہ بھی عضدالدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا۔[1]

[2] یہ واقعہ چھبیسویں ماہ جمادی الثانی ۳۶۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ مصر۔

---

(۱) تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۳۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

کھڑی ہوئی۔ محمد بن بقیہ نے عضدالدولہ کے مکروفریب' عزالدولہ کی گرفتاری اور اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ کو لکھے۔ رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضدالدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا کہ میں عضدالدولہ کو ہوش میں لانے اور عزالدولہ کو بدستور حکومت دینے کی غرض سے عنقریب عراق روانہ ہونا چاہتا ہوں گردونواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضدالدولہ کے مخالف بن بیٹھے۔ فارس سے مالی اور فوجی امداد ختم ہوگئی۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے سر اٹھایا اور دارالخلافت بغداد کے علاوہ کوئی شہر یا قصبہ عضدالدولہ کے قبضہ میں باقی نہ رہا۔ بغداد کی بھی یہ حالت ہوگئی کہ عوام الناس بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔

رکن الدولہ اور عضدالدولہ: عضدالدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک عریضہ ابوالفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جس میں اہل بغداد کی شورش اطراف و جوانب کے امراء کی مخالفت اور عزالدولہ کے حالات تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ "ایسی حالت میں اگر عزالدولہ کے ہاتھ پر عنانِ حکومت دی جائے گی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھونا پڑے گا اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تین کروڑ سالانہ خراج پر مرحمت فرمادیں تو میں عزالدولہ کو آپ کی خدمت میں رے بھیج دوں گا ورنہ اسے اور اسکے بھائیوں اور اس کے تمام گروہ والوں کو مار ڈالوں گا اور ملک کو خراب اور ویران کر کے چھوڑ دوں گا"۔ ابن عمید اس خط کو لے جانے سے ڈرا یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ کیجئے میں بھی اس کے بعد ہی آپ کے والد رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا اور بطور مشیر کے اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دوں گا اور منظور کرادوں گا۔ عضدالدولہ اس پر راضی ہوگیا اور اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر قاصد کو دربار میں بلایا۔ خط سننے لگا۔ غصہ سے کانپ اٹھا تلوار کھینچ کر قتل کو دوڑا۔ قاصد بھاگا۔ پھر جب غصہ اتر گیا تو قاصد کو طلب کر کے نہایت برے اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اس کے دل میں تھا اس سے بھی زیادہ ناملائم الفاظ سے جواب دے کر قاصد کو واپس کیا۔

عزالدولہ کی رہائی: اس کے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہنچا۔ رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی۔ قید کر دیا۔ مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ لوگوں نے سفارش کی سمجھایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیام پہنچانے کے بہانے سے اپنے کو عضدالدولہ کے پنجۂ غضب سے چھڑایا ہے ورنہ اس کی مخلصی محال تھی۔ رکن الدولہ کا غصہ یہ سن کر ختم ہوگیا حاضری کی اجازت دی تبادلہ خیال ہوا' وزیر ابن عمید نے اقرار کیا کہ عزالدولہ کو قید سے رہا کرا کے بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا اور عضدالدولہ کو فارس واپس کر دوں گا غرض ابن عمید رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضدالدولہ کے پاس پہنچا۔ اس کے باپ رکن الدولہ کی برہمی اور تیاری سے مطلع کیا۔ عضدالدولہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اسی وقت عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا اور بطور اپنے نائب کے عراق کی حکومت پر مامور کیا' خطبہ اور سکہ اپنے نام کا رکھا۔ چونکہ عزالدولہ میں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اس وجہ سے اپنے بھائی ابواسحاق کو سردار لشکر بنایا اور جو کچھ اس کا مال و اسباب تھا سب بعینہٖ واپس کر دیا اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد چھوڑ گیا۔[1]

---

[1] ماہ شوال ۳۶۴ھ میں عضدالدولہ فارس کی جانب واپس ہوا تھا اس کی روانگی کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کر لیا تھا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۹ مطبوعہ مصر۔

وزیر ابوالفتح: وزیر ابوالفتح عضدالدولہ کی روانگی کے وقت مجالس لہو ولعب میں ایسا مصروف ومنہمک ہوا کہ عضدالدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ آ پہنچا۔ اس نے عزالدولہ اور عضدالدولہ کی مخالفت اور دلی کدروت کو اور ترقی دے دی۔ طرح طرح کے فتنہ برپا کئے مال گزاری وصول کر لی اپنے خزانہ کو بھر لیا اور نہایت نا مناسب طریقہ سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عزالدولہ کو اس کی مدافعت کی فکر ہوئی۔ ابن بقیہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنی حرکات چھوڑ دیں۔

معرکۂ صحار: معزالدولہ کے مرنے کے بعد اس کا گورنر ابوالفرج بن عباس' عمان چھوڑ کر بغداد روانہ ہوا اور عضدالدولہ کو یہ کہلا بھیجا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی کو عمان پر اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضدالدولہ نے عمر بن تہمان طلائی کو سندِ حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا جمع ہو کر عمان پر چڑھ آئے اور عمر بن تہمان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضدالدولہ کو اس کی خبر پہنچی۔ ایک بڑا لشکر کرمان سے زنگیوں کو سرکرنے کی غرض سے روانہ کیا ابوحرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر براہ دریا عمان کی جانب بڑھا اور ابوحرب طغان خشکی کی راہ سے روانہ ہوا عمان کے ایک قصبہ صحار نامی میں ایک ہی روز ابوحرب اور اس کا لشکر پہنچ گئے۔ فوج خشکی پر اتر آئی اور زنگیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی اس لڑائی میں ابوحرب کو کامیابی نصیب ہوئی۔ زنگی بھاگ گئے۔ ابوحرب نے صحار پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد زنگیوں نے صحار سے دو میل کے فاصلے پر مقام بدین رستاق میں پھر لشکر جمع کیا اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ ابوحرب نے ان پر اچانک حملہ کر کے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا اور امن وامان قائم ہو گیا۔

جنگ دما: اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے شراۃ کا ایک گروہ نکلا جس کا سردار دردبن آبادنامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا رفتہ رفتہ ان کی جمعیت بڑھ گئی قرب وجوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے عضدالدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور براہ دریا روانگی کا حکم دیا چنانچہ مظفر نے صوبۂ عمان پہنچ کر اہل جرجان پر حملہ کیا اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے دما کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ دما صحار سے چار منزل کے فاصلہ پر تھا۔ اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا' نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ دردبن حفص (شراۃ کا سردار) یزدا کی طرف بھاگا اور حفص بن راشد (شراۃ کا خلیفہ) یمن جا پہنچا اور تعلیم دینے لگا۔ آتش فساد بجھ گئی جھگڑا فساد دفع ہو گیا۔ عضدالدولہ کی حکومت کے سب مطیع ہو گئے۔[1]

طاہر اور معتمر کی جنگ: طاہر بن صمد (یا صمتہ) حروریہ کے گروہ سے تھا اس نے عضدالدولہ سے خراج ادا کرنے کی شرط پر چند شہروں کی حکومت حاصل کر لی تھی اور بہت سا مال اور روپیہ جمع کر رکھا تھا۔ جس وقت عضدالدولہ مہم عراق پر

---

[1] فاضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ دما کے بعد شراۃ کا سردار دردان کا خلیفہ حفص یزی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہی پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا۔ مظفر نے تعاقب کیا۔ پھر جنگ ہوئی باقی ماندگان میں بھی کام آ گئے۔ اسی واقعہ میں دردبھی مارا گیا۔ حفص یمن بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر معلمی کرنے لگا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ مطبوعہ مصر۔

روانہ ہوا اور اپنے وزیر مظہر بن عبداللہ کو عمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ کرمان معاون و مددگار سے خالی تھا۔ طاہر کو قبضۂ کرمان کی خواہش ہوئی حرومیہ کے سواروں اور پیادوں کو جمع کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں ملوک بنی سامان کے علاقوں میں ایک ترکی سردار موتمر نامی ابن میجور والی خراسان سے بگڑ گیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی کرمان پر قبضہ کرنے کا لالچ دلایا۔ موتمر اس پر راضی ہو گیا چنانچہ دونوں متفق ہو کر ان کی جانب روانہ ہوئے۔ اثناءِ راہ میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے طاہر سے لڑ پڑا۔ طاہر کو شکست ہوئی حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقع کی اطلاع ہوئی۔ طاہر اور موتمر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا اور سامانِ جنگ مہیا کر کے روانہ ہو گیا۔

کرمان کے باغیوں کی سرکوبی: اس اثناء میں مظہر ابن عبداللہ کو عمان کی مہم سے فراغت حاصل ہو گئی تھی عضدالدولہ نے اسے کرمان کی بغاوت ختم کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ مظہر نے ۳۶۴ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جس قدر باغی اور سرکش تھے سب زیر و زبر کرتا ہوا شہر قیم کے قریب بحالتِ غفلت موتمر کے سر پر پہنچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا۔ بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مظہر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دی اور موتمر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا یہ اس کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد مظہر نے حسین بن علی پر حملہ کیا جیرفت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بہت سے ہمراہی قید کر لئے گئے۔ اس کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں ملی۔ مظہر مظفر و منصور واپس ہوا۔ کرمان کی بغاوت فرو ہو گئی۔

عضدالدولہ کی ولی عہدی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضدالدولہ پر عزالدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بے حد غصہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی غصہ سے بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے عرض کی کہ حضور بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے مناسب رائے عالیہ ہو تو عضدالدولہ کی خطا معاف فرما کر طلب فرما لیجئے اور اپنا ولی عہد مقرر فرمایئے۔ رکن الدولہ نے ابوالفتح کی تحریک سے عضدالدولہ کو فارس سے طلب کیا اور اپنے تمام لڑکوں کو حاضری کا حکم دیا اتنے میں رکن الدولہ کے مرض میں کچھ کمی محسوس ہونے لگی۔ وزیر ابن عمید نے اس خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا رکن الدولہ اور اس کے لڑکوں اور تمام سرداران لشکر اور امراء و اراکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضدالدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے مویدالدولہ کو اصفہان اور اس کے تمام صوبوں پر مامور کیا۔ ان دونوں کو وصیت کی کہ اپنے بھائی عضدالدولہ کی رائے سے انتظام سلطنت کرنا اور سرمو اس کے حکم سے تجاوز نہ کرنا۔

رکن الدولہ کی وفات: عضدالدولہ نے تمام سپہ سالاروں، سرداروں اور فوجیوں کو صلے اور انعامات دیئے، اس کے بھائیوں اور سرداروں لشکر نے شاہی آداب سے مبارک دی۔ رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعت مرحمت کئے اختلاف چھوڑنے اور باہم اتفاق کی وصیت کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس ہوا۔ یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا،

رے پہنچ کر مرض میں پھر زیادتی ہوئی۔ ستر مرحلے عمر کے طے کر کے ماہِ محرم ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ چوالیس سال حکومت کی۔

رکن الدولہ کی سیرت و کردار: رکن الدولہ نہایت حلیم تنی اور امورِ سیاست کا ماہر لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنے والا۔ ظلم اور سختی سے متنفر، قتل وخونریزی سے بچنے والا، عالی ہمت، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ بہ احسان پیش آتا تھا اور ان کی عزت کرتا تھا احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا مساجد کی آبادی کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ ماہِ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صلحاء سے اس کی مجلس آراستہ کی جاتی تھی۔ نرم دل ہونے کے باوجود رعب وداب میں بھی یکتا تھا۔ عہد واقرار کا پکا جو بات اس کے منہ سے نکلتی تھی پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحمی کا اسے بہت خیال تھا کسی سے ٹوٹ کر نہیں ملتا تھا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس میں بہت خوبیاں تھیں۔

باب: ۱۸

عضد الدولہ بن رکن الدولہ

عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ: رکن الدولہ کے وفات کر جانے پر عضد الدولہ قبائے حکمرانی زیب تن کر کے تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے قرب و جوار اور سرحدی بلاد کے حکمرانوں اور معز الدولہ بن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی وغیرہما کو عضد الدولہ کی مخالفت پر ابھارنا شروع کیا شدہ شدہ اس کی خبر عضد الدولہ تک پہنچ گئی فوجیں مرتب کر کے عراق کے ارادہ سے اٹھ کھڑا ہوا عز الدولہ بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے واسط چلا آیا۔ ابن بقیہ کی رائے سے اہواز کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی۔ عز الدولہ کے بعض سرداران لشکر عضد الدولہ سے مل گئے اس سے عز الدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ میدانِ جنگ سے واسط کی طرف چلا اور عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور فتح مند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

ابن شاہین کی اطاعت: عز الدولہ کی شکست کے بعد عمر ابن شاہین نے بہت سا مال اور روپیہ اور سامانِ جنگ بطور ہدیہ عز الدولہ کے پاس بھیجے اور اپنے پاس بطیحہ بلا بھیجا۔ چنانچہ عز الدولہ بطیح چلا گیا اور وہاں سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

عضد الدولہ کی بصرہ پر فوج کشی: عضد الدولہ نے فتحیابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کے بعد لئے روانہ کی وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل ہو گئے اور قبیلہ ربیعہ نے عز الدولہ کا دم بھرنا شروع کیا تھا۔ عز الدولہ کے شکست کھانے کے بعد مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ کے حالات لکھ بھیجے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی خواہش کی اس بناء پر عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں عضد الدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

قبائل مضر و ربیعہ میں مصالحت: عز الدولہ نے واسط پہنچ کر قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ کو عضد الدولہ کو رواضی کرنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حکومت و دولت پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور جو کچھ خراج آتا تھا اسے یہ خود دبا بیٹھتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا عضد الدولہ سے صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ ابھی عز الدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسنویہ کردی کے دونوں لڑکے (عبد الرزاق اور بدر[1]) ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امداد کو آ پہنچے۔ عز الدولہ نے

[1] یہ دونوں نام تاریخ کامل ابن اثیر سے لکھے گئے۔ دیکھئے تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۶۷ مطبوعہ مصر۔

عضد الدولہ سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بغداد کی جانب روانہ ہوا اور بغداد پہنچ کر قیام کیا۔ حسنویہ کردی کے لڑکے اپنے باپ کے پاس واپس ہوئے عضد الدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو جو ایک سو بیس برس سے چلے آرہے تھے رفع دفع کر کے باہم مصالحت کرادی۔

وزیر السلطنت ابن عمید کا ادبار: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضد الدولہ کی روانگی کے وقت وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغداد ہی میں رہ گیا تھا۔ عضد الدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عز الدولہ سے میل جول پیدا کیا۔ عز الدولہ اور ابن عمید میں باہم یہ عہد و پیمان ہوگیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدانِ وزارت کا مالک ابن عمید ہوگا۔ اس کے علاوہ ابن عمید عضد الدولہ اور اس کے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عز الدولہ کو برابر مطلع کرتا جاتا تھا اور عضد الدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضد الدولہ کو خبردار کر رہا تھا۔ عضد الدولہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ جب اپنے باپ رکن الدولہ کے بعد تخت آرائے حکومت ہوا تو اپنے بھائی فخر الدولہ کو رے میں لکھ بھیجا کہ ابن عمید نمک حرام وزیر کو اس کے اہل و عیال سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کرلو مکانات کو گرادو منہدم کردو۔ ابوالفضل بن عمید کو ابوالفتح کی حرکات اور عضد الدولہ سے مخالفت کی وجہ سے اس خطرہ کا احساس ہوگیا جو پیش آیا۔

وزیر ابن بقیہ کا انجام: ۳۶۷ھ میں عضد الدولہ نے عز الدولہ کے پاس بغداد میں ایک مراسلہ روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں چاہو چلے جاؤ۔ میں تمہیں مال و اسباب اور سامانِ جنگ غرض تمام ضروریات کی چیزیں دوں گا۔ چونکہ عز الدولہ عیش و نشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت فنا کر چکا تھا چار و ناچار اطاعت قبول کی[1]۔ محمد بن بقیہ (وزیر السلطنت) کی آنکھیں نکلوا کر عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیں اور دار الخلافت کو خیرباد کہہ کر شام کی جانب روانہ ہوگیا۔

عضد الدولہ کا عراق پر قبضہ: عضد الدولہ شادمانی کا ڈنکا بجاتا ہوا دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس کے نام کا خطبہ دار الخلافت میں پڑھا گیا ورنہ اس سے پہلے خلافت مآب کے علاوہ اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا۔ دروازہ پر تین بار نوبت بجنے کا حکم دیا یہ بھی اسی کی ایک ایجاد تھی ورنہ اس سے پیشتر جو بادشاہ گزر چکے ہیں انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے نیچے ڈلوا دیا۔ مر گیا۔ سر کاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہ واقعہ ماہِ شوال ۳۶۷ھ کا ہے۔

عز الدولہ کی عہد شکنی: عز الدولہ دار الخلافت بغداد سے نکل کر رفتہ رفتہ عکبرا پہنچا۔ حمدان بن ناصر الدولہ بن حمدان عز الدولہ کے ساتھ تھا حمدان نے رائے دی کہ شام کے بجائے موصل چلئے کیونکہ شام کی بہ نسبت موصل زیادہ زرخیز اور اچھا ہے۔ چنانچہ عز الدولہ نے حمدان کے مشورہ کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے حالانکہ عضد الدولہ نے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوتغلب اور عز الدولہ سے اتحاد تھا لیکن جب عز الدولہ نے بدعہدی کر کے موصل کی جانب قدم بڑھائے اور

---

[1] جب عز الدولہ کے حکم پر اطاعت قبول کرلی تو عضد الدولہ نے خلعت فاخرہ سے عز الدولہ کو سرفراز کیا اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ کو میرے پاس بھیج دو۔ عز الدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیج دیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۷۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہنچا۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے معرکہ آرائی کروں گا اور بزورِ تیغ تمہیں تمہارے مقبوضات دلوادوں گا۔ عزالدولہ اس پیام کو سن کر جامہ سے باہر ہو گیا حمدان کو اُسی وقت گرفتار کرا کے ابوتغلب کے سفیر کے حوالے کر دیا اور حدیثہ کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان پابہ زنجیر ابوتغلب کے پاس پہنچا ابوتغلب نے جیل میں ڈال دیا اور بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے عزالدولہ سے آملا اور اس کے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے جنگ کے لئے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

عزالدولہ کا قتل: عضدالدولہ کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے بغداد سے نکل پڑا اطراف میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عضدالدولہ نے دونوں حریفوں کو شکست دی' ابوتغلب بن حمدان موصل کی جانب بھاگ گیا اور عزالدولہ گرفتار ہو کر عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابوالوفا طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضدالدولہ کے نامی اور بااثر سرداروں سے تھا۔ عزالدولہ کے قتل کی رائے دی۔ عضدالدولہ نے طاہر کی رائے کے مطابق عزالدولہ کو اس کی حکومت کے بارہ برس کے بعد قتل کر ڈالا اور اس کے اکثر ہمراہیوں اور سرداروں کو بھی مار ڈالا۔

عضدالدولہ اور تغلب: ابوتغلب اور عزالدولہ کی شکست کے بعد عضدالدولہ نے ابوتغلب کا تعاقب کیا پندرہویں ذی قعدہ ۳۷۱ھ میں موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس خیال سے جیسا کہ اس کے پہلے میرے بزرگوں کے ساتھ جو واقعات رونما ہوئے تھے رسد و غلہ اور کثیر چارہ اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا چنانچہ اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام کیا اور ابوتغلب پر فوجیں روانہ کیں۔ ابوتغلب موصل سے بھاگ کر نصیبین پہنچا اور جب اسے وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارقین چلا گیا۔ عضدالدولہ نے ایک لشکر ابوطاہر بن محمد کی ماتحتی میں بخارا کی جانب اور دوسری فوج ابوحرب تغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف' تیسری فوج کا ابوالوفا کو سردار بنا کر میافارقین روانہ کی۔ ابوتغلب نے اس خبر کو سن کر اپنے اہل و عیال کو میافارقین میں چھوڑ دیا۔ تدلیس (یا بدلیس) چلا گیا۔ ابوالوفاء نے میافارقین پہنچ کر قبضہ کرنا چاہا۔ اہل میافارقین[1] نے دروازے بند کر لئے اور آمادہ بجنگ ہوئے۔ ابوالوفاء نے میافارقین کو چھوڑ کر ابوتغلب کا تعاقب کیا' کوچ و قیام کرتا ہوا اردن روم پہنچا۔

اور اردن روم سے حسینہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابوتغلب ہاتھ نہ آیا۔ بہ مجبور میافارقین واپس آیا اور محاصرہ کر لیا۔ ابوتغلب میافارقین سے نکل کر تدلیس ہوتا ہوا اردن روم میں داخل ہوا اور اردن روم سے روانہ ہو کر حسینہ پہنچا پھر حسینہ سے قلعہ کواشی چلا گیا اور وہاں کے مال و خزانہ کو لے لیا۔ اسی زمانہ میں عضدالدولہ نے دیاربکر کے تمام قلعوں کو مفتوح کر لیا۔ ابوتغلب کواشی سے رتبہ پر چلا آیا باقی رہے اس کے ہمراہی وہ ابوالوفاء کے پاس آئے ابوالوفاء نے انہیں امن دیا اور خود موصل واپس ہوا۔

---

[1] میافارقین کا حاکم ہزار مرد تھا' کمال مردانگی سے تین مہینے تک ابوالوفاء کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابوتغلب نے بنی حمدان کے غلاموں میں سے مونس نامی ایک شہر کو مقرر کیا۔ مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفاء نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اراکین شہر اور تمام رعایا کو ڈرانا شروع کیا اور مونس سے خط و کتابت کی بنیاد ڈالی کچھ دن جب اہل میافارقین ابوالوفاء کی طرف مائل ہو گئے تو مونس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ مونس سے سوائے شہر سپرد کر دینے کے کچھ بن نہ پڑا۔ دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۱۷۰ھ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

بلادِ موصل پر عضد الدولہ کا قبضہ: اس کامیابی کے بعد دیار مضر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے' سلامہ برقعیدی ابو تغلب کی طرف سے رحبہ پر حکومت کر رہا تھا۔ سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے رحبہ سر کرنے کے لئے روانہ کی' دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر سلامہ کو نیچا دیکھنا پڑا۔ ابو تغلب کے تمام مفتوحہ قطعات بروز' ملاسی' برتی' سفیانی اور کواشی وغیرہ معہ مال وخزانہ سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے بلادِ موصل اور ابو تغلب کے تمام مقبوضات کی حکومت پر ابو الوفاء کو مامور کیا اور بغداد کی جانب واپسی کی۔ ابو تغلب پریشان حال شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا۔ جیسا کہ اس کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان: بنی شیبان کا فتنہ وفساد حد سے بڑھ گیا تھا۔ دن دہاڑ قافلے لوٹ لیتے تھے۔ صوبوں کے گورنر اور بادشاہ تنگ آ گئے تھے کیونکہ بنی شیبان نے شہر روز کے پہاڑی کردوں سے رشتۂ قرابت اور اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر روز کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب) ۳۶۹ھ میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا' اس لشکر نے پہنچتے ہی شہر روز کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان بسیط نامی دریا کی طرف بھاگے' عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا باہم جنگ ہوئی نہایت سختی اور بے رحمی سے بنی شیبان پامال کئے گئے' مال واسباب لوٹ لیا گیا عورتیں لڑکے گرفتار کر لئے گئے جن میں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دار الخلافت بغداد لائے گئے۔ بنی شیبان نے اطاعت قبول کی اور حکومت کے تابعدار ہو گئے۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔

تقفور کا قتل: ارمانوس والیٔ روم کے مرنے پر اس کے دو چھوٹے چھوٹے لڑکے تخت وتاج کے مالک ہوئے تقفور دمستق' ان دنوں بلادِ اسلامیہ شام کو تاخت وتاراج کر رہا تھا۔ جب وہاں سے واپس ہوا تو ارا کین دولت اور سرداران فوج نے اسے ارمانوس کے لڑکوں کی نیابت اور وزارت پر مجبور کیا پہلے تو تقفور نے انکاری جواب دیا لیکن پھر راضی ہو گیا اور دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ چند دن بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کر لی تاج شاہی سر پر رکھا تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ اس سے ملکۂ روم (لڑکوں کی ماں کو) کو تقفور سے نفرت پیدا ہوئی۔ ابن شمسیق کو اس کے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمسیق نے دس آدمیوں سے رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور بارڈ الا تقفور کے قتل کے بعد عنان حکومت ابن شمسیق کے ہاتھ میں آ گئی لادن اور برادر تقفور اور دروبن لاؤں کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد ملکِ شام پر چڑھائی کی قتل وغارت کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کر لی۔

ابن شمسیق کا خاتمہ: بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھا جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا ایک شخص نے اس کے کہنے سے ابن شمسیق کو زہر دے دیا۔ ابن شمسیق کو اس کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا اور اثناء راہ میں مر گیا۔ درد بن نیر بطریق' رومیوں کے نامی سرداروں اور معزز بطریقوں میں سے تھا اسے ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ ابو تغلب بن حمدان سے خط وکتابت شروع کی۔ ابو تغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور درد بن نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ قیصر روم کے دونوں لڑکوں کی فوجیں مقابلہ پر آئیں' لڑیں لیکن پے در پے ان کو شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے دروس بن لادن کو قید سے رہا کر کے سردار فوج بنایا اور درد بن نیر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔

چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد دروس نے درد کو شکست دی' درد نے بھاگ کر بلادِ اسلام میں پناہ لی۔ میافارقین میں قیام کیا اپنے بھائی کو عزالدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کیا۔ امداد کی درخواست کی۔

درد بن نیر کی گرفتاری: انہیں دنوں قیصر روم نے بھی عضدالدولہ سے خط وکتابت کی اور تعلقات بڑھائے عضدالدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی' اپنے گورنر میافارقین کو درد اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ درد اور اس کے ہمراہی عضدالدولہ اس کی امداد اور دوستی سے نا اُمید ہو کر واپسی پر آمادہ ہوئے۔ ابوعلی عثمی گورنر میافارقین نے درد کو گفتگو کرنے کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا۔ درد اپنے لڑکے' بھائی اور چند معزز ہمراہیوں کے ساتھ آیا ابوعلی نے سب کو گرفتار کر لیا اور میافارقین میں قید کر دیا کچھ عرصہ بعد پابہ زنجیر دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا جہاں پر سب قید کر دیئے گئے۔

حسنویہ بن حسین کردی: حسنویہ بن حسین کردی برزیکانی اکراد میں سے تھا ان میں سے ایک گروہ برزینہ پر امارت کرتا تھا اس کے دو ماموں زاد اور غانم پسران احمد برزیکان کے دوسرے گروہ کے سردار تھے' جو عشائیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے' ان دونوں نے دینور' ہمدان' نہاوند' دامغان اور کچھ اطراف آذربائیجان پر شہرروز کے حدود تک قبضہ کر لیا تھا پچاس برس تک ان بلاد پر ان کا قبضہ رہا۔ کردوں کا ایک بڑا گروہ ان کے پاس جمع ہو گیا جس سے ان کی قوت بڑھ گئی۔ ۳۵۶ھ[1] میں غانم انتقال کر گیا۔ اس کا لڑکا ابوسالم اس کی جگہ قلعہ بستان میں حاکم ہو کر غانم آباد وغیرہ قلعوں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ وزیرالسلطنت ابوالفتح ابن عمید نے اسے مغلوب وزیر کر کے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ۳۵۹ھ میں دنداد نے وفات پائی۔ ابوالغنائم عبدالوہاب (دنداد کا بیٹا) جانشین ہوا۔ شاذنجان نے اسے گرفتار کر کے حسنویہ کے حوالے کر دیا۔ حسنویہ ابوالغنائم کے تمام مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ حسنویہ کا امور سیاسی میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت خلیق تھا۔ اپنے ہمراہیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل وغارت سے منع کرتا تھا۔ سرماج کا قلعہ بنوایا دینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ حرمین میں خرچ کرنے کے لئے بہت مال بھیجتا تھا۔ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

عضدالدولہ اور پسران حسنویہ: حسنویہ کے مرنے پر اس کی اولاد میں پھوٹ پڑ گئی کچھ تو فخرالدولہ دائی ہمدان و صوبجات جبل کے تابعدار ہو گئے اور بعض عضدالدولہ کے پاس چلے گئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بختیار بن حسنویہ قلعہ سرماج میں تھا' اس کے قبضہ میں بہت سامان اور ذخیرہ تھا۔ اس نے پہلے تو عضدالدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہو گیا۔ عضدالدولہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے اس قلعہ کو بختیار کے قبضہ سے نکال لیا اور پھر دوسرے قلعوں کو اس کے بھائیوں سے چھین لیا۔ عضدالدولہ کا تمام مقبوضات حسنویہ پر قبضہ ہو گیا۔ عضدالدولہ نے اپنی طرف سے ابوالنجم بن حسنویہ کو ان قلعوں پر مامور کیا۔ فوجیں دیں' قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ کردوں کی غارت گری موقوف ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عضدالدولہ اور معزالدولہ: رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عزالدولہ اپنے برادر عم زاد معزالدولہ سے عضدالدولہ کی مخالفت اور موافقت کی بابت خط وکتابت کرنے لگا (چنانچہ معزالدولہ اس پر راضی ہو گیا) اس کی اطلاع عضدالدولہ کو ہو گئی

---

[1] چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ۳۵۶ھ کے ۳۵۰ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸۔

غصہ سے کانپ اٹھا لیکن معز الدولہ سے اس وقت بھڑنا مصلحت وقت کے خلاف تھا جب اسے عز الدولہ بن حمدان اور حسنویہ وغیرہم دشمنوں کے زیر اثر کرنے سے فراغت حاصل ہو گئی اور اس کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا تو اس نے اپنے بھائیوں اور قابوس بن دشمگیر سے صلح کا نامہ و پیام شروع کیا۔ چونکہ موید الدولہ پہلے ہی سے عضد الدولہ کا مطیع تھا اس وجہ سے تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا۔ معز الدولہ کو دھمکی دی۔ اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن دشمگیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کی بابت لکھا۔ پیام رسائی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کو سپرد ہوئی جو عضد الدولہ کے معزز مصاحبوں میں سے تھا اس نے معز الدولہ کے اراکین دولت کو ملا لیا' جاگیریں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں سے عضد الدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا۔

عضد الدولہ کا رے اور ہمدان پر قبضہ: چونکہ معز الدولہ نے عضد الدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اس وجہ سے عضد الدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کی۔ دار الخلافت سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق در جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ ایک بڑی فوج ابوالوفاء طاہر کی ماتحتی میں روانہ ہوئی۔ دوسری فوج نے خوشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری ابوالفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھی' ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضد الدولہ بھی بڑی شان و شوکت سے ایک بڑا لشکر لئے ہوئے روانہ ہوا۔ جونہی عضد الدولہ کے لشکر نے معز الدولہ کے مقبوضات میں قدم رکھا معز الدولہ کے نامی نامی سپہ سالاروں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسن عبید اللہ بن محمد بن حمدویہ نے امن کی درخواست کی۔ بنو حسنویہ نے اطاعت قبول کی۔ معز الدولہ نے پریشان حال بلاد دیلم میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہنچا۔ شمس المعالی قابوس بن دشمگیر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ شمس المعالی قابوس نے اسے امن دیا اور توقع سے زیادہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا اور جو ممالک اس کے قبضہ میں تھے اس میں معز الدولہ کو شریک حکومت کر لیا۔

بدر بن حسنویہ: معز الدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضد الدولہ نے ہمدان' رے اور جو شہر ان کے درمیان اور اطراف میں تھے سب پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی موید الدولہ بن بویہ والیٔ اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا' اس کے بعد حسنویہ کردی کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند' دینور' سرماج اور ان مقامات میں بنو حسنویہ کے جو خزانے اور اموال موجود تھے سب پر قابض ہو گیا' ان کے علاوہ اور متعدد قلعوں کو فتح کر لیا۔ بدر بن حسنویہ کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مفتوحہ قلعوں کی حکومت عنایت کی اور اس کے بھائیوں عبد الرزاق ابوالعلاء اور ابوعدنان وغیرہم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

معرکہ استر آباد: عضد الدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیام بھیجا کہ میرے بھائی معز الدولہ کو میرے پاس بھیج دو۔ قابوس نے اخوت اسلامی کی وجہ سے انکار کیا۔ اس بنا پر عضد الدولہ نے قابوس پر فوج کشی کی' بڑے لشکر اور سامان جنگ کے ساتھ اپنے بھائی موید الدولہ والیٔ اصفہان کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی اس کی خبر سن کر مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرکت کی مقام استر آباد میں ۳۷۱ھ کے نصف میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ قابوس شکست کھا کر اپنے کسی قلعہ میں پناہ گزین ہوا پھر وہاں سے جو کچھ مال و خزانہ تھا سب کا سب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ معز الدولہ بھی اس کے

بعد ہی شکست کھا کر پہنچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوک سامانیہ میں سے ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش خراسان کا گورنر ہو کر آیا تھا۔ اس نے امیر نوح اور وزیر السلطنت عتبی کو قابوس اور معز الدولہ کی شکست کھا کر بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں کی جنگ پر کمر بستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پر جا اترو۔

جرجان کا محاصرہ: چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب اور جمع کر کے قابوس اور معز الدولہ کے ساتھ جرجان پر چڑھائی کر دی' دو مہینہ تک موید الدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا اور اس سے موید الدولہ کا حال تنگ ہو گیا۔ اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے نکل جانے اور مر جانے کا ارادہ کر لیا لیکن اس سے پیشتر فائق خاصہ سامانی کو موید الدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے جنگ کے وقت معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا اقرار کیا تھا اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے محاصرہ توڑ کر حملہ کیا فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگا۔ حسام الدولہ تاش' معز الدولہ اور قابوس دن ڈھلے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔ بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگے نیشاپور جا کر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح ان کی امداد پر فوجی مامور کیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا' اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو جیسا کہ ملوک سامان کے حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور اس حکم پر عمل نہ ہو سکا۔

عضد الدولہ اور بلاد ہکاریہ پر قبضہ: ان واقعات کے اثناء میں عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ پر (صوبجات موصل) کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھیں[1]۔ اس نے ان قلعوں پر محاصرہ ڈال دیا۔ رسد و غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے چونکہ سردی کا موسم تھا برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خواہ مخواہ برفباری کی وجہ سے مخالف فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائے گی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہوئی مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کیا اور قلعہ سے موصل کی طرف اتر آئے۔ عضد الدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور سالار لشکر نے اہل قلعہ کے ساتھ بدعہدی کی اور سب کو قتل کر ڈالا۔

اسی اطراف میں ابوعبداللہ مری کے قبضہ میں چند قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ میں یہ خود رہتا تھا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ اس میں عمدہ عمدہ مکانات تھے۔ عضد الدولہ نے ابوعبداللہ مری کو مع اس کی اولاد کے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تمام قلعوں کا مالک بن بیٹھا۔ پھر انہیں صاحب بن عباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابوعبداللہ کے لڑکوں میں سے ابوطاہر کو اپنی کتابت (سیکرٹری شپ) کی خدمت عطا کی۔ یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضد الدولہ کی وفات: آٹھویں شوال ۳۷۲ھ کو عضد الدولہ نے حکومت عراق کے پانچ برس چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے کے لئے آیا۔

عضد الدولہ کی سیرت و کردار: عضد الدولہ نہایت عالی ہمت' بلند خیال' ذی حوصلہ' رعب داب والا' سیاست کا پتلا' صائب الرائے' اہل علم و فضل کا دوست' بے حد خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات دینے والا تھا۔ قاضیوں کو مصارف خیر میں صرف کرنے کی غرض سے ہمیشہ کثیر تعداد میں روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس اس کاروبار اہل علم' اہل فن سے بھرا رہتا تھا۔ علماء

[1] یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ مصر۔

فضلاء کے ساتھ کمال خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا' ان کے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسائل میں ان سے بحث ومباحثہ کرتا تھا۔ اس کی قدر افزائی کا شہرہ سن سن کر دور دراز ملکوں سے اہل علم فن کے اساتذہ کبار اس کے دربار میں آ گئے تھے۔ عضد الدولہ[1] کے زمانہ میں اس کے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاح' علم نحو میں' حجۃ علم قرأت میں' ملکی[2] علم طب میں' تاجی فن تاریخ میں اس کے عہد کی یادگار تصانیف ہیں۔ رفاہ عام کی غرض سے شفا خانہ' بیمارستان اور پل بنوائے۔ فراہمی زر کا خیال پیدا ہوا تو بازاروں پر ٹیکس لگایا خاص خاص چیزوں کی ممانعت کر دی۔ دولت وحکومت کی طرف سے اس کی تجارت کی جاتی تھی۔

---

[1] عضد الدولہ کا انتقال عارضہ صرع سے ہوا تھا۔ سینتالیس برس کی عمر پائی بغداد میں جان بحق ہوا۔ مشہد امیر المومنین علی میں دفن کیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸ مطبوعہ مصر۔

[2] ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جس کو کامل الصناعہ بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس مجوسی کی تصنیف ہے۔

باب: ۱۹

فخر الدولہ بن رکن الدولہ

و

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ

و

شرف الدولہ بن عضد الدولہ

عضد الدولہ کے انتقال کرنے کے بعد لشکر کے سپہ سالار اور امراء نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابو کالیجار مرزبان کو عنان حکومت سپرد کی اور اس کے بجائے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد ابو طاہر فیروز شاہ کو خلعت دیئے اور ملک فارس بطور جاگیر عنایت کیا اور فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک کو اس کے باپ عضد الدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر مامور کر کے کرمان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا نصر بن ہارونی نصرانی (اپنے باپ کے وزیر) کو چونکہ نہایت خراب طبیعت کا تھا قتل کر ڈالا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی جسے اس کے باپ نے وزیر السلطنت مظہر بن عبداللہ کے کہنے سے قید کر دیا۔ نقیب ابو احمد (شریف رضی کے والد) قاضی ابو محمد بن معروف اور ابو نصر خواشادہ کو قید سے رہا کر دیا۔ ان سب کو اس کے باپ عضد الدولہ نے قید کیا تھا اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اس کا بھائی ابوالحسن احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ جسے صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہنچ گیا۔ یہ سن کر شرف الدوہ نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اہواز کی طرف لوٹا۔

شرف الدولہ کا بصرہ پر حملہ شرف الدولہ نے قبضۂ فارس کے بعد فوجیں جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا اور اس پر بھی

قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی ابوالحسن کو مامور کیا۔ صمصام الدولہ شرف الدولہ کی زیادتی اور پیش قدمی کو سن کر برافروختہ ہو گیا بہت بڑی فوج ابن تتش کی ماتحتی میں (عضد الدولہ کا حاجب تھا) روانہ کی۔ شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاغر دبیس بن عفیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا' اتفاق یہ کہ صمصام الدولہ کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' ابن تتش حاجب گرفتار ہو گیا۔ شرف الدولہ نے اہواز اور راہرمز پر قبضہ کر لیا اور ملک گیری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔

مؤید الدولہ کی وفات: ۳۷۳ھ میں مؤید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ والی اصفہان' رے اور جرجان نے وفات پائی' ارا کین دولت اور سپہ سالارانِ لشکر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو تختِ حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ حاجب اسماعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ ان شہروں کی حکومت کا حق دار ہے اس وجہ سے کہ وہ بزرگ خاندان ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کر چکا ہے۔ حاضرین نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فخر الدولہ کی حکومت: چنانچہ فخر الدولہ کو نیشاپور سے بلا بھیجا۔ اسماعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے بالفعل آپ نہ آ سکتے ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو بطور نائب مقرر کر دیجئے۔ فخر الدولہ ان مراسلات کو دیکھ کر پھولے نہ سمایا۔ نیشاپور سے کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ سردارانِ لشکر نے شاہانہ استقبال کیا فوج نے سلامی دی۔ فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسماعیل بن عباد کو قلمدانِ وزارت کا مالک بنانا چاہا' ابن عباد نے جواب دیا مجھے معاف فرمایئے۔ میں بقیہ زندگی یادِ الٰہی میں گزاروں گا لیکن فخر الدولہ نے اسے مجبور ہو کر کے عہدۂ وزارت پر مامور کیا اور کوئی کام' چھوٹا یا بڑا اسماعیل کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا' صمصام الدولہ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہمی اتحاد اور باہم امداد کا مراسلہ بھیجا۔ باہم عہد اقرار ہو گیا۔

ابوالعباس تاش کی بغاوت: اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کر کے ابن سیجور کو مقرر کیا ابوالعباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن سیجور آتش بغاوت ختم کرنے پر آمادہ ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ ابوالعباس تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اسے تسلی دی جرجان' دہستان اور استرآباد کی حکومت اس کے لئے چھوڑ دی رے سے چلا آیا مال و اسباب اور آلات حرب سے اس کی مدد کی۔ ابوالعباس تاش اس کی پشت پناہی سے خراسان پر قبضہ کرنے کے نکلا لیکن کامیاب نہ ہوا ناکام ہو کر جرجان واپس آیا اور تین برس تک جرجان میں ٹھہرا رہا اور ۳۹۷ھ میں جرجان میں قیام کی حالت میں مر گیا جیسا کہ ہم ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

محمد بن خانم کی بغاوت: آپ اوپر بزرکانی (حسنویہ کا ماموں) کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ یہ کردوں کا سردار تھا اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوسالم بستان اور خانم آباد کے قلعوں پر قابض ہوا اور وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے ان قلعوں کو ابوسالم سے لڑ کر چھین لیا۔ پس جب ۳۷۳ھ کا دور آیا تو محمد بن خانم نے کردوں کو جمع کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطانی علاقہ جات کی تالگزاری وصول کر لی اور قلعہ سفت خوان میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بزریکانیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۷۳ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئیں۔ محمد بن خانم شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالنجم بدر بن حسنویہ کو محمد بن خانم کی بغاوت کا حال

لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں باہم مصالحت کرا دی۔ ایک برس تک مصالحت رہی اس کے بعد پھر ان بن ہوگئی ۳۷۵ھ میں فخر الدولہ کا لشکر پھر محمد بن غانم سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن غان کو ایک نیزہ لگا۔ گرفتار کر لیا گیا اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔

بادکردی اور دیلم: ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضد الدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں اور بادکردی[1] (بنی مروان کے ماموں) کے حالات بھی لکھ آئے ہیں جبکہ عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور بادکردی کو اس سے دیار بکر کے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا تھا چنانچہ اسی خیال سے بادکردی ان شہروں میں لوٹ مار کیا کرتا تھا جب اس کی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا تو میافارقین پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ان کے واقعات کو تمام و کمال بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

بادکردی کی فتوحات: صمصام الدولہ نے بادکردی کے مقابلہ پر ابوسعید[2] بہرام بن اردشیر کو مامور کیا۔ بے شمار فوجیں دیں ضرورت سے زیادہ سامانِ جنگ دیا۔ بادکردی نے ابوسعید کو شکست دی اور اس کے بعض سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج ابوسعید حاجب[3] کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینیہ مضافات کواشی میں دونوں فریقوں نے مورچے قائم کیے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ابوسعید میدانِ جنگ سے شکست اٹھا کر موصل بھاگ گیا' بادکردی نے ہزاروں دیلمیوں کو قتل کیا اور قید کیا۔ عوام الناس بھی بھگوڑے دیلمیوں پر ٹوٹ پڑے بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ اس کے بعد بادکردی نے موصل کا رخ کیا۔ ابوسعید موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بادکردی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے۔

بادکردی اور زیاد بن شہرا کی جنگ: ان کامیابیوں سے بادکردی کے حوصلے بڑھ گئے۔ حکومت بغداد کا شوق چرایا اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا ولولہ پیدا ہوا۔ صمصام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' زیاد بن شہرا کو جو کہ سپہ سالار دیلم میں سے ایک نامی سردار تھا بادکردی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجوں کو مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا ماہ صفر ۳۷۴ھ میں بادکردی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بادکردی شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہرا یہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے موصل میں داخل ہوا' بادکردی نے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ ایک فوج کے ساتھ سعید حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا۔ دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی۔ بادکردی نے بھی دیار بکر میں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا۔ اس وجہ سے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

میافارقین کا محاصرہ: تب صمصام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا: "چونکہ بادکردی باغی نے دیار بکر میں جا کر پناہ لی ہے تم دیار بکر میرے حوالے کر دو میں اس باغی کی سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کروں گا"۔ سعد

---

[1] بادکردی کا نام ابوعبداللہ بن داستک تھا کرد حمیدیہ کا ایک عظیم الجثہ قوی الخلقہ شخص تھا۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر۔

[2] بہرام بن اردشیر کی کنیت ابوسعد تھی نہ کہ ابوسعید دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر۔

[3] صمصام الدولہ نے دوبارہ فوجیں ابوالقاسم سعید بن بہرام حاجب کی سرکردگی میں روانہ کی تھیں۔ چھاپہ کی غلطی سے بجائے ابوالقاسم کے ابوسعید لکھ دیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر۔

الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دے دی۔ صمصام الدولہ نے حلب سے فوجیں روانہ کیا۔ میافارقین کا محاصرہ کر لیا لیکن بادکردی کی بڑھتی ہوئی لوٹ کا مقابلہ نہ کر سکیں ناکامی کے ساتھ حلب واپس آئیں۔ اس وقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سا مال دے کر بادکردی کے قتل پر مامور کیا۔ یہ شخص زات کے وقت بادکردی کے خیمہ میں گیا بادکردی سو رہا تھا۔ تلوار چلائی بادکردی ایسا زخمی ہوا کہ قریب ہلاکت پہنچ گیا۔ فریقین میں مصالحت کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر دیار بکر اور نصف طور پر عیدین بادکردی کو دے کر سعید حاجب نے مصالحت کر لی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ شرف الدولہ کے عہد حکومت میں مر گیا۔ شرف الدولہ نے سعید حاجب کی جگہ ابونصر حوشیار کو حکومت موصل پر مامور کر کے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔

بادکردی کی موصل پر فوج کشی: بادکردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر پھر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ ابونصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کیا اور مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی۔ اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ ابونصر نے مجبور ہو کر عربوں سے مدد کی درخواست کی۔ بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیام دیا کہ جس طرح ممکن ہو بادکردی کو موصل سے دفع کرو۔ میں تم کو حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ بنی عقیل اور بنی نمیر جنگ پر تیار ہو گئے۔ بادکردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا طور عیدین واپس آیا اور اپنے بھائی کو عربوں سے جنگ پر روانہ کیا۔ عربوں نے اسے بری طرح شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ ابونصر خواشادہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرا میں ٹھہرا ہوا بادکردی کو موصل پر اترنے سے اس امید پر روکتا رہا کہ موصل سے ابونصر خواشادہ فوجیں لے کر بادکردی کی مدافعت اور اس سے جنگ کرنے کے لئے آئے۔ اس اثناء میں ابراہیم اور ابوالحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان آ پہنچے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

صمصام الدولہ کا عمان پر قبضہ: شرف الدولہ فارس پر قابض تھا عمان میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اس کی طرف سے استاد ہرمز حکومت کر رہا تھا۔ صمصام الدولہ نے استاد ہرمز کو ملا کر بغاوت پر اُبھارنا چاہا۔ چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ صمصام الدولہ کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر کے صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اس کی خبر ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ استاد ہرمز مقابلہ پر آیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور کسی قلعہ میں قید کر دیا اور اس سے بے پناہ مال وصول کیا گیا۔ عمان جیسا کہ شرف الدولہ کے قبضہ میں پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا۔[1]

ابونصر بن عضد الدولہ اور صمصام الدولہ: اسفار بن کردویہ دیلم کے سرداروں میں سے تھا۔ اسے کسی وجہ سے صمصام الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی۔ صمصام الدولہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر بردباری چھوڑ کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اس وقت فارس میں تھا۔ اسفار کا ساتھ چھوڑ جانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے بطور نائب

---

[1] یہ واقعہ ۳۷۴ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر۔

عراق کی کرسی حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ چونکہ صمصام الدولہ ان دنوں بیمار ہو گیا تھا اس لئے اسفار کو اس ارادہ میں کامیابی ہو گئی اور صمصام الدولہ کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ صمصام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی (مگر اس[1] سے کوئی فائدہ نہ ہوا (اسفار کی سرکشی اور بغاوت اور زیادہ بڑھ گئی۔ خلیفہ طائع کو لکھا کہ آپ اس فتنہ و فساد کو روکیے۔ خلیفہ طائع میں اس قدر کہاں طاقت تھی معذوری کا عذر کر دیا تب صمصام الدولہ نے فولاد زمان دار کو اسفار کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ اگرچہ فولاد اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اس وجہ سے فولاد ایک معمر اور معزز آدمی تھا اسفار کی اطاعت پسند نہ کرتا تھا۔ اسفار نے بسر و چشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھی اسفار سے معرکہ آرا ہوا اور شکست دی۔ ابونصر بہاء الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے بھائی صمصام الدولہ کی خدمت میں پیش کیا۔ صمصام الدولہ کا دل بہاء الدولہ کو اس حالت میں دیکھ کر بھر آیا اور یہ سمجھ کر کہ یہ ابھی لڑکا ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے بزرگانہ عنایت کے باعث اسے رہا کر دیا اور وزیر ابن سعدان کو چونکہ اس کی دلی ہمدردی اور رجحان طبیعت ابونصر کی طرف تھا اور اس کی اطلاع صمصام الدولہ کو ہو گئی تھی اس وجہ سے معزول کر کے مارڈالا اس شکست کے بعد اسفار امیر ابوالحسن بن عضد الدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہو گئیں۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ: قرامطہ کا رعب و داب اس زمانے کے سلاطین اور اہل حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات ان کو مال و زر دے کر ان کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے چنانچہ معز الدولہ نے اور اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار نے دار الخلافت بغداد اور اس کے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھی تھیں ابوبکر بن شاہور نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دار الخلافت بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اس کا رعب و داب وزیروں کی طرح تھا اور انہی کی طرح حکومت کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ نیشاپور اور ہجر میں مشتر کا امارت کرتے تھے ان دونوں کو ابوبکر کی گرفتاری کی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ صمصام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کو اس پر عتاب آموز خط لکھا' ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کر لیا ہے اس وجہ سے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے ادھر یہ جواب روانہ کیا ادھر طوفان بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے قرب و جوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کیا۔

قرامطیوں کی شکست و پسپائی: ابوقیس حسن بن منذر جو ان کے نامور سرداروں میں سے تھا جامعین تک پہنچ گیا۔ صمصام الدولہ نے ان کی روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں۔ عرب کا یہی ایک گروہ اس فوج میں تھا۔ دریائے فرات عبور کر کے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی نامی نامی سردار مارے گئے اور بہتوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے میدان جنگ میں بھیجا' جامعین میں صمصام الدولہ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی اس معرکہ میں بھی قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا بہت سے گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے صمصام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر قرامطہ ہاتھ نہ آئے۔

شرف الدولہ اور ابوالحسین: (۳۸۵ھ میں) شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ فارس سے اہواز پر قبضہ کے

---

[1] میں نے یہ مضمون مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل ابن اثیر سے ترجمہ کر کے لکھا ہے۔ اصلی کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔

خیال سے روانہ ہوا۔ اس کا بھائی ابوالحسین ۳۷۲ھ سے جب کہ صمصام الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی تھی قابض ہو گیا تھا اور جس وقت صمصام الدولہ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ اپنے بھائیوں ابوالحسین اور ابوطاہر کو فارس کی حکومت پر بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اتفاق یہ کہ ان دونوں کے پہنچنے سے پیشتر ان کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب صمصام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی۔ پھر جب صمصام الدولہ کی فوج کو شرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابوالحسین کو اہواز پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالحسین نے اہواز پر قبضہ کر کے وہیں قیام کیا اور بصرہ کی حکومت پر اپنے بھائی ابوطاہر کو بطور اپنے نائب کے چھوڑ گیا الغرض جب شرف الدولہ نے (۳۷۶ھ میں) اہواز کے خیال سے نقل و حرکت کی تو ایک خط ابوالحسین کے پاس اس مضمون کا روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ میں تم کو تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا ابوالحسین اس خط کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔ مدافعت کی تیاری کی شرف الدولہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے ارجان پر اترا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد رامہرمز کی طرف بڑھا۔

ابوالحسین کا خاتمہ: ابوالحسین کی رکاب کی فوج ان خبروں کو سن کر باغی ہو گئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوالحسین گھبرا کر اپنے چچا فخر الدولہ کے پاس رے بھاگ گیا فخر الدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھہرایا امداد دینے کا وعدہ کیا لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آیا کہ فخر الدولہ نے امداد نہ دی اور ایک بڑی مدت گزر گئی ابوالحسین کے دل میں بدنیتی سمائی اصفہان پر قبضہ کرنے کے خیال سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی کیونکہ لشکریوں کا میلان فخر الدولہ کی طرف تھا۔ چنانچہ لشکریوں نے ابوالحسین کو گرفتار کر کے فخر الدولہ کے پاس رے بھیج دیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ فخر الدولہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا ..... جب مرض میں اضافہ ہو گیا تو ایک ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا گیا جس نے قید خانہ میں جا کر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اہواز اور بصرہ پر شرف الدولہ کا قبضہ: اہواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بصرہ کی طرف اپنے ایک سپہ سالار کو کچھ فوج دے کر روانہ کیا اس پر سپہ سالار نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا ان واقعات سے صمصام الدولہ نے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا شرط یہ قرار پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب مرحمت فرمایا۔ خلعت بھیجے' اتنے میں صمصام الدولہ کا ایلچی صلح نامہ مکمل کرانے کے لئے آ گیا۔ شرف ابوالحسین محمد بن عمر کو فی صلح کا مخالف تھا۔ شرف الدولہ کو بغداد پر حملہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ اس اثناء میں سپہ سالاران بغداد کے خطوط اظہار اطاعت کے آ پہنچے۔ اہل واسط نے اطاعت و فرمانبرداری کا پیام بھیجا اس وجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی واسط کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر دیا اور شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔ عنایت و الطاف کی درخواست کی شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری: انہی دنوں صمصام الدولہ کی فوج بھی باغی ہو گئی بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے

بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے تا کہ جھگڑے فساد سے نجات مل جائے بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائیں اگر فوج فراہم ہو جائے گی خم ٹھونک کر مقابلہ کیجئے گا ورنہ موصل کا راستہ اختیار کیجئے گا اور وہاں پہنچ کر دیلم کو جمع کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ فخر الدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر قبضہ کر لیں۔ شرف الدولہ اس وقت عراق کے لالچ میں خاک چھان رہا ہے میدان خالی ہے اس کے خزانے اور ذخیروں پر بھی بآسانی قابض ہو جائیں گے۔ ایسی حالت میں شرف الدولہ جھک کر صلح کر لے گا۔ صمصام الدولہ نے ان رائیوں میں سے کسی پر عمل نہ کیا اپنے خواص کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نہایت اخلاق سے ملا پھر جب رخصت ہو کر نکلا تو شرف الدولہ نے گرفتار کر لیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ صمصام الدولہ بھی پابہ زنجیر ساتھ ساتھ تھا اس نے چار برس ایران پر حکمرانی کی۔

ترک اور دیلمیوں میں فساد و مصالحت: جس وقت شرف الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ جس کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ترک تین ہزار سے زیادہ تھے۔ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے۔ جونہی بغداد میں داخل ہوئے ان کے اور ترکوں کے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کچھ ایسی باتیں پیش آ گئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے ترکوں کو دبنا پڑا۔ دیلم نے اعلان کر دیا کہ صمصام الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر متمکن ہونا چاہئے۔ شرف الدولہ یہ سن کر ششدر ہو گیا اور دیلم کی تابعداری سے مشتبہ ہو گیا تدبیر یہ کہ ایک شخص کو صمصام الدولہ پر متعین کر دیا کہ اگر دیلم زیادہ سر اٹھائیں اور اپنے قصد کو پورا کرنے پر آمادہ ہوں تو صمصام الدولہ کو قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد ترکوں نے پھر شورش کی اور دیلم کو زیر کر لیا۔ دیلم کثرت کے باوجود مقابلہ نہ کر سکے متفرق اور منتشر ہو گئے۔ بعضوں نے شرف الدولہ کے دامن میں جا کر پناہ لی اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔ اس کے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا' خلیفہ طائع نے عزت و احترام سے ملاقات کی اور اس اتفاقی واقعہ میں صحیح و سلامت رہنے میں مبارک باد دی۔ پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترک میں مصالحت کرا دی سب سے آئندہ فتنہ و فساد نہ کرنے کی قسمیں لیں صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ دزا میں قید کر دیا۔ تحریر خادم کی یہ رائے تھی کہ صمصام الدولہ کو مار ڈالنا چاہئے یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی جائے لیکن کسی نے اس سے اتفاق نہ کیا ۳۷۹ھ تک صمصام الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

صمصام الدولہ کا انجام: اس اثناء میں شرف الدولہ بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ تحریر خادم نے پھر صمصام الدولہ کے قتل یا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنے کی رائے دی اور شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص[1] کو جس پر زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا لیکن اس شخص کو اس کام کی جرأت نہ ہوئی۔ ابو القاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ ابو القاسم نے کہا ڈرکس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دے۔ صمصام الدولہ کہتا جاتا تھا کہ مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا۔[2]

---

[1] محمد شیرازی فراموش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

[2] واقعہ یہ ہے کہ شیرازی کے فارس پہنچنے سے پیشتر شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں تردد ہوا اور ابو القاسم علاء سے اس بابت مشورہ کیا ابو القاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا گویا یہی محرک صمصام الدولہ کے نابینا کا ہوا اور شرف الدولہ تو مر چکا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

جنگ قرمسین شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور فساد باہمی سے فراغت حاصل کر کے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی شرف محمد بن عمر کوفی کو اس کا مال اور مقبوضہ بلاد واپس دے دیئے جن کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابو احمد بن رضی کو بھی اس کی تمام املاک واپس کر دیں۔ لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابو محمد بن فنانجس کو گرفتار کر کے قلمدان وزارت ابو منصور بن صالحان کو عنایت کیا۔ چونکہ قراتکین نے دولت وحکومت پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ امراء و حکام کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھ گیا تھا اس وجہ سے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسنویہ سے شرف الدولہ کو یہ ملال تھا کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا بدر بن حسنویہ کے زیر کرنے کے حیلے سے قراتکین کو فوجیں دے کر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمسین میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی پہلے تو قراتکین نے بدر کو شکست دی اور اس کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بدر نے پلٹ کر ایسا قوی حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتح مند گروہ نے قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا۔ صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا جب کچھ اور شکست خوردہ فوج آ کر جمع ہوئی تو بغداد میں داخل ہوا۔ بدر بن حسنویہ نے تمام صوبہ جات پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کا قتل قراتکین نے بغداد آ کر وزیر ابو منصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھارا۔ سارے شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابو منصور اور قراتکین سے میل کرا دیا لشکر کا جوش ختم ہو گیا۔ شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا۔ چند دن بعد موقع پا کر قراتکین اور مع اس کے مشیروں اور مصاحبوں کے گرفتار کر لیا تمام مال واسباب ضبط کر لیا فوج میں اس سے شورش پیدا ہوئی شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے اس کی جگہ طغان حاجب کو مقرر کر دیا۔ شورش دب گئی۔

لشکر خادم کی گرفتاری ورہائی پھر ۳۷۸ھ میں شرف الدول نے لشکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا لشکر خادم عضد الدولہ (پدر شرف الدولہ) کے ایسے مخصوص تر آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ لشکر خادم کے مشورہ کے بغیر نہ کرتا تھا۔ چونکہ خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اس کے باپ عضد الدولہ سے کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانہ سے اس سے رنج رکھتا تھا۔ ان چغلیوں میں سے ایک چغلی یہ بھی تھی کہ اس نے صمصام الدولہ کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے عضد الدولہ سے کہہ سن کر شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا۔ جب شرف الدولہ دار الخلافت بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہو گیا بہت جستجو کی نہ پایا۔ شکر خادم کے پاس ایک خوب صورت لونڈی تھی اس کا کسی دوسرے سے تعلق پیدا ہو گیا۔ شکر خادم یہ بات تاڑ گیا مار پیٹ کی جس سے اس لونڈی کو غصہ پیدا ہوا۔ سیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ہمراہ شرف الدولہ کے سپاہیوں کو لے جا کر گرفتار کرا دیا۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا قصد کیا' تحریر خادم نے سفارش کی' شرف الدولہ نے تحریر خادم کو دے دیا اس کے بعد شکر خادم نے حج کی اجازت چاہی بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلفاء شیعہ مصر نے اپنے خواص میں داخل کر لیا اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز کیا۔

شرف الدولہ کی وفات یکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شرد یک بن عضد الدولہ بادشاہ عراق نے دو برس آٹھ مہینے حکومت کر کے وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں مدفن ہوا جس وقت اس کی بیماری بڑھی اس نے اپنے بیٹے ابوعلی کو اس کی ماں کے ساتھ فارس بھیج دیا۔ مال واسباب اور خزانوں کو بھی اس کے ساتھ بغداد سے منتقل کر دیا۔ حفاظت کی غرض سے ترکوں کا ایک بڑا گروہ ہمراہ کیا۔ ارا کین دولت نے عرض کی کسی کو اپنا ولی عہد مقرر فرمائے۔ جواب دیا "مجھے اس کی فرصت نہیں ہے"۔ پھر گزارش کی گئی "اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمایئے تاکہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپ کو اس مرض سے افاقہ ہو جائے۔ چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنایا۔

بہاء الدولہ بن عضد الدولہ شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کے لئے آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی خلیفہ طائع نے شاہی خلعت سے سرفراز کیا اور مجلسرائے خلافت میں واپس آیا۔ بہاء الدولہ نے ابومنصور بن صالحان کو وزارت کے عہدہ پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابوعلی بن شرف الدولہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ جس وقت شرف الدولہ نے ۳۷۹ھ میں دارالخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ در دقریب شیراز صوبہ فارس میں قید کر دیا تھا۔ جب شرف الدولہ مر گیا اور اس کی موت کی خبر اس کے بیٹے ابوعلی کو بصرہ میں پہنچی تو ابوعلی نے مال واسباب اور خزانہ براہ دریا ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستہ سے مسافت طے کر کے ارجان پہنچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سلامی دی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ علاء بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ صمصام الدولہ قید سے نکل کر ملک گیری کے لئے چلا۔ ابوعلی نے شیراز کی جانب روانگی کا قصد کیا لشکریوں نے کمریں باندھ لیں۔ دیلم بھی ساتھ ہو لئے۔ صمصام الدولہ اور ترکوں کا دل بادل گروہ مقابلہ پر آیا۔ مدتوں ترکوں اور دیلم سے معرکہ آرائی ہوئی۔ نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ بالآخر صمصام الدولہ نساء کی طرف چلا گیا اور ترک اس کی رکاب میں تھے۔ نساء پہنچ کر ان لوگوں نے لوٹ مار چادی اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دیلمیوں سے برسرپیکار آئے قتل کیا' ان کے مال واسباب اور سامانِ جنگ پر غارت گری کے ہاتھ بڑھائے۔ ابوعلی مجبوراً پھر ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیج دیا۔ صمصام الدولہ اور دیلم سے مڈبھیڑ ہو گئی' ترکوں نے شہر کو تاخت وتاراج کیا اور مالِ غنیمت لے کر ارجان واپس آئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ (عم ابوعلی) کا ایلچی دارالخلافت بغداد سے آیا۔ انعام وصلے کا وعدہ کیا تھا۔ خلعت بھیجا تھا۔ ایلچی نے ترکوں کو بلا لیا چنانچہ ترکوں نے ابوعلی کو دارالخلافت بغداد اس کے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ ابوعلی ترک فوجوں کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ واسط میں جب کہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گزر چکا تھا ملاقات ہوئی۔ بہاء الدولہ نے بظاہر خاطر داری اور تواضع کی کسر باقی نہ چھوڑی۔ نہایت عزت واحترام سے ٹھہرایا لیکن پھر موقع پا کر گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔ ابوعلی کے قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

فخر الدولہ کا اہواز پر قبضہ چونکہ دارالخلافت بغداد میں قیام کرنا شرف واعزاز کا باعث تھا اس وجہ سے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عباد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں اکثر قیام کا خواب دیکھا کرتا

تھا۔ جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی ابوالقاسم بن عباد کو موقع مل گیا فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیج دیا جس نے قبضۂ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بے چینی کے ساتھ ابوالقاسم سے قبضۂ بغداد کی بابت مشورہ اور اس کی رائے دریافت کی' ابوالقاسم نے ٹال مٹول سے جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا اس کے حکم کی تعمیل پر تیار ہوا' فوجیں مرتب کر کے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسنویہ اور دبیس بن عفیف اسدی بطور وفد کی صورت میں حاضر ہوئے۔ عراق پر فوج کشی کرنے کا باہم مشورہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمۃ الجیش جادہ کی جانب بڑھے فخر الدولہ نے خوزستان کا رُخ کیا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالقاسم بن عباد عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے۔ اس وجہ سے ابوالقاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متفق ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے اور کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

فخر الدولہ کی مراجعت: قبضۂ اہواز کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگا۔ تنخواہیں اور روزینے دینے بند کر دیئے۔ لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابوالقاسم اس طوفان بے تمیزی کو روک سکتا تھا مگر اسے اسی زمانے سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب فخر الدولہ نے عضد الدولہ کی اولاد کے ساتھ سازش کے شبہ میں اسے درمیانِ راہ سے واپس بلا لیا تھا' معاملات سلجھ نہ سکے۔ لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ اس درمیان میں بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فخر الدولہ برسر مقابلہ آیا لڑائیاں ہوئیں اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اہوز کی نہر کا بند ٹوٹ گیا فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے کہ فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو نیچا دکھانے کے لئے توڑوا دیئے ہیں میدانِ جنگ خالی کر دیا۔ ابوالقاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دے دیں تو عجب نہیں ہے کہ پھر آپ کے مطیع اور فرماں بردار اور جاں نثاری پر تیار ہو جائیں۔ لیکن فخر الدولہ نے کوئی بات نہ سنی اور تمام فوج اس سے علیحدہ ہو گئی مجبوراً رے کی جانب واپس ہوا۔ اثناءِ راہ میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اہواز پر بدستور بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا۔

بہاء الدولہ کا ارجان اور بصرہ پر قبضہ: قبضۂ اہواز کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں فارس کے قبضہ کے ارادے سے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دار الخلافت بغداد میں سرداران دیلم میں سے ابونصر خواشادہ کو اپنی قائم مقامی پر چھوڑ گیا' بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچا۔ یہیں اس کے بھائی ابوطاہر کے مرنے کی خبر سننے میں آئی۔ تعزیت کا جلسہ کیا اس کے بعد ارجان پہنچ کر قابض ہو گیا۔ جس قدر مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور و شر کیا۔ بہاء الدولہ نے سب پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال و اسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چونسٹھ لاکھ درہم تھی۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کی مصالحت: قبضۂ ارجان سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمۃ کو جس کا سردار ابوالعلاء بن فضل تھا نوبندجان کی طرف روانہ کیا۔ صمصام الدولہ کی فوج مقابلہ نہ کر سکی شکست کھا کر بھاگی صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر فولاد بن ماندان کی ماتحتی میں نوبندجان روانہ کیا۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دی۔ یہ شکست سازش اور دھوکے کی بناء پر ہوئی تھی۔ الغرض ابوالعلاء شکست کھا کر ارجان چلا آیا اور صمصام الدولہ شیراز سے فولاد کے پاس نوبندجان چلا آیا

اس کے بعد صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ کاغذی گھوڑے دوڑانے کے بعد یہ طے پایا کہ بلادِ فارس اور ارجان پر صمصام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان اور عراق بہاء الدولہ کا مقبوضہ سمجھا جائے اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضات بلاد میں مالکانہ قابض رہیں دونوں فریق نے اس قرارداد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کاربند ہوئے۔

بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد: صلح ہو جانے کے بعد بہاء الدولہ اہواز واپس آیا۔ اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان وقوع میں آئے تھے وہ معلوم ہوئے اور بغداد کے لٹنے اور مکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے بھی حالات سنے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہنگامہ ختم نہیں ہوا۔ بہاء الدولہ نے اصلاح کی غرض سے بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ اس کے پہنچنے پر امن وامان قائم ہو گیا۔

خلیفہ طائع کی گرفتاری: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بہاء الدولہ سے مخالفت کی تھی اور اس کے وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ ابوالحسن بن معلم بہاء الدولہ پر غلبہ پائے ہوئے تھے۔ اسی نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کے مال کی طمع دلائی اور اسے غریب خلیفہ کے گرفتار کر لینے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خلافت مآب سے حاضری کی اجازت طلب کی' خلافت مآب نے دستور کے مطابق دربار منعقد کیا۔ بہاء الدولہ اپنے سرداروں کے ساتھ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھا۔ ایک دیلمی سردار خلیفہ طائع کی دست بوسی کو بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف سے کھینچا۔ خلیفہ طائع شور وغل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للہ وانا الیہ راجعون کہتا جاتا تھا۔ بہاء الدولہ نے خزائن اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا بازار میں ہلڑ مچ گیا ایک نے دوسرے کا مال واسباب لوٹ لیا۔

قادر باللہ المقتدر کی خلافت: اس کے بعد بہاء الدولہ خلیفہ طائع کے پاس گیا اور معزول کے محضر پر دستخط کرائے اور تختِ خلافت پر متمکن کرنے کے لئے اس کے چچا قادر باللہ ابوالعباس احمد المقتدر کو بطیحہ طلب کیا خلیفہ قادر زمانۂ خلافت طائع میں جان کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا تھا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ یہ واقعات ۳۸۱ھ کے ہیں۔

بہاء الدولہ کا موصل پر قبضہ: ابوالرداد بن مسیب امیر بنوعقیل نے ابوطاہر بن حمدان آخری بادشاہ بنوحمدان کو موصل میں قتل کر ڈالا اور موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ چند روز تک بہاء الدولہ کی اطاعت کرتا رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر اخبار بنوحمدان اور بنومسیب میں بیان کر آئے ہیں ۳۸۰ھ کا ہے اس کے بعد ابوالرداد نے سرکشی کی۔ بہاء الدولہ نے سرداران دیلم میں سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز نامی ایک سپہ سالار کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ابوالرداد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوجعفر نے آخر ۳۸۱ھ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ بچے ہوئے بنوعقیل ابوالرداد سے ملے اور جنگ ابوجعفر پر باہم متفق ہو کر میدانِ کارزار کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک مدت تک سلسلۂ جنگ جاری رہا اور ابوجعفر نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار اس نے ابوالرداد کو گرفتار کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ مبادا اہلِ موصل میں بغاوت پھوٹ نکلے ضمانت لے کر ابوالرداد کو رہا کر کے اس کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ وہ بہاء الدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابوالرداد کی گرفتاری ابن معلم کے اشارے سے ہوئی تھی لیکن جب وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ابوالرداد سے ضمانت لے کر بغداد بھیج

دینے کا حکم دے دیا۔

ابن معلم ابوالحسن: ابن معلم کا نام ابوالحسن تھا' یہ نہایت چالاک تھا اس نے اپنی چالاکیوں سے بہاء الدولہ پر پورے طور سے قابو حاصل کر لیا تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا' بڑے بڑے امور اسی کے اشارے اور رائے سے کئے گئے' انہیں میں سے ابوالحسن محمد بن عمر علوی کا واقعۂ ادبار ہے شرف الدولہ کے زمانہ حکومت میں ابوالحسن کا طوطی بولتا تھا' بہت بڑا مال دار اور صاحب جائداد تھا۔ جب بہاء الدولہ کے قبضہ میں زمام حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کیا۔ اس کے مال و جائیداد کی طمع دلائی۔ بہاء الدولہ نے اس کے اشارہ اور سازش سے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اس کے مال و جائیداد پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن معلم نے بہاء الدولہ کو وزیر السلطنت منصور بن صالحان کی معزولی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے برے طریقے سے اسے معزول کر کے خوزستان کی روانگی سے قبل قلمدانِ وزارت ابونصر سابور (خاندان اردشیر کا ایک ممبر) کو سپرد کیا پھر اسی ابن معلم نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کی معزولی اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور دارالخلافت کا تمام مال واسباب بہاء الدولہ کے مکان پر اٹھالایا کچھ عرصہ بعد وزیر السلطنت ابونصر سابور کی معزولی اور ادبار بھی اسی معلم کے ہاتھوں ہوئی۔ عہدۂ وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو عطا کیا گیا' خوزستان کی واپسی کے بعد خواشادہ اور ابوعبید طاہر کو ۳۸۱ھ میں گرفتار کرا کر جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں بدبختوں نے ابن معلم کو تحائف و ہدایا نہیں دیئے تھے' اس بہاء الدولہ کو اشارہ کر دیا۔ اس نے ان کو زیر و زبر کر دیا۔

ابن معلم کا قتل: جب کثرت سے ایسے امور وقوع میں آتے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں لشکریوں نے بغاوت کر دی' بہاء الدولہ نے ہر چند ہنگامۂ بغاوت دور کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لشکریوں نے ابن معلم کے حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو خوش اور راضی کرنے کے لئے ابن معلم کو اس کے تمام اسٹاف کے ساتھ گرفتار کر لیا لیکن فوجی اس پر راضی نہ ہوئے اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے بالآخر بہاء الدولہ نے مجبور ہو کر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالے کر دیا لشکریوں نے فوراً اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالقاسم لشکریوں بغاوت اور سازش سے متہم ہوا' بہاء الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی جگہ ابونصر سابور اور ابونصر بن وزیر کو قلمدانِ وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے۔

پسران بختیار کا خروج اور قتل: عضدالدولہ نے بختیار کے لڑکوں کو جیل میں ڈال دیا تھا چنانچہ زمانہ حکومت عضدالدولہ میں بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتے رہے اس کے بعد صمصام الدولہ کی حکومت کا دور آیا اس کی حکومت میں بھی اسے قید سے نجات نہ ملی جب شرف الدولہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا بحسن سلوک پیش آیا اور شیراز میں کمال عزت و احترام سے ٹھہرایا جاگیریں دیں۔ جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا اور بہاء الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا تو پھر ان غریبوں کو قید کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا۔ بلادِ فارس کے ایک قلعہ میں قید کر دیئے گئے' ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے ان دستہ فوج کو ملا لیا جو ان کی نگرانی کے لئے مامور تھا چنانچہ ان لوگوں نے انہیں جیل سے نکل جانے کا موقع دے دیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے' ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف و جوانب کے لوگ جمع ہو گئے جن میں اکثر شاہی

فوج کے پیادے تھے رفتہ رفتہ یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچی۔ صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ بختیار کے لڑکوں کے پاس جو لوگ آ کر جمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر منتشر ہو گئے۔ بختیار کے لڑکے مجبور ہو کر ان دیلمیوں کے ساتھ جو ان کے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابوعلی نے محاصرہ ڈال دیا۔ ایک روز موقع پا کر دیلمیوں کی سازش سے چند سرداروں کو قلعہ کی پوشیدہ راہ سے قلعہ میں بھیج دیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوالعلاء اور صمصام الدولہ کی جنگ: ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ سلطان بغداد اور اس کے بھائی صمصام الدولہ والی خوزستان سے پھر ان بن ہو گئی۔ اس سے پیشتر جو ان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم ہو گئی۔ عہد شکنی کے اسباب یہ پیدا ہوئے کہ بہاء الدولہ نے ابوالعلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا اور در پردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں متفرق طور سے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہوں گا جب فوج کی ایک کافی تعداد جمع ہو جائے تو بلادِ فارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا۔ چنانچہ ابوالعلاء اہواز اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصہ تک فوجیں روانہ نہ کر سکا اتفاق سے یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچ گئی۔ صمصام الدولہ نے اپنی باقاعدہ فوج کو خوزستان روانہ کیا۔ ابوالعلاء نے بہاء الدولہ کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہنچیں ایک دوسرے سے مقابلہ ہو گیا۔ ابوالعلاء کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابوالعلاء گرفتار کر لیا گیا مگر صمصام الدولہ کی ماں نے اسے رہا کر دیا۔

وزیر ابونصر سابور: بہاء الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا' مال جمع کرنے کی فکر پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابونصر سابور کو قیمتی قیمتی جواہرات دے کر واسط روانہ کیا کہ مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس رہن رکھ کر فوج کے مصارف کے لئے روپیہ لائے۔ چنانچہ ابونصر نے اسے رہن رکھا اور چند روز بعد وزارت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابونصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدۂ وزارت سے استعفا دے دیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ ابوالقاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابوالقاسم عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا۔ یہ بھی وزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بہاء الدولہ نے ابونصر کو دوبارہ قلمدانِ وزارت سپرد کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

فارس میں ترکوں کا قتل عام: اس کے بعد بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اہواز کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ طغان نے بسوی پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ کے افسر اہواز سے کوچ کر گئے۔ طغان کی فوج تمام صوبۂ خراسان میں پھیل گئی چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اس کی فوج میں قلیل تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہوا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہو گئے ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ دیلم نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ طغان نے امن دیا چنانچہ دیلم امن کے دھوکے میں آ گئے ہتھیار رکھ دیئے' ترکوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسط میں پہنچی فوراً اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور صمصام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا۔ یہ وقعہ ۳۸۴ھ کا ہے صمصام الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد غصہ پیدا ہوا' اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ فارس میں ترکوں کا ایک بڑا گروہ قتل اور پامال کر دیا گیا باقی ماندہ فارس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قصبات اور دیہات کو

لوٹتے ہوئے کرمان پہنچے پھر کرمان سے نکل کر بلادِ سندھ چلے گئے۔

صمصام الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ۳۸۵ھ میں صمصام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مر گیا تھا اور ترکوں نے دار الخلافت بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے متوفی نائب السلطنت کے بجائے ابو کالیجار مرزبان بن سفیون کو اہواز کی گورنری پر مامور کیا اور ابو محمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفتکین کی مدد پر رامہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ تفتکین ابو محمد کو رامہرمز میں چھوڑ کر اہواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے دھوکا دینے کی غرض سے اس سے خط و کتابت کی لیکن وہ اس کے جال میں نہ آیا رامہرمز جا کر دم لیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بہاء الدولہ نے اسی ترکوں کو جو فنونِ جنگ سے کلی واقفیت رکھتے تھے۔ دیلمیوں پر پس پشت سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی سپہ سالار کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہو گئی ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مقابلہ چھوڑ کر اہواز کی جانب لوٹا۔ اہواز پہنچ کر دو ایک روز آرام کر کے بصرہ چلا آیا' وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو پہنچی' میدانِ جنگ چھوڑ کر مکرم کے کیمپ کی طرف واپس ہوا' علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تستر کی طرف نکال دیا۔ مدتوں دونوں فریقوں میں جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری رہا۔ ترکوں نے قبضہ میں تستر سے رامہرمز تک کا علاقہ رہ گیا اور دیلم رامہرمز سے بقیہ بلادِ فارس پر قابض رہے ترکوں نے واپسی اختیار کیا علاء تعاقب میں چلا گیا جب اس نے یہ امر محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسط کا راستہ اختیار کیا ہے تو ناکام واپس ہوا اور کیمپ مکرم قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

بصرہ پر قبضہ: علاء کے ہمراہیوں میں سے ایک سپہ سالار سرداران دیلم میں سے شکراستان نامی بھی تھا اس نے دیلمیوں سے خط و کتابت شروع کی جو بہاء الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اس کے اشارے پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی اور شکراستان نے انہیں امن دیا اور وہ لوگ جن کی تعداد چار سو کے قریب تھی شکراستان کے پاس چلے آئے ان لوگوں کے آنے سے شکراستان کی فوج بڑھ گئی اس سے اس کی ہمت بڑھی۔ بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابوالحسن بن جعفر علوی شکراستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو در پردہ رسد و غلہ اور امداد دینے لگا بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ بہاء الدولہ نے چند لوگوں کو ابوالحسن اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کر لئے بھیج دیا ابوالحسن اور اس کے ہمراہی بصرہ چھوڑ کر شکراستان سے بھاگ گئے ان لوگوں کے مل جانے سے شکراستان کی قوت بڑھ گئی ان لوگوں نے کشتیاں فراہم کیں اور اسے بصرہ پر قبضہ کرنے کی راہیں بتائیں چنانچہ شکراستان اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جا اترا۔ بہاء الدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہاء الدولہ کو شکست ہوئی۔ شکراستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

شکراستان دیلمی: بہاء الدولہ نے بصرہ کی شکست کے بعد مہذب الدولہ والی بطیحہ کو پیام بھیجا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جایئے' مہذب الدولہ نے عبداللہ مرزوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہاء الدولہ کی حمایت و امداد کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلا حملہ بھی برداشت نہ کر سکی بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی شکراستان

نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا اور میدانِ جنگ میں آیا بری اور بحری لڑائی شروع ہوئی بالآخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کو تیار ہوں بہاء الدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اس کے لڑکے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکر استان نہایت چلتا پرزہ تھا بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ دونوں کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا مطیع نہ تھا۔

وزیر ابن عباد کی وفات: ۳۸۵ھ میں ابوالقاسم اسماعیل بن عباد (فخر الدولہ کا وزیر السلطنت) نے بمقام رے جان بحق تسلیم کی اپنے زمانہ میں یہ بلحاظ علم و فضل یکتا تھا' سیاست اور ملک داری میں بھی اپنی نظیر آپ تھا مختلف علوم اور فنون میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ تصنیف و تالیف میں بھی اسے پوری مہارت تھی جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدون ہیں۔ اس کے کتب خانہ میں اس قدر کتابیں تھیں کہ کسی نے اس قدر کتابیں جمع نہ کی ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کتب خانہ چار سو اونٹوں پر بار کیا جاتا تھا۔

ابوالعباس احمد بحیثیت وزیر السلطنت: اس کی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالعباس احمد بن ابراہیم ضبی ملقب بہ کافی کو عنایت کیا گیا۔ قصہ مختصر ابوالقاسم کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس نے بوقت کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر الدولہ نے اسے نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبدالجبار معتزلی' ابوالقاسم کا پروردش کردہ اور ساختہ پرداختہ تھا۔ اسی نے اسے رے کے عہدہ قضا پر مامور کیا تھا اس وجہ سے قاضی عبدالجبار نے فخر الدولہ کو بدعہدی اور بے وفائی کا ملزم قرار دیا فخر الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' قاضی عبدالجبار سے اس کا مطالبہ کیا ایک ہزار طیلسان اور ایک ہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر ڈالے اس کے بعد ابوالقاسم کے مال و اسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ضبط کر لیا اس کے تمام نشانات کو فنا کر دیا اور اس کے ہمراہیوں اور آوردوں کو گرفتار کر لیا۔

والبقاء الله وحده.

باب: ۲۰

مجدّ الدولہ ابوطالب بن فخر الدولہ

و

بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ

و

سلطان الدولہ ابوشجاع بن بہاء الدولہ

ماہ شعبان ۳۸۵ھ میں فخر الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ والی رے' اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفرِ آخرت اختیار کیا' تختِ حکومت پر اس کا لڑکا مجد الدولہ ابوطالب رستم متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چار برس کی تھی۔ امراء وارا کین دولت نے اس نوعمر چھوکرے کو تخت آرائے حکومت کیا تھا اس کے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمیسین حدودِ عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجد الدولہ کی زمامِ حکومت اس کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور وہی حکمرانی ابوطاہر (یہ فخر الدولہ کا مصاحب تھا) اور ابوالعباس ضبی کافی وزیر السلطنت کے مشورے اور رائے سے کرتی تھی۔

علاء بن حسن کا انتقال: ان واقعات کے بعد علاء بن حسن' صمصام الدولہ کا گورنر خراسان مقام لشکر گاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو بہت سا مال دے کر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہنچ کر دیلمی فوج میں وہ مال تقسیم کر دیا۔ دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں' مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے' بہاء الدولہ کے ہمراہیوں کو جندیسابور سے نکال کر خوزستان اور خوزستان سے شہر بدر کر کے واسط کی طرف بھیج دیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ ان کی طرف مائل ہو گئے اور اس سے آملے تو انہیں اچھے اچھے عہدے دیئے تمام مقبوضہ میں حکام اور گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا۔ یہ واقعات ۳۸۷ھ کے ہیں اس کے بعد ابومحمد بن مکرم واسط سے ترکوں کو لے کر نکلا۔ ابوعلی نے ان کی مدافعت پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ابوعلی بن اسماعیل: اس اثناء میں بہاء الدولہ واسط سے آ پہنچا۔ انہی دنوں ابوعلی بن اسماعیل (جسے بہاء الدولہ نے اہواز

کی روانگی کے وقت ۳۸۶ھ میں دارالخلافت بغداد کا نائب مقرر کیا تھا) واسط آ گیا مقلد بن مسیب یہ خبر پا کر موصل سے بغداد کے علاقہ کو روکنے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ ابوعلی بن اسماعیل مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہوا اور یہ امر اسے ناگوار گزرا چند لوگوں کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابوعلی بن اسماعیل یہ خبر پا کر بطیحہ بھاگ گیا۔

بہاء الدولہ اور ابوعلی بن استاد ہرمز کی جنگ: وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابومحمد بن مکرم ابوعلی بن استاد ہرمز کے مقابلہ پر امداد کے لئے تیار ہو جایئے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان جنگ وسفر درست کر کے خوزستان کی طرف چلا۔ قطرہ بیضاء پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابوعلی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں ابوعلی نے رسد وغلہ کی درآمد بند کر دی۔ بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔ خورد ونوش کی چیزیں طلب کیں۔ بدر بن حسنویہ نے کچھ سامانِ خوردنی روانہ کیا۔ لگانے بجھانے والوں نے ابوعلی بن اسماعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ ادبار کی گھٹائیں اس کے سر پر چھا جاتیں۔ اتنے میں صمصام الدولہ کے رے جانے کی خبر آ گئی جنگ اور مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا باہم مصالحت ہو گئی اور زمام حکومت بہاء الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی۔

قتل صمصام الدولہ: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ابوالقاسم اور ابونصر پسران بختیار مقید تھے ان دونوں نے محافظین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے' کردوں کا ایک گروہ ان کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں میں صمصام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جن کا نسب دیلمی نہیں ثابت ہوا تھا فوج سے نکال دیا تھا یہ جم غفیر بھی بختیار کے لڑکوں سے جا ملا۔ بہت بڑی جمعیت ہو گئی۔ ارجان کی طرف بڑھے ابوجعفر استاد ہرمز ان دنوں وہیں مقیم تھا دونوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوجعفر شکست اٹھا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا ان لوگوں نے اس کے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے صمصام الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ صمصام الدولہ شکست کھا کر رودمان (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر) بھاگ آیا۔ والیٔ رودمان نے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ ابن نصر بن بختیار نے پہنچ کر والیٔ رودمان سے صمصام الدولہ کو لے لیا اور اس کی حکومت فارس کے نویں برس ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں قید حیات سے سبکدوش کر لیا اور اس کی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالے کر دیا۔ دیلمی سردار نے اُسے بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا۔ جب بہاء الدولہ فارس پر قابض ہوا تو اس نے اس کی نعش کو مقابر بنو بویہ میں لے جا کر دفن کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ: صمصام الدولہ کے قتل کے بعد ابوالقاسم اور ابونصر پسران بختیار فارس پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے ابوعلی بن استاد ہرمز کے پاس پیام بھیجا بلانے کی کوشش کی اور یہ امر پیش کیا کہ آؤ ہم اور تم اور نیز وہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں باہم عہد و پیمان کر لیں اور بہاء الدولہ سے لڑیں ابھی ابوعلی کوئی جواب انکار و اقرار کا نہ دینے پایا تھا کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اسے اور ان دیلم کو جو ان کے ہمراہ تھے امن دینے کا اقرار کیا اور ہر طرح کا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ابوعلی کو سخت فکر پیدا ہوئی چونکہ ابوعلی نے اس سے پہلے پسران بختیار کے دو بھائیوں کو قتل کر

ڈالا تھا اور ان دونوں کو قید کیا تھا اس وجہ سے اس نے بہاء الدولہ کے میل جول کو ترجیح دی۔ باقی رہے دیلم جو اس کے ہمراہ تھے انہوں نے ان ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کے ملنے سے انکار کیا تاہم ابوعلی انہی دیلمیوں کے ساتھ رہا اور اسی شش و پنج میں پڑا رہا۔ یہاں تک کہ سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لیا اور اس پر اعتماد کر کے سب کے سب اس کے پاس چلے آئے اہواز کی طرف بڑھے۔ پھر رامہرمز اور ارجان کی جانب گئے' غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ تمام بلادِ خوزستان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسماعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ شیراز کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ پسران بختیار ان دنوں شیراز ہی میں تھے دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی اثناء جنگ میں پسران بختیار کے بعض ہمراہی ابوعلی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابوعلی کی فوج میں آ گئے جس سے پسران بختیار کو شکست ہوئی ابوعلی نے شیراز پر قبضہ کر لیا ابونصر بن بختیار بلادِ دیلم بھاگ گیا اور اس کا وزیر السلطنت ابوالقاسم بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا پھر بطیحہ چلا گیا اور قیام پزیر ہوا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد وزیر السلطنت ابوعلی نے فتح کا نامہ بشارت بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر شیراز آیا اور قریۂ رودمان کو تباہ اور پامال کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اہواز جا کر سکونت اختیار کی دار الخلافت بغداد میں اپنی جگہ ابوعلی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو متعین کیا اور عمید الحراق کا لقب مرحمت فرمایا۔ ان واقعات کے بعد سے ملوک دیلم نے مستقل طور سے اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی اور مدت دراز تک عراق کے حکمران رہے۔

ابونصر بن بختیار کا قتل: جس وقت ابونصر بن بختیار کا قدم بلادِ دیلم میں مستقل طور سے جم گیا اس وقت اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس اور کرمان میں تھی اور ان سے خط و کتابت شروع کی۔ چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے اکراد ابونصر کی تحریر کے مطابق فارس آ کر جمع ہو گئے ابونصر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے کرمان پر دھاوا کر دیا۔ اس وقت کرمان میں ابوجعفر بن سیر جان حکومت کر رہا تھا موقع مناسب نہ پایا جیرفت کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا قبضۂ جیرفت کے بعد آہستہ آہستہ اکثر بلادِ کرمان کو دبا لیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی فوراً اپنے وزیر السلطنت ابوعلی بن اسماعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابونصر کی سرکوبی اور جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جوں ہی ابوعلی جیرفت کے قریب پہنچا اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی۔ ابونصر بن بختیار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ نکلا۔ ابوعلی نے اپنی فوج سے تین سو رجنگ آوروں کو منتخب کیا اور انہیں اپنے ہمراہ لے کر ابونصر کے تعاقب میں نکلا اس کا بقیہ لشکر جیرفت ہی میں پڑاؤ کئے رہا دو چار منزل کے بعد ابوعلی نے ابونصر کو پہنچ کر گھیر لیا ابونصر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے قتل کر ڈالا اور سر کاٹ کر ابوعلی کے پاس لے آیا۔ ابونصر کے باقی ماندہ ہمراہی پریشان ہو کر بھاگے ابوعلی نے سب کو پامال کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

وزیر ابوعلی بن اسماعیل کا قتل: ابونصر کے مارے جانے کے بعد ابوعلی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابوموسیٰ سیاہ چشم کو مامور کیا اور مظفر و منصور بہاء الدولہ کی خدمت میں آیا بہاء الدولہ نے فوراً اُسے گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو بھی ضبط کر لیا۔ اس گرفتاری اور ضبطی کا ظاہری سبب کچھ نہ تھا اور اپنے دوسرے وزیر شاپور کو لکھ بھیجا کہ ابوعلی کے تمام ممبران خاندان اور اعزہ و اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو۔ وزیر شاپور کو بلا وجہ گرفتاری سے پس و پیش ہوا' اس وجہ سے ان لوگوں کو بھاگ نکلنے کا موقع

مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابوعلی کو ۳۹۴ھ میں قتل کر ڈالا خوزستان اور اس کے تمام متعلقہ بلاد پر ابوعلی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو بداخلاقی، ظلم اور بے جا تحکم کی وجہ سے معزول کیا چنانچہ ابوعلی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہو گیا۔ شورش کم ہو گئی گویا بہاء الدولہ کو ابوعلی کے عدل وانصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

ظاہر بن خلف اور ابوموسیٰ کی جنگ: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ظاہر ابن خلف اپنے باپ خلف بن احمد سجستانی کی اطاعت چھوڑ کر اس کے مقابلہ پر جنگ کے لئے آیا تھا چنانچہ اس کا باپ کامیاب ہوا اور ظاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر پر قابض ہو جاؤں۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے ظاہر بن خلف کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن میں ظاہر کی جمعیت بڑھ گئی اطراف و جوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے ظاہر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے جیرفت پر دھاوا کر دیا جیرفت اور اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔ ابوموسیٰ سیاہ چشم کو اس کی خبر لگی گورنر کرمان پر بے حد غصہ ہوا اور اپنی دیلمی فوج کو مرتب کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ ظاہر بن خلف کو شکست ہوئی ابوموسیٰ نے اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر قابض ہو گیا۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے ابوجعفر استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا ابوجعفر نے بھی ظاہر کو سجستان کے باہر شکست دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا۔ دیلم کا دور دورہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا کرمان میں وہی دور دورہ پھر ہو گیا۔

بنوعقیل کا محاصرۂ مدائن: قرداش بن مقلد نے ۳۹۳ھ میں بنوعقیل کے ایک گروہ کو ملک گیری کی غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے مدائن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بہاء الدولہ کے نائب (ابوجعفر حجاج بن ہرمز) نے اس خبر کو سن کر صف شکن فوجیں ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیں۔

بنوعقیل اور بنواسد کی پامالی: چنانچہ بنوعقیل کے گروہ نے مدائن کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے بعد بنوعقیل اور بنو اسد میں سے ابوالحسن بن مزید متفق ہو کر ملک گیری کے لئے نکلے ابوجعفر حجاج مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر میدان میں آیا خفاجہ کو بھی شام سے بلا بھیجا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابوجعفر کو شکست ہوئی لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اس کے بعد پھر دوبارہ شکست کھا کر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو جمع کر کے پھر اطراف کوفہ میں خم ٹھونک کر لڑنے کے لئے آیا۔ اس واقعہ میں بنوعقیل اور بنومزید اسدی کو شکست ہوئی نہایت بری طرح پامال کئے گئے۔ بنومزید اسدی کے قیمتی قیمتی زیورات نفیس نفیس اسباب، عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سا مال جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا ہوگا اور نہ کانوں نے سنا ہو گا لوٹ لیا۔

ابوجعفر اور ابوعلی میں جنگ: جونہی ابوجعفر حجاج، دارالخلافت بغداد سے بنوعقیل کی سرکوبی کی غرض سے نکلا۔ اوباش اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ غارت گری قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ابوعلی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو عراق کی حفاظت اور اس میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے فوراً روانہ کیا۔ ابوجعفر کو اس کی خبر لگ

گئی نہایت برہم ہوا' اطراف کوفہ میں دیلم اور ترکوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا اتفاق یہ کہ ابوجعفر کو شکست ہوئی ابوعلی نے نہایت مردانگی سے اطراف کوفہ کو اس کی لوٹ مار سے بچایا اس کے بعد ابوعلی خوزستان کی طرف چلا گیا رفتہ رفتہ سوس تک پہنچا اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ ابوجعفر فوجیں فراہم کر کے پھر کوفہ کی طرف آ گیا ہے یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا دونوں فریقوں میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا ابھی لڑائی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابوعلی کو حکم بھیج دیا کہ تم ابوجعفر کی جنگ ملتوی کر کے ابن واصل سے جنگ کی غرض سے بصرہ چلے جاؤ۔ چنانچہ ابوعلی ابوجعفر کی جنگ سے ہاتھ کھینچ کر بصرہ چلا گیا ابن واصل سے اور ابوعلی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم یہ حالات ملوک بطیحہ میں بیان کریں گے قصہ مختصر ابوعلی دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا' ابوجعفر فلج حامی (براہِ خراسان) میں اترا اور قیام کر دیا۔ فلج حامی عمید الجیوش ابو علی کی جاگیر تھی اس کا حاکم آخری ۳۹۷ھ میں مر گیا تھا ابوعلی نے اس کی جگہ ابوالفضل بن عنان کو مامور کیا تھا اس وقت بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ابوجعفر وغیرہ کو یہ خبر معلوم ہوگئی ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے بزدلی نے دلوں میں گھر کر لیا جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا' ابن مزید اسدی اپنے مقبوضہ ملک چلا گیا ابوجعفر اور ابن عیسی نے حلوان جا کر دم لیا۔

بہاء الدولہ اور ابوجعفر: کچھ عرصہ بعد ابوجعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا معافی کی درخواست کی بہاء الدولہ نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا چنانچہ ابوجعفر مقام تستر میں حاضر خدمت ہوا لیکن بہاء الدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا ابوعلی کو اس سے نفرت پیدا ہو جائے کچھ زیادہ توجہ نہ دی پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسنویہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا' حسد کی آگ بھڑک اٹھی فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا بدر نے مصالحت کا پیام دیا بہاء الدولہ نے اس کو قبول نہ کیا اور واپس آ گیا ۴۰۱ھ میں ابوجعفر حجاج بن ہرمز نے مقام آموار میں سفر آخرت اختیار کیا اور دنیا کے تمام جھگڑوں سے چھوٹ گیا۔

مجد الدولہ کی گرفتاری: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مجد الدولہ ابو طالب رستم بن فخر الدولہ ہمدان اور قرمیسین پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا تھا اور دونوں حکومتوں کی زمام حکومت اس کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں رہی وہی ان بلاد پر حکمرانی کرتی تھی جب مجد الدولہ نے قلمدانِ وزارت ابوعلی بن علی بن قاسم کو سپرد کیا تو امراء دولت نے اس سے انکار کیا۔ مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ ہو کر رے سے نکل کر قلعہ میں جا ٹھہری قلعہ کی حفاظت پر لوگوں کو مامور کیا پھر دھوکا سے قلعہ سے نکل کر بدر بن حسنویہ کے پاس جا پہنچی۔ امداد کی درخواست کی' اتنے میں اس کا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لے کر آ گیا۔ بدر بن حسنویہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۷ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے کے لئے چلا۔ چنانچہ اصفہان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا اور اصفہان کی زمام حکومت پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی۔ مجد الدولہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حکومت کی کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھایا۔ بدر بن حسنویہ اپنے دارالحکومت واپس آیا۔

مادرِ مجد الدولہ اور بدر میں ناچاقی: پھر ایک برس کے بعد مجد الدولہ کی ماں کو شمس الدولہ سے بدگمانی پیدا ہوئی مجد الدولہ کو قید سے نکال کر تختِ حکومت پر متمکن کیا۔ شمس الدولہ ہمدان کی طرف بھاگ گیا۔ بدر بن حسنویہ کو اس سے بے حد

رنج ہوا چونکہ اپنے بیٹے ہلال کی شورش اور فساد ختم کرنے میں مصروف تھا دل ہی دل میں پیچ وتاب کھا کر رہ گیا یہ اس فکر میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط آ پہنچا جس میں اس نے امداد طلب کی تھی۔ بدر نے مصروفیت کے باوجود بھی شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کیں۔ شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کرلیا۔ مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہوگئی۔

علاء الدین ابوحفص: علاء الدین بن ابوحفص بن کاکویہ اس عورت (مادر مجد الدولہ) کا ماموں زاد بھائی تھا۔ قدیم فارسی زبان میں کاکویہ ماموں کو کہتے ہیں اس وجہ سے علاء الدین ابن کاکویہ کہلایا گیا اسے مجد الدولہ کی ماں نے اصفہان کی حکومت پر مامور کیا تھا جب اس کی جگہ حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کاکویہ بہاء الدولہ کے پاس عراق چلا گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ جب مجد الدولہ کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں زمامِ حکومت آ گئی تو ابن کاکویہ عراق سے اس کے پاس چلا آیا اس نے اسے پھر اصفہان کی حکومت پر مامور کیا اس سے اس کی قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے اس کے بعد اس کی اولاد اصفہان پر حکمرانی کرنے لگی جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد: ابوجعفر استاد ہرمز عضد الدولہ کا حاجب اور اس کے خاص الخواص میں سے تھا ابوجعفر نے اپنے بیٹے ابوعلی صمصام الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جب صمصام الدولہ مارا گیا تو ابوعلی بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا۔ بہاء الدولہ کو عراق میں جب یہ خبر پہنچی کہ دار الخلافت بغداد میں اس کی غیر حاضری کے زمانے میں سخت شورش پیدا ہوگئی اور اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کردی ہے تو بہاء الدولہ نے اپنی جگہ عراق کی حکومت پر فخر الملک ابوطالب کو مامور کیا اور خود دار الخلافت کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امراء دولت اراکین سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ دار اسی سنہ کے ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے کے لئے آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دار الخلافت بغداد سے ابوالشوک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی یہاں تک کہ ابوالشوک کی شورش ختم ہوگئی۔

بدر بن حسنویہ کی امداد طلبی: اسی زمانہ میں بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے میں جھگڑا ہوگیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی[1]..... دیرعاقول کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ مال واسباب وہاں تھا سب پر قابض ہوگیا اس عرصہ میں سلطان حلوان اور رجب پسرانِ شمالی خفاجی اپنے سرداران قوم کے ساتھ آ گئے اور بنو عقیل سے فرات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور اس کے ساتھ ساتھ دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوئے۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ہمراہ انبار کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کے اطراف کو تباہ وپامال کرنا شروع کیا۔

ابوالحسن بن مزید اور سلطان: ذوالسعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کرلیا لیکن کچھ دن بعد رہا کردیا ان لوگوں نے ذوالسعادتین کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ ذوالسعادتین یہ بات تاڑ گیا اور ان لوگوں کو معہ سلطان کے پھر گرفتار کرلیا اور پابہ زنجیر دار الخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد ابوالحسن بن مزید کی سفارش سے پھر رہا کردیئے گئے ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل وغارت گری پر کمریں باندھیں ۴۰۲ھ میں حاجیوں کے قافلے سے بھڑ گئے اور اسے لوٹ لیا۔ فخر الملک نے

---

[1] اصل کتاب میں یہ عبارت نہیں ہے۔

ابوالحسن بن مزید کو ان لوگوں سے انتقام لینے کے لئے لکھا چنانچہ ابوالحسن بن مزید نے بصرہ پہنچ کر ان لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے انہیں قتل اور گرفتار کر لیا حاجیوں کا مال واسباب جس قدر لوٹ لیا تھا واپس لے لیا اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیج دیا اس واقعہ کے بعد پھر ان کے باقی ماندہ ساتھیوں نے حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کوفہ کو لوٹ لیا۔ ابوالحسن بن مزید یہ خبر پا کر ان کے سر پر جا پہنچا اور جیسا کہ اس سے پہلے اس نے انہیں زیروزبر کیا تھا پھر قید اور قتل کیا اور قیدیوں کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔

بہاء الدولہ کی وفات: ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ میں نصف اول گزر چکا تھا کہ بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا چوبیس برس حکومت کی۔

سلطان الدولہ ابوشجاع: اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ابوشجاع تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ارجان سے شیراز آیا اپنے ایک بھائی جلال الدولہ ابوطاہر کو بصرہ کی حکومت پر مامور کیا اور دوسرے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری مرحمت کی۔

شمس الدولہ اور مجد الدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ حکومتِ ہمدان پر متمکن ہوا تھا اور اس کا بھائی مجد الدولہ تختِ آرائے حکومت رے ہوا تھا اور اس کی ماں دونوں حکومتوں کی نگران اور سیاہ وسفید کرنے کی مالک تھی' بدر بن حسنویہ کردوں کا سردار تھا اس سے اور اس کے بیٹے ہلال سے جھگڑا ہو گیا تھا ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ شمس الدولہ کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا اور وہاں کے مال واسباب کو دبا لیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں تم آئندہ پڑھو گے اس کے بعد شمس الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا مجد الدولہ نے رے چھوڑ دیا نہاوند چلا آیا اس کے ہمراہ اس کی ماں بھی تھی۔ شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت سے دنوں سے مشاہرہ نہیں ملا تھا۔ آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں شور وشر مچایا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا لوگ وظائف اور تنخواہیں طلب کرنے لگے شمس الدولہ مجبور ہو کر ہمدان واپس آیا اور اس کا بھائی مجد الدولہ اور اس کی ماں پھر رے آ گئے اور قابض ہو گئے۔

فخر الملک ابوطالب کا قتل: ابومحمد حسن بن سہلان ایک مدت سے قرداش کے پاس چلا گیا تھا۔ قرداش نے اسے اپنے پاس کمال عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے اس کی جگہ عہدۂ وزارت پر ابوالقاسم جعفر بن فسانجس کو مقرر کیا ربیع الاول ۴۰۶ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابوطالب کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ساڑھے پانچ سال عہدۂ وزارت پر رہا۔ اس کا مال واسباب سلطان الدولہ نے ضبط کر لیا جس کی مالیت ایک کروڑ تھی۔

ابن سہلان کی وزارت: جب فخر الملک کے قتل کے بعد ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے فخر الملک کی جگہ اسے حکومتِ عراق پر مامور کیا عمید الجیوش کا خطاب دیا ..... اور اس کی جگہ وزارت کا عہدہ رجی کو مرحمت کیا۔ چنانچہ محرم ۴۰۹ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہوا بنو اسد کی طرف ہو کر گزرا۔

چونکہ زمانہ حکومت فخر الملک میں اس کے اشارہ وحکم سے بنواسد نے بنونصر کے سرداروں کو گرفتار کرلیا تھا اس وجہ سے ان میں سے ابن دبیس فخر الملک کے قتل کے بعد بنواسد سے انتقام لینے کے لئے اٹھا ابن سہلان نے یہ رنگ دیکھ کر بنواسد اور اس کے بھائی مہارش اور طراد پر شب خوں مارا اور دور تک تعاقب کرتا چلا گیا ان کے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا ایک جماعت دیلم اور ترکوں کی بھی کام آ گئی۔ بالآخر ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ ابن سہلان نے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا عورتوں اور لڑکوں کو غلام بنایا خاتمۂ جنگ کے بعد مضر اور مہارش کو امن دیا ان دونوں اور طراد کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ امر سلطان الدولہ کو ناگوار گزرا فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا اس وقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔

سلطان الدولہ اور ابن سہلان: سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا فتنہ وفساد فرو ہو گیا امن و امان قائم ہو گیا اس عرصہ میں دار الخلافت بغداد کے فتنہ کی خبر لگی تمام کاموں کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الثانی میں بغداد پہنچا۔ اوباش آبر باختہ اور بدمعاش بھاگ نکلے عباسیوں کے ایک گروہ کو شہر بدر کیا ابو عبداللہ ابن نعمان فقیہ شیعہ کو بھی نکال باہر کیا دیلمی فوج کو دار الخلافت بغداد کے اطراف وجوانب میں ٹھہرا کر واسط واپس آیا دیلمیوں اور ترکوں میں فساد کی ٹھہر گئی لڑائی کا نیزہ گڑ گیا۔ چند دیلمی سردار ابن سہلان کی شکایت لے کر واسط سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرا لیا اس کے بعد ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہوا بنو خفاجیہ کے پاس بھاگ گیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے موصل جا پہنچا پھر موصل سے نکل کر بطیحہ جا کر قیام پزیر ہوا۔ سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور جستجو میں فوجیں روانہ کیں چونکہ شرابی (والیٔ بطیحہ نے) ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اس وجہ سے سلطان الدولہ کی فوج سے معرکہ آراء ہوا اور اسے شکست فاش دی ابن سہلان جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

سلطان الدولہ اور رجحی میں مصالحت: ان واقعات کے بعد رجحی اور سلطان الدولہ میں صفائی ہو گئی اسی سنہ میں دیلمیوں کی کمزوری محسوس ہوئی دار الخلافت بغداد اور واسط میں عوام الناس پر ٹوٹ پڑے ایک سخت ہنگامہ برپا ہو گیا دیلمی ان کی مدافعت نہ کر سکے اسی اثناء میں سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فسانجس اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ قلمدانِ وزارت ابو طالب ذوالسعادتین حسن بن منصور کو عنایت ہوا اور جلال الدولہ والیٔ بصرہ نے بھی اپنے وزیر ابو سعید عبدالواحد علی بن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔

ابوالفوارس: سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ کچھ دیلم اس کے پاس آ گئے تھے اور ان لوگوں نے ابوالفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھارا چنانچہ ابوالفوارس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور ۴۰۷ھ میں شیراز پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ سلطان الدولہ کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابوالفوارس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابوالفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوئی کرمان کی طرف بھاگا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابوالفوارس کرمان کو خیرباد کہہ کر سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بمقام بست جا پہنچا۔ محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا امداد کا وعدہ کیا کچھ روز بعد ابوسعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابوالفوارس کی مدد کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ کرمان سے دار الخلافت بغداد

واپس آیا تھا۔ ابوالفوارس نے پہنچتے ہی کرمان پر قبضہ کرلیا۔ قبضۂ کرمان کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا رفتہ رفتہ شیراز کو بھی لے لیا۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارس میں مصالحت: سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور بلاد فارس پہنچ کر ابوالفوارس کو پھر شکست دی اس نے کرمان جا کر دم لیا یہ واقعہ ۴۰۸ھ کا ہے سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں ابوالفوارس کرمان چھوڑ کر شمس الدولہ والیٔ ہمدان کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ ابوالفوارس نے ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی کی تھی اس وجہ سے محمود بن سبکتگین کے پاس شکست کے بعد نہیں گیا۔ القصہ تھوڑے دنوں ہمدان میں قیام کر کے مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس چلا گیا۔ مہذب الدولہ نے کمال عزت واحترام سے اپنے مکان میں ٹھہرایا اس کے بھائی جلال الدولہ نے بہت سا مال بھیج دیا اور اپنے پاس بلا بھیجا ابوالفوارس نے انکاری جواب دیا اس کے بعد اس سے اور اس کے بھائی سلطان الدولہ سے نامہ و پیام شروع ہوا۔ کرمان واپس آیا سلطان الدولہ نے خلعت اور تلوار بھیجی اور مصالحت ہوگئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ: ۴۱۱ھ میں فوج نے دارالخلافت بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کر دی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا سلطان الدولہ نے ان کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا تب واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ فوج نے مطالبہ کیا کہ اپنے بھائی مشرف الدولہ کو اپنا نائب مقرر کیے جائیے۔ سلطان الدولہ نے بہ مجبوری مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسط کی طرف روانہ ہوا۔ پھر اہواز کے خیال سے واسط سے بغداد کی طرف چلا۔ اگرچہ ان دونوں بھائیوں نے کسی کو اپنا نائب بن بنانے کا حلف اٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا۔ جب سلطان الدولہ تستر پہنچا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور بلا لیا۔ چنانچہ ابن سہلان مشرف الدولہ سے علیحدہ ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا آیا۔ سلطان الدولہ نے قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا اور اہواز کی طرف قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابن سہلان نے اہواز کو لوٹ لیا۔ ترکوں نے جو اس وقت اہواز میں تھے مقابلہ کیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کیا۔ سلطان الدولہ کی فوجیں ناکام واپس آئیں۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت: اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف خوزستان کا راستہ اختیار کیا مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوطالب کی نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ہمراہ کر دیا۔ باقی رہے ترک جو اس کے ہمراہ تھے وہ ترادبن دبیس اسدی کے پاس جزیرۂ بنوبیں چلے گئے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت سے ڈیڑھ برس بعد کا ہے اس کے لڑکے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار جرمانہ وصول کیے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابوطالب کے قتل کا تہیہ کیا اور ابوکالیجار کو اہواز کی طرف بھیجا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ نے صلح کے نامہ و پیام شروع کیے ابومحمد مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور مویدالملک رجی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں مصالحت کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کے سپرد کی جائے چنانچہ اسی بناء پر صلح نامہ کی

تکمیل ۴۱۳ھ میں ہوگئی۔

ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ: شمس الدولہ بن بویہ والیٔ ہمدان نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا سماء الدولہ تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ فرہاد بن مرداویج کو یزدجرد کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا سی کھٹک گئی فوجیں آراستہ کر کے فرہاد کو جا گھیرا۔ فرہاد نے علاء الدولہ بن کاکویہ سے امداد طلب کی' علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اور اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرہ اور جنگ سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ اس کے بعد علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہمدان کی فوجیں تاج الملک قوہی کی ماتحتی میں (سپہ سالار سماء الدولہ) مدافعت کے لئے نکلیں اور بزور تیغ علاء الدولہ کا محاصرہ اٹھالیا علاء الدولہ شکست کھا کر جرباذقان پہنچا اثناء راہ میں اس کی فوج کا اکثر حصہ برف اور سردی سے ہلاک ہوگیا۔

تاج الملک قوہی کی تباہی: تاج الملک قوہی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جرباذقان پہنچ کر علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ملا لیا جو تاج الملک قوہی کے ہمراہ تھے اس سے تاج الملک کمزور ہوگیا اس کا سارا لشکر منتشر ہوگیا۔ تاج الملک بحال پریشان ہمدان کی جانب لوٹا۔ علاء الدولہ نے سماء الدولہ پر غلبہ حاصل کر لیا نام کی بادشاہت رہ گئی خراج دینے لگا۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے تاج الملک کا اس قلعہ میں محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ تاج الملک نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی علاء الدولہ نے امن دیا اسے سماء الدولہ کے ساتھ اپنے ہمراہ لئے ہوئے ہمدان گیا اس پر اور اس کے کل صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دیلمی سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور چند سرداروں کو قتل کر ڈالا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالشوک کردی کے ملک کا قصد کیا مشرف الدولہ نے ابوالشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی چنانچہ علاء الدولہ نے اس سفارش کو منظور کر لیا اور اپنے دارالحکومت واپس ہوا یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

وزیر ابوالقاسم: چونکہ عنبر خادم مشرف الدولہ کے باپ اور دادا کی خدمت میں رہا تھا اس وجہ سے عنبر خادم مشرف الدولہ پر غلبہ حاصل کئے ہوئے تھے اور اثیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ بنو بویہ کی دولت و حکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ امراء دولت اور فوج پر اس کی جابرانہ حکومت تھی۔ وزیر السلطنت موید الملک رخجی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کسی ذریعہ سے وصول کر لئے تھے۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچا دی۔ مشرف الدولہ نے ماہِ رمضان ۴۱۴ھ میں موید الملک کو معزول کر کے ناصر الدولہ بن ہمدان کو عہدۂ وزارت عنایت کیا کچھ عرصہ بعد مشرف الدولہ نے اسے خلفاء عبیدین کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ حاکم نے اسے مصر کی حکومت پر مامور کیا مصر میں اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین پیدا ہوا۔ حاکم نے اس کے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر ڈالا۔ ابوالقاسم مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا اور عبیدیوں کے خلاف ابوالفتوح امیر مکہ کو ابھارنے لگا۔ ابوالفتوح نے اسے بلا بھیجا۔ رملہ میں ابوالفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی' فوجیں آراستہ کر کے مصر کی جانب بڑھا اور بہت سا مال تاوانِ جنگ لے کر ابوالفتوح مکہ واپس آیا اور ابوالقاسم عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید العراق فخر الملک ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی: خلیفہ قادر باللہ کو اس کی خبر لگ گئی حکم بھیج دیا کہ ابوالقاسم کو اپنی خدمت سے نکال دو۔ غریب ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا والیٔ موصل نے ابوالقاسم کو قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہو گیا اور معزول کر دیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس ہوا' خوبیٔ قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مشرف الدولہ نے اسے وزارت کا عہدہ عنایت کر دیا کم بختی جو آئی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور ان پر حکومت کرنے لگا ترکوں نے شور وشر مچایا بغاوت کر دی۔ اس کے میل جول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ دونوں بحال پریشان سندیہ کی طرف نکل بھاگے مشرف الدولہ بھی اس کے ساتھ تھا قرداش نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ چند روز بعد یہ لوگ اوانا کی طرف چلے گئے۔ ترکوں کو اپنے کئے پر ندامت ہوئی۔ مرتضیٰ اور ابوالحسن زینبی کو مشرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا معافی کی اور واپس آنے کی درخواست کی۔ ابھی کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند سرداران ترک مشرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہ منت وسماجت عنبر خادم کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس لے گئے۔

باب: ۲۱

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ

و

جلال الدولہ بہاء الدولہ

و

علاء الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ

سلطان الدولہ ابو شجاع بن بہاء الدولہ والیٔ فارس نے مقام شیراز میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر سفرِ آخرت اختیار کیا محمد بن مکرم کو اس کے مزاج میں بہت بڑا رسوخ تھا اور اس کی حکومت کا منتظم اور وزیر تھا۔ اس کا میلانِ طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابو کالیجار کی طرف تھا اور اس وقت اہواز کا گورنر تھا۔

ابو کالیجار اور ابو الفوارس کی جنگ سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کو تختِ حکومت پر متمکن کرنے کی غرض سے محمد بن مکرم نے بلا بھیجا۔ ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابو کالیجار کے چچا ابو الفوارس والیٔ کرمان کو عبائے حکومت پہنائی جائے چنانچہ ترکی فوجوں نے ابو الفوارس کو کرمان سے بلا لیا۔ محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' ابو المکارم اس کا ہم خیال تھا یہ خیال فتنہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابو منصور بن مافتہ ابو الفوارس کے لانے کے لئے کرمان روانہ ہوا۔ یہ محمد بن مکرم کے دوستوں سے تھا ابو الفوارس نے اس کی عزت افزائی کی۔ دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کا پیام بھیجا۔ دیلمیوں نے معاملۂ بیعت کو محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف کیا۔ ابو الفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہوا برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس کا بیٹا ابو القاسم کالیجار کی خدمت میں اہواز بھاگ گیا۔ ابو کالیجار کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا ابو منصور حسن بن علی نسوی' وزیر السلطنت ابو الفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدانِ جنگ ابو کالیجار کے ہاتھ رہا ابو الفوارس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ شکست اٹھا کر بحال پریشان کرمان کی طرف بھاگا اور ابو کالیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا تمام بلادِ فارس مطیع ہو گیا۔

ابو کالیجار اور ابوالفوارس میں مصالحت: ابو کالیجار نے ان دیلمیوں کو جو اس وقت شیراز میں تھے دبانے کی کوشش کی ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو جو شہر نساء میں تھے پیام دیا کہ آؤ ہم اور تم ابوالفوارس کے مطیع ہو جائیں چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابو کالیجار سے بگڑ کر ابوالفوارس سے جاملا۔ اس کے بعد لشکریوں نے ابو کالیجار سے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا دیلمیوں نے اس مظاہرہ میں لشکریوں کا ساتھ دیا۔ ابو کالیجار نے کمال بے سروسامانی سے نو بند جان کا سفر اختیار کیا پھر نو بند جان سے بوان کی گھاٹیوں کی طرف چلا گیا۔ دیلمیوں کو موقع مل گیا ابوالفوارس کو قبضۂ شیراز کی ترغیب دینے لگے لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ابوالفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کرلیا جائے اور ابو کالیجار بدستور فارس کی حکومت پر رہے۔

ابو کالیجار کا بلاد فارس پر قبضہ: چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی آرام سے بیٹھنا پسند نہ آتا تھا ابو کالیجار سے جا ملے اور اسے ابھار کر ابوالفوارس کی فوج سے جا بھڑے ابوالفوارس مصالحت کے غرہ میں آرام کی نیند سو رہا تھا شکست کھا کر بھاگا دارالہجرت میں جا کر دم لیا اور ابو کالیجار نے تمام بلادِ فارس کو دبا لیا اس کے بعد ابوالفوارس دس ہزار کردوں کو لے کر ابو کالیجار سے انتقام لینے کے لئے نکلا۔ مقام بیضا اصطخر میں صف آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابوالفوارس کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی کرمان جا کر پناہ گزین ہوا اور ابو کالیجار تمام بلادِ فارس پر قابض ہوگیا ۴۱۲ھ میں حکومت وسلطنت پر اس کے قدم جم گئے۔

شرف الدولہ کی وفات: ماہِ ربیع الاول ۴۱۲ھ میں بمقام بغداد شرف الدولہ ابوعلی بن بہاء الدولہ بن بویہ سلطانِ بغداد نے وفات پائی۔ پانچ برس حکومت کی اس کے مرنے پر دارالخلافت بغداد میں اس کے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جلال الدولہ اس وقت بصرہ میں تھا اراکین دولت نے بصرہ سے بلا بھیجا جلال الدولہ نہ آیا بلکہ واسط چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اور اپنے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو کالیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابوالفوارس سے مصروفِ پیکار تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

جلال الدولہ: جلال الدولہ نہایت عجلت سے مسافت طے کر کے واسط سے بغداد پہنچا لشکر کو اس کی خبر لگی۔ نہروان میں آ کر جلال الدولہ سے ملے اور قوت کے ذریعے سے اسے واپس کر دیا اس کے خزانے اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔ وزیر السلطنت ابوسعید بن ماکولا کو گرفتار کرلیا جلال الدولہ نے اپنے برادر چچازاد بھائی ابوعلی کو عہدہ وزارت عنایت کیا پھر لشکریوں نے ابو کالیجار کو حکومتِ بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا کیونکہ ابو کالیجار ان دنوں اپنے چچا سے مصروفِ جنگ تھا حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگا۔ دارالخلافت بغداد میں اوباشوں اور دست درازوں نے لوٹ مار شروع کردی کرخ کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا ابوغنبر نے انہیں روکا لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو قرداش کے پاس موصل بھاگ گیا بغداد میں ایک ہنگامہ پیدا ہوگیا۔

جلال الدولہ کا بغداد پر قبضہ: جس وقت دارالخلافت بغداد میں امن وامان کا نام مٹ گیا اور ترکوں نے اس امر کو محسوس کرلیا کہ ملک تباہ وبرباد ہو رہا ہے عرب کرد اور عوام الناس نے لوٹ مار اور غارت گردی شروع کردی ہے تو سب کے سب جمع ہو کر دارالخلافت بغداد کی طرف معذرت اور عفو تقصیر کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے مشورہ

کے بغیر جلال الدولہ کو بلا بھیجا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابو کالیجار کو حکومت بغداد کی دعوت دی اس کے باوجود یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ یہ فعل خلافت مآب کے اشارہ سے ظہور میں آیا ہے بہر کیف ترکوں کا جم غفیر دارالخلافت بغداد آیا شیرازہ حکومت کو درست اور جمع کرنے' امن وامان قائم کرنے اور بغاوت ولوٹ مار کے فرو کرنے کی غرض سے جلال الدولہ کو پھر بلانے کی درخواست دربار خلافت میں دی چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو اجازت کا درجہ عنایت فرمایا اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا جلال الدولہ بصرہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا خلافت مآب نے ابوجعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا بڑی آؤ بھگت سے ۴۱۸ھ میں داخل ہوا خود خلافت مآب بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے اس کے بعد جلال الدولہ مشہد امام کاظمؑ کی زیارت کو گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر دارالملک میں آ کر مقیم ہوا پنج وقتہ نوبت بجنے کا حکم دیا خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیجا بادل نخواستہ پنج وقت نوبت بند کر دی کچھ دن بعد خلافت مآب نے نوبت بجنے کی اجازت دی۔ حکومت بغداد پر متمکن ہونے کے بعد جلال الدولہ نے موید الملک ابوعلی رحبی کو عنبر خادم کے پاس تالیف قلوب' اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کی غرض سے روانہ کیا یہ اس وقت قرداش کے پاس موصل میں تھا۔

ابن کاکویہ اور اکراد: علاء الدولہ ابن کاکویہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوجعفر کو نیشاپور' خوست اور اس کے متعلقات کی حکومت پر مامور کیا تھا اور اکراد جودرقان کو بھی اس کی فوج میں شامل کر دیا تھا اس کا سردار الفرج بالونی تھا اس سے اور ابوجعفر سے بہ حکم دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجد چلی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر علاء الدولہ تک پہنچی۔ علاء الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی اس کے بعد موقع پا کر ابوجعفر نے ابوالفرج کو مار ڈالا اکراد جودرقان نے بغاوت کر دی فتنہ وفساد کا دروازہ کھل دیا۔ علاء الدولہ نے ایک لشکر اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی بلکہ اس پر مزید طرہ یہ ہوا کہ رسد وغلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب ودانہ پڑا رہا علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور لوگوں کو رسد دی غلہ دیا۔ خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور اکراد کو شکست دی اس شکست کے بعد پھر اکراد جودرقان کا ایک گروہ مقابلہ پر آیا علاء الدولہ نے انہیں پسپا کر کے تعاقب کیا وفد پیچھا کرتا چلا گیا وفد میں اکراد جودرقان ٹھہر کر لڑے مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا ولکین لڑکے معرکہ کارزار میں مارے گئے خود ولکین چار آدمیوں کے ساتھ بچ کر جرجان کی طرف بھاگا اصبہد اور اس کے دونوں لڑکے اور وزیر السلطنت گرفتار کر لئے گئے جو ۴۱۱ھ کے نصف میں مر گیا۔ علی بن عمران قلعہ کنکور میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ بہاء الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن کاکویہ اور ولکین: ولکین جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا۔ منوچہر کا لڑکا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم بطور جاگیر دے دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کر یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا۔ منوچہر اور ولکین فوجیں لے کر آئے مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں فریق گتھ گئے متعدد لڑائیاں ہوئیں علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کا ہونا تھا کہ ولکین اور منوچہر رے چھوڑ کر چلے گئے۔ علاء الدولہ رے سے آیا منوچہر کو نہایت تہدید آمیز خط لکھا منوچہر کنکور میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کے چچازاد بھائی ابوجعفر کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد منوچہر نے اطاعت قبول کر لی مصالحت کا پیام دیا علاء الدولہ نے مصالحت کر لی اور کنکور کے بجائے دینور جاگیر میں دیا۔

منیع بن حسان خفاجہ: خفاجہ بنو عمرو بن عقیل کے خاندان سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں بغداد کوفہ واسط اور بصرہ کے درمیان رہتے تھے ان کا سردار ان دنوں منیع بن حسان تھا اس سے اور والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر لیتے تھے بالآخر دونوں میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ چنانچہ مصالحت ہوگئی اس کے بعد منیع بن حسان ۴۱۷ھ میں جامعین' مقبوضات دبیس کی طرف گیا اور حالت غفلت میں لوٹ لیا دبیس کو خبر لگی فوراً تعاقب اور مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ منیع نے کوفہ چھوڑ کر انبار کا قصد کیا جو کہ قرداش کے مقبوضات میں سے تھا چند دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کیا اور تباہ و برباد کر کے جلا دیا قرداش نے مدافعت پر کمر باندھی غریب بن معین بھی اس کے ہمراہ تھا جس وقت قرداش انبار پہنچا۔

منیع بن حسان کی اطاعت: اس وقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا قرداش قصر کی طرف چلا گیا۔ منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھول کر لوٹا اور قرداش اس خبر کو سن کر جامعین گیا اور دبیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی دبیس بنو اسد کے ساتھ قرداش کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی ہمت نہ پڑی متفرق اور منتشر ہو گئے' قرداش انبار واپس آیا شہر پناہ کو درست کرایا امن و امان قائم کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ دبیس اور قرداش جلال الدولہ کے مطیع تھے اس وجہ سے منیع ابن حسان نے ابو کالیجار کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے اپنی جائے پناہ بنایا اور اطاعت قبول کی۔ ابو کالیجار نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ منیع اپنے مقبوضہ بلاد میں واپس آیا اور ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی شورش: حکومت بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جم جانے پر ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہوگئی جنگی مصارف بڑھ گئے اس وقت قلمدان وزارت کا مالک ابو علی بن کاکو لا تھا فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا وزیر السلطنت ادا نہ کر سکا۔ جلال الدولہ نے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں لیکن لشکر نے تب بھی وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب تنخواہیں نہ ملیں تو ہلڑ مچا دیا اور اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا یہاں تک کہ کھانا اور پانی کا پہنچانا دشوار ہو گیا۔ بصرہ چلے جانے کی درخواست کی وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانگی بصرہ کے ارادہ سے کشتی پر سوار ہونے کے لئے نکلا مکان اور کشتی کے درمیان میں قناتیں کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے ترکی فوج قنات کی طرف بڑھی جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہوا لوگوں کو للکارا ترکی فوج بھی نکل آئی قیامت جیسا ہنگامہ برپا ہو گیا مگر خیریت گزری جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش' سامان' اسباب' خیمے اور کپڑے فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں تب فتنہ ختم ہوا' اس کے بعد اپنے وزیر ابو علی کو معزول کر کے ابو طاہر کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ چالیس دن کے بعد اسے بھی معزول کر کے سعید بن عبدالرحیم کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ: جس وقت جلال الدولہ دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا تھا اس وقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک عبدالعزیز ابو منصور کو مقرر کر گیا تھا' ترکوں اور دیلمیوں میں ان بن اور جھگڑا چلا آ رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد سویا ہوا فتنہ جاگ اٹھا قتل و قتال کی نوبت آ گئی میدان ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں

کو بختیار بن علی کے ساتھ ایلہ کی طرف نکال دیا۔ ملک عبدالعزیز ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوا' دیلمی لڑ پڑے اور ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا ابو کالیجار ان دنوں اہواز میں تھا ملک عبدالعزیز شکست اٹھا کر بصرہ واپس ہوا ادھر دیلمیوں نے ایلہ کو لوٹ لیا اور ترکوں نے بصرہ کو تاخت و تاراج کر دیا رفتہ رفتہ اس کی خبر ابو کالیجار کو پہنچی اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر کار بختیار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ سے نکل کر واسط چلا گیا اور ابو کالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا کرمان پر قبضہ: جلال الدولہ اس خیال میں تھا کہ بختیار اور ملک عبدالعزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ لے آئے اور جن لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں انہیں معاوضہ دے کہ اتنے میں خبر پہنچی کہ ابو کالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے سنتے ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئے کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابوالفوارس حکومت کر رہا تھا فارس کے خیال سے فوجیں فراہم کر ہی رہا تھا کہ موت کا پیام آ گیا لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے ہمراہیوں نے ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان بلا بھیجا۔ ابو کالیجار مسافت طے کر کے کرمان پہنچ گیا اور قبضہ کر لیا۔ ابوالفوارس نہایت بدخلق تھا رعایا اور اپنے ملازموں سے بے حد برا برتاؤ کرتا تھا۔

بنی دبیس کی اطاعت: طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنو دبیس تھا جس پر منصور چالاکی سے قابض ہو کر ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس اثناء میں طراد مر گیا اس کا بیٹا علی جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی جلال الدین نے ترکوں کی ایک فوج کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ علی بن طراد نہایت عجلت سے روانہ ہوا' اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابو صالح کوکین جلال الدولہ سے شکست اٹھا کر ابو کالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ علی بن طراد جلال الدولہ کی پشت پناہی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آ رہا ہے تو ابو صالح کوکین ابو کالیجار کی اجازت لے کر منصور کی امداد کو جزیرہ گیا اور دونوں متفق ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کے لئے نکلے ہر دو میں لڑائی کا نیزہ گاڑا گیا علی بن طراد کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ منصور مستقل طور سے جزیرہ میں ابو کالیجار کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔

ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ: اس کے بعد نورالدولہ دبیس[1] ..... علی والیٔ حلب و نیل تھا جب اس کو یہ اطلاع ہوئی کہ اس کا چچازاد بھائی مقلد بن حسن اور منیع بن حسان امیر خفاجہ عساکر بغداد کے ساتھ ابو کالیجار کے پاس گئے ہیں تو اپنے مقبوضہ ممالک میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابو کالیجار کی خدمت میں طلبی کی درخواست بھیجی چونکہ ابو کالیجار اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوا لیکن واسط میں ابو کالیجار کے پہنچنے سے پہلے ملک عبدالعزیز بن جلال الدولہ ترکوں کے ساتھ داخل ہو چکا تھا جونہی ابو کالیجار واسط کے قریب پہنچا ملک عبدالعزیز واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چلا گیا اور ابو کالیجار نے کسی جنگ کے بغیر واسط پر قبضہ کر لیا۔ دبیس وفد ہو کر حاضر ہوا کامیابی کی مبارکباد دی اس کے بعد ابو کالیجار نے قرداش والیٔ موصل اور اثیر عنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اثیر عنبر اثناء راہ میں مقام کحیل میں مر گیا اور قرداش لوٹ کھڑا ہوا۔

---

[1] کتاب میں جگہ خالی ہے۔

ابوکالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ: جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں فراہم کیں ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا روپیہ کی کمی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں مصاحبوں نے رائے دی کہ ابوکالیجار اس وقت اہواز میں نہیں ہے۔ واسط کے بجائے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابوکالیجار کے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیجئے اور ابوکالیجار کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پہنچ کر قابض ہو جایئے یہ دونوں اسی شش و پنج میں تھے کہ ابوالشوک کو یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمد بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں مناسب ہے کہ باہمی جنگ چھوڑ کر متحد ہو جاؤ۔ ابوکالیجار اس خبر کو سن کر عراق کی طرف بڑھنے سے رک رہا لیکن جلال الدولہ اہواز گیا' تاخت و تاراج کیا اور لوگوں کے مال و اسباب کے علاوہ خاص دارالامارت سے دو لاکھ دینار لوٹ لئے والدہ ابوکالیجار اور اس کے اہل و عیال کو لے کر بغداد روانہ ہوا۔ ابوکالیجار اس سے سخت پریشان ہوا۔ جلال الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ دبیس بن مزید اس خوف سے کہ مبادا خفاجہ میرے مقابل پر حملہ آور ہوں ابوکالیجار کے ساتھ نہ گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ تین روز تک ہنگامۂ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا چوتھے دن ابوکالیجار شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے دو ہزار ہمراہی کام آ گئے پریشان حال اہواز کی طرف واپس ہوا عادل بن مافنہ نے حاضر ہو کر زر نقد پیش کیا جس سے اس کی تسلی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسے تقسیم کر دیا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد جلال الدولہ واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض ہو گیا اور اپنے لڑکے ملک عبدالعزیز کو عنان حکومت واسط سپرد کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ: چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور تعمیر عمارت میں مصروف تھا اور اس کی دولت و حکومت کا انتظام اس کی ماں کر رہی تھی جب ۴۱۹ھ میں وہ انتقال کر گئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا لشکر کو لالچ پیدا ہوا۔ سلطان محمود بن سبکتگین کو بدنظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج اپنے حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کر لینے کی خاص طور سے ہدایت کی چنانچہ محمود کے حاجب نے جس وقت مجد الدولہ اس سے ملنے کے لئے آیا اسے اس کے بیٹے ابودلف کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ محمود کو جب اس کی خبر لگی تو اس کے مرکب ہمایوں نے رے کی طرف حرکت کی ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں داخل رے ہو کر قبضہ کر لیا دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار دینار کے قیمتی جواہرات' چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بے شمار اسباب و ظروف ہاتھ آئے۔ مجد الدولہ پابزنجیر خراسان بھیج دیا گیا اور وہیں قید کر دیا گیا۔

اہل اصفہان کی سرکشی و سرکوبی: محمود نے رے فتح ہونے کے بعد قزدین' قلعہ قزدین' شہر سادہ آدہ اور یافت کو بھی لے لیا اور اس کے حاکم الکین کو گرفتار کر کے خراسان بھیج دیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا معتزلہ کو شہر بدر کیا فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا۔ رفتہ رفتہ حدود آرمینیہ تک قابض ہو گیا۔ علاء الدولہ بن کاکویہ نے اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا' رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کیا اس کے بعد محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مامور کیا اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسے مار ڈالا۔ محمود کو اس کی خبر پہنچی آگ بگولہ ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو پائمال کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان میں سے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس کے بعد واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔

تاتار: ن تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر آئے ہیں یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں میں رہتے تھے اور ان کے دو گروہ تھے ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا۔ دوسرا گروہ اس کے برادرزادہ میکائیل بن سلجوق کا یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے جس وقت بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے ہندوستان بھیج دیا اور اس کے قبائل و خاندان کو بے خانماں کر کے نکال دیا کچھ عرصہ بعد باقی ماندہ نے پھر سر اٹھایا خراسان کی طرف بڑھے اور ان میں سے بعض اصفہان جا پہنچے سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا۔

تاتاریوں کی اصفہان اور رے میں غارت گری: چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا قصد کیا کسی ذریعہ سے انہیں اطلاع ہوگئی اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے۔ لوٹ مار شروع کر دی تاش الفوارس (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مدافعت پر تیار ہوا' تاتاریوں نے آذربائیجان کے قصد سے رے کا راستہ اختیار کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس گروہ کے سردار کوکتاش' ایرقا' قتل' یعمر اور ناقصلی وغیرہم تھے جب یہ لوگ طوفانِ بے تمیزی مچاتے ہوئے دامغان کے قریب پہنچے والیٔ دامغان اپنی فوج کو مرتب کر کے مقابلہ اور مدافعت کے لئے نکلا لیکن مدافعت نہ کر سکا پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہو گیا تاتاری شہر میں گھس پڑے اور جی کھول کر لوٹا' ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمنان' رے کے قصبات' اسحاق آباد اور اس کے گردونواح میں کیں۔ اس کے بعد مسکویہ (رے کے صوبے) کی طرف گئے اسے تاخت و تاراج کیا تاش الفوارس (سپہ سالار بوسبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابوسہل حمدانی نامی سپہ سالار بھی اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین والی جرجان اور طبرستان سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے تاش الفوارس اور ابوسہل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں دونوں سپہ سالار خم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے کے لئے نکلے لڑائی ہوئی۔ یہ دونوں سپہ سالار شکست کھا کر بھاگے اثناء جنگ میں تاش الفوارس مارا گیا ابوسہل نے رے میں جا کر دم لیا۔ تاتاریوں نے اسے رے میں بھی دم نہ لینے دیا شکست اٹھا کر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہو گیا۔ تاتاری رے میں گھس پڑے اور اسے دل کھول کر لوٹا۔ اس یک بعد ابوسہل فوجیں درست کر کے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کے لئے آیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی' تاتاریوں کے سرداروں میں سے یعمر کے ہمشیرزاد کو گرفتار کر لیا' تاتاری اس کی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفوارس کا جس قدر مال و اسباب لوٹ لیا تھا معہ قیدیوں کے واپس کرنے کو تیار ہوئے ابوسہیل حمدونی نے انکار کر دیا' تاتاری مجبور ہو کر رے سے نکلے اتنے میں لشکر جرجان آ پہنچا۔ رے کے قریب تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ تاتاریوں کا سردار دو ہزار جنگ آوروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ بقیہ تاتاری آذربائیجان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۴۲۷ھ کا ہے۔

تاتاریوں کی آذربائیجان میں لوٹ مار: جس وقت تاتاریوں کا گروہ آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا علاء الدولہ نے رے جا کر قیام کیا اور مسعود بن سبکتگین کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوسہل حمدونی کے پاس پیام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ مالیہ مجھے دو' ابوسہل نے انکاری جواب دیا۔ علاء الدولہ نے ابوسہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلا بھیجا' چند تاتاری علاء الدولہ کے پاس آ گئے اور اس کے ملک میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد انہیں اس سے نفرت پیدا ہوئی پرانی عادت اختیار کر لی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا علاء الدولہ نے گھبرا کر پھر ابوسہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسے مسعود بن سبکتگین کی اطاعت و

فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابوسہیل اس وقت طبرستان سے نیشاپور چلا آیا۔ علاء الدولہ رے پر قابض ہو گیا۔

ابوکالیجار اور تاتاریوں میں مصالحت: اس کے بعد اہل آذربائیجان نے ان تاتاریوں کی مدافعت پر کمریں باندھیں جو ان اطراف میں لوٹ مار اور غارت گری کر رہے تھے چنانچہ پورے طور سے تاتاریوں کی گوشمالی کی سارا گروہ منتشر ہو گیا ایک جماعت ان کی رے کی طرف چلی گئی اس جماعت کا سردار ایک شخص یرقا نامی تھا' دوسرا گروہ ہمدان کی جانب چلا گیا اس کا سردار منصور اور کوکناش تھے' اس گروہ نے ہمدان میں پہنچ کر ابوکالیجار بن علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا۔ اگرچہ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین نے ابوکالیجار کی کمک پر فوجیں بھیجیں لیکن کامیابی نہ ہوئی ایک مدت تک ہمدان محاصرہ میں رہا آخر کار ابوکالیجار نے ان سے مصالحت کر لی اور کوکناش کو اپنی دامادی میں لے لیا۔

تاتاریوں کا رے پر قبضہ: تاتاریوں کا جو گروہ رے گیا تھا اس نے علاء الدولہ بن کاکویہ پر رے میں محاصرہ ڈالا فتاخر بن مجد الدولہ اور کاروائی سادہ بھی ان لٹیروں سے مل گئے۔ محاصرۂ جنگ نے طول کھینچا۔ علاء الدولہ مجبور ہو کر یاور جب سنہ مذکور میں رات کے وقت رے سے اصفہان چلا گیا۔ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے تاتاری بلائے بے درماں کی طرح رات ہی کے وقت شہر میں گھس پڑے اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا' ان میں سے ایک گروہ نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ تب یہ لٹیرے رے سے کرخ کی طرف لوٹ پڑے اور اسے لوٹ لیا اسی گروہ میں سے تاصقلی نے قزوین کی طرف قدم بڑھایا' اہل قزوین مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل قزوین نے سات ہزار دینار دے کر مصالحت اور اطاعت قبول کر لی۔

ہمدان پر قبضہ: تاتاری رے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمدان کے محاصرہ پر پھر لوٹ آئے' ابوکالیجار نے اپنے میں مقابلے کی قوت نہ دیکھ کر ہمدان چھوڑ دیا شہر کے بڑے بڑے رؤساء اور امراء بھی اس کے ہمراہ چلے آئے اور کنکون میں قلعہ نشین ہو گئے۔ تاتاریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس گروہ کا سردار کوکناش اور منصور تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے اور فتاخسرو بن مجد الدولہ دیلم کی ایک جماعت لئے ہوئے ان کے ہمراہ تھا' ان لوگوں نے ہمدان کو تاخت و تاراج کیا اسی پر ان لوگوں نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے دستے استرآباد اور دینور تک پہنچ گئے۔ ابوالفتح بن ابی الشواک والی استرآباد سے لڑائیاں ہوئیں چنانچہ ابوالفتح نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تاتاریوں نے قیدیوں کی رہائی پر مصالحت کر لی۔

تاتار اور ابوکالیجار: اس کے بعد تاتاریوں نے ابوکالیجار بن علاء الدولہ سے خط و کتابت شروع کی اور اسے انتظام ملک کے بہانے سے ہمدان بلا لیا۔ جب ابوکالیجار ہمدان میں آ گیا تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا بیچارہ ابوکالیجار شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ اسی اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے نکل کر تاتاریوں کے ایک گروہ پر درمیان راہ میں شب خون مارا اور کامیاب ہوا۔ مظفر و منصور اصفہان واپس آیا جب سلجوقی تاتاریوں کا دوسرا گروہ جو طغرل بک' داؤد' جعفر بک بیغو اور ان کے بھائی ابراہیم نیال کے ہمراہیوں میں سے تھا اپنی فوجیں لے کر ماوراء النہر سے ان تاتاریوں کے تعاقب میں نکلا جو کہ اس وقت رے اور ہمدان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے تھے تو ان تاتاریوں نے آذربائیجان' دیار بکر اور موصل کی طرف رُخ کیا اور متفرق اور منتشر ہو کر ان ممالک میں طرح طرح کے مظالم برپا کئے جیسا کہ قرداش والی موصل اور

ابن مروان والیٔ دیار بکر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور آئندہ ابن دمشود ان کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔

مسعود بن سبکتگین کا اصفہان پر قبضہ: جب تاتاریوں نے ہمدان چھوڑا تو مسعود بن سبکتگین نے ایک فوج بھیج دی جس نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اور خود مابدولت نے اصفہان کا رخ کیا۔ علاء الدولہ اصفہان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسعود نے اصفہان اور جو کچھ وہاں موجود تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ نے ابو کالیجار کے پاس تشتر میں جا کر دم لیا اور امداد کی درخواست کی چونکہ ابو کالیجار کا حال ہی میں اپنے چچا جلال الدولہ سے ۴۲۱ھ میں شکست کھا چکا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں فوری طور پر امداد دینے سے قاصر رہا لیکن اپنے چچا جلال الدولہ سے صلح کرنے کے بعد امداد کا وعدہ کیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود کا انتقال ہو گیا اور مسعود نے خراسان سے کوچ کیا اس وقت تک قناخسرو بن مجد الدولہ عمران میں پناہ گزین تھا محمود کے مرنے کی خبر پا کر ہاتھ پاؤں نکالے' دیلم اور کردوں کو جمع کر کے رے پر قبضہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہ رے میں قناخسرو کو شکست دی اور اس کے لشکر کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ قناخسرو ناکام ہو کر اپنے قلعہ میں واپس آیا۔

ہمدان اور رے پر قبضہ: اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی طاقت نہ تھی لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کے پاس اصفہان' ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کے لالچ میں آیا اور رفتہ رفتہ صوبجات انوشیروان تک بڑھ گیا۔ مسعود کے مرکب ہمایوں نے اس سے مطلع ہو کر جنگ کے ارادے سے جنبش کی۔ گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی' رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ زخمی ہو کر قلعہ فردخان میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ قلعہ فردخان ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلے پر تھا رے اور صوبجات انوشیروان میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش الفوارس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ تاش الفوارس نے ظلم اور سفا کی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مامور کیا۔

وزیر ابوعلی کا قتل: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کے بعد اہواز پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ابو کالیجار نے واسط سے تعاقب کیا تھا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کو شکست دی ابو کالیجار واسط لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی نائب ابو کالیجار جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑا ہ عبداللہ شرابی رکازی کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا۔ والی بطیحہ اس کی رکاب میں تھا۔ لیکن اس جمعیت اور تیاری کے باوجود شکست ہوئی۔ بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قدم جما دیئے جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا اور بحری اور بری لڑائی شروع ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابو علی براہ دریا ان سے جنگ کرنے کے لئے آیا جس وقت نہر ابوخصیب پر پہنچا لشکر بختیار کو قابض پایا' ہمت ہار گیا شکست کھا کر الٹے پاؤں لوٹا۔ بختیار کے لشکر نے تعاقب کیا اور خود بختیار نے بھی ابوعلی کا پیچھا کیا اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں اور خود بھی گرفتار ہو گیا۔ بختیار نے نامۂ بشارت فتح کے ساتھ ابوعلی کا ابو کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ بحالت قید اس کے کسی غلام نے ابوعلی کو کسی شبہ کی بناء پر مار ڈالا۔ ابوعلی نہایت ظالم اور بے رحم تھا۔ اس نے اپنے زمانہ حکومت میں بہت سے ناجائز طریقے اور محصول مقرر کئے تھے جس سے عام طور سے رعایا شاکی تھی۔

جب ابوعلی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ تک پہنچی تو اس نے اس کی جگہ ابوسعید عبدالرحیم (جو اس کا ابن عم تھا) کو عہدۂ وزارت پر مقرر کیا اور ایک کثیر التعداد فوج ان کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے۔ اس فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲۱ھ پر قبضہ کر لیا۔ بختیار اپنی فوج کے ساتھ ایلہ چلا گیا ابوکالیجار سے امداد کی درخواست کی' ابوکالیجار نے بختیار کی کمک پر فوجیں بھیج دیں اور اپنے وزیر السلطنت ذوالسعادات ابوالفرج بن فانجس کو امیر لشکر بنایا چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی ابتداً بختیار کو شکست ہوئی' اس کی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں' اس کے بعد جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑ گئی' آپس میں لڑنے لگے متفرق و منتشر ہو گئے۔ ان میں سے بعض ذوالسعادات سے جا ملے اور اس سے جلال الدولہ کے سرداران بصرہ کے حالات بتلائے ذوالسعادات کو موقع مل گیا' بصرہ پر حملہ کیا تو اور قابض ہو گیا بصرہ جیسا کہ پہلے ابوکالیجار کے قبضہ میں تھے پھر اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قائم بامر اللہ کی خلافت: ماہ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ نے وفات پائی' اکتالیس سال خلافت کی' دیلم اور ترک کے دلوں پر اس کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے پر جلال الدولہ نے اس کے بیٹے ابوجعفر عبداللہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا' قائم بامر اللہ کا لقب دیا' قاضی ابوالحسن ماوردی کو ابوکالیجار کے پاس پیام اطاعت دے کر بھیجا' ابوکالیجار نے اطاعت قبول کی اور بیعت کر لی' اپنے ملکوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا' قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں پیش کئے۔

بغداد میں شورش: اسی زمانہ میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان دارالخلافت بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے' بازاروں میں آگ لگا دی گئی بعض افسران جنگی قتل کر ڈالے گئے۔ اوباشوں اور بدمعاشوں کی بن آئی۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع ہو گئی' لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا قصد کر دیا۔ اس کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر ان کی تالیف قلوب کی' انعام دیئے روپے اور مال سے انہیں مالا مال کر دیا' شورش ختم ہو گئی اور پھر مطیع ہو گئے۔

بارسطغان اور یلدرک کی شکایت: اسی سنہ میں غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء دارا کین دولت بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت و سلطنت پر قبضہ حاصل کر لیا ہے اور سارا روپیہ اور مال ہڑپ کر جاتے ہیں بارسطغان اور یلدرک کو اس کی اطلاع ہو گئی' جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب کیں' وظائف اور مقررہ روزینے دینے کے طلب گار ہوئے' بارسطغان اور یلدرک نے تنگ دستی کی معذرت کی' جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دارالخلافت بغداد چھوڑ کر مدائن چلے گئے۔ ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی' جلال الدولہ نے موید الملک رخجی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا' چنانچہ موید الملک نے ان کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا اور یہ دونوں پھر واپس آ گئے' بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے پھر یورش کی' جلال الدولہ کا مکان لوٹ لیا' فرش' سامان' مکان اور سواری کے گھوڑے لوٹ لئے۔ جلال الدولہ کو سخت غصہ پیدا ہوا غضب ناک ہو کر دربار خلافت میں حاضر ہوا' شراب کے نشہ میں چور تھا کہتا تھا کچھ' زبان سے کچھ نکلتا تھا۔

کچھ خلافت مآب نے نرمی اور ملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس کیا۔

وزیر عمید الملک کی معزولی: اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد لشکریوں نے شور و شر مچایا' سواری کے لئے جلال الدولہ سے گھوڑے طلب کئے' جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی پھر کچھ سوچ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بلا کسی سائیس اور محافظ کے نکال دیا اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں' حاشیہ نشین اور لشکری واپس ہوئے' جلال الدولہ نے اپنے محل کے دروازے بند کر لئے' عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ و فساد برپا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے غصہ ہو کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدانِ وزارت ابوالفتح محمد بن فضل کو سپرد کیا۔ چنانچہ ابوالفتح نے چند دن وزارت کی۔ لیکن عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا۔ ابو اسحاق بن ابراہیم بن ابوالحسن (برادر زادہ ابوالحسن سہیلی) وزیر مامون والیٔ خوارزم کو عہدۂ وزارت عطا کیا گیا۔ پچیس دن تک وزارت کر کے بھاگ نکلا۔

ترکوں کی بغاوت اور اطاعت: ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکوں اور جلال الدولہ میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے دروازہ بند کر لیا' ترکوں نے جلال الدولہ کے مکان کو لوٹ لیا۔ اراکین دولت اور سیکرٹریوں کے کپڑے اتروا لئے' وزیر السلطنت ابو اسحاق پریشان ہو کر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا۔ جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد چھوڑ کر عکبرا چلا گیا۔ ترکوں نے ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا اور اُسے اہواز سے بلا بھیجا۔ عادل بن مافتہ نے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں۔ اس وقت تک آپ بغداد کا ارادہ نہ کیجئے۔ جب کالیجار بغداد نہ آیا تو ترکوں کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی جلال الدولہ سے معذرت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھا' واپس آنے کی درخواست کی چنانچہ تینتالیس روز بعد پھر دارالخلافت بغداد واپس آیا' قلمدانِ وزارت ابوالقاسم بن ماکولا کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وزیر اور ترکوں سے جھگڑا ہو گیا اس وجہ سے نیز اس سبب سے کہ اس نے بعض لوگوں کو جو اس کی قید میں تھے چھوڑ دیا معزول کر دیا گیا۔

ابوالقاسم والیٔ بصرہ اور ملک العزیز: ۴۲۴ھ کے نصف میں ابو کالیجار کے نائب ابو منصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم جانشین ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار' منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ تھا' امور سیاسی کی واقفیت کی وجہ سے اسے بصرہ پر ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو گیا ابو کالیجار کو یہ ناگوار گزرا معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ابوالقاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں داخل کیا اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسط سے بلا بھیجا چنانچہ جلال الدولہ کا لڑکا ابوالقلم کی تحریک پر بصرہ آیا اور قبضہ کر لیا۔ ابو کالیجار کا لشکر بصرہ سے نکال دیا گیا کچھ عرصہ بعد ابوالقاسم اور ملک العزیز (یہ جلال الدولہ کا لڑکا تھا جو بصرہ حسب طلب ابوالقاسم آیا تھا) میں ان بن ہو گئی

۱؎ ابو معمر ابراہیم بن حسین بساسی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا' جلال الدولہ نے اس کے مال و زر پر دانت لگایا وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا ترکوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا' وزیر نے گھر لوٹ لیا کپڑے چھین لئے برہنہ پا گھر سے نکالا' جلال الدولہ اس وقت حمام میں تھا' شور و شر سن کر باہر آیا' وزیر قدموں پر گر پڑا۔ جلال الدولہ نے برافروختہ ہو کر ابو معمر سے ایک ہزار دینار وصول کئے اور وزیر السلطنت کو معزول کر دیا۔ یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ مصر۔

(یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے) بعض سردارانِ دیلم کو ابوالقاسم نے گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ سردارانِ دیلم ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اس کی شکایت کی۔ ملک العزیز نے ان کی تالیف قلوب کے خیال سے ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا یہ ایلہ چلا گیا جب اس کے پاس ایک خاصی فوج ہوگئی تو اس نے جنگ کے لئے بصرہ کا قصد کیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور بدستور سابق ابوکالیجار کا مطیع ہوگیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج اور واپسی: رمضان ۴۲۴ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو بلا بھیجا لشکریوں کو اس سے نفرت پیدا ہوگئی۔ مال واسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا ایوان حکومت پر چڑھ آئے۔ جلال الدولہ کو بیک بینی دو گوش ایوانِ حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بٹھا دیا جلال الدولہ اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اہل وعیال کے ساتھ کرخ آیا اس کے بعد لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی نظام جاتا رہا آخر کار جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ ''آپ تو واسط تشریف لے جایئے اور اپنے چھوٹے لڑکوں میں سے کسی کو دارالحکومت میں امارت کے لئے چھوڑ جایئے'' جلال الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور چند لوگوں کو لشکریوں کے لانے کی غرض سے روانہ کیا پھوٹ تو پہلے ہی پڑ گئی تھی تمام لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی اور حاضرِ خدمت ہو کر بمنت وسماجت واپس لائے اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی۔

وزارت میں ردوبدل: ۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبدالرحیم کو ابن ماکولا کی جگہ عہدہ وزارت پر مقرر کیا ابن ماکولا کو اس سے بے حد صدمہ ہوا ناراض ہو کر عکبرا چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو طلب کر کے پھر قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزول کر دیا عمید الدولہ چند دن عہدۂ وزارت کی اُمید میں ٹھہرا رہا جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر اوانا کا راستہ اختیار کیا' جلال الدولہ نے اسے واپس بلا لیا اور قلمدانِ وزارت کا پھر مالک بنایا چند دن وزارت کر کے بھاگ نکلا۔ ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ تب قلمدانِ وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا ابوالقاسم کے زمانۂ وزارت میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے ابوالقاسم ادا نہ کر سکا دو مہینہ وزارت کر کے بھاگ گیا' لشکریوں نے گرفتار کر لیا اور دارالحکومت میں برہنہ سر پکڑ لائے۔ جلال الدولہ نے ابوسعید کو پھر عہدۂ وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ اس کے زمانہ میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا تھا۔ دن دہاڑے دارالخلافت بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی۔ حکام وقت دبا نہ سکے۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش: جلال الدولہ نے سپہ سالاران دیلم میں بساسیری کو غربی بغداد میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ بساسیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ فتنہ وفساد کی جتنی گھٹائیں خلافت و سلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھی چھٹ گئیں یہاں تک کہ کردوں اور لشکریوں نے خلافت مآب پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا اور اسے لوٹ لیا جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ خلافت مآب نے قاضیوں' علماء اور فقہاء کو دربار میں طلب فرما کر ان لوگوں کے طریقوں کی موقوفی کا فرمان لکھوایا۔ کردوں اور عام لشکریوں نے دارالخلافت پر حملہ کر دیا۔ حاشیہ نشینان بارگاہ خلافت پر حملہ کرنے لگے۔ حکام وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے بغداد کے اطراف وجوانب میں عرب پھیل گئے۔ غارت گری اور لوٹ مار کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ جامع منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے۔

اسی خلفشار میں ۴۲۷ھ کا دور آ گیا لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی جلال الدولہ پریشان حال سیما بدوی کے مکان میں جا چھپا اور رات کے وقت سیما بدوی کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضیٰ کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پا کر رافع بن حسین بن معن کے پاس تکریت جا کر پناہ لی۔ ترکوں نے اس کے مکان کو جا کر لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کر کے ویران ومنہدم کر دیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ قائم نے لشکریوں کی تالیف قلوب کی' امن وامان قائم کر کے جلال الدولہ کو واپس بلا لیا۔

بارسطغان دیلمی: آپ اوپر بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا حاجب الحجاب کے خطاب سے مخاطب تھا۔ جلال الدولہ ترکوں کے فتنہ وفساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج اسے مال چھین لینے سے متہم کرتی تھی۔ بارسطغان کو خطرہ پیدا ہوا' نصف[1] ۴۲۷ھ میں اپنا مکان چھوڑ کر دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ خلافت مآب نے اسے اپنی پناہ میں لیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

بارسطغان نے دارالخلافت بغداد پہنچ کر ابوکالیجار سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے سلطنت بغداد کے لئے بلانے لگا ابوکالیجار نے ایک فوج واسط کی جانب بھیج دی۔ واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ ہو کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا۔ ملک العزیز واسط سے نکل کر اپنے والد کے پاس بغداد چلا آیا بارسطغان نے دارالخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دارالخلافت کے خدام نکل پڑے اور ابوکالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دارالخلافت بغداد سے اوانا چال آیا۔ بساسیری بھی اس کے ساتھ تھا۔

جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ: جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابوالفضل عباس حسن بن فسانجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابوکالیجار کی طرف سے مقرر کیا (اور خلافت مآب کی خدمت میں ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی' خلافت مآب نے جلال الدولہ کے عہد وپیمان کا عذر کیا اس وجہ سے خطیبوں نے بھی ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی چھڑ گئی واسطی[2] لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا جلال الدولہ پھر دارالخلافت بغداد واپس آیا غربی بغداد میں قیام پزیر ہوا۔ قرداش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی مزید اسدی اس کی رکاب میں تھے چنانچہ غربی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور شرقی بغداد میں ابوکالیجار ابوالشواک ابوالفوارس منصور بن حسین ابوکالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کے ہم صغیر ہو گئے) فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گئے۔ ہنگامہ کارزار گرم رہنے لگا جلال الدولہ پریشان ہو کر دارالخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا قرداش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

معرکہ خیزرانیہ: بارسطغان کو موقع مل گیا علی بن فسانجس کو گرفتار کر لیا۔ منصور بن حسین اپنے شہر لوٹ آیا۔ ان واقعات

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بارسطغان نے ماہ رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد میں جا کر پناہ لی تھی دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۳۰۸۔

[2] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

[3] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

کے بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ ابو کالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دیلمی فوج نے جو اس کی رکاب میں تھی ساتھ چھوڑ دیا اس کا جو کچھ مال و اسباب تھا دار الخلافت چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہوگئی۔ جلال الدولہ پھر دار الخلافت بغداد آیا۔ بساسیری اور بنو خفاجہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی دبیس کے ساتھ بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا مقام خیزرانیہ میں بارسطغان کو جا گھیرا۔ لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں بارسطغان گرفتار کر لیا گیا۔ جلال الدولہ کے دربار میں پابہ زنجیر پیش کیا گیا قتل کر ڈالا۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب: اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہو گئے۔ خلافت مآب قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک کا خطاب عطا کیا جائے خلافت مآب نے اس کی مخالفت کی۔ فقہاء کو فتویٰ لینے کی غرض سے دربار میں طلب کیا ابوالطیب طبری' ابوعبداللہ ضمیری اور ابوالقاسم کرخی نے جواز کا فتویٰ دیا ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا اس خطاب کے غیر مشروع ہونے پر دونوں فریقوں میں مناظرہ ہوا اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا خوشامدی دربار فقہاء و قضاۃ ایک طرف تھے چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اس کے فتویٰ کو ترجیح دی گئی' جلال الدولہ کو ملک الملوک[1] کا خطاب دیا گیا اور ابوالحسن ماوردی جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا اپنی شکست و مخالفت پر ندامت ہوئی' تین ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گیا تب جلال الدولہ نے اسے بلوایا اظہار حق گوئی کا اظہار تشکر کیا اور بدستور اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت: اسی ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابو کالیجار میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا' قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابوعبداللہ مرو دوستی صلح کے محرک اور پیامبر تھے چنانچہ دونوں میں مصالحت ہوگئی ابو منصور بن کالیجار کا عقد جلال الدولہ کی لڑکی سے کیا گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر ہوا) خلافت مآب قائم بامر اللہ نے گراں بہا خلعت ابو کالیجار کو عنایت کیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ظہیر ابوالقاسم نے ابو منصور بختیار کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا اور ابو کالیجار سے باغی ہو کر جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر چند دن بعد جلال الدولہ کا مخالف ہو کر ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اس ردوبدل سے اس کی حکومت و استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ دماغ میں ملک گیری اور فراہمی مال کی ہوس سمائی' ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کا کچھ مال چھین لیا ابوالحسن نے ابوالجیش اور ابو کالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی حکومت بھی عنایت کی جائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار خراج زیادہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ ابو کالیجار نے درخواست کو منظوری اور قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور فوجیں مرتب کر کے عادل ابو منصور بن مافنہ کی ماتحتی میں براستہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ کیں' ابوالجیش بھی عمان سے براہ دریا فوجیں لے کر بصرہ آ پہنچا۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ بصرہ میں گھس پڑے قبضہ کر لیا ظہیر گرفتار ہو گیا تمام مال و

---

[1] حالانکہ احادیث صحیحہ میں اس کی صراحتاً ممانعت آئی ہے اور تمام صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ اس کی حرمت پر متفق ہیں۔ اس لئے کہ ملک الملوک اللہ تعالیٰ ہے۔

روپیہ ضبط کرلیا گیا کچھ عرصہ قیام کر کے ظہیر ابوالقاسم کے ساتھ اہواز کی طرف واپس ہوا اور اپنے بیٹے عزیز الملوک کو بصرہ پر مامور کیا' امیر ابوالفرج فسانجس کو اس کی وزارت دی۔

ابوالحیش اور علی ابن بطال: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ابو محمد بن مکرم بہاء الدولہ کی حکومت و ریاست کا منتظم و مدبر تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا پندرہ برس سے عنان حکومت اس کے قبضۂ اقتدار میں تھی - ۴۳۱ھ میں وفات پائی' اس کے چار بیٹے تھے' ابوالحیش' مہذب' ابو محمد اور ایک چھوٹا لڑکا جس کا نام مورخوں نے نہیں لکھا۔ ابوالقاسم کی وفات کے بعد ابوالحیش تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ علی ابن بطال سپہ سالار افواج کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اس قدر اس کی عزت افزائی کی کہ جب علی ابن بطال ابوالحیش کے دربار میں آتا تو ابوالحیش کھڑا ہوتا تھا یہ امر اس کے بھائی مہذب کو ناگوار گزرا علی اسے تاڑ گیا۔ چنانچہ ابوالحیش سے اجازت لے کر مہذب کی دعوت کی اور بے حد تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی اور شراب کا دور چلنے لگا اور مہذب پی کر مست ہوا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا ''آپ کا بھائی ابوالحیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے صاحب الرائے نہیں ہے اگر آپ کر ہمت باندھیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ بات کی بات میں آپ کو تخت حکومت پر متمکن کر دوں''۔ مہذب نشہ میں چور تھا اس چرکہ میں آ گیا اور صوبوں کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ علی نے کہا'' یہ نہیں آپ جو وعدہ فرماتے ہیں اسے لکھ دیجئے اور دستخط کر دیجئے''۔ مہذب نے لکھ دیا۔

مہذب کا خاتمہ: اگلے دن علی ابوالحیش کی خدمت میں حاضر ہوا اور مہذب کا خط دکھلایا اور یہ دھوکا دیا کہ اس نے آپ کے اکثر ہواخواہوں کو ملا لیا ہے میں چونکہ اس سے پھٹا پھٹا رہتا ہوں مجھے یہ خط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور متنفر رہتا ہے اور یہ نفرت محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ابوالحیش کو طیش آ گیا اس واقعہ کی اصلیت دریافت نہ کی' اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' چند روز بعد ایک شخص کو جیل میں بھیج دیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور مر گیا' اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالحیش نے بھی انتقال کیا۔ علی ابن بطال نے اس کے بھائی ابو محمد کو امیر بنانے کا قصد کیا' ابو محمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہوا کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا کمسن ہے حکومت کا بار نہ اٹھا سکے گا مناسب ہے کہ اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے۔ علی ابن بطال تو اس امر کا منتظر تھا عمان کی عنان حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے لی حکمرانی کرنے لگا۔ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے تجارت پیشہ لوگوں سے تاوان اور جرمانے وصول کئے' رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابوکالیجار کو ہوئی۔ عادل ابو منصور بن ماتکہ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب ''مرتضیٰ'' کو جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے علی ابن بطال پر حملہ کرنے کے لئے لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اس کی کمک پر بھیج دو۔

علی ابن بطال کا قتل: مرتضیٰ اس پیام کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا بصرہ کی فوجیں آ گئیں بڑھ کر عمان پر محاصرہ ڈال دیا اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا اسی اثناء میں مرتضیٰ نے اس آدمی کو ملا لیا جو ابن مکرم کا خادم تھا اس کے مرنے کے بعد علی ابن بطال کی خدمت میں رہنے لگا تھا اس خادم نے موقع پا کر علی بن بطال کو قتل کر دیا پھر کیا تھا عمان فتح ہو گیا (عادل ابن منصور کو اس کی خبر ہوئی خوشی سے اچھل پڑا' اس وقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابو محمد بن ابوالقاسم کو عمان کی عنان حکومت دے دی اور

مرتضیٰ اس کی وزارت کا کام انجام دینے لگا' ۴۳۳ھ میں عادل ابومنصور بہرام بن ماقہ (ابوکالیجار کا وزیر اللسلطنت مر گیا) مہذب الدولہ کو قلمدانِ وزارت عطا کیا گیا اور اسے ان لوگوں کی مدافعت کا حکم دیا جو جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس نے بہ زور تیغ محاصرہ اٹھایا اور ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار دروں میں جا چھپے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آیا دنیا کو ان کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات: ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ (ابوطاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) نے بغداد میں وفات پائی سترہ سال حکومت کی' اس کی کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی لشکریوں کا اس پر اثر تھا امراء کا اس پر قابض تھا صوبوں کے گورنروں سے یہ دبتا تھا غرض یہ کہ موم کی ناک بنا ہوا تھا جس طرح جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس کے مرنے پر وزیر السلطنت کمال الملک بن عبدالرحیم اور بڑے بڑے امراء حکومت ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرائے دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہوئے' سرداران لشکر دار الحکومت پہنچ گئے۔ ترکوں اور عوام الناس کو غارت گری سے روک دیا۔

ابوکالیجار کی حکومت: جلال الدولہ کا بڑا لڑکا الملک العزیز ابومنصور اس وقت تک واسط میں تھا سرداران لشکر نے جلال الدولہ کی موت کی خبر دی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بغداد میں آ کر بیعت لے لیجئے کوئی اتفاق ایسا پیش آ گیا کہ ملک العزیز ابومنصور اس وقت بغداد نہ آ سکا اور ابوکالیجار روانہ ہوا ز کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر ہوگئی' سرداران لشکر بغداد کو خط لکھے اور بشرطِ اطاعت انعام و صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ سرداران لشکر مال و زر کے لالچ میں ملک عبدالعزیز کا ساتھ چھوڑ کر ابوکالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابوکالیجار اہواز سے بغداد روانہ ہوا جس وقت نعمانیہ پہنچا لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے اس کے باوجود دار الخلافت بغداد میں اس کا نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

ملک عبدالعزیز کا انجام: ملک العزیز واقعات سے متاثر ہو کر دبیس بن مزید کے پاس گیا وہاں بھی اسے آرام و سکون نصیب نہ ہوا۔ قرداش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا۔ پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابوالشوک کے پاس جا پہنچا۔ ابوالشوک سے اس کا دامادی رشتہ تھا مگر اس نے ملک عبدالعزیز بدعہدی اور کج ادائی کی زبردستی اپنی لڑکی کو طلاق دلوائی' ملک العزیز پریشان ابراہیم بن نیال برادر سلطان طغرل بک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ چند دن بعد لشکریوں کو ملانے کی غرض سے پوشیدہ طور سے بغداد آیا۔ ابوکالیجر کے ہوا خواہوں کو اطلاع ہوگئی لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ ملک العزیز گھبرا کر بھاگ نکلا۔ نصیر الدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی اور اسی کے پاس میافارقین میں جان بحق تسلیم ہوا۔

ابوکالیجار کی بغداد میں آمد: ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابوکالیجار وارد بغداد ہوا' لشکر بغداد نے سلامی دی۔ ابوکالیجار کا قدم

---

۱ عبارت ما بین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

۲ مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر عمائر سے کام لیا ہے اور اوپر مرجع ضمیر کا نہیں ہے جیسا کہ اور کتب تواریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تاتاری تھے جنہوں نے جیرفت کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

استقلال کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلافت مآب نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کی۔ ابوالشوک دبیس بن مزید نے اپنے اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابوکالیجار نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیے تھے اس کے علاوہ سرداران لشکر اور سپاہیوں کو بھی بے حد مال اور روپے دیئے۔ چونکہ ابوکالیجار پر ترکوں کا خوف غالب تھا اس وجہ سے شورش وفساد کے خیال سے بہت تھوڑی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوتھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر السلطنت ابوالسعادات ابوالفرج محمد بن فسانجس لشکر بساسیری ساری (نشادوری) اور ہمام ابواللقاء کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابوکالیجار نے اپنے چچاؤں (عمید الدولہ ابوسعید بن عبدالرحیم اور اس کے بھائی کمال الملک وزیران جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا' دونوں بے چارے تکریت چلے گئے۔

علاء الدولہ کا ہمدان پر قبضہ: علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ فرہاد بن مرداویج اس کے ساتھ تھا۔ قلعہ قردخاں میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ جب وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یزدجرد کا راستہ لیا۔ علی بن عمران سپہ سالار تاش قرداش نے تعاق کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابوجعفر (علاء الدولہ) نیشاپور اکر ادوجرذقان کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعہ سکیس جا کر دم لیا اور ان کردوں کو جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے ملا لیا اور بحالت غفلت انہیں حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا' علی بن عمران کو اس کی اطلاع ہو گئی ہمدان کی طرف کوچ کر دیا۔ فرہاد اور کردوں نے پیچھا کیا اور اثناء راہ میں ایک گاؤں میں اسے جا لیا۔ لیکن کثرت بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے لوٹ آئے علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی اور علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے سے جو کہ اصفہان میں تھا مالی اور سامان جنگ کی مدد مانگی' علی بن عمران کو اس کی خبر لگ گئی ہمدان سے نکل کر مقام یزدجرد میں چھیڑ چھاڑی کی جو کچھ اس کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ علاء الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

شہر یوش کا خاتمہ: سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مامور کیا۔ اسی طرح قابوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی رے پر ابوسہیل ہمدانی کو مقرر کیا اور تاش بن قرداش والی خراسان کو شہر یوش بن جودلکین والی ساوہ کی گرفتاری اور سرکوبی پر متعین کیا۔ شہر یوش رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلے لوٹ لیتا تھا۔ شہر یوش نے اسی پر اکتفا نہیں کی سلطان محمود کے مرنے کے بعد حوصلے بڑھ گئے رے پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ قم کے کسی قلعہ میں جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لائے تاش نے مقام ساوہ میں اسے صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوسہیل ہمدانی کا اصفہان پر قبضہ: ان واقعات کے بعد علاء الدولہ بن کاکویہ اور فرہاد بن مرداویج ابوسہیل ہمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے' ابوسہیل ہمدانی عساکر خراسان لے کر مقابلہ پر آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی فرہاد اثنائے جنگ میں مارا گیا' علاء الدولہ شکست اٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا۔ جو اصفہان اور جرجان کے درمیان واقع تھا اور وہیں پناہ لی چند دن موقع پا کر ایدج چلا گیا جو ابوکالیجار کے مقبوضہ علاقہ میں داخل تھا' ابوسہیل نے علاء الدولہ کی شکست کے بعد اصفہان پر

قبضہ کرلیا اس کے خزانہ کو لوٹ لیا' کتب خانہ غزنی اٹھالایا۔ یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے جسے حسن بن حسین غوری نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا۔

علاء الدولہ کا محاصرۂ اصفہان: ۴۲۷ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پرزے نکالے' فوجیں فراہم کر کے ابو سہیل کا اصفہان جا کر محاصرہ کرلیا۔ ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بے وفائی کی باغی ہو گئے' علاء الدولہ محاصرہ اٹھا کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا۔ ابن سالار والیٔ طرم نے ابن سبکتگین والیٔ خراسان کے خوف سے علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے نہ دیا تب علاء الدولہ طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا' اس کے بعد ۴۲۷ھ میں طغرل بک نے خراسان پر قبضہ کرلیا جسے ۴۳۰ھ میں سلطان محمود نے لڑ کر پھر واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں اور آئندہ حسب توقع تحریر کریں گے۔

علاء الدولہ ابو جعفر ابن کاکویہ کی وفات: علاء الدولہ ابو جعفر بن دشتمر بن یار بن کویہ نے ابوالشوک کے ملک سے واپس آ کر اصفہان میں ماہ محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کے بجائے اس کے بیٹا ظہیر الدین ابو منصور فرامرز اور حکومت اصفہان کے تخت پر رونق افروز ہوا' اس کا دوسرا لڑکا ابو کالیجار کرشاسف نہاوند کی طرف چلا گیا اور قبضہ کرلیا نہاوند کے علاوہ قرب و جوار کے شہروں اور اعمال جبل پر بھی قابض ہو گیا۔

ابو منصور اور ابو حرب کی جھڑپیں: اس کے بعد ابو منصور فرامرز نے قلعہ تفرز کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنے باپ کے جمع کئے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ مال طلب کیا قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ابو منصور فرامرز اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابو حرب (ابو منصور کا چھوٹا بھائی) بھی اس کی رکاب میں تھا' ابو حرب قلعہ دار سے مل گیا اور ابو منصور اصفہان واپس آیا' ابو حرب نے سلجوقیہ سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی چنانچہ ان تاتاریوں کا ایک گروہ جرجان کی طرف بڑھا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابو حرب کے حوالے کر دیا۔ ابو منصور نے ابو حرب کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں' دونوں میں لڑائی ہوئیں بالآخر منصور کی فوجوں نے ابو حرب سے جرجان واپس لے لیا ابو حرب شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزین ہوا' ابو منصور کے لشکر نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ ابو حرب رات کے وقت لباس تبدیل کر کے اور چھپ کر نکل بھاگا' ابو کالیجار نے بادشاہ فارس کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے اپنے بھائی ابو منصور کے مقابلے میں امداد کا خواستگار ہوا۔ ابو کالیجار نے ایک بڑی فوج سے اس کو مدد دی اور خود بھی اس مہم پر ابو حرب کے مقابلے میں امداد کا خواستگار ہوا۔ ابو کالیجار نے ایک بڑی فوج سے اس کو مدد دی اور خود بھی اس مہم میں ابو حرب کے ساتھ آیا اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت ابو منصور اصفہان ہی میں تھا دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی آخر کار منصور نے ابو کالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کرلیا مصالحت ہو گئی۔

ابو منصور اور ابو حرب کی مصالحت: ابو کالیجار اپنے دارالحکومت شیراز کی جانب واپس ہوا اور ابو حرب نے قلعہ تفرز جا کر محاصرہ کرلیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ ابو منصور نے اس سے قلعہ کے ذخیراں اور مال میں سے کچھ دے کر مصالحت کر لی قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا' ابو منصور کو ان کے جھگڑوں سے پورے طور سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا قصد کیا اور ابو منصور سے اطاعت کا طالب ہوا۔ ابو منصور نے قبول نہ کیا تب ابو منصور نے ہمدان اور

یزدجرد کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا ابوالفتح حسن بن عبداللہ نے کوشش کر کے ابوحرب اور ابومنصور میں مصالحت کرا دی' ابوحرب نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک مقبوضہ میں اپنے بھائی ابومنصور کے نام کا خطبہ پڑھا اور ابومنصور نے اسے ہمدان جاگیر کے طور پر عنایت کیا۔

ابن نیال اور ابن علاء الدولہ: اسی ۴۳۳ھ میں سلطان طغرل بک نے خوارزم' جرجان اور طبرستان کو ملوک بنو سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا[1] اور ابراہیم نیال (طغرل بک کا بردار اخیافی) جس وقت طغرل بک نے خراسان پر قبضہ کیا تھا سلجوقی لشکروں کے ساتھ رے کی طرف بڑھا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یزدجرد کو لے لیا اور ۴۳۴ھ میں ہمدان پر چڑھائی کی۔ والیٔ ہمدان (ابوکالیجار[2] کرشاسف) ابن علاء الدولہ نے شہر ہمدان چھوڑ دیا نیشاپور[3] چلا گیا۔ ابراہیم نیال شہر کی طرف آیا اور اپنی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کے لئے اہل شہر نے جواب دیا۔ ہم لوگ آپ کے مطیع و فرمانبردار ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ ابوکالیجار کرشاسف کے شہر سے ہمیں مطمئن کر دیں ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ہم کو زیر و زبر کرنے کے لئے آ جائے۔ ابراہیم نیال نے اس جواب کو پسند کیا اور ابن علاء الدولہ یعنی ابوکالیجار کرشاسف کی طرف بڑھا' ابوکالیجار قلعہ شاپور میں قلعہ نشین ہو گیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کر لیا' تاتاری لشکر نے جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اور نہایت وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا۔

طغرل بک کا رے پر قبضہ: ابراہیم نیال اس غارت گری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا جوں ہی اس نے ہمدان کو چھوڑا کرشاسف پھر ہمدان کی جانب واپس ہوا' اسی زمانہ میں طغرل بک نے بھی رے کے خیال سے کوچ کر دیا تھا چنانچہ رے پہنچ کر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے لے لیا اور اس کی جگہ اسے دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور سجستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا' رے کی خراب و برباد شدہ شہر پناہ اور عمارات کے بنوانے کا حکم صادر کیا' دارالامارت میں سونے کے مرصع بجواہر چند گھوڑے اور تانبے کی دو دیگ جن میں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ آئے' ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ملا۔

طغرل بک کی فتوحات: اس کے بعد طغرل بک نے قلعہ طبرک کو مجدالدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ مجدالدولہ نے اس کے پاس عزت و احترام سے قیام اختیار کیا قزوین کی طرف بڑھا۔ والیٔ قزوین نے اسی ہزار دینار دے کر مصالحت کر لی اور اطاعت قبول کر لی اس کے بعد طغرل بک نے کوک تاش اور بوقا وغیرہ عراقی تاتاری سرداروں کے پاس طلبی کا قاصد بھیجا یہ لوگ اس وقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرل بک سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ مبادا

---

[1] اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ نوشیروان بن منوچہر دشمگیر نے جو ان ممالک کا حکمران تھا اپنے سپہ سالار ابوکالیجار بن دستان کو گرفتار کر لیا تھا اور اس کی ماں سے عقد کر لیا تھا طغرل بک کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ کوئی مزاحم اور مانع نہیں رہ گیا ہے فوجیں آراستہ کر کے مع مرداویج بن بشو کے جا پہنچا اہل شہر نے امان کی امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ایک لاکھ دینار خراں مقرر کر کے مرداویج کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اس کی حکومت دے دی انوشیروان ملوک سبکتگین کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۳۴۰ھ مطبوعہ مصر۔

[2] ابن خلدون میں اس مقام پر جگہ خالی ہے' میں نے یہ نام تاریخ کامل سے لکھا ہے۔

[3] بجائے نیشاپور پور کے شاہ پور خود ست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابوکالیجار کا یہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

طغرل بک ہمیں دھوکا دے آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا اور خراج طلب کیا' بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کی خراج بھیج دیا۔ سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت کا اظہار واقرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کئے' طغرل بک نے سالانہ خراج مقرر کر کے اسے حکومت پر بحال رکھا ایک دستہ فوج اصفہان روانہ کیا اصفہان میں ابو منصور قرامرز تھا وہ مقابلہ پر آیا اس دستہ کو کوئی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً ناکام واپس ہوا تب طغرل بک نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ ابو منصور قرامرز نے تاوانِ جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ طغرل بک نے ہمدان کا رخ کیا جن دنوں طغرل بک رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن علاء الدولہ ہمدان چلا آیا تھا کرشاسف نے اطاعت قبول کر لی اس کے ساتھ ہو کر امبر اور زنجان پر حملہ آور ہوا طغرل بک نے دونوں شہروں پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا کرشاسف کے سرداران لشکر اور ہمراہی منتشر ہو گئے اس کے بعد طغرل بک نے کرشاسف سے قلعہ کشکور (گنگور) سپرد کرنے کے لئے کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ سپرد کرنا کا پیام بھیجا قلعہ دار نے قلعہ سپرد کرنے سے انکار کیا طغرل بک نے جھلا کر کرشاسف کو قید کر دیا اور رے کی جانب واپس ہو گیا۔ ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مامور کیا۔ اس کے بعد کرشاسف کو قید سے نکال کر ان احکام سلجوقیہ کی قائم مقامی پر متعین کیا جو ان شہروں کے حکمران بنائے گئے تھے۔

اصفہان پر قبضہ: ۴۳۶ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے کنگور پہنچا پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو کر طغرل بک کے حکام کو نکال دیا ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا طغرل بک یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اپنے بھائی ابراہیم نیال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف کی سرکوبی کی غرض سے ہمدان روانہ کیا کرشاسف مقابلہ نہ کر سکا' شہاب الدولہ ابو الفوارس بن منصور بن حسین والیٔ جزیرہ دبیس کے پاس چلا گیا۔ عراق میں ابراہیم نیال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ یہ خبر ابو کالیجار کو پہنچی ابراہیم نیال سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوج کی کمی کی وجہ سے اور مال کی قلت نے اجازت نہ دی اس دوران میں طغرل بک اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان جھگڑا ہو گیا لیکن اس جھگڑے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ طغرل بک نے ملوکِ بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلادِ جبل کو لے لیا اس کے بعد اصفہان پر چڑھ گیا۔ ماہِ محرم ۴۴۲ھ میں اس پر محاصرہ ڈالا' بیضا پر شب خوں مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں ایک برس تک محاصرہ کئے رہا' محصورین پر یہ وقت نہایت سختی سے گزرا' غلہ ختم ہو گیا مکان کے شہتیر جلا کر کھانا پکایا' جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولا طغرل بک نے اصفہان پر قبضہ کر لیا' یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے والیٔ اصفہان ابو منصور کو اس کے فوجیوں کو بلادِ جبل میں جاگیریں دیں' رے سے اپنا خزانہ اور اسلحہ خانہ اصفہان اٹھا لایا اور اسی کو دار الحکومت بنایا فخر الدولہ بن بویہ کی حکومت رے' اصفہان اور ہمدان سے ختم ہو گئی۔ اس خاندان سے صرف ابو کالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

طغرل بک اور کالیجار میں مصالحت: جب ابو کالیجار کو طغرل بک کے آئے دن غلبہ اور ملک گیری کا احساس ہوا تو اس نے اپنی آنکھوں سے رے' اصفہان' ہمدان اور بلادِ جبل کو اپنے ہاتھوں سے نکل کر طغرل بک کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرل بک کے پاس پیام بھیجا اور یہ درخواست کی کہ میری لڑکی سے آپ رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی سے کر دیجئے تا کہ آئندہ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا باقی نہ رہ جائے اور اس رشتہ داری کی وجہ سے

ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون بن جائیں۔ چنانچہ طغرل بک نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا۔ ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق صلح ہوئی۔

ابو کالیجار کی وفات: طغرل بک نے اپنے بھائی ابراہیم نیال کو لکھ بھیجا کہ آئندہ تم اپنے فتوحات کے دائرہ کو نہ بڑھاؤ جس قدر عراق کا حصہ تمہارے قبضہ میں آ گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو[1]..... بہرام بن شکرستام دیلمی پر خراج مقرر کیا۔ بہرام نے خراج نہ بھیجا حیلہ وحوالہ سے ٹال دیا' ابو کالیجار کو اس سے غصہ پیدا ہوا' قلعہ یزدشیر کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا اور محافظین قلعہ کو روپیہ دے کر ملا لیا۔ بہرام کو اس کی اطلاع ہو گئی جو لوگ ابو کالیجار سے مل گئے تھے انہیں قتل کر ڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پر تل گیا۔ ابو کالیجار کو اس کی تاب کہاں تھی فوجیں آراستہ کر کے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا قصر لجاشع (ضلع خراسان) پہنچا موت آ گئی تھی بیمار ہو گیا' کمزوری اس قدر بڑھی کہ سوار نہ ہو سکا' پالکی میں لٹا کے شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہنچ کر ماہ جمادی الاول ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ چار برس تین مہینے عراق پر حکومت کی۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

باب: ۲۲

آلِ بنی بویہ کا آخری دور

ابو منصور فلاستون کا شیراز پر قبضہ: ابو کالیجار[1] کے مرنے پر ترکوں نے جو اس کی قوم میں سے تھے اس کا خزانہ، اسلحہ خانہ اور اصطبل لوٹ لیا اس کا لڑکا ابو منصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابو منصور کے کیمپ میں چلا آیا اور اسی کے ساتھ ٹھہرا رہا، ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ترکوں کا ارادہ امراء اور وزیر کے لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے بالآخر ترک اس فعل سے باز رہے اور شیراز میں قدم جما دیا امیر ابو منصور نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور وزیر قلعہ ضرمہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔

ابو نصر الملک الرحیم: ابو کالیجار کے مرنے کی خبر دار الخلافت بغداد پہنچی، اس وقت بغداد میں اس کا لڑکا ابو نصر خرہ فیروز موجود تھا اس نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت و سلطنت کا حلف لیا اور جیسا کہ اس کی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامر اللہ سے خطبہ میں اپنا نام پڑھے جانے کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دے دی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے انکار کر دیا کہ وہ خلاف ادب اور خلاف شرع تھا لیکن ابو نصر کے ہمراہی اور سرداران لشکر اسے اسی لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق، خوزستان اور بصرہ پر اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ بصرہ کی حکومت پر اس کا بھائی ابو علی بن کالیجار تھا ابو نصر نے اسے بحال رکھا۔

شوال سنہ مذکور میں اپنے بھائی ابو سعید کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر شیراز کی طرف روانہ کیا۔ ابو سعید نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی ابو منصور اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد لے آیا۔

ملک العزیز کی بصرہ پر فوج کشی: ملک العزیز جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چلا گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو حکومت کے لالچ میں بصرہ پر حملہ آور ہوا۔ بصرہ کی فوج نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی، اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ دار الخلافت بغداد میں ابو نصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا اور ابن مروان کے پاس چلا گیا اور وہیں مر گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں[2]۔

ابو منصور فلاستون کی گرفتاری: تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابو منصور فلاستون بن ابو کالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابو سعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابو سعید ابو منصور فلاستون اور اس کی ماں کو گرفتار کر لایا تھا تھوڑے دن بعد ابو منصور قید سے رہا کر قلعہ اصطخر (بلادِ فارس) چلا

[1] ابو کالیجار کی عمر بوقت وفات چالیس برس اور چھ مہینے کی تھی، چھ لڑکے بڑے ملک الرحیم، امیر ابو منصور فلاستون، ابو طالب کامرو، ابو المظفر بہرام، ابو علی کیخسرو، ابو سعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جن کے نام مورخوں نے نہیں لکھے چھوڑے۔ کامل ابن اثیر صفحہ ۳۴۲ جلد ۹ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

گیا۔ ملک الرحیم اس کے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۱ھ میں بلادِ فارس کی طرف روانہ ہوا' اہل شیراز اور وہاں کی فوج نے اطاعت قبول کی چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈال دیئے' اس کے بعد لشکرِ بغداد اور لشکرِ شیراز میں ان بن ہو گئی۔ لشکرِ بغداد عراق کی جانب واپس ہوا۔ ملک الرحیم بھی لشکرِ شیراز سے مشتبہ ہو کر اس کے ساتھ واپس ہوا۔

ابو منصور فلاستون اور ملک الرحیم کی جنگ: چونکہ دیلم کی فوجیں جو بلادِ فارس میں تھیں ابو منصور فلاستون سے مل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران لشکر فارس بھی ابو منصور فاستون کے ہمدرد اور مطیع ہو گئے تھے اس وجہ سے ابو منصور فلاستون اپنے بھائی ملک الرحیم کی واپسی کے بعد ارجان کی جانب اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا' ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ رامہرمز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو شکست ہوئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعدہ ۴۴۱ھ کا ہے) جا کر دم لیا اور لشکر فارس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ملک الرحیم کی فارس کی جانب پیش قدمی: ماہ محرم ۴۴۲ھ میں ان لشکریوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی جو ابو منصور فلاستون کی رکاب میں تھے چنانچہ ان میں بلا اجازت فوج کے چند دستے فارس لوٹ آئے اور ایک لشکر کا ایک حصہ اس کے ساتھ اہواز میں ٹھہر رہا اور کچھ فوج کا کچھ حصہ ملک الرحیم سے جا ملا اور یہ درخواست کی کہ آپ فارس تشریف لے چلئے ہم آپ کو قبضہ دلا دیں گے۔ ملک الرحیم اپنی شکست کی ذلت مٹانے کے لئے فارس کی طرف روانہ ہوا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچا۔ سرداران لشکر اہواز ملنے کے لئے آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے قدم مبارک کے منتظر ہیں ملک الرحیم نے لشکر بغداد کے انتظار میں اہواز میں قیام کیا چند دن آرام کر کے عسکر مکرم کی طرف حرکت کی اور ۴۴۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

مطارد بن منصور کی غارتگری: اس کے بعد عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارت گری کے لئے جمع ہوا ان کے سردار مطارد بن منصور اور مذکور بن بزار تھے اس غارت گر گروہ نے سیرف پر شب خون مارا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابرق کی طرف بڑھے اور اسے بھی لوٹ لیا ملک الرحیم کو اس کی خبر لگی ماہ محرم ۴۴۳ھ میں ایک فوج ان کی گوشمالی اور سرکوبی پر متعین کی لٹیرے عرب اور کردوں کو شکست ہوئی مطارد مارا گیا اور اس کا لڑکا گرفتار کر لیا گیا جو کچھ مال و اسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔

قنطرہ اریق پر قبضہ: اس فتحیابی کی خبر ملک الرحیم کو پہنچی یہ اس وقت عسکر مکرم میں تھا۔ ادھر ملک الرحیم نے قنطرہ اریق کی جانب کوچ کیا۔ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہما سرداران لشکر ہمراہ تھے ادھر منصور بن فلاستون ہزارسب بن تکر اور منصور بن حسین اسدی' دیلمی اور ترکی فوج لئے ہوئے ارجان سے تستر کی طرف بڑھے اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گیا تھا اس وجہ سے کامیابی کا سہرا ملک الرحیم کے سر باندھا گیا۔

ملک الرحیم اور ہزارسب کی جنگ: اس کے بعد ملک الرحیم نے رامہرمز پر حملہ کیا۔ رامہرمز اس وقت تک ہزارسب کے قبضہ میں تھا اور یہاں پر اس کی فوج تھی اور سرداران لشکر رہتے تھے ملک الرحیم نے لڑ کر انہیں نیچا دکھایا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا ہزارسب کی فوج نے شکست کھا کر قلعہ بندی کر لی ملک الرحیم نے بزور تیغ انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزارسب کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان میں سے بعض ہزارسب کے پاس بھاگ گئے ہزارسب نے انہیں گرفتار

کرلیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت وفرمانبرداری کا عریضہ ارسال کیا اور بلادِ فارس پر قبضہ کر لینے پر اُبھارا چنانچہ ملک الرحیم اس کے بھرے میں آ گیا اور ابوسعید اپنے بھائی کو بلادِ فارس کی طرف روانہ کیا ابوسعید نے اصطخر پر قبضہ کرلیا۔ ابونصر اپنی فوج اور زر و مال سے اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا فارس دیلم' ترک' عرب اور کردوں کی افواج نے اطاعت قبول کرلی۔ اس کے بعد ابوسعید قلعہ بیند رختم کرنے کے لئے بڑھا۔

ملک الرحیم اور ابومنصور کی جنگ: ابومنصور فلاستون' ہزارسب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہو کر ملک الرحیم سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دونوں فریقوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دے دی ملک الرحیم اہواز چھوڑ کر واسط چلا آیا تب ابومنصور ہزارسب نے ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے خیال سے شیراز کی طرف کوچ کیا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار ابوسعید نے ان لوگوں کو شکست دی یہ لوگ پھر اپنی فوجوں کو جمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کی ابوسعید نے پھر انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے قتل وقید کیا ان میں سے اکثر امن حاصل کر کے مطیع بن گئے ابومنصور فلاستون قلعہ بھنڈر میں قلعہ نشین ہو گیا' اہواز وغیرہا میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

ملک الرحیم کی شکست: اس واقعہ کے بعد ابومنصور فلاستون ہزارسب کے ساتھ ایذج چلا گیا' سلطان طغرل بک کی خدمت میں فدویت نامہ امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک جرار فوج ان کی کمک پر روانہ کی' ملک الرحیم اس وقت عسکر مکرم میں تھا بساسیری عراق کی طرف لوٹ آیا تھا۔ دبیس بن مزید عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا۔ غرض تھوڑے سے دیلم اہواز والے ہمراہ رہ گئے تھے باقی سب کے سب متفرق اور منتشر ہو گئے تھے' اس وجہ سے ملک الرحیم ان لوگوں کے خوف سے عسکر مکرم سے اہواز کی طرف واپس ہوا اور اس خیال سے ابومنصور فلاستون اور ہزارسب کی توجہ بلادِ فارس کی طرف مبذول ہو جائے اپنے بھائی ابوسعید کو لشکر دے کر فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ابومنصور فلاستون وغیرہم نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی' سیدھے اہواز پر اُتر آئے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک الرحیم شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واسط جا کر پناہ گزین ہوا۔ اہواز تاخت وتاراج کیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی بن عبدالرحیم کا وزیر السلطنت غائب ہو گیا تھا۔ کچھ پتہ نہ چلا۔

ابوسعید کا نساء اور شیراز پر قبضہ: اس زمانے میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئیں۔ الپ ارسلان سلطان طغرل بک کے بھتیجے نے شہر نساء پر قبضہ کرلیا تھا اور جی کھول کر اسے تاراج کیا تھا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ۴۴۴ھ میں انہیں سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا اس مہم میں ان کے ہمراہ عادل بن مانقہ (وزیر ابومنصور فلاستون) بھی تھا' سلجوقیوں نے اسے گرفتار کرلیا اور اس سے تین قلعہ چھین لئے۔ اہالیان قلعہ نے موقع پا کر ابوسعید ملک الرحیم کے بھائی کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ ابوسعید نے ایک بڑی فوج جمع کر کے شیراز پر چڑھائی کی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے نکال باہر کیا اور بعض سرداران سلجوقیہ کو قید کرلیا۔ اس کے بعد نساء پر حملہ آور ہوا۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ سلجوقیہ نے نساء پر قبضہ کرلیا تھا۔ ابوسعید نے انہیں نساء سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

بساسیری اور بنو عقیل کی جنگ: جس وقت ۴۴۱ھ میں ملک الرحیم شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنو عقیل میں سے ایک گروہ بادر و قا پر حملہ آور ہوا اور اسے تاخت و تاراج کیا۔ بارود قا بساسیری فارس سے واپس ہوا تو دارالحکومت بغداد سے ان پر فوج کشی کی' زعیم الدولہ ابو کامل بن مقلد مقابلہ پر آیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے اس واقعہ کے بعد بساسیری کو یہ خبر ملی کہ قرداش اہل انبار کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم و ستم سے پیش آتا ہے۔ اسی اثناء میں اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرداش کے ظلم و ستم کی شکایت کی' بساسیری نے ایک فوج وفد کے ساتھ روانہ کی قرداش کو اس فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی' بساسیری کی فوج انبار پر قابض ہوگئی بساسیری کی فتحیابی کی خبر سن کر انبار واپس آیا اور امن قائم ہوگیا۔

بساسیری کا انبار پر قبضہ: اس کے بعد ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران والیٔ موصل نے انبار پر حملہ کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوگیا۔ سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھا اور بساسیری کا جس قدر مال و زر وہاں موجود تھا سب لوٹ لیا' اس کے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس لوٹ مار سے محفوظ نہ رہا بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی غصہ سے کانپ اٹھا فوجیں فراہم کر کے انبار پر چڑھائی کر دی' فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش کے قبضہ سے نکال کر بغداد واپس آیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ: عمان پر ابوالمظفر بن ابو کالیجار کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا اس کا ایک خادم تھا اسے جابرانہ قوت حاصل ہوگئی تھی اس وجہ سے بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا۔ رعایا کے مال و زر پر ہاتھ بڑھایا جس سے عام طور پر رعایا کو نفرت پیدا ہوگئی۔ خارجیوں کو جو جبل عمان میں سے تھے اس کی خبر ہوگئی چنانچہ ابن رشد نے فوجیں فراہم کیں اور عمان پر قبضہ کرنے کے لئے چلا۔ ابوالمظفر نے دیلمی فوج سے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا چونکہ اہل شہر کو اس کے ظلم و تشدد سے بیزاری پیدا ہوگئی تھی اس وجہ سے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا اور اسکی مدد کی ابوالمظفر کو اس واقعہ سے شکست ہوئی' ابن رشد نے شہر امان پر قبضہ کر لیا اور خادم کو قتل کر ڈالا اس کے علاوہ بے شمار دیلمی افسروں کو بھی تہ تیغ کیا دارالامارت مسمار کر دیا ٹیکس اور محصول موقوف اور معاف کر دیئے آنے والے تاجروں سے صرف چوتھائی عشر لینے پر اکتفا کیا' عدل و انصاف کا دور دورہ ہوا' ظلم و ستم کا نام مٹا دیا جامع مسجد بنائی اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور "الراشد باللہ" کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ ابوالقاسم بن مکرم نے اس سے پہلے اس پر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اس کا محاصرہ کیا تھا جس سے اسکے دانت کھٹے ہو گئے تھے۔

بغداد میں بلوہ: ماہ صفر ۴۴۳ھ میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان دارالخلافت بغداد میں پھر فتنہ و فساد کی بنا پڑی عام بلوہ ہوگیا۔ بلوہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل شیعہ نے اپنے عقائد و مذہب کے مطابق دروازوں پر کچھ لکھوا دیا جو اہل سنت کو ناگوار گزرا سخت ہنگامہ برپا ہوگیا۔ خونریزی اور قتل کا دروازہ کھل گیا۔ خلیفہ قائم بامر اللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابونما نقیب عباسیہ اور عدنان بن رضی نقیب علویہ) کو دریافت حال پر مامور کیا۔ انہوں نے واپس ہو کر شیعوں کی شہادت دی۔ خلافت مآب نے فتنہ و فساد بند کرنے کا حکم دیا کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی لڑائی برابر جاری رہی' اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی مارا گیا پھر کیا تھا سخت اشتعال پیدا ہوا سنیوں نے مشہد باب النصر پر حملہ کر دیا اور جو پایا لوٹ لیا۔ موسیٰ کاظم اور محمد تقی (ان کے پوتے) کا مقبرہ جلا دیا۔ بنو بویہ اور بعض خلفاء بنی عباسیہ کے مقبروں کو بھی لوٹا۔ موسیٰ کاظم کی

لاش کو قبر سے نکال کر مقبرہ امام احمد بن حنبل میں دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی لاعلمی نے انہیں اس فعل سے روک دیا اور نقیب عباسیہ نے انہیں سختی سے منع کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور نور الدین دبیس: اہل کرخ شیعہ نے ابوسعید سرخسی مدرس مدرسہ حنفیہ کو قتل کر ڈالا فقہ اہل سنت کے محلوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا' ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ یہ فساد بڑھتے بڑھتے مشرقی بغداد تک پہنچ گیا اور جب یہ خبر نور الدین دبیس تک پہنچی تو اسے بے حد شاق گزرا اپنے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ بامر اللہ کا خطبہ موقوف کر دیا کیونکہ وہاں کے رہنے والے اور خود دبیس شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ خلافت مآب نے اس معاملہ میں دبیس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی' دبیس نے معذرت کی کہ میرے ممالک مقبوضہ کے اکثر باشندے شیعہ مذہب رکھتے ہیں' وہ ان واقعات سے متاثر ہوئے اور میرے علم و اطلاع کے بغیر انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا۔ میں نے ان پر دباؤ ڈالا لیکن وہ اپنے خیال و ارادے سے باز نہ آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلافت مآب کے حکم کو نہ مانا اور عشہد کو جلا دیا۔ خلافت مآب میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دے دیا ہے اگرچہ دوبارہ خطبہ پڑھنے سے بظاہر یہ فساد رک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۴۴۵ھ میں یکا یک پھر آگ کی طرح بھڑک اٹھا۔ سلطنت کا رعب و داب اٹھ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا علویہ کا ایک شخص واقعات میں مارا گیا اہل کرخ کی عورتیں شور و غل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں ایک ہلڑ سا مچ گیا سرداران لشکر فتنہ دور کرنے کی غرض سے مسلح ہو کر نکلے اہل کرخ مقابلہ پر آئے سخت خونریز معرکہ ہوا' کرخ کے بازار جلا دیئے گئے' قتل و غارت کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا قصد کیا لیکن سرداران لشکر نے انہیں روک دیا اور فتنہ و فساد ختم ہو گئے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد زمام حکومت بغداد اپنے ہاتھوں میں لے لی تھی اور اپنے بھائی ابوعلی کو امارت بصرہ پر بحال رکھا تھا اس کے بعد ابوعلی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی' ملک الرحیم نے بساسیری کی ماتحتی میں (جو اس کی حکومت و دولت کا ناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی' ابوعلی لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا بحری لڑائی شروع ہوئی چند دن تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر ابوعلی کو شکست ہوئی۔ بساسیری نے دجلہ اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اور تمام اہل بصرہ کو امان دی گئی۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا۔ ابوعلی بھاگ کر شط عثمانی (عمان صحیح ہے) پہنچا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ چاروں طرف خندق کھود لی۔

ملک الرحیم کا شط عمان و تستر پر قبضہ: اس فتحیابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں خوزستان سے دیلم کا وفد آیا اور اعانت و فرمانبرداری کا اظہار کیا' ملک الرحیم نے انہیں انعامات و صلے دے کر رخصت کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شط عمان کی طرف اپنے بھائی ابوعلی کے تعاقب پر روانہ ہوا' ابوعلی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہ ہوا پسپا ہو کر بھاگ نکلا ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا لوٹ کر بصرہ آیا' بصرہ میں جس قدر ابوعلی کی فوجیں موجود تھیں انہیں بصرہ سے نکال کر ان کی بجائے اپنی فوجوں کو ٹھہرایا اور بساسیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزارسب

نے اس سے صلح واطاعت کا نامہ و پیام شروع کیا اور اس کے دائرۂ حکومت میں داخل ہو گئے' تشتر میں بھی اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا اس کے بعد ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف و جوانب کے تمام حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع بنا دیا باقی رہا ابوعلی وہ اپنی ماں کے ساتھ عبادان چلا گیا اور عبادان سے سلطان طغرل بک کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے جرجان کا راستہ اختیار کیا جب اصفہان پہنچا اور سلطان طغرل بک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان طغرل بک نے نہایت احترام سے ٹھہرایا جرباذقان کے دو قلعے مرحمت کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون کا شیراز پر قبضہ: تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ابونصر خسرو قلعہ اصطخر میں تھا اور اسی پر قابض تھا اور اس نے ۴۴۳ھ میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ اطاعت کی غرض سے روانہ کیا تھا جس وقت ملک الرحیم نے رامہرمز پر قبضہ حاصل کیا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ اس کے بھائی ابوسعید کو بلادِ فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مامور فرمائے۔ چنانچہ ابو سعید فوجیں لے کر فارس کی طرف بڑھا اور فارس کے اکثر شہروں پر قابض ہو کر شیراز جا اترا۔ عمید الدولہ ابونصر ظہیر ثانی ایک شخص ابوسعید کے ساتھیوں میں سے تھا جو اپنی چالاکیوں سے اس کی حکومت میں پیش پیش ہو گیا تھا اور بہت بڑی حکومت حاصل کر لی تھی اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی بداخلاقی اور برے برتاؤ شروع کر دیئے لشکریوں کے علاوہ ابونصر نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی۔ لشکریوں نے اس کا ہاتھ بٹایا سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے پھر کیا تھا فتنہ برپا ہو گیا عمید الدولہ ابونصر کو گرفتار کر لیا۔ ابونصر فلاستون ابومنصور فلاستون کی اطاعت کا اعلان کر کے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اور ابوسعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابومنصور اہواز میں داخل ہوا اور تختِ حکومت پر متمکن ہو کر طغرل بک اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا۔ ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا۔

بساسیری اور اکراد عرب: جس وقت سلطان طغرل بک نے اکثر ممالک اور دارالخلافت بغداد کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور حکومت حلوان تک اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا کردوں نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ان کی غارت گری اور فتنہ انگیزی کی کثرت ہو گئی ان کی دیکھا دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے لوٹ مار شروع کر دی ملک گیری کے لالچ میں اٹھ کھڑے ہوئے حکومت کو ان کی سرکوبی پر متوجہ ہونا پڑا۔ چنانچہ بساسیری فوجیں لے کر روانہ ہوا' ابوازنج تک تعاقب کرتا گیا اور ان میں سے ایک بڑا گروہ قتل کر ڈالا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ باقی ماندہ نراب کو عبور کر گئے اس طرح ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں۔ دیلمی (ہمراہیان) بساسیری نے بھی نراب عبور کرنے کا قصد کیا' پانی زیادہ تھا عبور نہ کر سکے' یہ واقعہ ۴۴۵ھ کا ہے۔

بساسیری اور خفاجہ کی جنگ: اس واقعہ کے بعد دبیس والیٔ حلہ نے بساسیری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا، خفاجہ نے والیٔ حلہ کے شہروں پر تاخت وتاراج کر ہاتھ بڑھا رکھا تھا والیٔ حلہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس نے بساسیری سے امداد طلب کی چنانچہ بساسیری اس کی حمایت کو آ پہنچا۔ فرات عبور کر کے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ نے خشکی و بیابان کا راستہ اختیار کیا بساسیری نے اس کا تعاقب کیا خفان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا سختی سے لڑائی شروع کر دی' خفاجہ کمال بے رحمی

سے پامال کئے گئے ان کا مال واسباب لوٹ لیا گیا مویشی پکڑ لئے گئے مدتوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ بساسیری کے پُرزور حملوں نے اسے بھی فتح کرلیا' فتح ہونے کے بعد قلعہ خفان منہدم کردیا گیا۔

اسیران خفاجہ کا انجام: اس کے بعد بساسیری نے اس برج کو بھی کھود ڈالنے کا قصد کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا یہ برج مینار کی طرح بلند تھا لوگوں کی روایت ہے کہ یہ مینار کشتیوں کی رہنمائی کی غرض سے ربیعہ بن عطاعم نے بہت سا مال خرچ کر کے بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اس طرف سے دریا کی راہ سے جاتی تھیں چنانچہ بساسیری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہ کرایا۔ دارالخلافت بغداد کی طرف خفاجہ کے قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا اور بغداد پہنچ کر ان عرب قیدیوں کو جو اس ساتھ تھے سولی دے دی تھوڑے دن آرام کر کے (حربی) پر حملہ کیا اور نہایت سختی سے اس کا محاصرہ کرلیا بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سالانہ مقرر کر کے مصالحت کرلی اور انہیں امن دے دیا۔

ترکوں کا فتنہ: ترکوں کی فوجیں جو دارالخلافت بغداد میں رہتی تھیں ان کا زور اور قابو حکومت وسلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ جب طغرل بک کا ظہور ہوا اور اس نے اپنے گردوپیش کے شہروں پر قبضہ کرلیا اور تاتاریوں نے چاروں طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا بغداد کی فوجوں کا حوصلہ بھی بڑھ گیا وزیرالسلطنت سے ایک کثیر التعداد رقم کا مطالبہ کیا اور اپنے وظائف اور تنخواہیں طلب کیں (یہ واقعہ محرم ۴۴۶ھ کا ہے) وزیرالسلطنت مطالبہ ادا نہ کرسکا دارالخلافت میں روپوش ہوگیا فوجیوں نے تعاقب کیا دارالخلافت کے محافظوں سے وزیرالسلطنت کو مانگا ان لوگوں نے انکار کیا۔ شور وغل مچاتے ہوئے اراکین دربار خلافت سے مطالبہ کیا جب انہوں نے بھی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو خلافت مآب تک اس جھگڑے اور قضیہ کو پہنچایا۔ اراکین دربار خلافت اور فوجیوں میں بھی نوک جھونک کی باتیں ہوئیں اور سخت کلامی کی نوبت پہنچی اس سے عوام الناس میں یہ مشہور ہوگیا کہ ترکی فوجوں نے دارالخلافت کا محاصرہ کرلیا ہے' تمام شہر میں خوف اور پریشانی پیدا ہوگئی۔

بغداد میں ہنگامہ: بساسیری اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے تیار ہوا' یہی ان دنوں سلطان کی طرف سے نائب بغداد تھا دارالخلافت گیا وزیر کے مکان کی تلاشی لی' غرض کہ جن مکانات میں وزیرالسلطنت کے روپوش ہونے کا خیال تھا سب کی تلاشی لی مگر وزیرالسلطنت کا کچھ پتہ نہ چلا فوجیوں کا بلوائی گروہ ہلڑ مچاتا ہوا دارالروم پہنچا اور اسے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگادی ابوالحسن بن عبید (وزیر بساسیری) کا مکان لوٹ لیا محلہ والوں نے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کرلی فوجیوں نے مسافروں کو لوٹنا شروع کردیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آئے تھے لوٹ مار کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہوگئی اور بغداد میں غلہ کا وجود مٹ گیا ان واقعات کے دوران میں بساسیری حفاظت کی غرض سے دارالخلافت ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وزیر السلطنت پریشان ہو کر پناہ گاہ سے نکل آیا اور اپنے مقبوضہ اور مملوکہ مال سے فوجیوں کے مطالبات ادا کئے۔

اکراد اور عربوں کی غارت گری: اس سے بظاہر ایک اطمینانی صورت پیدا ہوگئی تھی لیکن اس لوٹ مار کا سلسلہ ختم نہ ہوا' کردوں اور عربوں نے سر اٹھایا اور لوٹ مار شروع کردی دن دہاڑے جسے چاہا لوٹ لیا۔ گاؤں قصبے اور شہر ویران ہوگئے' قریش بن بدران والیٔ موصل کے ہمراہی بھی لوٹ مار کی غرض سے اٹھ کھڑے ہوئے کامل بن محمد بن مسیب کو بردان جا کر گھیر لیا۔ اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا بساسیری کے مویشی اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس لوٹ مار کی نذر ہوگئیں اس لوٹ مار

سے امن وامان کا نام ونشان باقی نہ رہا' رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی' عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ اُمور اور اسباب ہیں جن سے سلطنت وحکومت کی مضبوط بنیادیں بھی ہل جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد صفحۂ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

دسکرہ اور قلعہ دوان کا تاراج: ادھر ملوک بنو بویہ ان پریشانیوں میں مبتلا تھے ادھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا موقع مل رہا تھا' نظام الملک (طغرل بک کا وزیر) ان واقعات کو سن کر خوشی سے اچھل پڑا تاتاری فوج کو دسکرہ پر اتار دیا ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا ابراہیم نے دسکرہ کو تباہ کر کے رستاد قا (روشن قباد) کو محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے قلعہ بردوان کی طرف بڑھا اس قلعہ کا والی سغدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرل بک کی اطاعت سے انکار کیا ابراہیم کے پہنچنے سے پہلے سغد نے قلعہ بندی کر لی' ابراہیم نے قلعہ بردوان کے قرب و جوار کو لوٹنا شروع کیا' زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اہل قلعہ نے محاصرے کی شدت اور اطراف وجوانب کی ویرانی سے متاثر ہو کر قلعہ چھوڑ دیا اور جلاوطن ہو کر نکل گئے۔

اہل اہواز کی تباہی: ان تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اس نے بھی اہواز کے قرب وجوار میں غارت گری اور قتل کا بازار گرم کیا۔ دیلمی اور ترک جوان کے ہم خیال تھے اور ساتھ تھے بے حد خائف ہوئے مقابلہ کا فکر کیا ہے جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔ تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے سلطان طغرل بک نے ابوعلی بن کالیجار والی بصرہ کو حسا کر سلجوقیہ کا افسر بنا کر خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا لشکر کوچ وقیام اور لوٹ مار کرتا ہوا شاہ پور خورست پہنچا دیلمیوں کو وعدہ ووعید کا پیام دیا چنانچہ اکثر دیلمی مطیع ہو گئے اور ابوعلی اہوز پر قابض ہو گیا تاتاری لشکر نے اسے جی کھول کر لوٹا اہل اہواز سے تاوان وصول کیا اکثر اہل اہواز عزت وآبرو کے خیال سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلیفہ قائم اور بساسیری میں کشیدگی: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بساسیری کے ہمراہیوں کا اسباب لوٹ لیا تھا اس کے بعد ابوالغنائم اور ابوسعید پسران مخلبان (قریش کے دوست) دارالخلافت بغداد خفیہ طور سے آئے بساسیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ رئیس الرؤسا وزیر السلطنت نے ابوالغنائم اور ابوسعد کو اپنے امن میں لے لیا بساسیری کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی حربی کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے بغداد واپس آیا لیکن دستور کے مطابق دربار خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ خلافت مآب وزیر السلطنت اور خدام دربار خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کر دیں اور یہ مشہور کر دیا کہ وزیر السلطنت نے طغرل بک کو خطوط لکھ کر حملہ کرنے کے لئے بلوایا ہے۔

انبار کا تاراج: ذی الحجہ ۴۴۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے انبار پر حملہ کیا انبار پر ابوالغنائم بن مخلبان قابض تھا منجنیقیں نصب کرائیں محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ انبار میں گھس پڑا ابوالقاسم کو اس کے پانچ سو ممبران خاندان کے ساتھ گرفتار کر لیا اور شہر کو جی کھول کر لوٹا اور دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ ابوالغنائم کو تشہیر کرا کر سولی دینے کا قصد کیا۔ دبیس بن صدقہ نے سفارش کی چونکہ دبیس نے بساسیری کا حصار انبار میں ہاتھ بٹایا تھا اس وجہ سے اس کی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہ دی مگر اور قیدیوں کو سولی پر چڑھا دیا۔

بساسیری: بساسیری' بسار (فارس کا ایک شہر) کے ایک تاجر کا غلام تھا اس وجہ سے بسا کی طرف منسوب کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کے خادموں میں داخل ہو گیا اور اسی کے سایہ دولت میں نشو ونما پائی اس طرح ہوشیار اور تجربہ کار بن گیا مدتوں اس کی خدمت میں رہا پھر ملک الرحیم کی خدمت میں چلا آیا ملک الرحیم اسے اکثر مہمات سر کرنے پر مامور کرتا تھا اسی نے کردوں کو حلوان اور قریش بن بدران کو غربی بغداد سے بے دخل کیا تھا۔ یہ دونوں سلطان طغرل بک کے علم حکومت کے مطیع تھے' اس کے بعد بساسیری ملک الرحیم کی خدمت میں واسط چلا گیا۔

بساسیری اور رئیس الرؤسا میں کشیدگی: بساسیری اور رئیس الرؤسا کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی اس اثناء میں بساسیری کے وزیر ابوسعید نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب براہِ دریا روانہ کئے' رئیس الرؤسا نے اس کی خبر ان لوگوں تک پہنچادی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے ان لوگوں کو اس سے اشارہ اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب پھینک دی' اس سے بساسیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج پیدا ہوا' فقہائے خلیفہ سے استفسار کیا' فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اس وجہ سے حفاظت کرنا لازم تھا اس کا مال کا ضائع کرنا ناجائز تھا جن لوگوں نے اس کو توڑا ہے ان لوگوں سے تاوان وصول کیا جائے۔ اس واقعہ نے سونے پر سہاگے کا کام دیا کشیدگی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

ترکوں کا بساسیری پر حملہ: چونکہ ترکوں اور بساسیری میں کشیدگی چلی آ رہی تھی رئیس الرؤسا نے انہیں ابھار دیا ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا بساسیری کی شکایت دربار خلافت میں پیش کر کے مکان لوٹ لینے کی اجازت طلب کی' اجازت دے دی گئی پھر کیا تھا ترکوں نے بات کی بات میں اسے لوٹ لیا اس موقع پر رئیس الرؤسا نے ایک اور چال چلی اور وہ یہ تھی کہ اس نے یہ خبر اڑا دی کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر علوی مصر سے سازش کر لی ہے اور اسے بغداد و عراق پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلایا ہے' خلافت مآب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئے۔ ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو ہمارے دربار خلافت سے فوراً ہٹا دو۔ اس نے علم خلافت کی مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے سازش کر لی ہے چنانچہ ملک الرحیم نے بساسیری کو دربار خلافت سے علیحدہ کر دیا۔[1]

طغرل بک کے خلاف ترکوں کی مخالفت: طغرل بک نے بلادِ روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی تھی اور وہاں سے مظفر و منصور ہو کر رے واپس آیا اس کے نظم و انتظام سے فراغت حاصل کر کے ماہ محرم ۴۴۷ھ میں ہمدان پہنچا' اپنے گورنران دینور' قریسین اور حلوان وغیرہم کو لکھ بھیجا کہ چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور شام و مصر پر بھی حملہ کرنے کا قصد ہے اور دولت علویہ کے زیر و زبر کرنے کا بھی خیال ہے لہٰذا تم لوگ رسد' چارہ اور فوجیں فراہم رکھو۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچا دیا' ترکی فوجیں شور و غل مچاتی ہوئی ایوانِ خلافت میں پہنچیں' خلافت مآب سے درخواست کی "آپ ہمارے ساتھ طغرل بک کی مدافعت کے لئے نکلئے"۔ ترکوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسلح ہو کر بغداد سے نکل آئے اور بغداد کے باہر ایک میدان میں خیمے ڈال دیئے اس وقت طغرل بک حلوان پہنچ گیا تھا اس کی فوج خراسان کے راستہ میں پھیل گئی تھی لوگوں نے غربی بغداد میں جا کر پناہ لی اتنے میں ملک الرحیم واسط سے آ گیا۔ بساسیری کو

---

[1] یہی واقعات عراق پر سلطان طغرل بک کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب قویہ سے تھے۔ (مترجم)

اثناء راہ سے خلافت مآب کے حکم کے مطابق علیحدہ کر دیا بسا سیری علیحدگی کے بعد سسرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ والیٔ حلہ کے پاس چلا گیا۔

طغرل بک کی بغداد میں آمد: طغرل بک نے فدویت نامہ خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی خط اپنے ایلچی کی معرفت بھیجا جس میں اپنے حسن سلوک اور احسانات کا وعدہ کیا تھا' ترکوں نے جواب خط کے بجائے اسی خط کو واپس کر دیا اور خلافت مآب سے درخواست کی کہ آپ ہم کو طغرل بک سے مقابلہ اور مدافعت کی اجازت دیجئے۔ خلافت مآب نے اس کے جواب سے خاموشی اختیار کیا ملک الرحیم نے عرض کیا کہ اس جاں نثار نے ان امور کا فیصلہ خلافت مآب کے قبضۂ اقتدار میں دے دیا ہے جو مناسب تصور فرمائیں عمل درآمد کیا جائے۔ خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا ''مصلحت وقت تو یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑ کر حرم سرائے خلافت میں آ جائیں اور طغرل بک کی خدمت میں اظہار اطاعت کا فدویت نامہ بھیج دیں''۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے خطیبوں کو طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ طغرل بک نے خلافت مآب سے دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزیر السلطنت رئیس الرؤسا ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں قضاۃ' فقہاء اعیان دولت اور بہت سے ملک الرحیم کے سرداران لشکر تھے استقبال کی غرض سے نکلا طغرل بک نے یہ سن کر وزیر السلطنت ابونصر کندری اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا پنجشنبہ کو جب کہ ماہ رمضان کے دو دن گزر چکے تھے طغرل بک دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ باب شماسیہ میں قیام اختیار کیا قریش والیٔ موصل بھی اس خبر کو سن کر طغرل بک کی خدمت میں آ گیا۔ اس نے اس سے پیشتر طغرل بک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

بغداد میں تاتاریوں کا قتل: بغداد میں طغرل بک کے داخل ہونے پر اس کا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کی خریداری کی غرض سے سارے شہر میں پھیل گیا تمام شہر میں تہلکہ سا پڑ گیا۔ عوام الناس نے یہ خیال کیا کہ ملک الرحیم نے طغرل بک کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دے دی ہے چاروں طرف سے تاتاری لشکر پر مار دھاڑ شروع ہو گئی جہاں پر جس نے تاتاریوں کو پایا ان پر ہاتھ صاف کر دیا صرف محلّہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلّہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی جیسا کہ مناسب وقت تھا حفاظت کی۔

بغداد میں تاتاریوں کی غارت گری: عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرل بک کے کیمپ تک پہنچ گئے ملک الرحیم اور ان کے سرداران لشکر اور حاشیہ نشین اس خیال سے کہ اس ہنگامہ کے یہ محرک نہ سمجھے جائیں حرم سرائے خلافت میں قیام پزیر ہوئے۔ طغرل بک کی فوج اس ہنگامہ کو دیکھ کر مسلح ہو گئی عوام بھاگ کھڑے ہوئے قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا کئی محلے لوٹ لئے گئے خلفاء کے محلات' رصافہ بھی اس لوٹ مار اور غارت گری سے محفوظ نہ رہ سکے' باشندگان بغداد نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائے گا یہ اور غارت گری سے محفوظ رہیں گے اپنا مال واسباب یہیں اٹھا لائے تھے جس کو تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ غارت گری سے بغداد کا کوئی محلّہ سوائے محلّہ کرخ کے محفوظ نہ رہا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری: اس کے دوسرے دن طغرل بک نے اس حادثہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی

ناراضگی ظاہر کی اور اس ہنگامہ وشورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر ملک الرحیم اپنے سرداروں کے ساتھ شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اس کی اس واقعہ سے برأت سمجھی جائے گی ورنہ وہی ملزم قرار دیا جائے گا خلافت مآب نے ملک الرحیم اور اس کے سرداروں کو طغرل بک کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایلچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کی غرض سے ان کے ساتھ بھیجا چنانچہ ملک الرحیم اور سردارانِ لشکر خلافت مآب کی ذمہ داری میں دربارِ شاہی میں حاضر ہوئے جس وقت ملک الرحیم اور اس کے سرداران لشکر پہنچے طغرل بک نے انہیں گرفتار کرا کر قلعہ سردان میں بھیج دیا جہاں پر ملک الرحیم قید کر دیا گیا۔

دولت بنو بویہ کا خاتمہ: یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھ برس بعد وقوع میں آیا اس کی گرفتاری سے بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں قریش والی موصل اور عرب کا اسباب و مال لوٹ لیا گیا پریشان حال ہو کر بدر بن مہلل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی طغرل بک کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے قریش کو طلب کر کے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور جو کچھ مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا معاوضہ دے دیا۔

طغرل بک کا بغداد پر قبضہ: خلافت مآب نے طغرل بک کے پاس اس ناپسندیدہ فعل کی شکایت کی اور لوگوں کو رہا کرنے کے لئے لکھا جنہیں طغرل بک نے ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہ داری میں تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہ کئے گئے تو میں دار الخلافت بغداد چھوڑ دوں گا۔ طغرل بک نے اس تحریر پر چند لوگوں کو رہا کر دیا چنانچہ ان میں سے ایک گروہ بساسیری کے پاس چلا گیا جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

ترکان بغداد کا انجام: اسی سلسلہ میں طغرل بک نے ترکان بغداد کا بھی مال و اسباب ضبط کر لیا اور نور الدولہ دبیس کو ممالک مقبوضہ سے بساسیری کو نکال دینے کا حکم دیا چنانچہ بساسیری رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ لکھا اور اس کا مطمع ہو گیا نور الدولہ دبیس نے اپنے مقبوضہ علاقہ میں طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا تمام اطراف بغداد میں تاتاری لشکر پھیل گیا غارت گری کا بازار گرم ہو گیا غربی بغداد میں تکریت سے قبل تک، مشرقی بغداد میں ہروامات تک اور نشیبی بغداد کو ان تاتاریوں نے لوٹ کر ویران کر دیا اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔

بغداد پر قابض ہونے کے بعد طغرل بک نظم و انتظام کی طرف متوجہ ہوا' بصرہ اور اہواز کا ٹھیکہ ہزارسب کو عنایت کیا اور صرف اہواز میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی۔ امیر ابو علی بن ملک کالیجار کو قریسین اور اس کا صوبہ عنایت کیا۔ اہل کرخ کو فجر کی نماز میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا حکم دیا اور قصرِ حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا اور جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا اس طرح وہ تعمیر کیا گیا۔ ماہِ شوال ۴۴۷ھ میں طغرل بک قصرِ حکومت میں چلا آیا اسی وقت سے اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے جس کی وارث اس کی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی ان سے زیادہ عظیم کسی عجمی کی حکومت نہیں ہوئی۔

والملک للّٰہ یؤتیہ من یشاء

باب: ۲۳

امارتِ جرجان وطبرستان

دولتِ بنو دشمکیر

بنو دشمکیر: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مرداویج بن زیار اطروش دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویج نسباً جبل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیلم کے بھائی تھے ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے علوی کے سپہ سالار رہتے جس کی وجہ سے علویوں کو حکومت وسلطنت حاصل ہوئی تھی اطروش اور اس کی اولاد کی حکومت دولت عباسیہ کے ظہور اور غلبہ کے وقت ختم ہوگئی اس کے سرداروں کے نام حکومت وسلطنت سے مٹ گئے اور یہ لوگ حکومت وسلطنت کی طلب وجستجو میں اطراف ملک میں پھیل گئے۔ چنانچہ رے، اصفہان، جرجان، طبرستان، عراق، فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہوگیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے آخری دور حکومت تک اسے شاہ شطرنج بنائے رہے۔ تم اوپر پڑھ چکے ہوں کہ جس وقت مرداویج کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی دشمکیر کو ۳۲۰ھ میں گیلان روانہ کیا۔ عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آ گئے اصفہان اور رے پر قابض ہوگیا عظیم الشان بادشاہوں میں شمار ہونے لگا تر کی غلاموں کو جو اس کی خدمت میں رہتے تھے اس کی سختی کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی سب نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں اسے مار ڈالا تب اس کی فوج اس کے بھائی دشمکیر کے پاس رے میں جمع ہوئے اور مرداویج کی جگہ اسے اپنا سردار بنایا۔

دشمکیر اور ماکان: دشمکیر نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ماکان کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور ابن محتاج کی ہمراہی میں رے بلا بھیجا اس سے قبل ماکان بن کالی ابوعلی بن الیاس سے کرمان کا قبضہ لے چکا تھا ماکان نے دشمکیر کی تحریر پر کچھ خیال نہ کیا۔ کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہوگیا۔ دشمکیر یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاتجیر دیلمی کو ماکان کے تعاقب پر مامور کیا ابن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی میں تھا دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تاتجیر نے ان لوگوں کو شکست دی یہ لوگ نیشاپور لوٹ آئے اور اس کی حکومت کی زمام ماکان کے قبضہ میں آ گئی جیسا کہ یہ واقعات اس سے پیشتر لکھے گئے۔

دشمکیر کا رے پر تسلط: اس کے بعد تاتجیر نے جرجان کی جانب قدم بڑھایا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ آخر سنہ مذکور میں گھوڑے

سے گر کر گیا۔ ماکان کو موقع مل گیا' جرجان پر قبضہ کر لیا' ابن محتاج نے ۳۲۸ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور چند دن کے محاصرے کے بعد اسے فتح کر لیا۔ ماکان بحال پریشان طبرستان چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کیا اور دشمگیر نے ایک فوج ماکان کی مدد پر ابن محتاج سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی' ادھر رکن الدولہ نے موقع غنیمت سمجھ کر اصفہان پر دھاوا کر دیا اور بزور تیغ قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والی خراسان کے مقبوضات کی سرحد مل گئی اور دشمگیر تنہا ملک رے پر حکمرانی کرنے لگا۔

دشمگیر کا طبرستان پر قبضہ: جس وقت رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کیا اور ابوعلی بن محتاج والی خراسان سے اس کے اور اس کے بھائی عماد الدولہ والی فارس کے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے۔ اس وقت ان دونوں نے ابوعلی بن محتاج کو دشمگیر سے چھین لینے کی ترغیب دی' غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو اس کی وجہ سے اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ ابوعلی ابن محتاج فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ ہوا دشمگیر نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی' ماکان سے امداد طلب کی' چنانچہ ماکان خود اس کی کمک پر آیا رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' اس نے بھی ابن محتاج کی مدد پر فوجیں بھیج دیں۔ مقام اسحاق آباد میں صف آرائی ہوئی ایک دوسرے سے بھڑ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی دشمگیر شکست کھا کر طبرستان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا' ماکان میدان کارزار میں مارا گیا ابوعلی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ اس کے بعد اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زنجان' ابہر' قزوین' کرخ' ہمدان اور دینور کو حلوان تک فتح کر لیا۔

حسن بن قیرزان کا جرجان پر قبضہ: حسن بن قیرزان ماکان کا چچازاد بھائی تھا یہ نہایت جری اور دلیر تھا جس وقت ماکان میدان جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور دشمگیر نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت دشمگیر نے حسن بن قیرزان کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا حسن بن قیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو دشمگیر کی طرف منسوب کیا۔ دشمگیر نے یہ سن کر چڑھائی کر دی۔

حسن بن قیرازن ساریہ چھوڑ کر ابوعلی بن محتاج والی خراسان کے پاس چلا گیا اور دشمگیر کے مقابلہ پر اس سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ ابوعلی بن محتاج حسن کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اور فوجیں مرتب کر کے دشمگیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا ایک سال کامل محاصرہ کئے رہا۔ جب دشمگیر نے ملوک سامانیہ کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے لڑکے سالار کو بطور ضمانت دے دیا' جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن قیرزان اور ابوعلی ابن محتاج خراسان واپس آئے تھوڑے دن بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ حسن نے ابوعلی ابن محتاج پر حملہ کر دیا اور اسکے مقبوضات کو لوٹ لیا' اور ابن دشمگیر کو جو اس کے پاس تھا گرفتار کر کے جرجان کی طرف لوٹا اور اسے ابراہیم بن سیجور والی کے قبضہ سے نکال لیا' ابراہیم ابن سیجور نے نیشاپور جا کر دم لیا ابوعلی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا' جیسا کہ انکے حالات کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی: جس وقت ابوعلی نے خراسان کی جانب کوچ کیا اور حسن بن قیرزان نے اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو دشمگیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور بلا مقابلہ قبضہ کر لیا۔

تالیفِ قلوب کے خیال سے حسن بن قیرزان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے بیٹے سالار کو اس کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سے دونوں میں مصالحت ہوگئی۔

اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ کو قبضۂ رے کا لالچ پیدا ہوا کیونکہ دشمکیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں اور دوسرے ان دنوں دشمکیر کو تنگدستی گھیرے تھی' چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑ کر دشمکیر کو شکست دی اس کے اکثر لشکریوں نے امن حاصل کیا اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آ گئے۔ رے پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا۔

دشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا۔ حسن بن قیرزان نے چھیڑ چھاڑ کی اور شکست دے دی۔ دشمکیر نے خراسان کا راستہ اختیار کیا حسن بن قیرزان نے رکن الدولہ سے نامہ و پیام کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

دشمکیر کا جرجان پر قبضہ: جس وقت رکن الدولہ نے رے کو دشمکیر کے قبضہ سے نکال لیا' دشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن قیرزان راہ میں مدمقابل ہوا اور لڑ کر دشمکیر کو شکست دی تب دشمکیر خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے امداد کا طالب ہوا' امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی مدد پر مامور کیا اور ابوعلی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں دشمکیر کے ساتھ جرجان کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں ان دنوں جرجان میں حسن بن قیرزان حکومت کر رہا تھا۔ دشمکیر نے اسے لڑ کر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ ۳۴۲

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ: حسن بن قیرزان دشمکیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رے چلا گیا اور وہیں قیام پذیر ہوا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے مقبوضاتِ دشمکیر پر فوج کشی کی' دشمکیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا مگر شکست اٹھا کر بھاگا' رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھایا اور سرداران دشمکیر نے اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے جرجان کو رکن الدولہ کے حوالے کر دیا۔ رکن الدولہ اپنی طرف سے حسن بن قیرزان کو جرجان پر مامور کر کے رے کی جانب واپس آیا۔

دشمکیر شکست اٹھا کر جرجان پہنچا۔ امیر نوح بن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین والی خراسان کو دشمکیر کی کمک اور امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور فوجیں آراستہ کر کے دشمکیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ چونکہ منصور' دشمکیر کے ساتھ ظاہرداری کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنے کو بڑا سمجھتا تھا اس وجہ سے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اس کی شکایت لکھ بھیجی امیر نوح نے اس کی جگہ ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا ابوعلی کوچ کر کے رے پہنچا رکن الدولہ سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی مجبوراً ان لوگوں نے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد رکن الدولہ دشمکیر کی طرف لوٹ پڑا دشمکیر کو شکست ہوئی۔ اسفرائن کی طرف بھاگ آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ پر محاصرہ ڈالا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا پھریرا اڑایا۔ دشمکیر بحال پریشان جرجان پہنچا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی دشمکیر ہاتھ نہ آیا تو اس کی جستجو میں جبل تک چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

دشمگیر کی وفات: جس وقت بنو بویہ نے کرمان کو ابوعلی بن الیاس کے قبضہ سے نکال لیا اور خود قابض ہو گئے اس وقت دشمگیر سے کچھ بن نہ آئی بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہنچا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی ممالک مقبوضہ بنو بویہ کی سرسبزی' شادابی اور قبضہ کا لالچ دلایا اور اس کے سرداران خراسان کو بھی پٹی پڑھا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور والی خراسان کو دشمگیر کی ماتحتی میں رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بلا بھیجا۔ جوں ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پا کر خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ جب ان لوگوں کو اس کی خبر لگی تو رے کی فتح سے رک گئے دامغان میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات اور ارادہ معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس چھوڑے۔ اسی اثناء میں ایک روز دشمگیر شکار کھیلنے کے لئے گیا اور ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا' تیر چلایا نشانہ خطا گیا۔ سؤر نے حملہ کر دیا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ دشمگیر بھی زمین پر آ رہا سر پر سخت چوٹ آئی اور اسی صدمہ سے ماہ محرم ۳۵۷ھ میں مر گیا۔

بھستون بن دشمگیر: اس کے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا اس کا بیٹا بھستون اس کی جگہ متمکن ہوا' اس نے رکن الدولہ سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی۔ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی بھستون کے زمانہ حکومت میں کوئی نمایاں کام ایسا نہیں ہوا جس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے اس نے سات برس حکومت کر کے بمقام جرجان ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

قابوس بن دشمگیر کی حکومت: اس کا بھائی قابوس اپنے بھائی رستم کے پاس کوہ شہریار میں تھا بھستون ایک چھوٹا لڑکا چھوڑ کر مرا تھا جو طبرستان میں اپنے نانا کی ذمہ داری میں پرورش پا رہا تھا۔ نانا صاحب کو ملک گیری اور ریاست کا لالچ پیدا ہوا' اپنے نواسے کو لے کر جرجان پہنچا اور اُن سرداروں کو گرفتار کرنے لگا جن کا میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس اثناء میں قابوس آ پہنچا۔ فوجیوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر نہایت جوش سے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنا سردار تسلیم کر کے شہر پر قبضہ دلایا۔ نانا صاحب کے آدمی فرار ہو گئے۔ قابوس نے اپنے بھتیجے کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ جرجان اور طبرستان کی زمام حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے کر حکومت کرنے لگا۔

قابوس اور عضد الدولہ: رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور تمام ممالک مقبوضہ کی زمام حکومت اسے سپرد کی' دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبوں کا حکمران بنایا' تیسرے بیٹے موید الملک کو اصفہان کی حکومت عنایت کی' بختیار بن معز الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی۔ فخر الدولہ ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے رے جا کر پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیام بھیجا' قابوس نے انکار کر دیا تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار کر کے قابوس پر چڑھائی کر دو اس کے ساتھ ہی بہت سا مال اور شاہی لشکر اس کی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور اسے قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔

فخر الدولہ اور موید الملک کی جنگ: پھر فخر الدولہ اور موید الدولہ سے خراسان میں اس وقت مڈبھیڑ ہوئی جب کہ

حسام الدولہ ابوالعباس تاش امیر ابوالقاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کی گورنری پر مامور ہوا تھا۔ امیر ابوالقاسم نے تاش کو قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ کی امداد کی حمایت کی' موید الدولہ کے مقابلہ میں ہدایت کی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جلد از جلد قابوس کو اس کے مقبوضات واپس دلا دو' تاش نے ایک بڑی فوج سے جرجان پر حملہ کیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محصورین کا حال تنگ ہو گیا۔ موید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کی بنیاد ڈالی۔ (فائق تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) چنانچہ خط و کتابت کر کے فائق کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ فائق نے مال وزر کے لالچ میں وعدہ کر لیا کہ جنگ کے وقت اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مورچہ کو چھوڑ دوں گا۔ اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصرین پر حملہ کیا۔ فائق اپنے ماتحت لشکر کے ساتھ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شکست خوردہ گروہ کے پیچھے آپ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ موید الدولہ نے ان لوگوں کا خراسان تک تعاقب کیا۔

فخر الدولہ کا جرجان پر قبضہ: اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو قتل کر ڈالا۔ امیر ابوالقاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں امورِ سلطنت کے انتظام کی غرض سے طلب کیا پھر ۳۷۲ھ میں موید الملک نے تاش پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد اس کی موت کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ غرض یہ مہم یوں ہی نامکمل رہ گئی اور فخر الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد تاش اور ابن سیجور میں جھگڑا ہو گیا جنگ تک نوبت پہنچ گئی تاش شکست کھا کر جرجان پہنچا۔ فخر الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت وقدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر ومنزلت نہ کی ہو گی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے۔

طبرستان پر قبضہ: جس وقت فخر الدولہ نے جرجان' طبرستان اور رے پر قبضہ حاصل کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو اس احسان وسلوک کے معاوضہ میں جو کس مپرسی کی حالت میں قابوس نے اس کے ساتھ کئے تھے۔ جرجان اور طبرستان قابوس کو دینے کا قصد کیا۔ اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارے میں مشورہ کیا وزیر السلطنت صاحب بن عباد نے اس رائے سے موافقت نہ کی اس وجہ سے قابوس جرجان چلا گیا۔ ملوکِ بنو سامان اسے فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی یہاں تک کہ ان کے مقامات پر سبکتگین کا قبضہ ہو گیا۔

اصبہبذ کا جبل شہر پر قبضہ: جس وقت سبکتگین نے خراسان کی زمامِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ قابوس سے پختہ وعدہ کیا کہ تمہیں جرجان اور طبرستان کی کرسی پر پھر متمکن کروں گا۔ ابھی ایفاء وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین بلخ گیا اور وہیں ۳۸۷ھ میں وفات پائی۔ قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اصبہبذ نے قابوس کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور ایک فوج نے جبل شہریار کے سرکرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رستم بن مرزبان (امجد الدولہ کا ماموں) جنگ آوروں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا معرکہ آرائی کی' رستم کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اصبہبذ نے جبل شہریار پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد کے منبر اس کے نام کا سکہ پڑھا گیا' اتفاق یہ کہ استنداد یہ کے مضافات میں ابن سعید کا نائب رہتا تھا اس کی طبیعت کا میلان قابوس کی طرف تھا اس نے یہ خبر سنی جامہ سے

باہر ہو گیا آمد کی طرف فوج لے کر روانہ ہوا اور بزور تیغ وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا آمد پر قبضہ حاصل کر لیا اور قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا اور قابوس کو اس کامیابی کی خوش خبری دی۔

قابوس کا جرجان پر تسلط: اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا۔ اصبہذ بھی یہ خبر پا کر جرجان کی طرف چلا' ابن سعید نے چالاکی سے لشکر جرجان کو ان کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لشکر استقبال کے بجائے مقابلہ پر آ گیا لڑائی ہوئی لشکر جرجان شکست اٹھا کر جرجان کی طرف لوٹا قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دوبارہ شکست اٹھا کر رے کی جانب بھاگ نکلا' شمس المعالی قابوس ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں مظفر و منصور جرجان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد رے کی فوجیں جرجان کے محاصرہ کے لئے آئیں اور اس کا محاصرہ کر لیا' اس اثناء میں موسم سرما آ گیا مینہ بھی بشدت برسا رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا بدرجہ مجبوری بادل نخواستہ محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا' قابوس نے تعاقب کیا اور سر میدان لا کر انہیں شکست دی سرداران لشکر کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا جرجان سے استر آباد تک اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قابوس اور مرزبان: ان پیہم کامیابیوں سے اصبہذ کا دماغ پھر گیا حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی مال و اسباب اور خزانوں پر جو اس کے پاس تھے غرور میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) رے سے فوجیں لے کر اصبہذ کی سرکوبی اور اسے ہوش میں لانے کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصبہذ کو شکست ہوئی اور گرفتار کر لیا گیا جو مرزبان کو مجد الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پہلے سے تھی اس وجہ سے اصبہذ پر فتح پانے کے بعد بلاد جبل میں شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ المختصر اس طرح سے مملکت جبل جرجان اور طبرستان میں شامل ہو گئی' قابوس نے اپنے منوچہر کو ان مقامات کی حکومت دی اس نے نیشاپور وغیرہ کو فتح کیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمود بن سبکتگین خراسان پر قابض ہو گیا۔ قابوس نے فدویت نامہ روانہ کیا' تحائف اور ہدایا بھیجے اور اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کر کے مصالحت کر لی۔

قابوس کی معزولی: شمس المعالی قابوس نہایت رعب و داب کا آدمی تھا غصہ مزاج میں زیادہ تھا درگزر کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا اس کے اعیان دولت ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے' رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہنچ گیا کہ ان لوگوں نے تنگ آ کر اس کی معزولی پر اتفاق کر لیا' قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان دولت قابوس کی گرفتاری کو قلعہ کی طرف چلے' قابوس کو خبر ہو گئی دروازے بند کر لئے' اعیان دولت نے ادھر اُدھر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کر کے اس کے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے بلا بھیجا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے مبادا کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب کر لیں نہایت عجلت سے آ پہنچا تمام فوج نے اس شرط سے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر دے اس کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

قابوس کا قتل: چنانچہ اس نے شرط کو مجبوراً قبول کیا۔ قابوس قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغاوت و فتنہ فرو ہو جائے قیام کر دیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہو کر بسطام کا ارادہ کیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا لیکن

منوچہر ٹال گیا اور قلعہ انجیار میں رہ گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حکومت وسلطنت قبضہ سے نکل جائے۔ اس وجہ سے منوچہر کو تخت حکومت پر متمکن رہنے کی اجازت دی فتنہ پردازوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت چاہی جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا قابوس کے مکان میں گھس پڑے' کپڑے اتار لئے۔ غریب قابوس جاڑے کی شدت سے کانپ رہا تھا یہاں تک کہ چلاتے چلاتے مر گیا یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جب کہ اس کی حکومت کو دس برس گزر چکے تھے۔

منوچہر بن قابوس: قابوس کے مرنے پر اس کا بیٹا منوچہر تخت آرائے حکومت ہوا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اسی زمانہ سے اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی فکر کرنے لگا۔ ان میں سے بہت سوں کو چالاکی سے فنا کر دیا باقی ماندہ کو گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گئے جس وقت سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے مرکب ہمایوں کو بڑھایا۔ منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چار لاکھ دینار فدویت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے صلح کی درخواست کی اور جبال وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اس کے بعد منوچہر ۴۲۶ھ میں انتقال کر گیا۔

بنو قابوس کا خاتمہ: اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیروان تخت آرائے حکومت ہوا' سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور چار پانچ لاکھ دینار مقرر کیا۔ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بلادِ جبل میں حدود آرمینیہ تک پڑھا گیا سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۳۰ھ میں جرجان اور طبرستان پر قابض ہو گیا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت وسلطنت کا نام ونشان اس طرح محو کر دیا کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

والبقاء للّٰہ وحدہ

باب : ۲۷

امارتِ آذربائیجان

دولت مسافر دیلمی

رستم بن ابراہیم کُردی: جس وقت دیلمیوں کا ظہور ہوا اور یہ لوگ سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک مقبوضہ اسلامیہ کے صوبوں پر قابض ہو گئے ان دنوں ۳۳۰ھ میں آذربائیجان رستم بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کے سرداروں میں سے تھا جب ہارون سادی مارا گیا تو ابراہیم آذربائیجان بھاگ آیا کردوں کے کسی رئیس کی لڑکی سے عقد کرلیا جس کے بطن سے رستم پیدا ہوا' رستم نے آذربائیجان میں نشوونما پائی' جب سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج نے اپنی خدمت میں رکھ لیا تعلیم وتربیت دلائی رفتہ رفتہ امور سیاسی میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف بن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض ہو گیا اس کے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

رستم اور لشکری کی جنگ: جب دیلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور دشمکیر نے رے پر قبضہ کرلیا تو جبل کے صوبوں پر لشکری نامی ایک شخص قابض ہو گیا لشکری نے مال ودولت اور سامانِ جنگ جمع کیا فوجیں فراہم کیں اور آذربائیجان کے قبضہ کے خیال سے ۳۲۶ھ میں روانہ ہوا۔ رستم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا آذربائیجان کے ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی رستم شکست اٹھا کر میدانِ کارزار سے بھاگ نکلا۔ لشکری نے تمام آذربائیجان کے صوبوں پر قبضہ کرلیا صرف اردبیل باقی رہ گیا' اہل اردبیل نے نہایت احتیاط سے قلعہ بندی کرلی تھی لشکری نے ان سے خط وکتابت شروع کی' اطاعت وفرمانبرداری کے شرائط پیش کئے اور امن دینے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے ایک نہ سنی۔

محاصرۂ اردبیل: لشکری کو اس سے غصہ پیدا ہوا' فوجیں آراستہ کر کے اردبیل پہنچا اور اس کا محاصرہ کرلیا اور زمانہ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاؤ کیا۔ محاصرہ کے دوران میں شہر پناہ کی دیوار ایک جانب سے ٹوٹ گئی جس سے لشکری کو موقع مل گیا شہر میں گھس پڑا اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ دن کو اردبیل میں رہتا تھا اور جوں ہی رات ہوتی اپنے لشکر میں چلا آتا تھا' چند دن بعد اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار پھر درست کرلی اور لشکری کا قبضہ اٹھا دیا' اطاعت وفرمانبرداری سے منکر ہو گئے لشکری نے پھر اردبیل پر محاصرہ ڈال دیا۔

رستم کی شکست: اہل اردبیل نے رستم کو لشکری سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا' رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا فوراً اترا اور

لشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی اندر سے اہل اردبیل بھی لشکری سے لڑنے لگے دوطرف کی لڑائی کی تاب نہ لاسکا شکست اٹھا کر بھاگا اس کے بہت سے فوجی اور سردار مارے گئے موفان جا کر پناہ گزین ہوا۔ اصبہذ بن دوالہ سے امداد کا طالب ہوا' اصبہذ نے اسے تسلی دی تواضع اور مدارات سے پیش آیا جب لشکری کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا اور فوجیں بھی فراہم ہو گئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا' اس معرکہ میں رستم کو شکست ہوئی۔ نہر ارس عبور کر کے دشمگیر کے پاس رے پہنچا اور اس سے لشکری کے مقابلہ پر امداد کا خواستگار ہوا اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔

لشکری کا قتل: دشمگیر نے ایک فوج اس کی کمک پر روانہ کی لشکر کا لشکر دشمگیر کی طرف مائل ہو گیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ اس کی خدمت میں روانہ کیا لشکری کو اس کی خبر لگ گئی زوزن کی جانب موصل پر قبضہ کے خیال سے ٹوٹ پڑا' آرمینیہ ہو کر گزرا اور اسے تباہ کرتا ہوا زوزن پہنچا۔ ارمن کے بعض رؤساء لشکری سے ملنے کے لئے آئے اور کچھ زر نقد دے کر اپنے شہر کو اس کے حملوں سے بچایا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چال چلی کہ چند لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا کہ جس وقت لشکری اس راستہ سے گزرے اس کے اسباب و مال کو لوٹ لیا اور پہاڑی درہ میں جا کر روپوش ہو جانا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ ناگاہ کمین گاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

شکرستان بن لشکری: لشکری کے اہل لشکر نے اس کے بیٹے شکرستان کو اپنا سردار تسلیم کر لیا اور طرم آرمینی کے شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے واپس ہوئے طرم آرمینی کے شہر کا تمام راستہ نہایت دشوار تھا آرمینیوں کو موقع ہاتھ آ گیا شکرستان سے لڑے اور اسے خوب تنگ کیا شکرستان چند فوجیوں کے ساتھ موصل پہنچا' ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس قیام کیا۔ معاون آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا' اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ کے ساتھ روانہ کیا' رستم نے معاون میں اس سے صف آرائی کی اور ان پر غالب آیا یہ ناکام ہو کر واپس ہوئے اور رستم آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

محمد بن مسافر دیلمی: محمد بن مسافر دیلم کے نامی ممبروں میں سے تھا اور طرم کی زمام حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس کے بہت سے لڑکے تھے انہیں میں سے سالار صعلوک دہشودان اور مرزبان تھے اس کی ماں حسان کی بیٹی تھی' دہشودان نے دیلم پر حکومت کی تھی جس کے واقعات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

رستم بن ابراہیم کردی اور صعلوک بن محمد: رستم بن ابراہیم کردی لشکری اور اس کے بیٹے کی مدافعت کے بعد آذربائیجان میں ٹھہر گیا اور اس کے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسے دشمگیر نے رستم کی مدد پر بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی قوم کردین سے بعضوں نے ہاتھ پاؤں نکالے گردونواح کے شہروں پر قبضہ حاصل کیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہیں دیلمیوں کی پشت پناہی اور سرگرمی سے ان کردوں پر فوج کشی کی' صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا' چنانچہ محمد بن صعلوک دیلم کا ایک لشکر لے کر آ پہنچا اور رستم کے ہمراہ ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

مرزبان بن محمد کا آذربائیجان پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابوالقاسم علی بن جعفر جو کہ آذربائیجان ہی کا رہنے والا تھا رستم سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہوا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اس کے بیٹوں (دہشودان اور مرزبان) میں رنجش پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں

نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال واسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابوالقاسم' مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا' چونکہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے بہت جلد میل جول پیدا ہو گیا۔ وزیر ابوالقاسم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے پر ابھارا اور اس کی زرخیزی کی طمع دلائی مرزبان نے قلمدانِ وزارت ابوالقاسم کے حوالے کیا اور مہم آذربائیجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابوالقاسم نے ان دیلمی فوجوں کو جو رستم کی رکاب میں تھیں اور ان کردوں کو جو ان کی قوم سے تھے خطوط لکھے مال وزر دینے کا وعدہ کیا۔ جب انہوں نے سازش کر لی تو مرزبان آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لے کر بڑھا' رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی عین معرکے کے وقت دیلمی اور کردی فوجیں پناہ حاصل کر کے مرزبان سے جاملیں' رستم میدانِ جنگ سے بھاگ کر آرمینیہ پہنچا حاجیق میں ویرانی والی آرمینیہ کے پاس جا کر مقیم ہوا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں کشیدگی: اس کے بعد وزیر ابوالقاسم نے مرزبان کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی جس سے ان لوگوں کو ابوالقاسم سے نفرت پیدا ہوئی۔ وقتاً فوقتاً مرزبان سے اس کی برائیاں اور چغلی کرنے لگے' ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور اس کے مال وزر پر قبضہ کرا دینے کا ضامن ہوا چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابوالقاسم کو تبریز روانہ کیا' تبریز کے قریب پہنچ کر اہل تبریز کو خفیہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ کس خواب خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال واسباب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہے' یہ سنتے ہی اہل تبریز برانگیختہ ہو گئے متفق ہو کر دیلمی لشکر پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا' رستم اپنی فوجیں لے کر تبریز آ گیا اور قبضہ کر لیا ان کردوں تک اس کی خبر پہنچی جو امن حاصل کر کے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ لوگ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس چلے آئے' مرزبان کو اس واقعہ سے سخت برافروختگی اور غصہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے تبریز پر چڑھ آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کر لیا۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں مصالحت: وزیر ابوالقاسم سے خط وکتابت شروع کی امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہو گا ہم اسے پورا کریں گے۔ وزیر ابالقاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور خدمت سے معافی عنایت کیجئے اس کے سوا میری اور کوئی تمنا نہیں ہے' مرزبان نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا دونوں میں پھر مراسم پیدا ہو گئے رنجش دور ہو گئی القصہ حصار میں سختی شروع ہوئی رستم گھبرا گیا تبریز چھوڑ کر اردبیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابوالقاسم تبریز سے نکل کر مرزبان کی خدمت میں نیازمندانہ حاضر ہوا آدابِ شاہی بجا لایا مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مرزبان نے رستم کو کہلا بھیجا "تمہارے لئے یہ مناسب ہو گا کہ تم اردبیل چھوڑ کر طرم کے کسی قلعہ میں جا کر قیام کرو' ورنہ مابدولت واقبال کو اپنے سر پر پہنچا ہوا دیکھا" ۔ رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روسیوں کا مراغہ پر قبضہ: روس' ترکوں کے جرگے کے ہیں' وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں انہیں کی صحبت کی وجہ سے ان لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ان کے مقبوضات' بلادِ آذربائیجان سے متصل ہیں۔ ان کا ایک گروہ براہِ دریا

۳۴۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا' پھر دریائے شہر لکھز آیا اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے) میں آ اترا۔ شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گروہ رہتا تھا اس نے روسیوں کی آمد کی خبر سن کر فوجیں فراہم کیں تقریباً پانچ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا جن میں زیادہ دیلمی تھے اور باقی دوسری قومیں تھیں روسیوں نے انہیں شکست دی اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اس پر قبضہ کر لیا اور امن وامان کی منادی کرادی اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے۔

روسیوں کا مراغہ میں قتل عام: اسلامی فوجیں اس خبر کو سن کر چاروں طرف سے نکل پڑیں روسیوں سے برسر پیکار آئیں لیکن کامیاب نہ ہوئیں۔ شہر مراغہ کے عوام الناس اور بازاریوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا جوں ہی اسلامی لشکر کو شکست اٹھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا' ہزاروں[1] کو قتل کیا اور بے شمار مسلمانوں کو قید کر کے شہر بدر کر دیا مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔

روسیوں اور مرزبان کی جنگ: اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ مسلمانوں کو جمع کر کے روسیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مراغہ کے قریب پہنچ کر فوج کا ایک حصہ کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا' روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آئے مرزبان لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ روسی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے جب کمین گاہ سے آگے بڑھ آئے تو مرزبان کے ہمراہیوں پر روسیوں کا رعب غالب آ گیا شکست پر تیار ہو گئے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' ادھر مرزبان اپنے بھائی کے ساتھ مرنے پر کمربستہ ہو کر لوٹ پڑا۔ ادھر مسلمانوں نے جو کمین گاہ میں تھے کمین گاہ سے نکل کر روسیوں پر پس پشت سے حملہ کر دیا روسیوں پر میدان جنگ تنگ ہو گیا سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی سردار لشکر مارا گیا روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا باقی ماندہ شہر کی طرف بھاگے قلعہ میں جا کر پناہ لی اسی قلعہ میں روسیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال واسباب کو رکھا تھا۔

روسیوں کی پامالی اور فرار: مرزبان نے پہنچ کر ان پر محاصرہ ڈال دیا اور رسد وغلہ کی آمد بند کر دی ابھی محاصرہ کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ناصر الدولہ بن حمدان والی موصل نے اپنے چچازاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سنہ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربائیجان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا' مرزبان کو اس کی خبر لگی کہ لشکر موصل آذربائیجان پر قبضہ کے ارادے سے سلماس تک پہنچ گیا ہے مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو روسیوں کے محاصرہ پر چھوڑا اور بقیہ لشکر کو حمدانی لشکر سے لشکر جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا چند دن تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے اس کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ تم جنگ موقوف کر کے واپس آؤ تو زون کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں دار الخلافت جا رہا ہوں چنانچہ حسین بن سعد نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ مرزبان منہ اپنی فوج کے پھر روسیوں مقابلہ پر واپس آ گیا ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اتفاق سے روسیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی' روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے جس قدر مال واسباب لے سکے

---

[1] علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ روسیوں نے قتل وپامالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا باقی ماندہ نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی مگر ان اجل رسیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی روسیوں نے انہیں بھی قتل کر ڈالا صرف معدودے چند بچ گئے جنہیں روسیوں نے قید کر کے جلاوطنی کی سزا دی۔ دیکھو تاریخ کامل ۸ صفحہ ۳۰۹ مطبوعہ مصر۔

لے کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر نہر لکھز پہنچے اور اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کو لوٹ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے بلادِ اسلامیہ کو ان کے وجود سے پاک وصاف کر دیا۔

مرزبان کی رے کی جانب پیش قدمی: جس وقت خراسانی لشکر رے کی جانب روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال خام پیدا ہوا کہ خراسانی لشکر کی نقل وحرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دن کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مدافعت سے نجات مل جائے گی یہی سوچ کر اس نے ایک ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں بغداد روانہ کیا جو ناکام واپس آیا' مرزبان کو یہ امر ناگوار گزرا رے پر فوج کشی کا ارادہ کیا تسخیر رے کی طمع پیدا ہوئی۔ اسی اثناء میں بعض سپہ سالاران جنگ نے اس سے سازش کر لی اور اسے رے کے قبضہ پر ابھارا۔ ناصر الدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط وکتابت شروع کی اور اسے یہ رائے دی کہ رے پر قبضہ سے پہلے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کرو میں تمہیں مالی اور فوجی مددوں گا لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہ کیا رے کی طرف فوجیں مرتب کر کے بڑھا رکن الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے امداد طلب کی چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دار الخلافت بغداد سے سبکتگین (معز الدولہ کا حاجب) ایک فوج لے کر روانہ ہوا تھا رفتہ رفتہ دینور پہنچا۔ دیلمی لشکر سبکتگین سے باغی ہو گیا متفق ہو کر سبکتگین پر ٹوٹ پڑے ترکی فوج نے سبکتگین کی حمایت پر کمر باندھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی۔ دیلمی لشکر نے یہ دیکھ کر معذرت کی اور بدستور سابق مطیع ہو گئے۔

مرزبان کی ہزیمت وگرفتاری: عماد الدولہ اور معز الدولہ کی امدادی فوجیں نہ پہنچنے پائی تھیں کہ مرزبان نے رے پر حملہ کر دیا' رکن الدولہ نے اس کو شکست دی (اس واقعہ میں محمد بن عبد الرزاق رکن الدولہ کے ساتھ تھا) اور گرفتار کر لیا مرزبان کا بقیہ لشکر بہزار خرابی جان بچا کر آذربائیجان پہنچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کیا' اس کا بیٹا دہشودان اس سے بگڑ کر اپنے قلعہ میں چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا اس کے بعد محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے توجہی برتنی شروع کی بداخلاقی سے پیش آنے لگا۔ لشکریوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع ہو گئی اپنے بیٹے دہشودان کے پاس بھاگ گیا۔ دہشودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حد درجہ سختی کی' یہاں تک کہ قید ہی میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

محمد بن عبد الرزاق: اس واقعہ کے بعد دہشودان کو خطرہ پیدا ہوا کہ رستم کردی کو قلعہ طرم سے بلا بھیجا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن عبد الرزاق کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ رستم کردی کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے محمد بن عبد الرزاق کے حوصلے بڑھ گئے اور قوت بھی بڑھ گئی اطراف آذربائیجان میں قیام کر دیا اور خراج وصول کرنے لگا۔ اس کے بعد ۳۲۸ھ میں محمد بن عبد الرزاق نے رے کی طرف کوچ کیا اور امیر نوح بن سامان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط کی۔ چنانچہ امیر نوح نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن عبد الرزاق طوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کردآذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

---

۱ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۳۰۹۔

۲ اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۳۱۰۔

(مرزبان شکست و گرفتاری کے بعد قلعہ سمرم میں قید کیا گیا تھا) کچھ مدت کے بعد مرزبان نے والیٔ قلعہ سمرم کو چالاکی سے قتل کر ڈالا اور ۳۴۲ھ میں اپنے بھائی دہشودان کے پاس چلا آیا۔

رستم کردی اور علی بن نہشلی کی جنگ: علی بن نہشلی جو کہ رکن الدولہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر دہشودان کے پاس چلا آیا تھا علی نے دہشودان کو رستم کردی کے خلاف ابھارا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا' دہشودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن نہشلی کو اس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کردی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا' دیلمیوں کو بھی خط و کتابت کر کے ملا لیا۔ رستم کردی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا اور اپنے وزیر ابو عبداللہ نعیمی کو اردبیل چھوڑ گیا ابو عبداللہ کو موقع مل گیا جس قدر رستم کردی نے ابو عبداللہ سے جرمانہ اور تاوان وصول کیا تھا اسے ابو عبداللہ نے جمع کیا اور تمام مال و اسباب لے کر علی بن نہشلی کے پاس بھاگ گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع رستم کردی کو آذربائیجان پہنچی مجبوراً اردبیل کی طرف لوٹ پڑا' دیلمیوں نے شور و شر مچایا مخالفت پر کمر بستہ ہوئے' رستم نے جو کچھ اس کے پاس زرِ نقد تھا اسے دے کر دیلمیوں کو راضی کیا اور علی بن نہشلی سے جنگ کرنے کے لئے چلا چنانچہ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی دورانِ جنگ دیلمی فوج کو رستم کے رکاب میں تھی علی بن نہشلی سے مل گئی۔ رستم شکست کھا کر آرمینہ پہنچا۔

رستم کُردی اور معز الدولہ: جوں ہی رستم آرمینیہ میں داخل ہوا یہ خبر سننے میں آئی کہ مرزبان جو قلعہ سمرم میں قید تھا قید سے نجات پا گیا ہے اردبیل اور آذربائیجان پر قابض ہو گیا ہے اور رستم کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی رستم کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پریشان حال بھاگا اور دار الخلافت بغداد پہنچ کر دم لیا۔ معز الدولہ نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ رستم نے بغداد میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا ۳۴۳ھ میں اپنے حامیوں کو آذربائیجان سے دار الخلافت بغداد بلا بھیجا جب اس کے ہمدرد آذربائیجان سے بغداد آ گئے تو رستم نے معز الدولہ سے امداد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) نے مرزبان سے مصالحت کر لی تھی اس وجہ سے رستم کردی ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے امداد کا طالب ہوا' ناصر الدولہ نے امداد کرنے سے انکار کیا۔ اس وقت رستم کردی سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور شام میں اسی کے پاس قیام اختیار کیا۔

رستم کردی کی گرفتاری: جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا' مرزبان ان کے مقابلہ کو نکلا اور کردی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کردی کو بلانے کے لئے بھیجا رستم نے آذربائیجان پہنچ کر سلماس پر قبضہ کر لیا مرزبان کو نا گوار گزرا ایک سپہ سالار کو ایک فوج دے کر روانہ کیا' رستم نے اس سپہ سالار کو شکست دے دی۔ جب مرزبان کو اپنے مخالفین باب الابواب سے فراغت حاصل ہو گئی تو آذربائیجان کی طرف واپس ہوا۔ رستم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی۔ آرمینیہ کی طرف بھاگ گیا اور ابن الدیرانی سے امداد کا خواستگار ہوا۔ مرزبان کو اس کی خبر لگ گئی ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیج دو' ابن الدیرانی نے رستم کو پابہ زنجیر مرزبان کے پاس بھیج دیا مرزبان نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ مرزبان نے وفات پائی فتنہ و فساد کے خوف سے مرزبان کے ہمراہیوں نے مرزبان کو قتل کر ڈالا۔

مرزبان کی وفات: ۳۴۵ھ میں مرزبان حکمرانِ آذربائیجان نے وفات پائی اور بوقتِ وفات وصیت کی کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک میرا بھائی دہشودان ہوگا اس کے بعد میرا بیٹا 'ختان' اس وصیت سے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعوں کا مالک میرا بیٹا ختان ہوگا۔ اس کے سوا کسی دوسرے کو آقا اور سردار نہ بنانا' ختان کے بعد اس کے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر یکے بعد دیگرے مالک ہوں گے' اگر ان دونوں میں سے کوئی زندہ نہ رہے تو میرے بھائی دہشودان کو قبائے حکمرانی پہنانا۔

ختان بن مرزبان: مرزبان کے مرنے کے بعد دہشودان نے پہلی وصیت کے مطابق قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کے لئے لکھا۔ قلعہ داروں نے دوسری وصیت پر عمل کرنے کا اظہار کیا۔ دہشودان یہ رنگ دیکھ کر اردبیل سے طرم چلا گیا اور ختان تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا۔ قلمدانِ وزارت عبداللہ نعیمی کے سپرد کیا۔ مرزبان کے تمام سپہ سالاروں نے اطاعت کا عہد کیا۔ صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور آرمینیہ پر قابض ہونے کا ارادہ کر لیا جہاں کہ وہ مرزبان کی طرف سے اس کا والی تھا۔

ختان اور ابوعبداللہ نعیمی: ختان بن مرزبان تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد عیش و عشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہو و لعب میں اوقات بسر کرنے لگا کچھ عرصہ بعد اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ ابوعبداللہ نعیمی ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ جستان بن شرمون کے وزیر سے جو کہ آرمینیہ پر قابض تھا سسرالی رشتہ داری تھی اس وجہ سے ابوالحسن کو ابوعبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اس کے دل میں ختان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا جستان بن شرمون اور ختان بن مرزبان میں پہلے سے مخالفت چلی آ رہی تھی۔ ابوالحسن کو موقع مل گیا اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط و کتابت کیجئے اور اسے حکومت کا لالچ دیجئے' اس سے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائے گی اور آپ کو ختان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اس کے جال میں آ گیا اور دبیل سے آرمینیہ چلا آیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا جب ختان بن مرزبان کو اس کی خبر لگی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اس کے وزیر ابوالحسن سے خط و کتابت کی نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی جستان بن شرمون نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اس سے دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی دونوں نے جستان کی مخالفت پر قسمیں کھائیں اور اس اثناء میں ابوعبداللہ نعیمی ختان بن مرزبان کی قید سے نکل بھاگا اور موقان جا کر قیام اختیار کیا۔

مستنجیر باللہ کا قتل: آذربائیجان میں ایک شخص (اولادِ عیسیٰ بن مکتفی باللہ سے) رہتا تھا اس نے اپنے کو مستنجیر باللہ سے ملقب کیا رضا من آلِ محمد کی دعوت دیتا تھا' اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا' عدل و انصاف سے کام لیتا تھا' رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی ابوعبداللہ نعیمی کو اس کی خبر لگی موقان سے مستنجیر کی خدمت میں پیام بھیجا خلافت کی لالچ دی آذربائیجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا اور اس کا اقرار کیا کہ جب مالی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی تو دارالخلافت بغداد کا قصد کیا جائے گا۔ غریب مستنجیر اس پٹی میں آ گیا جنگ پر آمادہ ہو گیا ختان و ابراہیم پسران مرزبان اس

سے مطلع ہو کر میدانِ جنگ میں آئے جی کھول کر لڑے مستجیر کو شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا۔

حستان اور ناصر کی گرفتاری: دہشودان نے اس امر کا احساس کر کے میرے بھتیجوں میں اختلاف پڑ گیا ہے پہلے ابراہیم کو بلایا اس کے بعد ناصر سے خط و کتابت کر کے حستان سے علیحدہ کر دیا۔ ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا لشکریوں کو مال و زر کا لالچ دے کر ملا لیا۔ چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا لشکریوں نے علیحدہ ہو کر تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا ناصر ادا نہ کر سکا اور اس کے چچا دہشودان نے بھی اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اس وقت ناصر پر یہ عقدہ کھلا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا ہے مجبوراً اپنے بھائی حستان کے پاس چلا گیا۔ معذرت کی باہم مصالحت ہو گئی لیکن مالی کمزور ہونے کی وجہ سے انتظام میں خلل واقع ہو گیا' اطراف و جوانب کے امراء اور سپہ سالاران لشکر نے بغاوت و مخالفت شروع کر دی۔

حستان اور ناصر کا قتل: حستان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد دہشودان نے آذربائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور آذربائیجان کے اکثر قلعوں کو اس کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم بن مرزبان پریشان حال مراغہ پہنچا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے تو اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ دہشودان کو اس کی خبر لگی اس کے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر ڈالا اور حستان بن شرمون کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لئے مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک بہت بڑی فوج اس کی کمک پر روانہ کی۔ ابراہیم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیہ میں جا کر پناہ لی یہ واقعہ ۳۴۹ھ کا ہے حستان بن شرمون نے مراغہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضات کی حدود کو آرمینیہ تک بڑھا لیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا اردبیل پر قبضہ: ابراہیم آرمینیہ پہنچ کر فوجیں جمع کرنے میں مصروف ہوا چونکہ ملوک آرمینیہ آرمن اور کرد تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر و مدارات حد سے زیادہ کی ابراہیم نے جسان بن شرمون سے مصلحاً مصالحت کر لی اتنے میں اسماعیل بن دہشودان کے مرنے کی خبر آ گئی۔ ابراہیم نے اردبیل کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن مسکی دہشودان کے پاس لوٹ آیا' ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں بھاگ کر بلادِ دیلم پہنچے اور ابراہیم نے دہشودان کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

ابراہیم اور رکن الدولہ: دہشودان نے بلادِ دیلم پہنچ کر فوجیں فراہم کیں اور اپنے قلعہ طرم میں واپس آ کر ابوالقاسم بن مسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا ابوالقاسم نے ابراہیم کو شکست دی ابراہیم بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر رے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جا کر پناہ لی چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اس وجہ سے وہ نہایت محبت اور عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم کا آذربائیجان پر تسلط: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابراہیم بن مرزبان کو ابن مسکی کے لشکریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی اور ابراہیم فریادی صورت بنائے ہوئے رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچا تھا' رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کو ایک بڑی فوج دے کر ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کیا استاد ابوالفضل نے آذربائیجان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور آذربائیجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا' چنانچہ تمام اہل آذربائیجان اور حستان بن شرمون اور کردوں

نے اطاعت قبول کی' آذربائیجان کے تمام غلام کی زمام حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آ گئی۔

اس کے بعد استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضداشت روانہ کیا ''اگرچہ آذربائیجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے اور اس میں آمدنی کے ذرائع کثرت سے ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے مجھے اس کی نااہلیت سے ملک کے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان آپ اپنے ممالک مقبوضہ میں ملحق کر لیجئے اور جس قدر آذربائیجان کی آمدنی ہو اسی قدر آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دے دیجئے''۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ ''جس شخص نے میرے سایۂ عاطفت میں پناہ لی ہے میں اس کے ساتھ ایسا فعل نہ کروں گا''۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان ابراہیم بن مرزبان کے حوالے کیا اور واپس آیا۔

(قبصرہ) بنومسافر معروف بہ بنوسالار ملوک آذربائیجان کے حالات میں نے تاریخ کامل کامل ابن اثیر سے نقل کیے ہیں۔ اس قدر تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے۔ ''ویسا ہی واقعہ پیش آیا جیسا کہ استاد ابوالفضل بن عمید نے اپنی عرضداشت میں لکھا رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا''۔ مجھے اس کے بعد ابراہیم اور اس کی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت نہیں ہوئی۔ ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے قبضۂ رے کے بعد ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرئیل کو (جو کہ ملوک دیلم کی اولاد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کر لی تھی) بلادِ سالار پر حمل کرنے کے لئے روانہ کیا' سالار وہی ابراہیم بن مرزبان بن دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جس کے قبضہ میں شہرخان' زنجان اور شہرزور وغیرہ تھے چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان بلاد پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا سلطان محمد خراسان کی جانب واپس ہوا اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا سلطان محمود کی فوج (جو کہ وہاں موجود تھی) کے اکثر حصہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا بقیہ نے رے جا کر پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی مدتوں سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوئی' بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کی فوج کے چند دستوں کو ملا لیا ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کی پوشیدہ راہیں بتا دیں جس میں سالار ابراہیم رہتا تھا چنانچہ مسعود بن محمود اپنے لشکر کے ساتھ اسی دشوار گزار راہ سے قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور ماہِ رمضان ۴۲۶ھ میں حملہ کیا سالار ابراہیم کو شکست ہوئی مسعود نے اسے گرفتار کر کے سرجہار بھیج دیا' سرجہار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا مسعود نے کہلا بھیجا ''کہ تم قلعہ سرجہار میرے حوالے کر دو'' سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کی بابت انکاری جواب دیا لیکن بقیہ قلعوں کی کنجیاں حوالے کر دیں۔ مسعود نے اس کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے بیٹے اور ان کردوں پر جو کہ سرجہار میں تھے خراج مقرر کر کے رے واپس آیا۔

سپہ سالار کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سالار اول نہیں ہے سالار اول دوسرا شخص ہے اور یہ دوسرا اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے حالات سابقہ سے نہیں ملتا اس کے بعد اس نے ان تاتاریوں کے حالات لکھے ہیں جنہوں نے ملوک سلجوقیہ سے دست بدست جنگ کی تھی اور بلادِ رے میں پھیل گئے تھے رے اور اکثر بلادِ رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا ایک گروہ آذربائیجان پہنچ گیا تھا جس کا سردار بوقا کوکناش منصور اور داتا تھا۔

تاتاریوں کی مراغہ پر غارت گری: بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاتاری طوفانِ بے تمیزی کی طرح آذربائیجان میں داخل ہوئے ان دنوں آذربائیجان کا حکمران دہشودان ابن نملاک نامی ایک شخص تھا اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاتاریوں کے شر و فساد سے محفوظ رہوں گا ان کی بے حد عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد ان کے سردار سے کر دیا لیکن اس سے دہشودان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے شہر کو لوٹا ۶۲۹ھ میں مراغہ میں گھس پڑے اہل مراغہ کو قتل کیا مسجدوں کو جلا دیا' بازاروں کو لوٹ لیا اسی قسم کی حرکات ہمدانیہ اور کردوں کے ساتھ بھی کیں سب نے متفق ہو کر ان کی مدافعت پر کمر باندھ لی۔

تاتاریوں کی سرکوبی: ابوالہیجا ابن ربیب الدولہ دہشودان والیانِ آذربائیجان میں مصالحت ہو گئی اور یہ دونوں بھی تاتاریوں کے نکال باہر کرنے پر متفق ہو گئے اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ آ ملے پھر کیا تھا تاتاریوں پر چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہو گئی چنانچہ تاتاریوں کا یہ گروہ آذربائیجان سے ناکام واپس ہوا اور رے میں پھیل گیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات کے سلسلے میں پڑھ چکے ہیں باقی رہے وہ تاتاری جو ان سے پیشتر آذربائیجان میں آئے ہوئے تھے ان سے اہل آذربائیجان بہ سختی پیش آئے دہشودان نے ۶۳۴ھ میں مقام تبریز میں ان کے خاتمہ اور قتل پر کمر باندھی' ان میں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانے سے بلایا تیس سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ تاتاری آرمینیہ سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل) بھاگ گئے ان سے اور کردوں سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جنہیں ہم تاتاریوں نے حالات میں تحریر کر آئے ہیں جو موصل میں تھے۔

ابن اثیر نے بنو مرزبان ملوکِ آذربائیجان کے حالات کا اعادہ نہیں کیا ہے صرف بلادِ آذربائیجان پر طغرل بک کے قابض ہونے کے واقعات لکھ دیئے ہیں لیکن حالات کی ترتیب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنو مرزبان کے بعد کردوں نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ واللہ اعلم

طغرل بک کا آذربائیجان پر قبضہ: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۴۶ھ میں طغرل بک آذربائیجان کی طرف بڑھا تبریز پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا' امیر ابو منصور بن دہشودان بن محمد بن رواد وہی والیِ تبریز نے اطاعت قبول کی طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھا' تحائف' ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے لڑکے کو ضمانت کے طور پر طغرل بک کی خدمت میں پیش کر دیا۔ طغرل بک نے امیر ابوالاسوار کی جانب توجہ کی امیر ابوالاسوار نے طغرل کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقے میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا غرضیکہ اس اطراف کے تمام امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ان کے مقبوضات انہی کے قبضہ میں رہ گئے طغرل بک نے صرف ضمانت لینے پر اکتفا کیا اس کے بعد آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا اہل آرمینیہ بھی مطیع ہو گئے نہر ملاذکرد کا قصد کیا یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ طغرل بک نے اس صوبہ کو جی کھول کر لوٹا' دیہات' قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا' اسی مقام سے بلادِ روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی ارزن روم تک فتح کرتا چلا گیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ابن سالار واپس آیا۔

نصلون کردی: ابن اثیر نے انہی واقعات کے اثناء میں نصلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترکمان خزر پر کیا

تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ فضلون کردی کے قبضہ میں تھا اس نے ۴۲۱ھ میں خزر پر جہاد کیا اور ان کے شہروں کو تباہ کر کے واپس ہوا جونہی فضلون واپس ہوا خزر نے پوشیدہ طور پر تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈالا[1] ..... زنجار شہر تفلیس کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۲۹ھ میں بادشاہ زنجار نے بھی آذربائیجان پر فوج کشی کی تھی جن دنوں تاتاری آذربائیجان میں ہلڑ مچائے ہوئے تھے دشمودان والیٔ آذربائیجان کو بھی اس کی خبر لگ گئی بادشاہ زنجار کی مدافعت کی غرض سے تاتاریوں سے نرمی پیش آیا اور ان سے دامادی کا رشتہ قائم کر لیا تا کہ بادشاہ زنجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد لے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ھذا اخبر ما وجدناہ من اخبار ملوک آذربائیجان . واللہ وارث الارض و من علیھا وھو خیر الوارثین.

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

باب: ۲۵

ملوکِ بطیحہ

بنوشاہین: بنوشاہین ملوک بطیحہ کے سلسلہ میں ہم ان حکمرانوں کے حالات تحریر کریں گے جنہوں نے اس کے اعزہ واقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی ہے اس کی ابتداء کیسے ہوئی اور ان کے قبضہ میں حکومت کس طرح آئی ہم یہ سب کچھ تحریر کریں گے۔

عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا مستقل مزاج' جوانمرد اور رعب داب والا آدمی تھا بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سا مال اس کے قبضہ میں آ گیا نیت بدل گئی حکومت نے مطالبہ کیا گرفتاری کے خوف سے بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہو گیا۔ بطیحہ پہنچ کر جنگل اور چشموں کے درمیان قیام اختیار کیا پرندے اور مچھلی کھا کھا کر گزر کی مسافروں سے چھیڑ چھاڑ کر کے جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتا تھا رفتہ رفتہ شکاری رہزنوں کا ایک گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی بادشاہِ وقت سے اعلانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی سے راہ ورسم پیدا کی اور اس کی اطاعت قبول کر لی' ابوالقاسم نے اس خیال سے کہ آئندہ اس کے ضرور ایذا سے مسافر بے خطر ہو جائیں گے جامدہ اور اس کے گردونواح کی نگرانی پر اسے مامور کیا اس سے اس کی قوت اور اس کی جماعت میں اضافہ ہو گیا سامانِ جنگ اور مال واسباب بھی جمع کر لیا بطائح کے بلند ٹیلوں اور پہاڑوں پر قلعے بنائے اور رفتہ رفتہ اس کے قرب وجوار کے مقامات پر قابض ہو گیا۔

عمران اور ابوجعفر: جس وقت معزالدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوا اور عنانِ سلطنت وحکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اسے عمران کی روز افزوں ترقی' اطراف بغداد میں اس کے رعب وداب اور قلعوں نے معزالدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈال دیا چنانچہ وزیرالسلطنت ابوجعفر ضمیری کو عمران کی سرکوبی پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۳۳۸ھ میں ابوجعفر ایک بڑی فوج لے کر عمران سے جا بھڑا' دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوجعفر نے عمران کو شکست دی اس کے بعد ابوجعفر شیراز چلا گیا جیسا کہ بنوبویہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عمران اور مہلبی کی جنگ: ابوجعفر کی واپسی کے بعد عمران اپنی گزشتہ حالت پر آ گیا' وہی لوٹ مار اور رہزنی اختیار کر لی معزالدولہ نے اس کی گوشمالی پر سرداران دیلم میں سے روزبھان نامی ایک سپہ سالار کو شاہی افواج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہو کر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا پھر ایک مدت تک وہیں قلعہ نشین رہا روزبھان نے گھبرا کر حملہ کر دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ روزبھان کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' عمران نے جو کچھ روزبھان کے ساتھ تھا لوٹ لیا جس

سے عمران کی قوت دو چند بڑھ گئی دن دہاڑے قافلے لوٹ لینے لگے اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہے جب کبھی کوئی اپنی ضرورت کی غرض سے بصرہ سے نکل کر کسی دوسرے مقامات پر جاتا تو عمران کے ہمراہی انہیں بھی لوٹ لیتے تھے۔ معز الدولہ نے ایک دوسری فوج مہلبی کی ماتحتی میں ۴۴۰ھ میں روانہ کی۔

معز الدولہ اور عمران میں مصالحت: چنانچہ مہلبی نے نہایت زور سے بطائح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا مہلبی کے فوجیوں نے دفعتہً حملہ کرنے کی رائے دی مہلبی نے انکاری جواب دیا اس کے بعد روز بھان کی تحریک سے معز الدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا بمصداق حکم حاکم بہ از مرگ مفاجات مہلبی تعمیل حکم پر تیار ہوا۔ چنانچہ اپنی فوج کے ساتھ دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ عمران نے پہلے سے کچھ لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جونہی مہلبی کی فوج کمین گاہ سے آگے بڑھی عمران کے ہمراہیوں نے حملہ کر دیا سامنے دریا اور نیچے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے کچھ قتل اور قید کر دیئے گئے۔ مہلبی دریا میں کود پڑا تیر کر جان بچائی چونکہ روز بھان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اس وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا' اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ معز الدولہ نے عمران کے قیدیوں کا ان سے تبادلہ کر لیا اور بطائح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا اور قوت و شوکت بڑھ گئی۔

عمران کی عہد شکنی: ۴۴۴ھ میں عمران نے پھر بغاوت کا علم بلند کیا کیونکہ معز الدولہ کی بیماری طول کھینچ گئی تھی اہل بغداد کو اس کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں بہت سا مال و اسباب تجارت کے قافلہ کے ساتھ معز الدولہ کے پاس جا رہا تھا عمران کو اس کی خبر لگ گئی رال ٹپک پڑی لوٹ لیا' اگرچہ معز الدولہ کی صحت کے بعد جس قدر مال و اسباب عمران نے لوٹا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی۔ رنجش بڑھتی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۴۵۵ھ میں معز الدولہ واسط گیا فوجیں مرتب کیں اور ابوالفضل عباس بن حسن کی ماتحتی میں انہیں عمران کی جنگ پر روانہ کیا انہی دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمان کا مولیٰ) معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ ایلہ چلا گیا۔ جنگی کشتیاں نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابوالفضل کے ہمراہ تھیں بطائح کی طرف بڑھیں جامدہ پہنچ کر لڑائی کا مورچہ باندھا نہروں کو بند کر دیا جن کے ذریعہ سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران جامدہ چھوڑ کر پہاڑی دروں میں چلا گیا۔ شاہی فوج اپنا سامنہ لے کر رہ گئیں اور معز الدولہ نے ایلہ سے کوچ کیا۔ اثناء راہ میں بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری کے زمانہ میں دوبارہ افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر روانہ کیا دار الخلافت بغداد پہنچ کر مر گیا۔ اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے افواج شاہی کو واپس بلا لیا اور عمران سے مصالحت کر لی چنانچہ عمران نے بلا تردد بطیحہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

عمران اور عز الدولہ بختیار: ۴۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں ان بن ہو گئی ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا اس کے بعد اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کے لئے جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا وزیر جنگ نے جامدہ پہنچ کر پانی کی آمد کے راستہ بند کر دیئے اور بند کے ذریعہ جامد کی نہروں کا پانی پھیر دیا۔ اسی اثناء میں دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسے خراب کر دیا' عمران جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنا مال و اسباب اٹھا کر لے گیا جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو

ڈھونڈنے لگیں عمران کا پتہ نہ چلا جس سے پریشان بڑھ گئی لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہوئی بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے مصالحت کرنے کا حکم دیا جونہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہزنی شروع کر دی' شاہی فوج کے مال واسباب کو لوٹ لیا ہزارہا مصیبتیں اٹھاتی یہ فوج ۳۶۱ھ میں بغداد پہنچی۔

عمران بن شاہین کی وفات: ماہ محرم ۳۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور وغلبہ کے چالیس برس بعد دفعتہً مر گیا اگرچہ بادشاہوں اور خلفاء نے اسے گرفتار اور زیر کرنے کی بہت کوشش کی بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کسی نے قابو نہ پایا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن بطیحہ میں حکمران ہوا۔

حسن بن عمران: عضد الدولہ کو حسن کے زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی ماتحتی میں بطیحہ روانہ کیا' وزیر جنگ کے بہت سا مال خرچ کر کے پانی کی آمد بند کر دی اتفاق سے سیلاب آ گیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا اس کے ایک مدت تک یہ ہوتا رہا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا' اسی چکر میں ایک روز دونوں کی مڈبھیڑ ہو گئی جس میں حسن کو کامیابی ہوئی۔

حسن بن عمران کی اطاعت: اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ہمراہ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوفی بھی تھا۔ مظفر نے وزیر پر الزام لگایا کہ اس نے عمران سے سازش کر لی ہے اور خط وکتابت کر کے فوجی راز اس پر ظاہر کر دیئے ہیں' وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر ومنزلت باقی نہ رہے گی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خودکشی کر لی اس کا دم آخری تھا کہ لوگوں کو اطلاع ہو گئی آپس میں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا کہ یہ کام فلاں شخص ہے' وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہنچی آنکھیں کھول دیں بولا "مجھے کسی نے نہیں مارا مجھے خودکشی پر محمد بن عمر علوی نے مجبور کیا"۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا لوگوں نے اس کے وطن گازرون میں دفن کر دیا عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد امیر کو بھیج کر فوج کو واپس بلا لیا اور حسن بن عمران سے ادائے خراج شرائط پر جسے انہوں نے طے کر لیا تھا مصالحت کر لی اور ضمانت کے طور پر اس کے چند آدمیوں کو لے لیا۔

قتل حسن بن عمران: حسن بن عمران اور اس کے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے ناراضگی چلی آ رہی تھی ابوالفرج موقع ڈھونڈ رہا تھا اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہو گئی ابوالفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلا بھیجا اور چند آدمیوں کو اس کے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا جوں ہی حسن بن عمران مکان میں داخل ہوا ان آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسے قتل کر ڈالا ابوالفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور حسن کے ہمراہیوں کو اس کے قتل سے مطلع کیا انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا حسن کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو گئے چنانچہ ابوالفرج نے انہیں حسب وعدہ انعام دیا لشکریوں نے اسے حسن کی جگہ اپنا امیر تسلیم کر لیا اس کے بعد ابوالفرج نے دارالخلافت بغداد میں اپنی اطاعت کی عرضداشت بھیجی خلافت مآب نے سند حکومت بھیج دی۔ یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے برس کا ہے۔

ابوالفرج کا قتل: حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسے قتل کیا تھا سرداران لشکر کے پاس جمع ہوئے۔ سرداران لشکر حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا نامی اور بااثر سردار تھا تمام واقعات بتلائے

ابوالفرج کی شکایتیں کیں حاجب نے ان لوگوں کو دم دلاسا دیا لیکن وہ اس کی تسلی سے راضی نہ ہوئے اور اسے ابوالفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابوالفرج کو اس کی جگہ حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اس کے بھائی حسن کے بیٹے ابوالمعالی کو اپنا حکمران بنایا چونکہ ابوالمعالی کم سن تھا اس وجہ سے حکومت کا نظم و نسق خود حاجب مظفر کرنے لگے سپہ سالاران لشکر میں سے جن جن کی طرف سے اسے خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور سیاست و حکومت پر قابض ہو گیا۔

ابوالمعالی کی معزولی: کچھ روز بعد حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابوالمعالی کی حکومت کا منتظم تھا حکومت بطیحہ کا لالچ پیدا ہوا چونکہ ہوشیار اور چلتا پرزہ شخص تھا' عصصام الدولہ سلطان بغداد کا ایک جعلی فرمان جس پر باقاعدہ سلطان کی مہر اور دستخط تھے اور ایسے قاصد کے ذریعہ جس پر سفر کے آثار ظاہر تھے مظفر کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ ''ابوالمعالی نالائقی اور کم سنی کی وجہ سے معزول کیا جاتا ہے اور عنان حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے اور سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں''۔ سرداران لشکر نے اطاعت قبول کر لی۔

مظفر بن علی: حاجب مظفر نے ابوالمعالی اور اس کی ماں کو واسط بھیج دیا اور ان کی تنخواہ مقرر کر دی اہل بطیحہ کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ ابوالمعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔ اس واقعہ کے بعد حاجب مظفر نے اپنے بھانجے علی بن نصر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور علی کے بعد اپنی دوسری بہن کے لڑکے کو حکومت و امارت کی وصیت کی۔ علی بن نصر کی کنیت ابوالحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اس کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

مہذب الدولہ کی حکومت: ۳۷۰ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھانجہ ابوالحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمران ہوا' شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ شرف الدولہ نے اسے بطیحہ کی عنان حکومت سپرد کی اور مہذب الدولہ کا لقب دیا۔

مہذب الدولہ نے رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا داد و دہش سے کام لیا مظلوموں کی فریاد سنی اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی نامی نامی ارباب علم و فن نے بطیحہ میں سکونت اختیار کی بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے اطراف و جوانب کے بادشاہوں سے خط و کتابت ہونے لگی دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے بہاء الدولہ نے اپنی لڑکی کا مہذب الدولہ سے عقد کر دیا جس سے مہذب الدولہ کی شوکت و شان دوچند ہو گئی یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جس وقت قادر کو خلیفہ طائع سے خطرہ پیدا ہوا تھا اور جان کے خوف سے دارالخلافت سے بھاگ آیا تھا تو بطیحہ ہی میں آ کر پناہ لی تھی۔ چنانچہ تین برس تک نہایت عزت و احترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیحہ سے بغداد بلایا گیا۔

ابوالعباس ابن واصل: ابوالعباس ابن واصل زرلوک حاجب کا نائب تھا اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج ہوا ایک مدت کے بعد ابن واصل کو زرلوک سے ناراضگی پیدا ہو گئی' ملازمت ترک کر کے شیراز چلا آیا اور فولاد کی خدمت میں رہنے لگا' فولاد نے اس کی بے حد عزت کی' زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ فولاد سے بھی جدا ہو کر اہواز چلا آیا پھر اہواز سے بغداد

پہنچا' بغداد میں بھی زیادہ قیام نہیں کیا ابو محمد بن مکرم کی خدمت میں جا پہنچا پھر ابو محمد بن مکرم سے علیحدہ ہو کر بطیحہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جا کر قیام کیا' مہذب الدولہ نے اسے ذمہ دارانہ عہدہ پر مامور کیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ: جس وقت کرستان نے بصرہ پر قبضہ کیا تھا اس وقت مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کی غرض سے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کر کے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ ابن واصل نے کرستان سے معرکہ آرائی کی اور اس پر غالب آ کر مار ڈالا اس واقعہ سے ابن واصل کے حوصلے بلند ہو گئے شیراز کی طرف چلا محمد بن مکرم کی کشتیوں پر قبضہ کر لیا' مال و اسباب لوٹ کر نشیبی دجلہ کی طرف واپس آیا اور اس پر قابض ہو کر مہذب الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کر دیا مہذب الدولہ کو اس کی خبر لگی سو کشتیوں کا ایک بیڑہ جس میں بڑے بڑے سورما اور جنگ آور تھے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ کچھ کشتیاں ہوائے مخالف کی وجہ سے غرق ہو گئیں باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کر لیا اور ایلہ کی جانب واپس آیا۔

ابن واصل کا بطیحہ پر قبضہ: مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا' ابو سعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ ابن واصل نے انہیں شکست دی اس کا مال و اسباب اور سامان جنگ چھین لیا اور بطیحہ کی طرف قدم بڑھایا۔ مہذب الدولہ میں مقابلہ کی قوت باقی نہ تھی بطیحہ کو خیرباد کہہ کر شجاع بن مروان اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا' ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کا مال و اسباب لے لیا تب بے چارہ مہذب الدولہ پریشان حال واسط چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیحہ پر قبضہ کر لیا اور مہذب الدولہ اور اس کی بیوی دختر بہاء الدولہ کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا لیکن کچھ سوچ سمجھ کر دختر بہاء الدولہ کا مال اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور اس وہ اس واقعہ سے پہلے اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

ابن واصل اور عمید الجیوش کی جنگ: اس کے بعد اہل بطائح نے ابن واصل کے خلاف شورش پیدا کی ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجادرہ روانہ کیا' اہل مجادر نے ان سے معرکہ آرائی کی میدان جنگ اہل مجادرہ کے ہاتھ رہا۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا' بطائح کو چھوڑ کر بصرہ لوٹ آیا اور استقلال کے ساتھ بصرہ میں قیام کیا۔ اہل بطائح کو ابن واصل کی مخالفت اور دشمنی سے خوف و خطرہ پیدا ہوا۔ بہاء الدولہ ابن واصل کی روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے اہواز آ گیا۔ عمید الجیوش کو دار الخلافت بغداد سے طلب کر کے ابن واصل کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ عمید الجیوش ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ واسط پہنچا بہت سی کشتیاں فراہم کیں بطائح کی طرف کوچ کیا۔ ابن واصل بھی اس سے مطلع ہو کر بصرہ سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے عمید الجیوش کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ابن واصل نے ان کے سامان جنگ اور مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور مظفر و منصور بصرہ واپس آیا۔

مہذب الدولہ کا بطیحہ پر تسلط: عمید الجیوش ابن واصل سے شکست پا کر واسط جا کر مقیم ہوا تھا اور ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں جمع کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ابن واصل کا گورنر بطائح فوجیں جمع کر کے دار الخلافت بغداد پر حملہ کرنے والا ہے۔ عمید الجیوش کو اس خبر سے سخت فکر پیدا ہوئی مہذب الدولہ کو دار الخلافت بغداد بلا کر شاہی افواج دے کر بطیحہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ مہذب الدولہ براہ دریا جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۵۳۵ھ میں بطیحہ

پہنچا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ گرد و نواح کے امراء حاضر ہوئے اور اطاعت قبول کی' بہاء الدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابن واصل کی اہواز پر فوج کشی: ابن واصل اس زمانہ میں خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کرنے میں مصروف تھا ملک گیری کی ہوا دماغ میں سمائی تھی' زیادہ تر دیلمی اور دوسری فوجیں جمع ہو گئی تھیں چنانچہ سب کو مسلح کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوا' بہاء الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں ابن واصل نے کھلے میدان میں انہیں شکست دی دار الخلافت میں داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا اس کے بعد آئندہ کے خطرہ کے خیال سے بہاء الدولہ کی خدمت میں صلح کا پیام بھیجا بہاء الدولہ نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور اس کے مقبوضات میں چند مقامات کا اضافہ کر دیا۔

ابن واصل کا قتل: چونکہ بہاء الدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک رنجش باقی رہ گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر ایک فوج ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی اور خود بدولت اہواز کی طرف چلا گیا ابن واصل نے بہاء الدولہ کی فوج کا تلوار اور نیزہ سے استقبال کیا اس واقعہ میں بدر بن حسنویہ بھی ابن واصل کا شریک اور معین تھا بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت کو بطیحہ کی حمایت پر مامور کیا تھا' وزیر نے اسے دوبارہ شکست دی اور حسان بن محال خفاجی کوفی کے ساتھ کوفہ گیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ پر قابض ہو گیا ابن واصل شکست پا کر بدر بن حسنویہ کے پاس جانے کے خیال سے دجلہ کی طرف روانہ ہوا۔ جامعین پہنچا۔ بدر کے ملازموں نے عزت و احترام سے ٹھہرایا' ابوالفتح بن عنان کے ہمراہی جامعین کے قریب ہی تھے اس کی آمد کی خبر پا کر دفعتہً حملہ کر دیا اور ابن واصل کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا عمید الجیوش نے اسی حالت سے بہاء الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بہاء الدولہ تو پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اسے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر اس کے سلسلہ حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

ابو عبداللہ محمد اور ابوالحسن احمد: ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الآخر ۳۸۰ھ میں مہذب الدولہ نے وفات پائی۔ اس کا بھانجا ابو عبداللہ محمد بن نسی اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کے بجائے عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی لشکریوں نے جمع ہو کر اسے سردار تسلیم کر لیا چنانچہ ان لوگوں سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں لیں ابھی مہذب الدولہ نے وفات نہیں پائی تھی بستر علالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ابو عبداللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اس کے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا ابوالحسن احمد دعویدار حکومت ہے اور اس نے سرداران لشکر سے سازش کر کے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔

مہذب الدولہ کی وفات: ابو عبداللہ نے اس کی طلبی کا حکم صادر کیا فوج نے حاضر کر دیا۔ ابو عبداللہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ یہ خبر سن کر اس کی ماں (یعنی مہذب الدولہ کی بیوی ابو عبداللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ بیان کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا اس کے دوسرے دن مہذب الدولہ انتقال کر گیا اور ابو عبداللہ بن نسی تخت حکومت پر متمکن ہو گیا اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابوالحسن کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

ابو محمد بن حسین بن بکر سراتی: ابو عبداللہ بن نسی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مر گیا۔ ابو محمد حسین بن بکر سراتی کو جو کہ

مہذب الدولہ کے خواص میں سے تھا بالاتفاق سرداران لشکر نے اپنا امیر تسلیم کر لیا ابو محمد حسین بن بکر سراتی نے سلطان الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کئے سلطان الدولہ نے اس کی حکومت تسلیم کر لی ابو محمد سراتی ۴۱۰ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا۔ سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر صدقہ ابن فارس مازیادی کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ پہنچ کر ابو محمد سراتی کو گرفتار کر لیا اور بطیحہ کی عنانِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے لی' ابو محمد سراتی اس وقت سے برابر قید ہی رہا' یہاں تک کہ صدقہ نے وفات پائی اور اسے قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو نصر بن مروان کا بطیحہ پر قبضہ: صدقہ بن فارس مازیادی نے اپنی حکومت کے دسویں برس ماہ محرم میں سفر آخرت اختیار کیا' سابور بن مرزبان اس کی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا چونکہ ابو البہجا رحمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان ہو کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا تھا اور ایک مدت تک وزیر ابو طالب کے یہاں ٹھہرا رہا' سابور کو موقع مل گیا بطیحہ کی حکومت پر مطمئن ہو گیا کچھ عرصہ بعد ابو نصر مروان نے سابور سے مخالفت شروع کر دی سابور مقابلہ نہ کر سکا حکومت بطیحہ چھوڑ کر جزیرہ بنی دبیس چلا گیا اور ابو نصر حکومت بطیحہ پر قابض ہو گیا پھر تھوڑے دن بعد بطیحہ کی عنانِ حکومت ابو عبداللہ حسین بن بکر سراتی کے ہاتھ میں آ گئی۔

اہل بطیحہ کی بغاوت: ابو کالیجار نے ۴۱۸ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو محمد بن نابھشاد کو بطیحہ سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو سر کر کے ابو عبداللہ حسین بن بکر سراتی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کیا اس نے رعایا کے مال وزر پر دست اندازی شروع کی۔ خراج کے علاوہ روپوں کی ایک مقدار ان پر مقرر کر دی جو ان سے بہ زور جبر وصول کرتا تھا۔ اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلاوطنی اختیار کر لی جو باقی رہ گئے انہوں نے سراتی کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا کسی ذریعہ سے یہ خبر سراتی تک پہنچ گئی۔ ان لوگوں کے پاس معذرت خواہی کی اور حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا اپنی عادت بد کو ترک نہ کیا۔ اہل بطیحہ نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور اس کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ سراتی یزید بن مزید کے پاس چلا گیا۔

اہل بطیحہ کی سرکوبی: بطیحہ میں ایک جماعت جلال الدولہ کی فوج کی قید تھی اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور ان کی مدد سے بطیحہ کے نظم ونسق کو سنبھالا اور اسی طرح بغاوت اور مخالفت پر قائم رہے جیسا کہ زمانہ حکومت مہذب الدولہ میں تھے اس کے بعد ابن طبرانی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ۴۳۳ھ بطیحہ میں ٹھہرا رہا پھر ابو نصر بن ہشم نے ابن طبرانی پر فوج کشی کی اور اسے زیر کر کے بطیحہ فتح کر لیا اور جی کھول کر تباہ و برباد کیا اہل بطیحہ نے اطاعت قبول کی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا وعدہ کیا۔

ابو کالیجار کا بطیحہ پر قبضہ: ۴۳۹ھ کا دور آیا تو ابو کالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابو الغنائم ابو السعادات کو ایک بڑی فوج دے کر بطیحہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابو الغنائم نے بطیحہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ان دنوں ابو منصور بن ہشم بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا ابو منصور حکومت نہ کر سکا صلح کی درخواست کی اسی اثناء میں اس کے سرداران لشکر امن حاصل کر کے ابو الغنائم کے پاس چلے آئے تھے ان لوگوں نے اس کی کمزوری سے ابو الغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابو منصور شہر چھوڑ کر بھاگا چاہتا ہے۔ ابو الغنائم نے ناکہ بندی کر لی جوں ہی ماہ صفر سنہ مذکور آیا ابو الغنائم نے جنگ

چھیڑ دی کامیابی کا میدان اس کے ہاتھ رہا اہل بطیحہ کا ایک گروہ مقتول ہوا متعدد کشتیاں ڈبو دی گئیں جنگل اور پہاڑوں میں منتشر ہو گئے ابو منصور تن تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت: اس کے بعد بطیحہ میں بنو ابی الخیر کا دور حکومت شروع ہوا' ان کی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور بعد تھی میں تمہیں کہہ سکتا ہوں کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابوالخیر کے دو بیٹے تھے اسماعیل اور محمد۔ اسماعیل کا لقب مصطفیٰ تھا اور محمد کا لقب مختصر یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ مختصر کے مرنے پر اس کا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا ابن ہیثم والی بطیحہ سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے گوہر آئین شحنہ بغداد کے زمانہ میں ابن ہیثم کو مغلوب کر دیا اس کے بعد بنو اعمام اور خاندان والے اس کی اطاعت کو عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

مہذب الدولہ اور صدقہ کی جنگ: سلطان محمد نے ۵۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور دجلہ کی گورنری عنایت کی شہر واسط بطور جاگیر مرحمت کیا چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محمد ابوالخیر والی بطیحہ سے ضمانت لے کر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا مہذب الدولہ نے اپنی اولاد کو بطیحہ کے صوبوں کی حکومت پر مامور کر دیا۔ حماد مہذب الدولہ کا چچا زاد بھائی تھا صدقہ نے اسے واسط کے انتظام پر مامور کیا تھا مہذب الدولہ اپنے چچا اسماعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست و حکومت کی پڑی تھی جب گوہر آئین شحنہ بغداد کا انتقال ہو گیا تو حماد اپنے چچا زاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا مہذب الدولہ نے اصلاح کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ نفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا حماد کو شکست ہوئی صدقہ کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے فوجیں لے کر مہذب الدولہ سے پھر لڑنے کے لئے بطیحہ آیا مہذب الدولہ نے مدافعت پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں ابھی جنگ ختم نہ ہونے پائی تھی کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج حماد کی مدد پر بھیج دی جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' اس کی فوج کا زیادہ حصہ کام آ گیا اس واقعہ سے حماد کو طمع زیادہ ہو گئی صدقہ سے مزید امداد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی امداد پر مامور کیا مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا حمید نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور صدقہ سے اس کی صفائی کرا دی اس کے بعد مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اس کے بنو اعمام مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرا دی۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔

نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ: دبیس بن صدقہ نے زمانہ حکومت مسترشد اور سلطان محمود کے عہد حکومت میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ برسقی شحنہ بغداد تھا اس نے بطیحہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سبحان کو عنایت کی سبحان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابوالخیر کو مامور کیا اور سلطان محمود نے برسقی کو جنگ دبیس پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ برسقی دارالخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیحہ اور اس کا ابن اعم مظفر بن حماد بن اسماعیل ابوالخیر بھی برسقی کی رکاب میں تھا ان دونوں میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خاندانی عداوت چلی آ رہی تھی برسقی اور دبیس سے معرکہ آرائی ہوئی دبیس نے برسقی کو شکست دی۔ شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں لیکن نصر بن نفیس اور اس کا ابن اعم حماد ساباط میں ٹھہرا رہا جوں ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر آ پہنچیں مظفر بن حماد نے نصر

ابن نفیس کو قتل کر کے بطیحہ پر قبضہ کر لیا دبیس کی خدمت میں فتح نامہ ارسال کیا اور دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

منصور بن صدقہ کا انجام: اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر پہنچی منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اس کے لڑکے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نیل کی سلائیاں آنکھوں میں پھروا دیں۔ دبیس کو اس سے سخت صدمہ پیدا ہوا۔ اپنے قبائل کو جو واسط میں تھے سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی لیکن ترکوں نے اس سے روکا۔ مہلل بن ابوالعسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کے ختم کرنے کے لئے روانہ کیا اور مظفر بن حماد والیٔ بطیحہ کو اہل واسط کے مقابلہ پر مدد دینے کے لئے لکھا لیکن مہلل نے عجلت سے کام لیا' ابھی مظفر بن حماد نہ آنے پایا تھا کہ اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی' اہل واسط نے اسے شکست دے کر اس کے مال و اسباب اور سامانِ جنگ کو لوٹ لیا غرض بطیحہ میں اسی طرح کی طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا یہاں تک کہ بنو معروف نے بطیحہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خلفاء نے انہیں بطیحہ سے نکال باہر کیا۔

بنو معروف کی بطیحہ سے جلاوطنی: بنو معروف حکمرانانِ چھٹی صدی کے آخر میں تھے مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے تعلق تھا۔ جس وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکی اور ملوک سلجوقیہ کی جابرانہ کی حکومت دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک ان کے اقتدار سے نکلنے لگا۔ حلہ' کوفہ' واسط' تکریت' ہلیت' انبار اور حدیثہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا' اتنے میں ناصر کی خلافت کا دور آ گیا۔ بنی معروف نے بطیحہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اس وقت ان لوگوں کا بزرگ خاندان معلّٰی نامی ایک شخص تھا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے فرات کے غربی حصہ میں سوارا کے نشیبی جانب بطائح کے متصل رہتے تھے سب ان کی ایذا رسانی فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھیں اور چاروں طرف سے واویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے مغذ الشریف متولی بلاد واسط کو بنو معروف کی سرکوبی کا حکم صادر فرمایا چنانچہ بنو معروف مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے قتل اور گرفتاری کا ہنگامہ برپا ہو گیا سینکڑوں مارے گئے بہت سے قید کر لئے گئے۔ باقی ماندہ دریا میں ڈوب کر مر گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا اسی وقت سے بطیحہ کے نظام حکومت درست ہو گیا اور وہ خلیفہ ناصر میں شامل ہو گیا اور حکومت کا کوئی دشمن باقی نہ رہا۔

باب: ۲۶

امارت دینور وصامغان

دولت بنوحسنویہ

حسنویہ بن حسین کردی: حسنویہ بن حسین کردی' کردوں کے ایک گروہ سے تھا جو زیرنکاس کے نام سے مشہور تھا اور اس کا خاندان دولتیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا' قلعہ سریاح کا مالک اور برزنکال کا امیر تھا اس نے حکومت اپنے ماموں دنداد اور غانم پسران احمد بن علی سے وراثۃً حاصل کی تھی' انہی کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عباسیہ کہلاتا تھا ان دونوں (دنداد اور غانم) نے اطراف دینور' ہمدان' نہاوند' صامغان' آذربائیجان کے بعض مضافات اور حدود شہرروز تک غلبہ حاصل کرلیا تھا اور تقریباً پچاس سال تک ان بلاد کے مالک رہے ان میں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر انداد بن احمد ۳۴۹ھ میں انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالغنائم عبدالوہاب حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ کردوں میں سے سادنجان نے اسے گرفتار کرلیا ابوالغنائم کے فوجیوں نے حسنویہ کو اپنا امیر بنالیا اس نے ابوالغنائم کے قلعوں اور املاک پر قبضہ کرلیا اس کے بعد ۳۳۵ھ میں غانم بن احمد نے بھی سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا ابوسانم وسیم اس کی جگہ قلعہ بستان میں جا کر متمکن ہوا لیکن ابوالفتح بن عمید نے اس کی حکومت وریاست چھین لی اور اس کے قلعوں موسوم بہ بستان وغانم آفاق وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔

حسنویہ کا کردار: حسنویہ نہایت خلیق اور سیرت کا بے حد اچھا تھا حرمین میں ہر سال بہت سا مال بطور صدقہ بھیجا کرتا تھا اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا اس نے ضحور مہندسہ میں قلعہ سرماج (یا سریاح) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی جب بنوبویہ حکمران ہوئے اور رکن الدولہ نے رے اور اس کے بلاد متصلہ کو لے لیا تو حسنویہ رکن الدولہ کے ہواخواہوں اور معین ومددگاروں میں داخل ہوگیا اس وجہ سے رکن الدولہ حسنویہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اس کے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا یہاں تک کہ ابن مسافر اور دیلمیوں میں لڑائی شروع ہوگئی جس میں حسنویہ نے ابن مسافر کو شکست دی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہوگیا حسنویہ نے اس کا محاصرہ کرلیا اور چاروں طرف آگ روشن کردیا ابن مسافر ہلاکت کے قریب پہنچ گیا مجبور ہوکر امن کی درخواست کی حسنویہ نے امن دیا' لیکن پھر بدعہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہوگئے اور قومی رگ حمیت جوش میں آگئی۔

ہمدان کی جنگ: ۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن عمید کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حسنویہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا ابوالفضل نے ہمدان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور حسنویہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا۔ اس اثناء میں ابوالفضل مر گیا اور اس کے بیٹے ابوالفضل نے کسی قدر خراج پر حسنویہ سے مصالحت کر لی اور واپس آیا۔

ابوالنجم بدر بن حسنویہ کی حکومت: ۳۶۹ھ میں حسنویہ کی موت کا وقت آ گیا۔ ابوالعلاء' عبدالرزاق' ابوالنجم بدر عاصم' ابوعدنان' عبدالملک اور بختیار اس کے لڑکے تھے بختیار قلعہ سرماج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسنویہ کا مال وخزانہ تھا اس نے عضدالدولہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور اطاعت قبول کر لی لیکن کچھ عرصہ بعد منحرف ہو گیا عضدالدولہ نے ایک فوج بختیار کو زیر کرنے کے لئے بھیج دی جس نے اس کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا جب عضدالدولہ اپنے بھائی فخرالدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا اور ہمدان ورے پر قبضہ کر کے اپنے بھائی مویدالدولہ کی حکومت میں ملحق وشامل کر دیا اور فخرالدولہ قابوس بن وشمگیر کے پاس چلا گیا تو عضدالدولہ نے حسنویہ کردی کے مقبوضات کی طرف بھی قدم بڑھایا اور نہاوند' دینور اور سرماج کو فتح کر لیا۔ جو کچھ مال وخزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا اس قلعہ کے ساتھ دوسرے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ حسنویہ کی اولاد اس سے متاثر ہو بطور وفد عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی' عضدالدولہ نے عبدالرزاق' ابوالعلاء اور عدنان کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے ابوالنجم بدر بن حسنویہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت وسرداری عنایت کی اور سامان جنگ سے اسے مضبوط اور طاقتور بنایا۔

پسران حسنویہ کا انجام: چنانچہ بدر نے اس اطراف کا انتظام درست کیا' عنان حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ کردو کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی کو روک دیا جس سے حکومت وریاست پر اس کے قدم جم گئے اس کے بھائیوں کو اس سے حسد ورشک پیدا ہوا' عاصم اور عبدالملک نے علم بغاوت بلند کر دیا' مخالف کردوں کو جمع کر کے برسر جنگ آ گئے' عضدالدولہ نے بدر کی حمایت اور ان لوگوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا شاہی فوج نے اسے شکست دی اور گرفتار ہو کر ہمدان لے آئی اس کے بعد پھر اس کی خبر نہ ملی۔ یہ واقعہ ۳۷۰ھ کا ہے۔ عضدالدولہ نے حسنویہ کے تمام لڑکوں کو بغاوت کے الزام میں قتل کر ڈالا اور ابوالنجم بدر کو بدستور اس کی حکومت پر قائم رکھا۔

جنگ بدر بن حسنویہ وعساکر مشرف الدولہ: جب عضدالدولہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا صمصام الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا تو (اس کے بھائی) مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا اور دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا۔ فخرالدولہ بن رکن الدولہ خراسان سے اصفہان اور رے کی طرف اپنے بھائی مویدالدولہ کے انتقال کے بعد واپس آیا اس سے مشرف الدولہ نے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخرالدولہ کی طرف سے ناراضگی اور غصہ تھا۔ جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافت بغداد میں مستحکم ہو گئی اور بغداد کی عنان حکومت صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اسے اپنے سپہ سالار قراتکین جہشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ قراتکین نہایت قابو یافتہ شخص تھا مشرف الدولہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ وسفید کرنے کا مالک قراتکین تھا اور یہ امر مشرف الدولہ کو ناگوار گزرا تھا' اس وجہ سے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسنویہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا.....

اس روانگی و جنگ کا مقصد یہ تھا کہ مشرف الدولہ کو دونوں میں سے ایک سے چھٹکارا مل جائے گا یا قراتکین اس لڑائی میں کام آ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس کی زبردستی سے نجات مل جائے گی اور یا بدر کے مقبوضات ہاتھ آ جائیں گے۔

قراتکین اور بدر بن حسنویہ: ۴۰۲ھ میں قراتکین اور بدر بن حسنویہ سے وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی بدر کو شکست ہوئی روپوش ہو گیا قراتکین اور اس کے ہمراہی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ اور خیموں میں آرام کرنے لگے۔ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے پھر حملہ کیا کہ قراتکین اور اس کے ہمراہی حیران رہ گئے اپنے کو سنبھال بھی نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے بدر نے ان کے خون کا دریا بہا دیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا۔ بقیہ بچے ہوئے لوگ بھی اس سے آملے پریشان حال بغداد چلا آیا۔

بدر کو ناصر الدولہ کا لقب: اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا صوبجات جبل پر قابض ہو گیا اور قوت و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و ریاست کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت سے بدر کو متواتر کامیابی اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ ایوان خلافت سے ۴۰۸ھ حکومت بہاء الدولہ کے زمانہ میں سند حکومت عطا کی ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔ حرمین میں بے حد صدقات بھیجا کرتا تھا عرب کو حجاز میں کھانا کھلواتا اور حاجیوں کی خاطر داری کرتا تھا اس کے ہمراہیوں نے کردوں کے فساد اور رہزنی کو روک دیا تھا جس سے اس کی عزت بڑھ گئی اور اس کا ذکر خیر بلند ہو گیا۔

بدر بن حسنویہ و ابو جعفر کا محاصرۂ بغداد: ابو جعفر حجاج بن ہرمز بہاء الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مامور ہوا پھر بہاء الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور ابو علی بن ابو جعفر استاد ہرمز کو اس کی خدمت کی عزت بخشی۔ ابو علی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابو جعفر اطراف کوفہ میں قیام پزیر ہوا۔ عمید الجیوش سے جنگ ہوئی اگرچہ پہلی لڑائی میں ابو جعفر کو شکست دی لیکن سلسلۂ جنگ ۴۱۳ھ تک جاری رہا۔ بنو عقیل حقاجہ اور بنو اسد سے امداد لے کر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ۴۱۷ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ابن واصل میں لڑائی کی قوت باقی نہ رہی تو اس نے قلیج دائی نے اس کی جگہ ابو الفتح محمد بن عنان کو مامور کیا جو کہ بدر بن حسنویہ کا دشمن اور مخالف تھا بدر بن حسنویہ کو اس سے غصہ اور رنج پیدا ہوا ابو جعفر کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی امداد کی غرض سے کردوں اور اس کے سرداروں کو اپنا ہم خیال بنا لیا امیر ہندی بن سعدی ابو عیسیٰ ساوی بن محمد درام بن محمد اپنی اپنی فوجیں لے کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلے آئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا یہ لوگ کوچ و قیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابو الفتح بن محمد بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس گیا اور اس کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی حمایت اور بدر بن حسنویہ وغیرہ کی مدافعت پر تیار ہوا۔ ابھی لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ابن واصل کی شکست اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی۔ سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر محاصرۂ بغداد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابو جعفر نے حلوان کا راستہ لیا ابو عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا اس نے بہاء الدولہ سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔

بدر بن حسنویہ کی اطاعت: اس کے بعد بدر بن حسنویہ نے رافع بن معین عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بنو

مصیبت کے اتفاق اور مدد سے مار دھاڑ شروع کر دی کیونکہ اس نے ابوالفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانے میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ بدر نے رافع کے مقبوضات سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جس نے اسے تباہ کیا بہت سے مقامات کو خاک سیاہ کر دیا۔ ابوالفتح بحال پریشان عمید الجیوش کی خدمت میں دار الخلافت بغداد پہنچا۔ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا' امداد کا وعدہ کیا۔ جب بہاء الدولہ کو ابن واصل کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت حاصل ہو گئی۔ اس وقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو ابوالفتح کی اعانت کی غرض سے بدر بن حسنویہ کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لئے ہوئے نیشاپور پہنچ کر اتر پڑا' بدر بن حسنویہ گھبرا گیا مصالحت کا پیام بھیجا اور مصارف فوج کشی ادا کرنے کا اقرار کیا اور عمید الجیوش بغداد واپس آیا۔

ہلال بن بدر: ہلال بن بدر کی ماں شاذنجان سے تھی جس کے قرمیسی عزیز ابوعنان اور ابوالشوک بن مہلل وغیرہ تھے۔ ہلال کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اس کی ماں سے علیحدہ اختیار کر لی تھی اس وجہ سے ہلال نے اپنے باپ کے سایۂ عاطفت میں نشو و نما نہ پائی تھی بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموں کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ بدر نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو تعلیم و تربیت دی اور ولی عہد کے لئے منتخب کیا تھا۔

ہلال کا شہر روز پر قبضہ: اس کے بعد ہلال صامغان کا حاکم ہوا۔ ابن مضاضی والی شہر روز کو اس کا قرب پسند نہ آیا کیونکہ بدر سے اور اس سے دوستانہ مراسم تھے ابن مضاضی نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا تہدید آمیز پیام بھیجا اور اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ ہلال نے فوجیں فراہم کر کے ابن مضاضی پر چڑھائی کر دی اور شہر روز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ابن مضاضی نے محاصرہ اٹھانے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ ہلال نے بزور تیغ فتح کر کے ابن مضاضی کو مار ڈالا اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باپ اور بیٹے کی مخالفت اور بڑھ گئی۔

بدر بن حسنویہ کی گرفتاری: ہلال چلتا پرزہ تھا اور بدر سخت مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو ملا لیا' سب کے سب بدر کا ساتھ چھوڑ کر ہلال کے پاس چلے آئے۔ ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' دینور میں باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے بدر کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے روبرو پیش کیا گیا' ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعۂ دینور واپس کر دیا اور گزارے کے لئے پنشن مقرر کر دی اور جو کچھ مال و اسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

ابوالفتح بن عنان کی قرمیسین پر فوج کشی: بدر نے قلعہ میں متمکن ہونے اور مستقل طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مستحکم کر لیا ابوالفتح بن عنان اور ابوعیسیٰ سادی بن محمد کے پاس استر آباد پیام بھیجا کہ ہلال کے مقبوضات نہایت سرسبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل و حرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آ جاتے ہیں۔ موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ ابوعیسیٰ سادی پر بدر کا یہ جادو چل نہ سکا مگر ابوالفتح نے قرمیسین پر فوج کشی کر دی اور قابض ہو گیا دیلمی فتح یابی کے ساتھ رعایا کے ساتھ نہایت بداخلاقی سے پیش آئے ہلال نے ان پر سختی سے حملہ کیا اور بہت سے دیلمیوں کو مار ڈالا۔

ہلال اور فخر الدولہ کی جنگ: بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں ہلال کے مقابلہ کے لئے امداد کی درخواست بھیجی' بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا شاپور خورست تک پہنچا' ہلال گھبرا گیا۔ ابوعیسیٰ بن سادی سے مشورہ کیا ابوعیسیٰ نے رائے دی کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کرلو اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہ کرتے ہو تو جنگ میں جلدی نہ کرو حیلوں سے وقت ٹالتے رہو۔ ہلال نے ابوعیسیٰ کی رائے پسند نہ کی اور سازش کا الزام لگایا اتنے میں شاہی فوج آ گئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کر دی۔ فخر الملک نے شاہی فوج کو میمنہ ومیسرہ سے مرتب کیا ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا کہ ''مقابلہ کے ارادے سے نہیں آیا ہوں بلکہ اظہار اطاعت کی غرض سے آیا ہوں''۔

ہلال کی گرفتاری واطاعت: بدر نے اس امر کا احساس کر کے ہلال کا جادو وزیر پر چلا چاہتا ہے وزیر کو اصل واقعہ سے مطلع کیا اور یہ امر کہ یہ ہلال کی چال بازی اور فریب ہے ہلال کے حرکات وسکنات سے ثابت کر دیا۔ وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا' زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ہلال پابہ زنجیر حاضر کیا گیا وزیر السلطنت نے حکم دیا کہ ''قلعہ کی کنجیاں بدر کے حوالے کر دو''۔ ہلال نے مجبوراً اس شرط سے کہ آئندہ اس کا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کی دشمنی نہ کرے گا گردن جھکا دی اس کی ماں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی' وزیر نے ان سب کو امن دیا قلعہ پر قبضہ کرلیا اور مال واسباب ضبط کرلیا۔ قلعہ میں اس وقت چالیس ہزار دینار کی تھیلیاں تھیں اور چار لاکھ درہم کی تھیلیاں اس کے علاوہ جواہرات قیمتی قیمتی کپڑے اور بے شمار آلات حرب تھے' وزیر نے قلعہ کو بدر کے حوالے کیا اور مال واسباب لے کر دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔

طاہر بن ہلال کا شہر روز پر قبضہ: بدر بن حسنویہ نے شہر روز عمید الجیوش کے حوالے کر دیا تھا اور عمید الجیوش نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر روز میں نائب مقرر کیا تھا جب واقعات بالا ۴۰۴ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر ان دنوں قید تھا تو اس کا لڑکا طاہر فوجیں فراہم کر کے شہر روز پر چڑھ آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہر روز میں تھی لڑائی چھیڑ دی چنانچہ ماہ رجب میں جب وزیر السلطنت کی فوج کو شکست ہو گئی اور طاہر نے شہر روز پر قبضہ کرلیا' وزیر السلطنت نے عتاب آمیز خط لکھا اور ان لوگوں کی رہائی کا حکم دیا..... .....

.....

.....جو اس وقت طاہر کے پاس قید تھے طاہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہر روز بدستور اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسنویہ کا قتل: (۴۰۵ھ) بدر بن حسنویہ امیر جبل نے حسن بن مسعود کردی پر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ کوسجہ (کوسجد) میں اس پر محاصرہ ڈالا اتفاق کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دن تک قائم رہا اور کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ہمراہیان بدر نے گھبرا کر بدعہدی پر کمر باندھ لی اور اس کے قتل پر متفق ہو گئے۔ کردوں میں سے جورقان نامی ایک فرقہ اس امر کا ذمہ دار ہوا تھا چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر ڈالا محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے' شمس الدولہ بن فخر الدولہ

والیٔ ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی حسین بن مسعود کردی نے بدر کی تجہیز و تکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔

طاہر بن ہلال کی گرفتاری: طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے اطراف شہرروز میں قیام کئے ہوئے تھا' جب اسے بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا شمس الدولہ نے روک تھام کی' طاہر کے دماغ میں حکومت و امارت کی ہوا سمائی ہوئی تھی لڑ پڑا۔ شمس الدولہ نے اُسے شکست دے کر گرفتار کرلیا اور ہمدان لے جا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کرلیا۔ کردوں میں سے شاہ نجان اور کریہ ابوالشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

ہلال بن بدر کا خاتمہ: طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دارالخلافت بغداد میں قید تھا سلطان الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہلال کو قید سے رہائی دی سامانِ جنگ اور ایک بڑی فوج دے کر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ شمس الدولہ سے اور ہلال سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہلال کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی شمس الدولہ نے ہلال کو شکست دی اور جنگ کے دوران گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اس کے ہمراہ تھیں شکست اٹھا کر بغداد واپس آئیں شاپور خورست' دینور' یزدجرد' نہاوند' استرآباد اور صوبہ اہواز کا کچھ حصہ بدر کے قبضہ میں تھا ان کے علاوہ ان قلعوں اور شہروں پر قبضہ تھا جو ان مقامات میں تھے۔ عادل' عالی حوصلہ' بلند ہمت اور سخی تھا' جن دنوں بدر اور اس کا بیٹا ہلال مارا گیا تو بدر کا پوتا طاہر شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابوالشوک بن ابوالفتح محمد: ابوالفتح محمد بن عنان کردوں میں سے شاذنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا حلوان اس کے قبضہ میں تھا بیس سال تک حلوان پر حکومت کرتا رہا۔ بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے صوبجات جبل میں اس کے ہمسایہ اور دشمن ہونے کی وجہ سے ابوالفتح محمد سے لڑا بھڑا کرتے تھے ۴۰۱ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ ابوالشوک اس کا بیٹا حکمران ہوا' دارالخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں ابوالشوک نے ان سے معرکہ آرائی کی لیکن شکست اٹھا کر حلوان میں قلعہ نشین ہو گیا بہاءالدولہ کی طرف سے وزیر فخرالملک عمید الجیوش کے بعد عراق آیا تو ابوالشوک نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔

ابوالشوک اور طاہر بن ہلال کی جنگ: شمس الدولہ ابن معزالدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر بن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرماں برداری کی قسم لے کر قید سے رہا کر دیا تھا اور اس کی قوم اور بلادِ جبل کی حکومت و امارت عطا کی تھی۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ اس سے اور ابوالشوک والیٔ حلوان سے خاندانی دشمنی اور پرانا جھگڑا چلا آرہا تھا طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابوالشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا فوجیں فراہم کیں سامانِ جنگ جمع کیا اور ابوالشوک سے لڑائی چھیڑ دی' اس واقعہ میں ابوالشوک کو شکست ہوئی اس کا بھائی سعدی بن محمد مارا گیا کچھ عرصہ بعد ابوالشوک نے فوجیں فراہم کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی حلوان واپس آیا قلعہ نشین ہو گیا اور طاہر نے اس کے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں سکونت اختیار کی۔

طاہر بن ہلال کا خاتمہ: ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اس وجہ سے آئندہ لڑائی سے رک کے خیال سے دونوں فریقوں نے مصالحت کر لی اور ابوالشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا۔ جب طاہر کو ہر طرح سے

اطمینان ہو گیا اور ابوالشوک کی طرف سے بے خوف ہو گیا تو ابوالشوک نے بحالتِ غفلت طاہر پر حملہ کر کے اس کی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا طاہر کے ہمراہیوں نے مقابر بغداد میں لے جا کر دفن کر دیا ابوالشوک نے طاہر کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا' دینور جا کر قیام پزیر ہوا۔

ابوالشوک اور علاء الدولہ بن کاکویہ: جب علاء الدولہ کاکویہ نے ۴۱۴ھ میں عساکر شمس الدولہ بن بویہ کو شکست دے کر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اسے دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی چنانچہ دینور کو ابوالشوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ شاپور خورست اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا ابوالشوک کے تعاقب میں چلا۔ مشرف الدولہ سلطان بغداد کے ابوالشوک کی سفارش کی علاء الدولہ اس کے تعاقب کو چھوڑ کر واپس آیا۔

تاتاریوں کی بلاد رے پر یلغار: اس کے بعد جب تاتاریوں کا زور شور ہوا' اور انہوں نے رے پر ۴۳۰ھ میں حملہ کیا ہمدان اور اس کے گرد و نواح کو استر آباد اور دینور تک تباہ کرنے لگا تو ابوالفتہ بن ابوالشوک نے تاتاریوں سے جنگ کی اور لڑ کر انہیں شکست دی ان کے گروہ کو گرفتار کر لیا اس کے بعد تاتاریوں اور ابوالفتح میں مصالحت ہو گئی اور ابوالفتح نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا اور واپس ہو گئے۔

ابوالشوک کی فتوحات: ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قرمیسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے والی کو جو کہ اکراد ترجیہ (قومیہ) سے تھا گرفتار کر لیا والی قرمیسین کا بھائی ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنبہ کی طرف بھاگ گیا۔ شہر خولنجان بھی انہیں کردوں کا تھا ابوالشوک نے اسے سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کیا شہر فتح نہ ہو سکا اور فوج واپس آئی اہل شہر کو اطمینان ہو گیا ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر حملہ کا حکم دیا اس کی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنبہ کو تھی اور نہ خولنجان والے اس نقل و حرکت سے مطلع ہوئے ابوالشوک کی فوجیں شہر اور قلعہ میں گھس پڑیں مار دھاڑ شروع ہو گئی جسے پایا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور امن کی درخواست کی چنانچہ لوگوں کو امان دے دی گئی لیکن محافظ فوج نے وسطِ شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی قلعہ کے دروازے بند کر لئے گئے ابوالشوک کی فوج نے بھی ان کا محاصرہ کر لیا اور ماہ ذیقعدہ سنہ مذکور میں اس پر قابض ہو گئی۔

ابوالفتح بن ابوالشوک: ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا آدمی رعب داب کا تھا سیاست میں بھی پورے طور سے دخل رکھتا تھا حکومت و ریاست پر قدم جم گئے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے اطراف و متعلقات کی تاتاری حملوں سے جیسا کہ چاہئے تھا حفاظت کی پھر اس کا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی بڑھ جانے کا خیال پیدا ہوا۔

ابوالفتح بن ابوالشوک کی شکست و گرفتاری: ماہ شعبان ۴۳۱ھ میں قلعہ یکورا (یا یلورا) پر فوج کشی کی اتفاق سے اس وقت والی قلعہ موجود نہ تھا اس کی بیوی قلعہ میں تھی اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہلہل سے کہلا بھیجا کہ آپ آ کر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی کنجیاں آپ کو دے دوں گی۔ مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے۔ مہلہل اس وقت اپنے مجلسرا اطراف صامغان میں تھا چنانچہ مہلہل اس پیام کو پا کر قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں فراہم کرتا رہا جب ابوالفتح

قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر واپس ہوا تو مہلل اپنے لشکر لے کر پہنچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کے لئے پھر واپس آیا' مہلل ایک مقام پر چھپ رہا جوں ہی ابوالفتح کمین گاہ سے آگے بڑھا مہلل نے حملہ کر دیا لڑائی شروع ہو گئی' کامیابی کا سہرا مہلل کے سر پر رہا ابوالفتح گرفتار ہو کر مہلل کے روبرو پیش کیا گیا' مہلل نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

ابوالشوک کی شہر روز پر فوج کشی: ابوالشوک کو اس واقعہ سے صدمہ ہوا لشکر فراہم کر کے شہر روز پر حملہ کر دیا مدتوں محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مہلل کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھا جنگ کا سلسلہ طویل ہو گیا کوئی مقصد حاصل نہ ہوا یہاں تک کہ مہلل نے علاء الدولہ بن کا کویہ کو ابوالفتح کے مقبوضہ بلاد کا لالچ دیا اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی علاء الدولہ نے دینور اور قرامیسین کو ۴۳۲ھ میں لے لیا۔

ابوالشوک اور علاء الدولہ میں مصالحت: اس کے بعد ابوالشوک نے دقوقا پر چڑھائی کی (دقوقا پر مہلل بن محمد کا قبضہ تھا) اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی دقوقا کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابوالشوک بھی آ گیا شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر پناہ میں گھس پڑا اور بزور تیغ قبضہ کر لیا شہر کے بعض محلوں کو لوٹ لیا کردوں کا اسلحہ اور مال و اسباب چھین لیا۔ دقوقا میں صرف ایک شب قیام کیا تھا۔ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اس کا بھائی سرخاب بن محمد اس کے مقبوضات کی طرف بڑھ رہا ہے اس خوف سے کہ مبادا ابند جین قبضہ سے نکل جائے دقوقا سے واپس ہوا۔ جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی جلال الدولہ نے ایک لشکر اس کی مدد پر بھیج دیا جس کی وجہ سے ابوالشوک کے مقبوضات سرخاب کے حملوں سے محفوظ رہے مہلل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کا کویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اس کے مقابلہ پر امداد کا طالب ہوا علاء الدولہ اپنی فوج لے کر اس کی حمایت پر نکل پڑا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قرمیسین پہنچا ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی حلوان کی طرف واپس ہوا' علاء الدولہ نے تعاقب کیا رفتہ رفتہ مرج پہنچا اور ابوالشوک سے قریب ہو گیا ابوالشوک نے قلعہ سپردان پہنچ کر قلعہ نشین ہونے کا ارادہ کر لیا اور جلال الدولہ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ مجھے زیادہ تنگ کریں گے اور مجھے کوئی کوئی بھاگنے کی صورت دکھائی نہ دے گی تو میں جلال الدولہ کو اپنے مقبوضات سپرد کر دوں گا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے مصالحت کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے علاء الدولہ یہ پیام پا کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا' چنانچہ دینور لے کر مصالحت کر لی اور لوٹ آیا۔

ابوالشوک اور مہلل میں مصالحت: اس کے بعد ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرل بک کے حکم سے ہمدان کے خیال سے کرمان روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ہمدان پر قبضہ کر لیا کر ساشف ابن علاء الدولہ جوزقان کے کردوں کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک ان دنوں دینور میں تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کر دینور چھوڑ کر قرامیسین چلا گیا نیال نے دینور پر بھی قبضہ کر لیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرمیسین کی طرف روانہ ہوا' ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی۔ قرمیسین کو بھی خیرباد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جس میں دیلمی اور کرد تھے شادنجان کی طرف قدم بڑھایا اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کر لیا' بہت بڑی خونریزی ہوئی ابوالشوک کی فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا بقیہ نے ابوالشوک کے پاس حلوان جا کر پناہ لی ابوالشوک نے اپنے اہل

وعیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان بھیج دیا اور خود حلوان میں رہا۔

ابراہیم نیال کا جورقان پر قبضہ: نیال مہم شادنجان سے فارغ ہو کر صمیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر کامیابی ہو کر اسے تباہ و برباد کیا اس کے بعد ان کردوں پر حملہ آور ہوا جو صمیرہ کے قرب و جوار کے مقام جورقان میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعہ میں بھی کردوں کو شکست ہوئی' کر ساشف بن علاء الدولہ انہیں کردوں کے پاس مقیم تھا ان کی شکست سے جان کے لالے پڑ گئے کسی طرح جان بچا کر پناہ لی۔ نیال آخر ماہ شعبان میں جورقان پہنچا اور قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا مکانات کو جلا لیا' اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آگ کی نذر ہو گیا۔

ابوالشوک اور مہلل میں اتحاد: ان واقعات نے ابوالشوک اور اس کے بھائی مہلل کو خواب غفلت سے بیدار کیا مخالفت کا خیال ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہوئے باہم خط و کتابت شروع کی' ابوالشوک کا لڑکا ابوالفتح مہلل کے یہاں بحالت قید میں مر گیا مہلل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں بحلف کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی موت مر گیا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ میرے لڑکے کو اس کے بدلے میں قتل کر ڈالئے' ابوالشوک کا دل صاف ہو گیا ہر ایک نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور نیال کی مدافعت پر تیار ہو گئے چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے قلعہ دور بلوند چھین لیا تھا اس وجہ سے دونوں میں لڑائی چلی آ رہی تھی سرخاب نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بندنجین پر چڑھائی کر دی بندنجین سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا۔ سعدی مقابلہ نہ کر سکا بندنجین چھوڑ کر ایلہ چلا گیا۔ سرخاب نے بندنجین کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات: ۴۳۷ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی اس کا بھائی مہلل اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا کردوں کا ایک گروہ اس کے بھتیجے سعدی بن ابوالشوک کی اطاعت چھوڑ کر مہلل کے پاس چلا آیا سعدی کو اس سے بے حد رنج ہوا' نیال بردار طغرل بک کے پاس چلا گیا اور اسے مہلل کے علاقہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

مہلل کا قرمیسین پر قبضہ: جس وقت نیال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اس وقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنویہ کو مامور کیا تھا مہلل نے ابوالشوک کی وفات کے بعد ۴۳۸ھ میں قرمیسین پر حملہ کیا بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا۔ قرمیسین کو مہلل بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ گیا مہلل نے قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ دینور میں نیال کی فوجیں تھیں محمد نے ان کو سر میدان شکست دے کر دینور پر قبضہ کر لیا۔

سعدی بن ابوالشوک: مہلل نے اپنے بھائی ابوالشوک کے بعد اس کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور مادر سعدی (یعنی اپنی بھاوج زوجہ ابوالشوک) سے عقد کر لیا۔ شادنجان میں کردوں کے ساتھ بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے لگا اور خفیف خفیف معاملات میں بے حد سختی کرنے لگا سعدی نے نیال کو ان مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو نیال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی ماتحتی میں شادنجان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کر کے نیال کے نام کا خطبہ پڑھا اور شہر کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر بابدشت کی جانب کوچ کیا مہلل کو اس کی نقل و حرکت کی خبر لگ گئی فوراً

حلوان آ پہنچا اور قبضہ کر کے نیال کا خطبہ وسکہ موقوف کر دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور بدر بن مہلل کی جنگ: سعدی بابدشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف گیا اور اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا اس کے بعد ایک دستہ فوج کو بندنجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کر لیا اور شہر کو لوٹ کر تباہ کر دیا سرخاب نے قلعۂ دوز بلونہ جا کر پناہ لی اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس آیا اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کر لیا مہلل نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے بدر کو حلوان سر کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ سعدی نے تاتاریوں کو جمع کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر قبضہ کر لیا قبضۂ حلوان کے بعد اپنے چچا مہلل کی طرف بڑھا مہلل نے گھبرا کر تیراز شاہ کے پاس قلعۂ شہر روز میں جا کر پناہ لی۔

سعدی بن ابوالشوک کی گرفتاری: تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور حلوان کو جی کھول کر لوٹا اور سعدی نے تیراز شاہ پر محاصرہ ڈال دیا احمد بن طاہر نیال کا نامی سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا مہلل نے تنگ آ کر اپنے بھتیجے سے مل جانے کا ارادہ کیا مگر کردوں کی مخالفت نے اسے اس سے باز رکھا اس کے بعد اپنے چچا سرخاب کی طرف محاصرہ ڈالنے کی غرض سے دور بلونہ پر حملہ کیا ابوالفتح بن دارم نامی سپہ سالار رکاب میں تھا کوچ وقیام کرتا ہوا روانہ ہوا پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بے حد تنگ تھا جس سے محاصرین کے حوصلے ٹھنڈے ہو گئے جان کے لالے پڑ گئے۔ سعدی اور ابوالفتح وغیرہ سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر ان اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد ناکام واپس ہوا۔

سعدی بن ابوالشوک کی رہائی: جس وقت سرخاب نے اپنے برادر زادہ ابوالشوک کو گرفتار کر لیا اس وقت اس کے بیٹے ابوالعسکر کو اپنے باپ کے اس فعل سے سخت غصہ پیدا ہوا اور کچھ تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی چونکہ سرخاب کرسی حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کردوں سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس وجہ سے کردوں نے متفق ہو کر سرخاب کو گرفتار کر کے نیال کے پاس بھیج دیا نیال نے اس کی آنکھیں نکلوا لیں اور سعدی بن ابوالشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کے بیٹے ابوالعسکری نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی قسم لے لی۔ سعدی کی رہائی کے بعد کردوں کا ایک گروہ آ کر جمع ہو گیا۔ سب کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہوا۔ نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ نفرت کا اظہار کیا۔ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھا اور ابوکالیجار کو اپنی اطاعت کا پیام دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور تاتاریوں کی جنگ: نیال سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلنجان کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہ کی مقابلہ پر آئے نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعۂ دور بلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور بقیہ فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا۔ قتل وغارت' سزا اور تاوان لینے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی یہاں تک کہ باشندگان بندنجین کو خوب پامال کیا ان میں سے ایک گروہ فتح کی طرف روانہ ہوا۔ فتح میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی مال واسباب اور ذخیرہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا نیال کی فوج نے تعاقب کیا ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا مرتا کیا نہ کرتا بحکم ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد لڑ پڑا' قسمت نے یاوری نہ کی ہمراہیان نیال فتح یاب ہوئے فتح نے اپنے احباب اور قرب وجوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی کسی نے کوئی توجہ نہ دی مجبور ہو کر جلاوطن ہو گیا ان دنوں سعدی بن ابوالشوک مقام باجین

سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تاتاریوں نے اس پر شب خون مارا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا تاتاریوں کو اس غارت گری سے ان ممالک کا کوئی شہر و قریہ نہ بچ سکا دسکرہ ہارونیہ اور قصر نیشاپور وغیرہ ان کی غارت گری اور قتل کی نذر ہو گئے ان مقامات کے باشندگان کی کچھ تو تاتاریوں کے تیغ اجل کے نذر ہو گئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ کو سردی نے ہلاک کر دیا۔ سعدی بہزار خرابی اپنی جان بچا کر وہاں سے ابوالاغر وبیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس مقیم رہا۔

نیال کا قلعہ سیروان پر قبضہ: اس کے بعد نیال نے قلعہ سیروان پر محاصرہ ڈالا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی اور قرب و جوار کے شہروں پر شب خون مارنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اس قتل و غارت گری کا سیلاب تکریت تک پہنچ گیا۔ سیروان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر اطاعت قبول کی امن کا خواستگار ہوئے نیال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر سعدی کا جو کچھ ذخیرہ تھا سب لے لیا' اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا' کچھ روز بعد حاکم قلعہ سیروان مر گیا۔

فتح شہر روز: پھر نیال نے اپنے وزیر کو شہر روز فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے شہر روز پر بہ زور تیغ قبضہ کر لیا مہلل بھاگ نکلا اور دور تک بھاگتا چلا گیا نیال کے لشکریوں نے میدان خالی پا کر قلعہ اہواز پر محاصرہ ڈالا مہلل کو موقع مل گیا اہل شہر روز سے نامہ و پیام کا سلسلہ ڈالا اور انہیں ان تاتاریوں پر دفعتہً حملہ کرنے پر اُبھارا جو ان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر روز نے ایک روز بحالت غفلت تاتاریوں پر حملہ کر دیا اور سب کو موت کا پیالہ پلا دیا' نیال کا سپہ سالار یہ خبر سن کر شہر روز واپس آیا لیکن ناکام رہا اس کے بعد تاتاریوں کا وہ لشکر جو بندنجین میں مقیم تھا نہر سلیلی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابودلف قاسم بن محمد جادائی سے معرکہ آراء ہوا ابودلف نے انہیں شکست فاش دی اور ان پر فتح یاب ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔

علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ: ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ علاقہ پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا' راستہ نہ جانتا تھا ایک پہاڑی درے میں گھس پڑے' علی بن قاسم کو موقع مل گیا حملہ کر کے جو مال غنیمت اس کے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر سپہ سالار نیال قلعہ تیران شاہ کا برابر محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۴۴۰ھ کا دور آ گیا اور اس کی فوج میں وبا پھیل گئی نیال سے امداد کی درخواست کی' نیال اس کی مدد کو نہ پہنچ سکا' احمد مجبور ہو کر محاصرہ اٹھا کر مابد شیر چلا آیا۔

مہلل کی بغداد کو روانگی: اس واقعہ کی خبر مہلل تک پہنچ گئی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو شہر روز بھیجا جس نے شہر روز پر قبضہ کر لیا۔ تاتاری فوجوں نے سیروان چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا۔ فوج نے بھی ان صوبہ جات کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا' باقی رہا مہلل اس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو بغداد میں چھوڑ کر اور اپنی فوج کو بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا ان غارت گریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک لشکر بندنجین کی طرف روانہ کیا۔ تاتاریوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے مڈبھیڑ ہوئی تاتاریوں نے شاہی لشکر کو شکست دی اور

سب کو قتل کر ڈالا کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا۔

سلطان طغرل بک اور مہلل: ۴۴۳ھ میں مہلل برادر ابوالشوک سلطان طغرل بک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان نہایت عزت و احترام سے پیش آیا اور اس کے مقبوضات سیروان' دقوقا' شہرروز اور صامغان کی حکومت عنایت کی۔ مہلل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو ایک مدت سے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اس کی سفارش قبول اور منظور فرمائی اور سرخاب کو قید سے آزادی دی قلعۂ تامکی جو اس کے مقبوضات سے تھا حکومت سپرد کی۔ سرخاب قید سے رہائی پا کر قلعہ ماہکی کی طرف روانہ ہوا۔ سعدی ابن ابی الشوک بھی اس عنایت شاہی سے محروم نہیں رہا۔ سلطان طغرل بک نے اسے زواندین بطور جاگیر عنایت کیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور ابودلف کی جنگ: پھر ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے سعدی کو تاتاری افواج کا سردار بنا کر اطراف عراق کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا یہ کوچ و قیام کرتا ہوا بدشت پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر کے ابودلف جا والی کی جانب بڑھا اور ابودلف مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ سعدی نے تعاقب کیا۔ تھوڑی دور پر جا کر گھیرا مال و اسباب لوٹ لیا ابودلف تن تنہا بہ یک بینی و دوگوش اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

مہلل کی گرفتاری: خالد ابن عم سعدی اور مطر ابن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوئے اور مہلل کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ سعدی نے امداد و اعانت کا وعدہ دے کر واپس کیا اثناء راہ میں مہلل کے ہمراہی مل گئے۔ بنوعقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مہلل نے فدیہ دے کر ان لوگوں کو چھڑایا اور موقع پا کر تل عکبرا پر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی بنوعقیل کو شکست ہوئی' مہلل نے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا بنوعقیل پریشان حال سعدی کے پاس سامرا پہنچے اپنے رنج و غم کی داستان سنائی سعدی کو طیش آ گیا فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا مہلل کا تعاقب کیا اور اس پر کامیاب ہو کر اسے اور اس کے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا بنوعقیل کا مال جس قدر مہلل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان کی طرف لوٹ پڑا۔

بدر بن مہلل کی شہرروز کی جانب پیش قدمی: ان واقعات سے دارالخلافت بغداد میں بے چینی سی پیدا ہو گئی الملک الرحیم کی فوجیں جمع ہوئیں ابوالاغر دبیس بن مزیدان فوجوں کے ساتھ تھا۔ سعدی کا لڑکا سلطان طغرل بک کے پاس رہن تھا اور مہلل کی سعدی کے یہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان طغرل بک نے سعدی کے لڑکے کو سعدی کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اسے مہلل کی جگہ دیتا ہوں تم مہلل کو قید سے رہا کر دو۔ سعدی کو اس حکم کی تعمیل میں پس و پیش ہوا بالآخر طغرل بک کی مخالفت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا' ناچار شقباد اور بروان کے درمیان حملے کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی سلطان طغرل بک کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا' ایک لشکر بدر بن مہلل کی ماتحتی میں شہرروز کی طرف روانہ کیا' ابراہیم بن اسحاق (سعدی کا سپہ سالار) سامنے آ گیا باہم لڑائی ہوئی' ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ دشقباد کی طرف بھاگا اور بدر بن مہلل نے شہرروز کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کر حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔ پھر ۴۴۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی۔ اسے تاراج کر کے رشقباد جا پہنچا یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں

تھا اور اس قلعہ میں قلعہ بردان میں سعدی کا مال واسباب اور ذخیرہ تھا۔ حاکم قلعہ مقابلہ پر آیا لیکن اس کے حملوں نے قلعہ اس کے سپرد کر دینے پر اسے مجبور کر دیا اور اس کے متعلقات خراب اور ویران کر دیئے۔

دیلمیوں کا زوال: غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں کے ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جس طرف چاہتے تھے مار دھاڑ کے سوا کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں سلطان طغرل بک نے ابوعلی بن ابوکالیجار والیٔ بصرہ کو تاتاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ ابوعلی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تاتاری فوجوں نے اسے لوٹ لیا۔ رعایا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹے گئے، مارے گئے، جو کچھ مال واسباب اس غارت گری سے بچا تاوان اور جرمانہ کی نذر ہو گیا۔ الغرض سلطان طغرل بک کی حکومت کا سکہ دارالخلافت بغداد اور اس کے تمام متعلقہ ممالک میں چلنے لگا کردوں کی حکومت وسلطنت جاتی رہی جو چند کردی حکمران رہ گئے وہ سلطان طغرل بک کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے۔

